انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔ الحدیث
عقیدہ ختم نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا
عقیدۃ ختم النبوۃ
جلد نمبر ١٦
الناشر
الادارۃ لتحفظ العقائد الاسلامیۃ
کراتشی پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

الآية ٤٠ سورة الاحزاب

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

ختمِ نبوت پر علمائے اسلام کی تحقیقی کتب و رسائل کا انسائیکلوپیڈیا

عقیدہ ختمِ نبوت

جلد نمبر ۱۶

ناشر
الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.aqaideislam.org
www.khatmenabuwat.com

قَصِیدَہ بُردَہ شریف

از: شیخ العرب والعجم امام محمد شرف الدین بوصیری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اے میرے مالک و مولیٰ درود و سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ تیرے پیارے حبیب پر جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سردار اور ملجا ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں جماعتوں کے۔

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ پائے۔

وَکُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملتمس ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا باران رحمت سے ایک قطرے کے۔

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ

تمام معجزات جو انبیاء علیہم السلام لائے وہ دراصل حضور ﷺ کے نور ہی سے انہیں حاصل ہوئے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَآءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو (مسجد اقصی میں) مقدم فرمایا مخدوم کو خادموں پر مقدم کرنے کی مثل۔

بُشْرَى لَنَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

اے مسلمانو! بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ ﷻ کی مہربانی سے ہمارے لئے ایسا ستون عظیم ہے جو کبھی گرنے والا نہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یارسول اللہ ﷺ آپ کی بخششوں میں سے ایک بخشش دنیا و آخرت ہیں اور علم لوح و قلم آپ ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللّٰهِ نُصْرَتُهُ
إِنْ تَلْقَهُ الْأُسْدُ فِي آجَامِهَا تَجِمِ

اور جسے آقائے دوجہاں ﷺ کی مدد حاصل ہو اسے اگر جنگل میں شیر بھی ملیں تو خاموشی سے سر جھکالیں۔

لَمَّا دَعَا اللّٰهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهِ
بِأَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأُمَمِ

جب اللہ ﷻ نے اپنی طاعت کی طرف بلانے والے محبوب کو اکرم الرسل فرمایا تو ہم بھی سب امتوں سے اشرف قرار پائے۔

سلامِ رضا

از: امام اہلسنت مجدّدِ دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ
امام احمد رضا محقق، محدث، قادری، برکاتی، حنفی، بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود و کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اظہار تشکر

ادارہ ان تمام علمائے اہلسنّت،
اہل علم حضرات اور تنظیموں کا
تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے
جنہوں نے اب تک عقیدہ ختم نبوت کے
موضوع پر مواد کی تلاش اور جمع کرنے میں
ادارے کے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا
اور باقی مواد کی تلاش میں مشغول عمل ہیں
ادارے کو ان کی مزید علمی شفقتوں کا
انتظار رہے گا۔

الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

فہرست

نام کتاب	عَقِیدَۃ ختمِ النُّبُوَّۃ
ترتیب و تحقیق	حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ
جلد	سولہویں
سن اشاعت (اول)	1438ھ / 2017ء
قیمت	-/450

15 جلدوں میں مطبوعہ کتب کی فہرست اور مکتبوں کے ایڈریس کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: "عقیدہ ختم نبوت" کے سلسلے میں حتی الامکان سنین کے اعتبار سے کتابوں کی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر طباعت کے تقاضوں کے پیشِ نظر بعض کتب میں اس ترتیب کو برقرار نہیں رکھا جاسکا ہے۔ (ادارہ)

ناشر: الادارۃ لتحفیظ العقائد الاسلامیۃ

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر Z-111، عالمگیر روڈ، کراچی

www.aqaideislam.org
www.khatmenabuwat.com

قَاطِع فِتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

- حالاتِ زِندگی
- رَدِّقادیانیت

تحقیقِ صحیح

فی

تردیدِ قبرِ مسیح

(سنِ تصنیف: 1341ھ بمطابق 1922ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

حافظِ ایمان

از

فتنۂ قادیان

(اردو)

(سنِ تصنیف: 1344ھ بمطابق 1925ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

مترجم: مولانا ابوالحسن واحد رضوی

(سنِ ترجمہ: 20 اگست 2005)

حافظِ ایمان

از

فتنۂ قادیان

(فارسی)

(سنِ تصنیف: 1344ھ بمطابق 1925ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

جناب بابو پیر بخش صاحب

کے

رد قادیانیت پر رسائل

(سنِ تصنیف: ؁ء تا ؁ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

جناب بابو پیر بخش صاحب

کے

ردِ قادیانیت پر مضامین

(سنِ تصنیف: 1915ء تا 1927ء)

تصنیفِ لطیف

قاطعِ فتنۂ قادیان

جناب بابو پیر بخش لاہوری

(بانی انجمن تائید الاسلام، ساکن بھاٹی دروازہ، مکان ذیلدار، لاہور)

فہرستِ مضامینِ جناب بابو پیر بخش صاحب

فہرستِ رسائل جناب بابو پیر بخش صاحب

جناب میاں بابو پیر بخش صاحب لاہوری

جناب بابو پیر بخش کا شمار اہلسنّت و جماعت کی ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے جنھوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ محترم بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ، لاہور کے رہنے والے تھے۔ موصوف نے ذریعہ معاش کے لئے محکمہ ڈاک کی ملازمت اختیار کی۔ تبلیغ دین واشاعت اسلام کی خاطر ابتداء میں اپنے دوست بابو چراغ دین صاحب کے ساتھ ''انجمن حمایت الاسلام'' کی بنیاد رکھی اوراس میں سیکرٹری کی خدمات انجام دیں۔ جس کا اظہار ماہنامہ تائید الاسلام، شمارہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں بھی کیا ہے۔ پھر ''انجمن تائید الاسلام'' قائم کی اوراس کے تحت ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''تائید الاسلام'' کا اجراء کیا۔

جب بابو پیر بخش صاحب ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر معین تھے اس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی اوران کے دوستوں نے ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا حامی اور خیر خواہ مشہور کیا ہوا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش بھی ملتان شہر کے رہنے والے تھے جن کی وساطت سے جناب بابو پیر بخش مرزا غلام احمد قادیانی کی مشہور کتاب ''براہین احمدیہ کا خریدار بنے اور مرزا غلام قادیانی کے مداحین میں شامل ہوئے۔ جولائی ۱۹۲۶ء کے انجمن تائید الاسلام کے شمارے کے ایک مضمون ''حالات مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذبہ لایعنی'' میں اپنے اس زمانے کو ذکر کرتے ہوئے جناب بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

''براہین احمدیہ کے خریدار بنانے کے واسطے اور پیشگی قیمت وصول کرکے مرزا صاحب کے

پاس بھیجنے کے واسطے منشی الٰہی بخش اکونٹینٹ و منشی عبدالحق صاحب اکونٹینٹ دورہ کے واسطے نکلے۔ میں اس زمانے میں ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں بعہدہ ہیڈ کلرک معین تھا۔ میرے پاس یہ صاحبان پہنچے۔ اور چونکہ منشی الٰہی بخش صاحب ملتان شہر کے رہنے والے تھے، انہوں نے دعوت بھی کی اور مجھ کو خریدار بھی بنایا۔ اور میں بھی سلک معاونین و مداحین مرزا میں منسلک ہوا۔ غرض مرزا صاحب کو جو کچھ بنایا مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے دوستوں نے مبالغہ آمیز مدح سرایاں کیں۔ مرزا صاحب کو اسلام کا حامی و خیر خواہ مشہور کر دیا۔ اور ہر کہ و مہ مرزا صاحب کو اسلام کا پہلوان اور عقائد اسلام کا حامی کہنے لگا۔ اور مرزا صاحب کا وجود ہر ایک مسلمان اسلام کے واسطے غنیمت یقین کرنے لگا۔ اور مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں براہین احمدیہ ریویو مبالغہ آمیز خیالات میں کیا۔''

فروری ۱۹۱۲ء میں جناب بابو پیر بخش کو اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملی اور وہ پنشن پر آ گئے۔ ملازمت سے فراغت کے بعد انہوں نے غلام احمد قادیانی کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس فتنہ سے اچھی طرح آگاہ ہو گئے۔ بالآخر اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی اور اسی سال رد قادیانیت پر کتاب ''معیار عقائد قادیانی'' تحریر فرمائی۔

معیار عقائد قادیانی کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امابعد احقر العباد بابو پیر بخش پوسٹماسٹر حال گورنمنٹ پنشنر ساکن لاہور، بھاٹی دروازہ۔ برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مجھ کو بہت مدت سے مرزا صاحب کی صفات سن کر اشتیاق تھا کہ ان کی تصنیفات کا مطالعہ کروں اور ممکن فائدہ اٹھاؤں۔ مگر چونکہ یہ کام فرصت کا تھا۔ اور مجھ کو ملازمت کی پابندی تھی۔ اور میرا محکمہ ڈاک بھی ایسا تھا کہ مجھ کو فرائض منصبی سے بہت کم فرصت ہوتی تھی جو کہ ضروریات انسانی میں بھی مکتفی نہ تھی۔ اسی واسطے

میں اپنے شوق کو پورا نہ کر سکا۔ مگر اب مجھ کو بفضل خدا تعالیٰ بہ تقریب پنشن ماہ فروری ۱۹۱۲ء سے فرصت تھی۔ میں نے مرزا صاحب کی تصانیف دیکھی اوران کی کتابیں فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام، حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ پڑھیں۔ قریباً تمام کو دعویٰ مسیح موعود اور آسمانی نشانات سے مملو پایا۔''

معیار عقائد قادیانی کی تصنیف کے بعد محترم بابو پیر بخش نے اس بے دین گروہ کے ہر پمفلیٹ اور ہر اشتہار کا جواب تحریر فرمایا اور قلیل عرصہ میں غلام احمد قادیانی کے ہر ہر دعوے کے رد پر مستقل کتب تحریر فرمادیں۔ جناب بابو پیر بخش مرحوم کی جملہ تصانیف نہایت سلیس اور مدلل ہیں۔ اب تک ادارہ تحفظ عقائد اسلام کو مصنف علام کی نو (۹) کتابیں حاصل ہو چکی ہیں جن کی سنین کے اعتبار سے ترتیب اس طرح ہے:

۱...... معیار عقائد قادیانی	سنہ ۱۳۳۱ھ	سنہ ۱۹۱۲ء
۲...... بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی	سنہ ۱۳۳۷ھ	سنہ ۱۹۱۸ء
۳...... کرشن قادیانی	سنہ ۱۳۳۹ھ	سنہ ۱۹۲۰ء
۴...... مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی	سنہ ۱۳۴۱ھ	سنہ ۱۹۲۲ء
۵...... تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح	سنہ ۱۳۴۱ھ	سنہ ۱۹۲۲ء
۶...... الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح	سنہ ۱۳۴۳ھ	سنہ ۱۹۲۴ء
۷...... تردید نبوت قادیانی	سنہ ۱۳۴۴ھ	سنہ ۱۹۲۵ء
۸...... حافظ الایمان (فارسی/ اردو)	سنہ ۱۳۴۴ھ	سنہ ۱۹۲۵ء
۹...... مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟	......	......

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ منصف موصوف کے رد قادیانیت پر درج ذیل پانچ

کتب و رسائل کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۱......اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست۔

۲......تفریق درمیان اولیاء امت اور کاذب مدعیان نبوت و رسالت۔

۳......ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شوروغل۔

۴...... حافظ الایمان (عربی)

اگر کسی کے پاس مصنف موصوف کے تفصیلی حالات زندگی اور مذکورہ بالا پانچ رسائل موجود ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جناب بابو پیر بخش کی ان تصانیف کا تعارف اکثر ماہنامہ تائید الاسلام کے آخری صفحہ پر پیش کیا جاتا تھا۔ تائید الاسلام بابت جنوری ۱۹۳۲ء کے آخری صفحہ پر تردید نبوت قادیانی کا تعارف اس طرح پیش کیا گیا ہے:

تردید نبوت قادیانی

میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب

’’برادران اسلام! میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے ایک کتاب مسمی بہ کتاب ’’النبوۃ فی خیر الامت‘‘ شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا نہ صرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے چلا آرہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اور ان کو مغضوب و مجذوم کہا ہے۔ اور عقلی ڈھکوسلے لگا کر مسلمانوں کو بہت دھوکے دیئے ہیں جن کا اظہار کرنا اور جواب دینا نہایت ضروری تھا۔ اسی لئے الحمد للہ کہ کتاب مذکور کا جواب ’’تردید نبوت قادیانی‘‘ ۲۳۲ صفحات پر خاکسار نے لکھ کر چھپوائی ہے۔‘‘

ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں آباد مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی کے لئے جناب بابو پیر بخش صاحب کی بعض تصانیف کے عربی، فارسی اور انگریزی تراجم بھی کئے گئے اور انہیں افغانستان، مصر، شام، عراق اور افریقہ وغیرہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔

ماہنامہ تائیدالاسلام بابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لوگوں سے اس طرح گزارش کی گئی ہے:

ضروری گزارش

''برادران اسلام! خدا کے فضل سے یہ سال بھی ختم ہوا۔ اب آئندہ سال کے اخراجات کے واسطے انجمن کو سرمائے کی سخت ضرورت ہے۔ کیوں کہ اس سال معمولی اخراجات رسالہ کے ماہوار ایک کتاب ۴۸ صفحات کی مسمیٰ بہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' فارسی زبان میں تصنیف کی گئی اور ۲۲×۲۰ سائز پر لکھوا کر چھپا کر مفت مسلمانان کابل وقندھاو بخارا و بلوچستان وخوست وغیرہ علاقہ جات میں مفت تقسیم کی گئیں۔ کیوں کہ مرزائیوں کی طرف سے ان علاقہ جات میں خاص طور پر جدوجہد شروع ہوگئی تھی۔ اور فارسی زبان میں انجمن تائیدالاسلام کی طرف سے کوئی کتاب شائع نہ ہوئی تھی۔

(۲) اسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں کرا کر علاقہ مصر وشام وبیت المقدس وبصرہ وبغداد وغیرہ میں مفت تقسیم کی گئیں۔ جیسا کہ نقول چھٹیات سے آپ پر ثابت ہوگا۔

(۳) اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر علاقہ بمبئی، مدراس، مالابار (ملبار)، بنگال، رنگون و برہما (برما) میں تقسیم کرایا گیا۔ یہ تمام اخراجات کا بوجھ انجمن کے مستقل سرمائے پر پڑھا۔''

تحریر وتصنیف کے علاوہ جناب بابو پیر بخش تقریر کے میدان میں بھی ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہونے والے ''جلسہ اسلامیان قادیان'' کی روداد بیان کرتے ہوئے محرر لکھتے ہیں:

’’جناب بابو صاحب موصوف نے اپنی ۱۶ صفحات کی نہایت مدلل اور دلچسپ مطبوعہ تقریر ’’اثبات حیات مسیح‘‘ مختصر مگر منکسرانہ تمہید کے بعد سنانی شروع کی۔ اس تقریر کی لطافت نے جلسہ میں ایک خاص شان پیدا کردی۔ لفظ لفظ پر تحسین وآفرین کی صدائیں بلند ہوتی تھی۔‘‘ ’’درحقیقت جس تحقیق سے ایک مدلل اور مکمل بحث بابو صاحب نے ’’اثبات حیات مسیح‘‘ پر کی ہے، یہ انہیں کا حصہ تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ’’لکل فن رجال ولکل قول مقال‘‘ بابو صاحب کی طبیعت میں مناظرہ کا خاص ملکہ ودیعت ہے۔‘‘

جناب بابو پیر بخش نے ایک دینی ادارے انجمن تائیدالاسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت ماہنامہ رسالہ بنام ’’تائیدالاسلام، لاہور‘‘ جاری کیا۔ اور اس کے لئے مندرجہ قواعد وضوابط مقرر کئے:

۱۔ اس انجمن کا نام ’’انجمن تائیدالاسلام‘‘ ہے۔

۲۔ ہر مسلمان خواہ کسی شہر یا گاؤں کا رہنے والا ہو، ممبر بن سکتا ہے۔

۳۔ ہر ایک ممبر کو کم از کم ......، چندہ ماہوار دینا ضروری ہے۔

۴۔ اگر کوئی صاحب حسب توفیق حیثیت خود زیادہ عطیہ دینا چاہے تو مشکوری کے ساتھ انجمن قبول کرے گی۔

۵۔ انجمن عقائد باطلہ کی تردید تہذیب کے ساتھ کرے گی اور اس کو پولیٹکل امور میں کچھ دخل نہ ہوگا۔ صرف مذہبی عقائد پر بحث کرے گی۔

انجمن کے تحت فتنہ قادیان کی جانب سے جاری ہونے والے اشتہارات اور پمفلیٹ اور مضامین اور تقاریر کا رد کیا جاتا اور عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جاتا۔ ماہنامہ رسالہ میں رد قادیانیت پر مضامین اور اقتباسات شائع کئے جاتے اور علماء اہلسنّت کی رد

قادیانیت پر مطبوعہ کتب سے بھی عوام وخواص کو مطلع کیا جاتا۔ انجمن کی جانب سے اکثر اوقات ردقادیانیت پر رسائل مفت تقسیم کئے جاتے اور اس سلسلے میں لوگوں سے مالی تعاون کی اپیل بھی کی جاتی۔ ایک مقام پر جناب بابو پیر بخش مسلمانوں سے التماس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

التماس ضروری برادران اسلام: مرزائی صاحبان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے واسطے ایک انجمن تائید الاسلام جو کہ تہذیب کے ساتھ مرزائی صاحبان کو بغرض اصلاح جواب دیتی رہے گی، قائم ہوئی ہے۔ جو مسلمان اس کارخیر میں مدد دینا چاہیں اور انجمن کا ممبر بننا چاہیں تو اپنا نام لکھ کر انجمن میں بھیج دیں اور دینی جماعت میں حصہ لے کر ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ کیوں کہ مرزائی صاحبان کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے رسالہ جات مفت تقسیم کرتی ہے اور اپنے عقلی ڈھکوسلے لگا کر عام مسلمانوں کو دھوکہ دے کر بہکاتے ہیں جن کا جواب دینا نہایت ضروری ہے۔

(الملتمس: پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر لاہور، بھاٹی دروازہ مکان زیلدار)

جو مسلمان اس رسالہ کے ساتھ مالی تعاون کرتے ان کے نام اور رقم کی تفصیل بھی رسالے کے آخر میں شائع کی جاتی۔ ماہنامہ تائید الاسلام کے ساتھ مالی تعاون کرنے والوں کی فہرست میں دو اہم علمی شخصیات زبدۃ العارفین حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب اور قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ کے نام بھی مذکور ہیں۔

جناب بابو پیر بخش اپنی تصانیف میں علماء اہلسنّت کی ردقادیانیت پر لکھی جانے والی کتب کا تعارف بھی پیش کرتے۔ انجمن تائید الاسلام کی ۱۹۱۷ء کی ایک اشاعت کے سرورق کے اردگرد یہ اطلاع درج ہے:

''حجۃ اللہ البالغہ یعنی سیف چشتیائی مصنفہ علامہ زمان قطب دوران حضرت

خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب (زاد اللہ فیوضھم)۔ دنیا بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے کہ عالمانہ نظر میں مرزا قادیانی کا رد اس سے بہتر نہیں کیا گیا۔''

رسالہ تائید الاسلام ماہوار بابت ماہ نومبر ۱۹۲۰ء کے سرورق پر یہ اطلاع تحریر ہے:

''اطلاع: افادۃ الافہام مولفہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ صاحب مرحوم (صدر الصدور، حیدر آباد، دکن) تردید مرزا میں یہ دو جلدوں کی ضخیم بے نظیر کتاب جو بڑی جستجو سے تین (۳) نسخے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ علماء فوراً منگالیں۔''

جب مصنف موصوف نے بعض مصلحتوں کے تحت کچھ عرصہ کے لئے رسالہ تائید الاسلام کی اشاعت روک دی تو حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی (مصنف کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی) نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ''انقلاب زفاف حاضرہ'' میں ان الفاظ میں فرمایا:

''ہمارے محترم دوست مولوی بابو پیر بخش صاحب نے رسالہ تائید الاسلام لاہور کو بند کر دیا اور نہایت اہم دینی کام کو چھوڑ دیا۔'' (مطبوعہ رسالہ انجمن نعمانیہ، لاہور، ماہ جنوری ۱۹۲۸ء)

جناب بابو پیر بخش ۱۹۱۲ء میں اپنے عہدے سے فراغت کے بعد سے مسلسل سولہ (۱۶) سال تک مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے ہر فریب و دھوکہ دہی کا منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اپنی کتب، رسائل، مضامین اور اہلسنّت کے دیگر بزرگوں کی تصانیف کے ذریعے لوگوں کے اس فتنہ سے مطلع و آگاہ کرتے رہے۔ مرزائیوں کی جانب سے جاری ہونے والے ہر اشتہار، پمفلیٹ، ٹریکٹ اور ہینڈ بل کا آپ عقلی اور نقلی دلائل سے رد فرماتے۔ جناب بابو پیر بخش نے اپنے انتھک مشن کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلافِ اسلام دعاوی، عقائد باطلہ اور گمراہ کن الہامات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ آخر کار عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کرتے ہوئے مئی ۱۹۲۷ء میں اس

دار فانی سے کوچ کر گئے۔

جناب بابو پیر بخش کے وصال کے بعد مئی ۱۹۲۷ء سے مئی ۱۹۳۲ء یعنی پانچ سال تک رسالہ تائید الاسلام کے اجراء کی ذمہ داری جناب میاں قمر الدین صاحب نے سنبھالیں۔ رسالہ تائید الاسلام، بابت ماہ جون، ۱۹۳۲ء کے شمارے میں جناب بابو پیر بخش کی خدمات کو سراہتے ہوئے مضمون نویس رفیق محترم تحریر کرتے ہیں:

''تردید مرزائیت میں جن حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں رسالہ تائید الاسلام کے بانی محترم جناب بابو پیر بخش صاحب مرحوم ومغفور ایک امتیازی خصوصیت رکھتے ہیں۔ جناب میاں صاحب نے پوسٹماسٹر کے عہدے سے پنشن لینے کے بعد بھاٹی دروازہ لاہور سے تردید مرزائیت کے لئے رسالہ تائید الاسلام کا اجراء کیا اور ان کی ذاتی قابلیت سے اس رسالہ کو یہاں تک ترقی دی کہ رسالہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند مثلاً افغانستان، افریقہ، مصر، شام، برما وغیرہ ممالک میں کثرت سے جانے لگا۔ میاں صاحب مرحوم نے اپنے مشن کو رسالہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ تردید مرزائیت میں کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ عربی اور انگریزی میں رسالے شائع کئے تاکہ اسلامی ممالک اور یورپ میں مرزائی حقیقت سے پورے طور پر آگاہ ہو جائیں۔ میاں صاحب موصوف باوجود پیرانی سالی کے، جس جوان ہمتی سے اور تندہی کے ساتھ سولہ سال برس تک کا طویل عرصہ اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیتے رہے، یہ انہیں کا کام حصہ تھا۔ یقیناً نصرت الٰہی ان کی مددگار اور مؤید تھی۔ اسی لئے ان کا مشن دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ مرزائیوں سے پوچھئے جن کے سینے پر ان کی تحریریں مونگ دلتی رہتی رہیں اور ہر میدان میں مرزائیوں کو میاں صاحب کے مقابلہ میں ذلیل ترین شکست نصیب ہوتی رہی۔ آخر وہ وقت آپہنچا کہ جب ہر ایک انسان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے ہاں جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

وفات سے پہلے میاں صاحب نے رسالہ کا فنڈ اور کتب خانہ ٹرسٹیز مقرر فرمانے کے بعد محترمی ومکرمی جناب میاں قمر الدین صاحب رئیس اچھرہ کے سپرد فرما دیا اور خود مئی ۱۹۲۷ء میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادارہ تحفظ عقائد اسلام اپنی اس سولہویں جلد میں جناب بابو پیر بخش مرحوم کی تین کتب اور ماہنامہ تائید الاسلام میں طبع ہونے والے مضامین اور چند رسائل کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس مجموعے میں چند مقامات پر اصلاح طلب عبارات کی تصحیح کی گئی ہے۔ جن مقامات پر عبارت کسی وجہ سے حذف ہے یا غیر واضح ہے وہاں (۔۔۔۔۔) کا نشان لگایا گیا ہے۔

تحقیق وترتیب

علامہ محمد عثمان قادری برکاتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تردید قبر مسیح در کشمیر

برادران اسلام! مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنا مطلب منوانے کے لئے جھوٹ استعمال کرلیا کرتے تھے۔ جیسا عوام کا دستور ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے واسطے بہت سے جھوٹ تراشا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے پہلے یہ جھوٹ تراشا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر محلہ خانیار میں ہے''۔ اور اس جھوٹ کے سچ کرنے کے واسطے جھوٹ بولا کہ ''تبت سے ایک انجیل برآمد ہوئی ہے، اس سے ثابت ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا اور کشمیر میں فوت ہوا۔ اور محلہ خانیار شہر سرینگر میں اس کی قبر ہے''۔ مگر نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ تبت والی انجیل میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سرینگر میں فوت ہوئے اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ بلکہ وہاں تو لکھا ہے کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام ۲۹ ربرس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گئے اور وہاں جا کر ان کو واقعہ صلیب درپیش آیا اور صلیب پر انکی جان نکل گئی۔ اور یروشلم کے پاس مدفون ہوئے اور اسی جگہ انکی قبر ہے''۔ جیسا کہ دوسری چاروں انجیلوں میں لکھا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی کتاب ''اتمام حجت'' کے ص ۱۹ و ۲۰ کے حاشیہ پر تسلیم کرتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ کی قبر بلدۂ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے، اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے، اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے، اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے''۔ پھر ''ازالہ اوہام جلد ۲''میں تسلیم کرتے ہیں کہ ''یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور وہاں

اس کی قبر ہے''۔ اب اخیر میں قصہ گھڑ لیا کہ مسیح صلیب سے خلاصی پا کر سرینگر کشمیر میں آیا اور واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس زندہ رہ کر فوت ہوا اور محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے جو کہ ''یوزآصف'' کی قبر مشہور ہے۔ اس واسطے ہم روسی سیاح ''مسٹر نکولس نوکروچ'' کے لکھے ہوئے حالات کا ترجمہ اختصار کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، تا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب دروغ گوئی میں کس قدر دلیر تھے کہ واقعہ صلیب کو جو بعد میں واقع ہوا، اسکو مقدم کر دیا اور اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ افسوس! اگر کوئی دوسرا مولوی ایسا کرتا تو مرزا اس حرکت کو ''یہودیانہ'' کہہ کر موردلعنت کا فتوی دیتے۔ مگر خود جو چاہیں سو کریں۔ اب ذیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سیر ہندوستان و تبت و کشمیر لکھے جاتے ہیں، جن سے مرزا صاحب کا جھوٹ کھل جائے گا''۔

دیکھو فصل چہارم:

''پھر جلدی سرزمین اسرائیل میں ایک عجوبہ بچہ پیدا ہوا' خود خدا اس بچہ کے منہ سے بولا اور جسم کا ہیچکارہ اور روح کا عظیم ہونا بتایا''۔ (۸): ''یہ خدائی بچہ جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا بچپن ہی سے گمراہوں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر ایک خدا کی پرستش کرنے لگا''۔ (۱۰): ''جب عیسیٰ ۱۳ برس کی عمر کو پہنچا کہ جس عمر میں اسرائیلی لوگ شادی کیا کرتے تھے''۔ (۱۲): ''یہ وہ وقت تھا جبکہ عیسیٰ چپ چاپ والدین کا گھر چھوڑ کر یروشلم سے نکل گیا اور سوداگروں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ ہوا''۔

فصل پنجم:

''جگن ناتھ، راج گڑھ، بنارس اور دیگر ترک شہروں میں وہ چھ برس رہا''۔

(۱۲) عیسیٰ ویدوں اور پُرانوں کے الہامی ہونے سے انکاری تھا‘ کیونکہ وہ اپنے پیرؤوں سے کہتا تھا کہ ایک قانون پہلے سے انسان کی رہنمائی کے لئے مل چکا ہے“۔(۲۶): ”عیسیٰ نے کہا مورتیوں کی پوجا مت کرو‘ کیونکہ وہ سن نہیں سکتیں“۔

فصل ششم:

(۱)...... ”برہمنوں اور کھتریوں نے عیسیٰ کے ان اپدیشوں کو جو وہ شودروں کو دیا کرتا تھا‘ سن کر اسے قتل کی ٹھانی“۔(۲): ”مگر عیسیٰ کو شودروں نے اس منصوبہ سے مطلع کر دیا تھا‘ وہ رات ہی کو جگن ناتھ سے نکل گیا“۔(۵): ”اس وقت عیسیٰ نیپال اور ہمالیہ کے پہاڑوں کو چھوڑ کر راجپوتانہ میں آ نکلا“۔

فصل ہشتم:

”عیسیٰ کے اپدیشوں کی شہرت گردونواح کے ملکوں میں پھیل گئی اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا تو پوجاریوں نے ڈر کر لوگوں کو اس کا اپدیش سننے سے منع کر دیا“۔(۱۴): ”لیکن خدا کے فضل سے حضرت عیسیٰ نے بلا کسی قسم کی حرج مرج کے اپنا راستہ پکڑا“۔

فصل نہم:

”عیسیٰ جس کو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا رستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا، ۲۹ برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا“۔

فصل دہم:

(۱) ”حضرت عیسیٰ اسرائیلیوں کا حوصلہ جو ناامیدی کے چاہ میں گرنے والے تھے خدا کے کلام سے مضبوط کرتا ہوا گاؤں گاؤں پھرا۔ اور ہزاروں آدمی اس کا اپدیش سننے کیلئے اسکے پیچھے ہوئے“۔(۲): ”لیکن شہروں کے حکام نے اس سے ڈر کر حاکم اعلیٰ کو جو یروشلم میں

رہتا تھا، خبر دی کہ عیسیٰ نامی ایک شخص ملک میں آیا ہے اور اپنی تقریروں سے لوگوں کو حکام کے برخلاف جوش دلاتا ہے، لوگوں کے گروہ بڑے شوق سے اس کا اپدیش سنتے ہیں''۔ (۳): ''اس پر یروشلم کے حاکم ''پلاطوس'' نے حکم دیا کہ واعظ عیسیٰ کو پکڑ کر شہر میں لاؤ اور حکام کے سامنے پیش کرو، مگر اس غرض سے کہ عوام میں ناراضگی نہ پھیلے، پلاطوس نے پوجاریوں اور عالم عبرانی بزرگوں کو حکم دیا کہ مندر میں اس کا مقدمہ کریں''۔ (۴): ''اسی اثناء میں عیسیٰ اپدیش کرتا ہوا یروشلم میں آن پہنچا اور تمام باشندے جو پہلے سے اسکی شہرت سن چکے تھے اس کے آنے کی خبر پا کر اسکی پیشوائی کے لئے گئے''۔ (۶): ''عیسیٰ نے ان سے کہا' بنی نوع انسان وشواس کی کمی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں' کیونکہ اندھیرے اور طوفان نے انسانی بھیڑوں کو پراگندہ کر دیا ہے اور انکا گدڑیا گم ہو گیا ہے''۔ (۷): ''لیکن طوفان ہمیشہ نہیں رہے گا اور اندھیرا نہیں چھایا رہے گا، مطلع پھر صاف ہو جائے گا اور آسمانی نور روئے زمین پر پھر چمکے گا اور گمراہ بھیڑیں اپنے گدڑیا کو پھر پالیں گی''۔ (۱۰): ''یقین رکھو کہ وہ دن نزدیک ہے جب تم کو اندھیرے سے رہائی ملے گی' تو تم سب مل کر ایک خاندان بنو گے اور تمہارا دشمن جو خدا کی مہربانی کی پرواہ نہیں کرتا' خوف سے کانپے گا''۔ (۱۵): ''اس پر بزرگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کس ملک سے آئے ہو؟ ہم نے پہلے کبھی تمہارا ذکر نہیں سنا۔ ہم تمہارے نام سے واقف نہیں ہیں''۔ (۱۶): ''عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں اسرائیلی ہوں' میں یروشلم میں پیدا ہوا اور میں نے سنا کہ میرے بھائی حالت غلامی میں پڑے رو رہے ہیں اور میری بہنیں کافروں کے ہاتھ میں پڑ کر گریہ وزاری کر رہی ہیں''۔

فصل یازدہم (۵)...... ''اس اثناء میں عیسیٰ آس پاس کے شہروں میں جا کر خدا کا سچا راستہ

بتا تا رہا' اور عبرانیوں کو سمجھا تا رہا کہ تم صبر کرو تمہیں بہت جلد رہائی ملے گی''۔

فصل دوازدہم...... ''یروشلم کے حاکم کے جاسوسوں نے اس سے کہا کہ اے نیک مرد! ہمیں بتاؤ کہ ہم اپنے قیصر کی مرضی برتیں یا جلدی ملنے والی رہائی کے منتظر رہیں؟'' (۲): ''عیسیٰ جان گیا کہ یہ جاسوس ہیں اور جواب دیا کہ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ قیصر سے رہائی پاؤ گے۔ بدی میں ڈوبا ہوا آتما ہی رہائی پائے گا''۔

فصل سیزدہم...... ''حضرت عیسیٰ اس طرح تین سال تک قوم اسرائیل کو ہر قصبے اور ہر شہر میں، سڑکوں اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا اور جو کچھ اس نے کہا وہی وقوع میں آیا''۔ (۲): ''اس تمام عرصہ میں حاکم پلاطوس کے جاسوس اسکی کل کارروائی دیکھتے رہے''......الخ۔ (۳): ''لیکن پلاطوس حاکم، عیسیٰ کی ہر دلعزیزی سے ڈرا جس کی نسبت لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ لوگوں کو بادشاہ بننے کیلئے ورغلاتا ہے اور اپنے ایک جاسوس کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ پر الزام لگائے۔ (۴): ''تب الزام لگائے جانے کے بعد سپاہیوں کو عیسیٰ کی گرفتاری کا حکم دیا گیا۔ اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے تاریک حوالات میں قید کر دیا۔ جہاں اس کو طرح طرح کے عذاب دیئے گئے، تا کہ وہ مجبور ہو کر اپنے جرم کا اقبال کرے اور پھانسی پائے''۔ (۵): ''عیسیٰ نے اپنے بھائیوں کی ابدی خوشی کو مدنظر رکھ کر صبر وشکر کے ساتھ خدا کے نام تکالیف کو برداشت کیا''۔ (۲۱): ''تب پلاطوس حاکم نے اس گواہ کو طلب کیا جس نے حاکم کے حکم سے عیسیٰ کو گرفتار کیا تھا۔ وہ شخص پیش ہوا اور عیسیٰ کو کہا کہ تم نے جو یہ کہا تھا کہ وہ جو آسمان پر بادشاہت کرتا ہے اس نے لوگوں کو تیار کرنے کے واسطے عیسیٰ بھیجا ہے، کیا اس میں تم نے اپنے آپ کو اسرائیل کا بادشاہ ہونا نہیں جتلایا تھا؟'' (۲۲): ''پھر عیسیٰ نے اس کو شاباش کہا کہ تم معاف کئے جاؤ گے کیونکہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تم اپنے دل سے نہیں کہتے۔ تب عیسیٰ

نے حاکم کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اپنی شان کو کیوں بٹہ لگاتے ہو اور کیوں اپنے ماتحتوں کو جھوٹ بولنے کی ہدایت کرتے ہو۔ جبکہ تم ایسی کاروائی کے بغیر ہی بیگناہ کو پھانسی دینے کا اختیار رکھتے ہو"۔ (۲۳): "ان الفاظ کو سن کر حاکم غصہ میں آگ بگولا ہو گیا اور عیسیٰ پر موت کا فتویٰ لگانے اور باقی دو چوروں کو بری کرنے کا حکم دیا"۔

فصل چہاردہم (۱)...... "حاکم کے حکم سے سپاہیوں نے عیسیٰ اور ان دو چوروں کو پکڑ لیا اور ان کو پھانسی کی جگہ پر لے گئے اور ان صلیبوں پر جو زمین میں گاڑی گئی تھیں، چڑھا دیا"۔ (۲): "عیسیٰ علیہ السلام اور دو چوروں کے جسم دن بھر لٹکتے رہے جو ایک خوفناک نظارہ تھا۔ اور سپاہیوں کا ان پر برابر پہرہ رہا۔ لوگ چاروں طرف کھڑے رہے، پھانسی یافتوں کے رشتہ دار دعا مانگتے رہے اور روتے رہے"۔ (۳): "آفتاب غروب ہوتے وقت عیسیٰ کا دم نکلا اور اس نیک مرد کی روح جسم سے علیحدہ ہو کر خدا سے جا ملی"۔ (۴): "اس طرح ابدی روح کے پرتوہ کی زندگی کا خاتمہ ہوا، جس نے انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر سخت گنہگاروں کو بچایا اور بہت تکلیفیں اٹھائیں"۔ (۵): "اس اثناء میں پلاطوس اپنے عمل بد کے سبب سے انبوہ عالم سے ڈرا اور عیسیٰ کی لاش اس کے والدین کے حوالے کی، جنہوں نے پھانسی گاہ کے پاس ہی اسکو دفن کر دیا، لوگوں کے گروہ در گروہ اس قبر پر دعائیں مانگنے کے لئے آنے لگے۔ اور انکے شور وفغاں سے آسمان گونج اٹھا"۔

برادرانِ اسلام! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس سوانح عمری کی تصدیق مرزا صاحب بدیں الفاظ کرتے ہیں: "جبکہ بعض نبی بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے، تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کے رڈ کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح

عمری بدھ مذہب میں لکھی گئی''۔ (دیکھو حاشیہ مندرجہ صفحہ ۱۰،۱۱، کتاب رازِ حقیقت، مصنفہ مرزا صاحب)

جب مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ سوانح عمری حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدھ مذہب میں لکھی گئی اور اسی سوانح عمری کو ہم نے روسی سیاح ''مسٹر نکولس لونڑ وچ'' جس نے بدھ مذہب والوں کی پرانی کتابوں سے بدھ مذہب کے پوجاریوں سے مقام ''لیہ'' دارالخلافہ لداخ، ملک کشمیر سے حاصل کر کے فرانسیسی اور انگریزی زبان میں شائع کی۔ اس کتاب کا نام ''یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات'' ہے۔ اس کتاب سے اوپر ہم نے اختصار کے ساتھ اصل عبارات نقل کر دی ہیں، جس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودہ برس کی عمر میں سندھ پار آئے۔ ملاحظہ ہو ''آیت پہلی، فصل پنجم'' جب تیرہ چودہ برس کی عمر میں ہندوستان کی طرف آیا اور صلیب کا واقعہ ۳۳/برس کی عمر میں وقوع میں آیا، تو ثابت ہوا کہ مرزا کا یہ من گھڑت قصہ کہ صلیب کے بعد مسیح کشمیر میں آیا تھا، بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا اتفاق ہے کہ صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ مسیح کی عمر ۳۳ برس کی تھی اور بدھ مذہب والی سوانح عمری مسیح جس پر مرزا صاحب کو بڑا ناز ہے، اس کے ''فصل نہم، آیت اول'' میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد سفر ہندوستان و فارس انتیس برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔ جب تیرہ برس سے ۲۸/برس تک حضرت مسیح علیہ السلام اپنے وطن سے باہر رہے اور اسی عرصہ میں سیاحت کی اور تبت و کشمیر سے واپس جا کر وہاں ہی تین برس تک وعظ کر کے ۳۳/برس کی عمر میں پھانسی دیئے گئے اور وہیں انکی قبر بنائی گئی۔ جیسا کہ ''آیت پانچ فصل چہارم'' میں لکھا ہے: ''عیسیٰ علیہ السلام کی لاش انکے والدین کے حوالہ کی، جنہوں نے پھانسی گاہ کے قریب ہی اسکو دفن کر دیا''۔ اور اس قبر کی تصدیق انجیل بھی کرتی

ہے، چنانچہ ''انجیل'' میں لکھا ہے: ''یوسف نے لاش لے کر سوتی کی صاف چادر میں لپیٹی اور اسے اپنی نئی قبر میں جو چٹان میں تھی، رکھی اور ایک بھاری پتھر قبر کے منہ پر ٹکا کے چلا گیا''۔

(دیکھو انجیل متی، باب ۲۷، آیت ۶۰۔۶۱)

''انجیل مرقس'' میں لکھا: ''لاش یوسف کو دلادی اور اس نے مہین کپڑا مول لیا تھا اور اسے اتار کے اس کپڑے سے کفنایا اور ایک قبر میں جو چٹان کے بیچ کھودی گئی تھی، اسے رکھا اور اس قبر کے دروازے پر ایک پتھر ٹکایا۔ (دیکھو انجیل مرقس، باب ۱۶، آیت ۴۵۔۴۶)

پس جب روسی سیاح کی سوانح عمری عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری انجیلوں سے ثابت ہے کہ مسیح کی قبر پھانسی گاہ کے قریب بنائی گئی اور اسی جگہ وہ دفن کیا گیا، تو پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ''مسیح کی قبر کشمیر میں ہے'' بالکل جھوٹ ہے۔ ورنہ کوئی مرزائی کسی کتاب سے، جس طرح ہم نے بدھ مذہب کی سوانح عمری مسیح سے ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ۱۳ر برس کی عمر میں گھر سے نکلے اور بعد سیاحتِ ہندوستان و فارس و کشمیر ۲۹ر برس کی عمر میں واپس ملک اسرائیل میں گئے اور وہاں پھانسی دیئے گئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔

مرزائی صاحبان بھی اپنے مرشد کی حمایت میں کوئی کتاب پیش کریں' جس میں لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد واقعہ صلیب کے ہندوستان میں آئے اور کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ جب تک یہ نہ دکھادیں اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ دکھا سکیں گے' تب تک مرزا صاحب کا یہ کہنا غلط ہے، بلکہ اغلط ہے کہ یوزآصف کی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا بالکل خلاف عقل و نقل ہے اور ہنسی کے لائق ہے جو انہوں

نے لکھا ہے: ''جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا''۔ (دیکھو حاشیہ ص ۱۰، راز حقیقت)

کیا خوب! صلیب تھی یا چند گھنٹوں کی قید؟ جس سے مسیح نے نجات پائی' یہ ایک لطیفہ ہے۔ جیسا کہ ایک جولاہے (بافندے) کو پھانسی کا حکم ہوا' جب اسے پھانسی کی جگہ پر لے گئے تو وہ عقل کا پتلا بولا: کہ مجھے جلدی جلدی پھانسی دے لو کیونکہ میں نے گھر جا کر ضروری کپڑا تیار کرنا ہے۔

ایسا ہی مرزا صاحب نے لکھ دیا کہ مسیح نے پھانسی پانے کے بعد سفر ہندوستان کا کیا۔ وہ پھانسی تھی یا خالہ جی کا گھر تھا کہ مسیح صلیب سے نجات پا کر رخصت حاصل کر کے سفر پنجاب کو نکلے۔ غور تو کرو! جس کام کے واسطے یہودیوں نے قیامت تک لعنت لی اور قبرِ مسیح پر پہرہ لگا رکھا۔ اور دوسری طرف ثابت ہے کہ مسیح باغیٔ سلطنت سمجھ کر صلیب دیا گیا' تو ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کوئی باہوش انسان کہہ سکتا ہے کہ مسیح صلیب سے نجات پا کر کشمیر چلا گیا۔ کوئی یہ تو بتائے کہ ایسا شخص جس کو بقول مرزا صاحب کوڑے لگائے گئے جن سے جانبر ہونا مشکل تھا۔ اور صلیب کے زخم اس قدر تکلیف دہ' مسیح کو دیئے گئے کہ لمبے لمبے کیل اس کے اعضاء میں ٹھوکے گئے' جن سے خون اس قدر نکلا کہ مسیح غشی کی حالت میں ایسا سخت بیہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر دفن کیا گیا اور تین دن' رات قبر میں مدفون رہا۔ کیونکہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح حضرت یونس علیہ السلام کی طرح قبر میں تین دن رہا۔

اب بتاؤ کہ یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے کہ نہیں کہ ''مسیح صلیب سے نجات پا کر کشمیر پہنچا''۔ یہاں ہمارے چند سوالات ہیں' کوئی مرزائی جواب دے:

۱...... مسیح کو نجات کس نے دلائی؟ آیا پلاطوس کا کوئی حکم ہے جس کی تعمیل ہوئی اور مسیح کو

صلیب سے اتارا گیا اور مسیح کا قصور معاف کیا گیا' کوئی سند ہے تو پیش کرو۔

۲......مسیح کا علاج معالجہ کس ہسپتال میں ہوا' کیونکہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ مسیح جس کو اس قدر عذاب صلیب پر دیئے گئے کہ مر گئے اور دفن کئے گئے' وہ خود بخود قبر سے نکل آتے اور سفر کے قابل ہوتے۔

۳......قبر پر جب پہرہ تھا اور تمام ملک مسیح کا دشمن تھا تو پھر اسکو کس نے قبر سے نکالا اور کس نے ایسی سواری مسیح کے لئے مہیا کی کہ فوراً وہ ہندوستان میں پہنچ گیا اور پکڑا نہ گیا؟ شاید ہوائی جہازوں پر آیا ہو! مگر بدقسمتی سے اس وقت تو ریل گاڑی بھی نہ تھی' کہ جس پر سوار ہو کر ہندوستان کو آتے۔ خرِ عیسیٰ تو کام نہ دے سکتا تھا کہ ایسے کمزور کو ہندوستان پہنچا دیتا۔

۴......مسیح جب بھاگا تو انکا تعاقب حکام کی طرف سے کیوں نہ کیا گیا؟ تندرست انسان تو چوری بھیس بدل کر بھاگ سکتا ہے' مگر ایسے سخت بیمار کا بھاگنا ناممکن ہے' جس کے پاؤں لمبے لمبے کیلوں سے زخمی ہو گئے تھے' وہ تو ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا۔ اگر دوسرے جنازہ اُٹھاتے تو پکڑے کیوں نہ گئے؟

۵......جب مسیح مصلوب ہوا' اور بقول مرزا صاحب صلیب کے عذابوں سے اس قدر بیہوش تھا کہ مردہ سمجھا گیا' تو قبر میں دم گھٹ جانے سے کیونکر زندہ رہا؟ کیا یہ محالِ عقلی نہیں کہ انسان بغیر ہوا کے زندہ رہ سکے؟

۶......اگر بقول مرزا صاحب مسیح کشمیر میں ۸۷ برس زندہ رہا تو پھر کس قدر عیسائی کشمیر میں پھیلے۔ مگر تاریخ بتا رہی ہے کہ مسلمانوں کے راج سے پہلے نہ کوئی مسلمان اور نہ عیسائی سرینگر کشمیر میں تھا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جس جگہ نبی اللہ ۸۷ برس رہے وہاں ایک آدمی بھی ان پر ایمان نہ لائے؟

۷......اگر کشمیر والی قبر مسیح کی قبر ہے تو پھر شہزادہ نبی ''یوز آصف'' کی قبر کیوں مشہور ہے؟ مسیح کا لقب تو ہرگز ''یوز آصف شہزادہ'' نہ تھا اور یہ قبر شہزادہ نبی کی ہے۔

۸......مسیح آسمانی کتاب توریت و شریعت موسوی کا' بقول مرزا صاحب پیرو تھا۔ اگر یوز آصف والی قبر مسیح کی قبر ہوتی تو بیت المقدس کی طرف مردے کا منہ ہوتا۔ یعنی مغرب کی طرف سر اور مشرق کی طرف پاؤں ہوتے۔ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ کا قاعدہ ہے۔ مگر جو قبر کشمیر میں ہے اس کا سر شمال کی طرف ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ مردہ عیسائی ہو اور مسلمانوں کے مقبرہ میں مدفون ہو۔ مرزا صاحب نے اس قبر کا نقشہ اپنی کتاب ''راز حقیقت'' کے ص/۱۹ پر دیا ہے' وہ ملاحظہ کر کے جواب دینا چاہیے۔ کیونکہ یہ نقشہ یہودیوں اور عیسائیوں کی قبروں کا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر یوز آصف کی قبر ہے جو ''شہزادہ نبی'' کے نام سے مشہور تھا۔

۹......قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جس جگہ بھی رہیں ان کے لئے مبارک ہے۔ کیا یہ ایک نبی کے لئے مبارک ہے کہ بلاد شام میں جس جگہ وہ صرف چند سال رہے ہزاروں ان کے پیرو ہوں اور جس جگہ بقول مرزا صاحب ۸۷/برس رہیں ایک پیرو بھی نہ ہو؟ ورنہ دوسرے عیسائیوں کی قبریں بھی کشمیر میں دکھاؤ۔ اگر کہو کہ مسیح نے اپنی جان کے خوف سے تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا اور خاموش زندگی بسر کی تھی' تو یہ نبی و رسول کی شان سے بعید ہے' کہ اپنی جان کے خوف سے اپنا فرض منصبی ادا نہ کرے۔ اور مرزا صاحب کے بیان کے بھی برخلاف ہے' کیونکہ مسیح بقول مرزا صاحب اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آئے تھے۔ ان کو اپنی بھیڑوں سے کیا ڈر تھا۔ نیز یہ کہ کھوئی بھیڑیں یعنی بنی اسرائیل تو ملک تاتار' ترکستان' یونان اور چین میں بھی آباد تھے' وہاں مسیح کیوں نہ گئے؟ صرف کشمیر

جا کر چپ چاپ زندگی بسر کر کے مرنے سے کیا فائدہ؟ جبکہ کھوئی ہوئی بھیڑیں دیگر ممالک میں بھی ہیں اور کھوئی ہوئی بھیڑوں سے گمراہ و کافر مراد ہیں۔ جیسا کہ زبور میں لکھا ہے:

''میں اس بھیڑ کی طرح ہوں جو کھوئی جائے' بہک گیا ہوں۔ (زبور، ص ۱۱۹)

۱۰......مرزا صاحب قبول کرتے ہیں کہ عباد الرحمن کبھی فوت نہیں ہوتے۔ جب تک وہ کام مکمل نہ ہو جائے جس کے واسطے وہ مامور ہوں۔ جب کھوئی ہوئی بھیڑیں مسیح کو ملیں اور ان میں سے کسی ایک نے بھی مسیح کو نہ مانا اور عیسائی مذہب قبول نہ کیا' تو ثابت ہوا کہ مسیح فوت نہیں ہوئے' کیونکہ کشمیر کی کھوئی ہوئی اسرائیلی بھیڑیں یا ہندو ہیں یا مسلمان ہیں۔ لہٰذا نہ مسیح کا کام مکمل ہوا اور نہ اسکی موت کشمیر میں ہوئی۔

جب ایسے ایسے زبردست واقعات اور اعتراضات اور براہین قاطع سے ثابت ہے کہ کشمیر والی قبر' مسیح کی قبر نہیں' تو ضروری ہے کہ جس شخص کی یہ قبر ہے (شہزادہ نبی یوز آصف) اسکے حالات بیان کئے جائیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ مرزا نے اپنی غرض کے لئے یہ منگھڑت قصہ تصنیف کر لیا ہے کہ مسیح کی قبر کو یوز آصف کی قبر کہتے ہیں۔ حالانکہ پہلے خود ہی قبول کر چکے ہیں کہ مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے۔

مختصر حالات یوز آصف

ملک ہندوستان کے صوبہ سولابط (سولابت) میں ایک راجہ مسمّی ''جنیسر'' گذرا ہے۔ اسکے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام یوز آصف رکھا گیا۔ بعد پرورش جب یوز آصف بڑا ہوا اور اسکے حسن اور اخلاق و ادراک اور عقل کا شہرہ ہوا اور اسکی رغبت ترکِ دنیا اور حصولِ دین کی طرف پانے کا عام غلغلہ شہرۂ آفاق ہوا' تو ایک بزرگ جو کہ نہایت عابد و زاہد تھا جس کا نام ''حکیم بلوہر'' تھا' ولایت لنکا سے بحری سفر کر کے ارض سولابط میں آیا

اورشہزادہ یوز آصف کی ملاقات کے واسطے اس کی ڈہوری پر آیا اور ایک خدمت گار کے ذریعہ سے یوز آصف کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام بجالایا۔ شہزادہ نے بڑی تعظیم سے اسکا استقبال کر کے نہایت عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔ حکیم بلوہر' شہزادہ کو دین کی باتیں سکھاتا' عبادت الٰہی کے طریقے سے واقف کرتا اور دنیا و مافیہا سے اس کو نفرت دلاتا۔ کچھ مدت بعد شہزادہ' اسرار دین سے واقف ہو گیا اور حکیم بلوہر اس سے رخصت ہو گیا۔ ایک دفعہ شہزادہ یوز آصف کو خدا کی طرف سے بذریعہ فرشتہ پیغام پہنچا اور تنہائی میں فرشتہ نے کہا کہ تجھے سلامتی ہو۔ اور تو انسان ہے۔ میں تیرے پاس آیا ہوں کہ رحمتِ الٰہی کی تجھ کو خوش خبری دوں اور مبارکباد دوں۔ جب شہزادہ نے یہ خوشخبری سنی' سجدہ کیا اور حق تعالیٰ کا شکر کیا اور کہا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے میں اطاعت کروں گا۔ اور اپنے پروردگار کی طرف سے جو حکم ہوگا بجالاؤں گا۔ فرشتے نے کہا کہ میں چند دن کے بعد پھر تیرے پاس آؤں گا اور تجھے یہاں سے لے چلوں گا' تو نکل جانے کے لئے تیار رہنا۔

یوز آصف نے ہجرت اور سفر کا ارادہ مصمم کر لیا اور اس راز کو سب سے چھپایا۔ ایک روز آدھی رات گذری تھی کہ وہی فرشتہ یوز آصف کے پاس آیا اور کہا کہ تاخیر مت کرو اور فوراً تیار ہو جاؤ۔ یوز آصف اُٹھ کھڑا ہوا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی۔ یہانتک کہ ایک صحرائے وسیع میں پہنچا اور وہاں ایک چشمہ کے کنارے بڑا درخت دیکھا۔ جب قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ نہایت ہی پاکیزہ اور شفاف چشمہ ہے اور نہایت ہی خوبصورت درخت ہے۔ یہ دیکھ کر یوز آصف بہت خوش ہوا اور اس درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ ایک مدت تک یوز آصف اس ملک میں رہا۔ اور لوگوں کو ہدایتِ دین کرتا رہا۔ اس کے بعد پھر ملک سلابط کو آیا۔ اسکے باپ نے اس کے آنے کی خبر سن کر رؤساء و امراءِ ملک کے ساتھ اس کا استقبال

کیا۔ یوز آصف نے ان سب کو توحیدِ الٰہی کا رستہ بتایا اور ان کے درمیان وعظ کئے۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور بہت شہروں میں وعظ کرتا ہوا ملک کشمیر میں پہنچا اور اس ملک کے لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا۔ یہانتک کہ اس کا وقت مرگ آن پہنچا۔ مرنے سے پہلے اس نے اپنے ایک مرید مسمّی ''یابذ'' کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے کی وصیت کی۔ اس کے بعد یوز آصف نے عالمِ بقاء کی طرف رحلت کی۔

مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب ''یوز آصف اور بلوہر'' مترجمہ مولوی سید عبدالغنی صاحب عظیم آبادی، مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی۔ اور کتاب ''اکمال الدین واتمام النعمہ'' عربی کا ص ر ۳۵۸۔

اب ہم مرزائی صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں اور ایک سو روپیہ کے انعام کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی کتاب سے یہ ثابت کردیں کہ یوز آصف والی قبر جو شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر مدفون ہیں یا کسی تاریخ کی کتاب کا حوالہ دیں اور اس کا صفحہ، سطر نوٹ کریں، ہم خود کتاب دیکھ لیں گے۔ اگر وہ کسی کتاب سے خواہ وہ کتاب تاریخ کی ہو نہ دکھا سکیں تو پھر قرآن شریف اور حدیثات نبوی پر مرزا کی دروغ بیانی کو ترجیح نہ دیں اور اس فاسد عقیدہ سے توبہ کریں کہ مسیح بعد صلیب کشمیر میں آئے اور ۸۷ ر برس زندہ رہ کر فوت ہوئے اور محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ انہیں کی ہے۔

جس طرح ہم کتابوں کے حوالے دیتے ہیں اسی طرح مرزائی بھی کتابوں کا حوالہ دیں۔ بلا دلیل و ثبوت دعویٰ ہرگز قبول نہیں ہوسکتا۔ تاریخِ کشمیر جو ''تاریخ اعظمی'' کے نام سے مشہور ہے اور ایک ولی اللہ صاحبِ کشف والہام کی تصنیف ہے، اس کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ: ''**درزمانِ سابق یکے از سلاطین زادہ در پارسائی و تقوٰی**

بدرجه رسیده که برسالت این خطّه مبعوث شد۔ و بدعوتِ خلائق اشتغال نمو ونامش یوز آصف بود۔ بعد رحلت درمحله آنز مره قریب خانیار آسود۔“ ترجمہ: ”پہلے زمانہ کے شہزادوں میں سے ایک شہزادہ پرہیز گاری اور پارسائی میں اس درجہ تک پہنچا تھا کہ اس خطہ کی رسالت کے واسطے مبعوث ہوا اور خلقت کی تبلیغ اور دعوتِ حق میں مشغول رہا۔ اس کا نام یوز آصف تھا اور مرنے کے بعد اس محلہ کے گروہ میں خانیار کے قریب دفن کیا گیا“

پرانی باتوں کی تصدیق زمانہ حال کے علماء و فضلاء و رئیسانِ سرینگر کشمیر، اس طرح کرتے ہیں:

شہادت (۱)......خواجہ سعدالدین ولد ثناء اللہ مرحوم کی ہے۔ وہ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس کے استفسار پر لکھتے ہیں:

”السلام علیکم۔ مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خانیار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی و اطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پئے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکنم“۔

مقبرہ روضہ بل یعنی ”کوچہ خانیار بلاشک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است۔ مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرو کہ ہم صاحب کشف و کرامات

محقق بودند۔ مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ میباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آں مقبرہ بمقبرہ یوز آصف مشہور است“۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر میفرمائند بلے اینقدر معلوم میشود کہ مقبرہ حضرت سنگ قبرے واقع است۔ آنرا قبر یوز آصف ننوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اندکہ درمحلہ آنزمرہ مقبرہ یوز آصف واقع ست۔ مگر آں نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است و ایں محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست درمیان انزمرہ و روضہ بل یعنی کوچہ خانیار مسافت واقع ست بلکہ نالہ نارھم مابین آنہا حائل است۔ پس فرق بدو وجہ معلوم میشود۔ ہم فرق لفظی و ہم فرق معنوی۔ فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است در آنزمرہ مدفون نوشتہ اند بلفظ سین آں نیست و تغائر اسم بر تغائر مسمی دلالت میکند و فرق معنوی آنکہ یوز آصف کہ مرزا صاحب میفرمائید کہ درکوچہ خانیار واقع ست۔ ایں درمحلہ انزمرہ تغائر مکان بر تغائر مکین دلالت میکند۔

کہ یک شخص در دہ جا مدفون بودن ممکن نیست۔ عبارتیکہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد مذکور است این است حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستورین بود بتقریبے ظہور نمودہ مقبرۂ میر قدس سرہ درمحلہ خانیار مہبط فیوض و انوار است و در جوار ایشاں سنگ قبرے واقع شدہ درعوام مشہور است کہ

آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمان سابقہ درکشمیر مبعوث شدہ بود۔ این مکان بمقام آں پیغمبر معروف است۔ درکتابے از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے می نویسد کہ یکے از سلاطین زادھائے براہ زھد و تقوی آمدہ ریاضت و عبادت بسیار کردہ برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ درکشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شد و بعد رحلت درمحلہ آنزمرہ آسود۔ درآں کتاب نام آں پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ آنزمرہ و خانیار متصل واقعست۔ از ملاحظہ آں عبارت صاف عیاں است کہ یوز آصف درمحلہ آنزمرہ مدفون است درکوچہ خانیار مدفون نیست و این یوز آصف از سلاطین زادھا بودہ است و این عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ مرزا صاحب است۔ زیراکہ یسوع خود را بکسے از سلاطین وغیرہ انتساب نہ کردہ اند... فقط۔

(راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ وفرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم ومغفور، ازکوچی خواجہ ثناء اللہ، غلام حسن از کشمیر ۱۵رذی الحجہ ۱۳۱۴ھ)

شہادت (۲)......اطلاع باوجود ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر درضلع خانیار پیغمبرے آسودہ است۔ معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آں در شہر رفتہ۔ همیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر وصاحب کشف بودہ است۔ نام آں خواجہ اعظم دیدہ ندی داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است دراں همیں عبارت بتصنیف ساختہ است کہ درضلع خانیار در محلہ روضہ بل میگوئند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز

آصف نام داشته و قبر دوم در انجا است از اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ سید نصیر الدین خانیاری است وقدم رسول در آنجا هم موجود است۔ اکنوں در آنجا بسیار مرجع اهل تشیعه دارد۔ بهر حال سوائے تاریخ خواجه اعظم صاحب موصوف دیگر سندے صحیح ندارد۔ ”والعلم عند اللہ“۔

(راقم سید حسن شاہ از کشمیر، ۲۲؍ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ)

شہادت (۳)..... جو علماء کشمیر کی طرف سے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ لفافہ کے موصول ہوئی ہے:

نحمده ونصلی علی حبيبه محمّد واله واصحابه اجمعين، قبل از ظهور دين اسلام كدام مذهب بغير مذهب هنود در كشمير نبود نه از دين عيسوى نامے ونه از مذهب موسوى نشانے پيدا و هويدا بود۔ نه در كدام يكے از تواريخ معتبره مسطور است و نه بر زبان كدام كسے از عوام و خواص مذكور است كه از دينِ عيسوى در كشمير اثرے و يا از دين موسوى در اينجا خبرے بود۔ قبرے كه در محله خانيار است عامۂ خلائق بران اند كه قبر يک بزرگ است وبعضى گفته اندكه قبر يک پيغمبر است كه نام شان يوز آصف است۔ و ايں امر بعضے از بزرگان را بكشف منكشف شد ليكن ايں امر هم دركدام تاريخے معتبر بطرز مسلسل و مدلل كه سفيد گونۂ اطمينان مے بود يافته نه شد بلكه سخنے بے بنياد وسقفے بے عماد است۔ مرزا صاحب بفحوائے ”الغريق يتشبت بكل حشيش“ و بمقتضائے ”حبک الشئ يعمى ويصم“۔ جائے خراشيده و وهمى تراشيده ايں اختراع كردند

که یوز آصف بمعنی عیسیٰ علیہ السلام است وحال روایت از تقریر بالا معلوم شد و بلحاظ اصول درایت هم ایں امر بغایت مستبعد و نهایت مشکل بلکه سراسر بهتان و سراپا هذیان معلوم میشود که عقل سلیم و طبع مستقیم هرگز جرأت تسلیم نمیکند۔ اول بایں وجه که حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنقدر راه دور دراز و دشوار گذار بقول شاعر ؎

بود قطع رہ کشمیر شکل بحق نتواں رسید از راه باطل

بایں جانامے و نشانے از محبان و مخلصان شاں دریں دیار نبود تشریف مے آور دند با قطع نظر اگر چنیں صورت بوقوع هم مے آمد نامے و نشانے از عیسویّت در اینجا یافته مے شد و آں بالکلیه مفقود و غیر موجود است۔ علاوه بر ایں بعد ظهور اسلام دریں دیار اگر هزارها سال بفرض محال گذشته میبودند در نام مبارک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اینقدر تغیر تبدل نمے شد و وجود ذی جود حضرت عیسی علیہ السلام با وجود بعثت و با آں معجزات ظاهره و کمالات باهره مانند ''ابراء اکمه وابرص واحیاء موتی'' هرگز هرگز مستور و محجوب نمی ماند و ایں امر بدیهی است حاجت بنظر نیست۔

(مہر و دستخط): احقر الانام کثیر الاثام محمد حسام الدین حنفی مفتی۔ (۲) ایضاً مولوی محمد صدرالدین مفتی اعظم کشمیر۔ (۳) ایضاً حرره الاحقر محمد سعدالدین عفی عنه المفتی الکشمیر ی القاضی۔ (۴) ایضاً احقر عماد الدین محمد یوسف عفی عنه (مہریں بمعہ دستخط)

واقعی درکشمیر در محله خانیار قبر هیچ یکے از پیغمبراں نیست

و ندارد وکسانیکه از متبعان مرزا صاحب بتقلیدِ شان میگوئند که قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام است درمحله خانیار است محض هیچ و پوچ است۔ بفرض محال اگر چنیں روایت هم میبود درایت بالکل مخالف اوست۔ پس دانشمندان اهالی اسلام بدانند قائل قول مرقوم محض مغالطه و فریب دهی سامعانِ خود محض برائے سخن پروری خود میکند وآں مردود و باطل است۔

(**مہر و دستخط**) مولوی مفتی محمد امان اللہ الحنفی عفی عنہ۔

درمحله خانیار قبر کدام نبی موجود نیست۔ آرے اینکه بصیغه تمریض دربعضی تاریخنامه ها نوشته است۔ آں همیں است که درمحله آنزمره قبر یوز آصف است۔ یوز آصف کجا و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کجا۔ وشور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا بفلک رسیده۔ اگر در زمین همه بهار کشمیر وارد میشدند دعوائے آنها مخفی نمے ماند که خلاف مقصد بعثت انبیاء (علی نبینا وعلیه السلام) است و تاریخ نامهائے ملی وغیر ملی از حالات درودِ مبارک شان مشحون مے بودند۔ ”ولیس فلیس والتالی باطل فالمقدم مثله“۔

(**مہر و دستخط**) مولوی محمد اشریف الدین عفی عنہ المفتی القاضی۔

اب اگر کسی مرزائی صاحب میں غیرت وحق طلبی کا کچھ شمہ بھی ہے تو اسی طرح کی تاریخی سندات ثبوتِ دعویٰ میں پیش کریں، ورنہ خلق خدا کے لئے ہچومرزا جی ضَلَّ فَاَضَلَّ کے مصداق نہ بنیں۔

برادرانِ اسلام! ہم تاریخی وتحریری سندات وشہادات سے ثابت کر چکے ہیں کہ کشمیر والی

قبر جسے مرزا جی مسیح کی قبر کہتے ہیں، حقیقت میں شاہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔ چونکہ تاریخی ثبوت کی تردید کے واسطے بھی تاریخی ثبوت ہونا چاہیے، مگر ایسا کوئی ثبوت مرزا جی اور مرزائیوں کے ہاتھ میں نہیں۔ صرف قیاسی اور شکی باتیں پیش کرتے ہیں جو ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ انکے اوہام اور قیاسی دلائل کے بھی دندان شکن جواب دیئے جائیں، تاکہ اہلِ اسلام دھوکہ نہ کھائیں۔ لہٰذا ذیل میں ہم انکے دلائل لکھ کر ساتھ ہی جواب عرض کرتے ہیں:

دلیل (۱) ...... مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''سو واضح ہو کہ حضرت مسیح کو انکے فرض رسالت کے رو سے ملک پنجاب اور اسکے نواح کی طرف سفر کرنا نہایت ضروری تھا، کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے، جنکا انجیل میں اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں نام رکھا گیا ہے، ان ملکوں میں آگئے تھے، جنکے آنے میں کسی مؤرخ کو اختلاف نہیں۔ اسلئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح اس ملک کی طرف سفر کرتے اور ان گمشدہ بھیڑوں کا پتہ لگا کر خدا تعالیٰ کا پیغام انکو پہنچاتے''۔ (دیکھو ص ر۹۱، باب مسیح ہندوستان، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب: جن مؤرخوں نے مسیح کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے اور پھر کشمیر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہونا بتایا ہے، کوئی مرزائی مرزا کو سچا ثابت کرنے کے واسطے اس تاریخ کی کتاب کا نام لکھ کر صفحہ کا حوالہ دیدے جہاں لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آ کر فوت ہوا، اور کشمیر میں اسکی قبر ہے۔ ہم اس مرزائی کو **ایک سو روپیہ انعام** دیں گے۔ اگر کوئی مرزائی یہ نہ بتا سکے تو اسکو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ واقعات کی تصدیق کتبِ تواریخ سے ہی ہوتی ہے، صرف قیاس کر لینا کافی نہیں۔ جب کسی خاص شخص کا ذکر ہو تو پھر اسکے نصف حصہ کو نقل کرنا اور نصف حصہ اپنے پاس سے جوڑ لینا

راست بازی اور دیانت کے خلاف ہے۔

جن مؤرخوں نے بزعم مرزا صاحب، مسیح علیہ السلام کا ہندوستان میں آنا لکھا ہے، انہی مؤرخوں نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ مسیح ۲۹ رسال کی عمر میں ہندوستان سے واپس ملک بنی اسرائیل میں گئے اور ۳۳ رسال کی عمر میں صلیب دیئے گئے۔ اور صلیب پر فوت ہوئے اور جس جگہ صلیب دیئے گئے وہیں انکی قبر ہے یعنی ملک شام میں، جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا قیاس درست ہوسکتا ہے؟ کہ چونکہ مسیح ہندوستان میں آئے اس لئے انکا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ یہ ایسی ہی رڈی دلیل ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ حکیم نورالدین کی قبر لاہور میں ہے، کیونکہ وہ لاہور میں آتے رہے ہیں۔ حالانکہ لاہور انکا آنا اور بات ہے اور فوت ہوکر مدفون ہونا امر دیگر۔

پس بفرض محال اگر بقول روسی سیاح، مسیح علیہ السلام ہندوستان میں آئے تو اس سے انکا ہندوستان میں فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا، تاوقتیکہ جس مؤرخ نے یہ لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا وہی مؤرخ یہ نہ لکھے کہ مسیح علیہ السلام ہندوستان میں آ کر فوت ہوا اور کشمیر میں ان کی قبر بنائی گئی۔ جب وہی مؤرخ جنہوں نے مسیح کا ہندوستان اور تبت میں آنا لکھا ہے، وہی خود لکھ رہے ہیں کہ مسیح ۲۹ ربرس کی عمر میں اپنے وطن کو واپس چلے گئے اور وہاں صلیب پر دو چوروں کے ساتھ فوت ہوئے۔ اور وہیں ان کی قبر ہے، تو پھر مرزا جی کی منگھڑت کہانی جو انہوں نے مطلب براری کے واسطے بنائی ہے، تاریخی اور انجیلی ثبوت کے مقابل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ شاید خوش اعتقاد بندے یہ کہہ دیں کہ مرزا جی نے بذریعہ کشف و الہام خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایسا لکھا ہے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے جو مرزا نے لکھا کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں فوت ہوا اور مدفون ہے۔ اور لکھا کہ بیت المقدس میں

مسیح کی قبر ہے وہ بھی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر لکھا تھا یا از خود ہی لکھ دیا تھا؟ جب پہلے کشف اور الہام کو خود ہی مرزا جی نے بے اعتبار کر دیا تو اب کیا اعتبار ہے کہ یہ کشف والہام سچا ہو۔ جبکہ وہی تاریخ وانجیل جس کو مرزا خود پیش کرتے ہیں، وہی انجیل وتاریخ مرزا جی کا رد کر رہی ہے۔ بلکہ مرزا کے پہلے بیانات کی تصدیق کر رہی ہے کہ مسیح اپنے وطن میں دفن ہوئے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا جی کا قیاس غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

نیز مرزا کا قیاس اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ بخت نصر کے یروشلم کے تباہ کرنے کے وقت بنی اسرائیل کے بہت سے قبائل ترکستان، ماوراء النہر، شمالی عرب اور یونان کی طرف بھی چلے گئے تھے۔ (دیکھو خطبات احمدیہ کا تیسرا خطبہ، ص ۲۱۲، اور کتاب النبی والاسلام کا صفحہ ۸۔ جس میں قبائل بنی اسرائیل کا عرب میں آنا مذکور ہے) اور یہ بات مرزا خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کے صفحہ ۱۰۰ پر بحوالہ ''مخزن افغانی باب سوم'' لکھتے ہیں: ''بخت نصر نے جب بنی اسرائیل کو شام سے نکال دیا تو آصف اور افغان کے قبائل عرب میں جاگزین ہوئے''۔ اب فریقین کے بیان سے ثابت ہے کہ عرب میں بھی قوم بنی اسرائیل آباد تھی۔

پھر مرزا صاحب کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کے صفحہ ۹۴ پر قبول کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: ''ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی لوگ تاتار میں جلا وطن کر کے بھیجے گئے تھے اور بخارا۔ مرو۔ اور خیوا کے متعلقہ علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے''۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ یہودی لوگ عرب تاتار میں ترکستان، یونان اور چین میں بھی علاوہ تبت وکشمیر کے آباد تھے تو پھر مسیح کا صرف کشمیر میں جا کر بیٹھ رہنا اور دوسرے ممالک

کو نہ جانا اور اپنا فرض رسالت ادا نہ کرنا ثابت ہوگا جو ایک رسول کی شان سے بعید ہے کہ اپنی جان کے خوف سے یہودیوں میں تبلیغ نہ کرے اور ستاسی (۸۷) برس کشمیر میں ضائع کر کے فوت ہو جائے اور مدفون ہو۔ اور ایسی گمنامی کی حالت میں رہے کہ لوگ اس کا نام تک ہی بھول گئے کہ اس کی قبر کو یوز آصف کی قبر کہنے لگے۔ بھلا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک نبی اللہ اور رسول اللہ صاحب کتاب اپنی چپ چاپ زندگی بسر کرے۔

اگر وہ بقول مرزا قادیانی اپنی گمراہ بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آیا تھا تو پھر بہت یہودی راہ راست پر آئے ہوں گے اور مسیح علیہ السلام کے پیروکار بکثرت کشمیر میں ہونے چاہئے تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے اولوالعزم پیغمبر کا ایک نام لیوا بھی کشمیر میں نہ رہا۔ نام لیوا تو درکنار اس کا صحیح نام بھی عوام اہل کشمیر کو یاد نہ تھا کہ صاحب قبر یسوع ہے، یوز آصف نہیں۔ اللہ اکبر! غرض انسان کو بالکل بے اختیار کر دیتی ہے۔ ملک شام میں مسیح صرف تین چار برس رہے۔ وہاں تو لاکھوں یہودی اس پر ایمان لائے اور ایمان بھی ایسا کہ خدائی کے مرتبہ تک پہنچا ئیں اور جہاں بقول مرزا قادیانی ستاسی (۸۷) برس رہے یعنی کشمیر، وہاں ایک بھی آدمی اس پر ایمان نہ لائے۔ یہ کس قدر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہتک ہے کہ خدا تعالیٰ اپنا رسول ایسے ملک میں روانہ کرتا ہے جہاں اس کو ستاسی (۸۷) برس کے عرصہ میں کوئی بھی قبول نہیں کرتا بلکہ اس کا نام تک نہیں جانتا۔

نیز اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا سفر کرنا یہودیوں کی تلاش کے واسطے ضروری تھا تو پھر عرب، تا تار، ترکستان وغیرہ ممالک میں کیوں نہ گئے۔ وہاں ان کا فرض نہ تھا کہ وہاں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہ راست پر لاتے۔ اور کیا وہ وہاں نہ جانے سے اور چپ چاپ بے دست و پا ہو کر کشمیر میں ستاسی (۸۷) برس پڑا رہنے میں خدا تعالیٰ کے گناہگار نہ

ہوئے۔اور کشمیر میں ایک عیسائی نہ ہوا۔ ورنہ کسی عیسائی کا پتہ کسی تاریخ سے دو۔ اوران کی قبریں بتاؤ کہ کس محلے میں ہیں؟ کیوں کہ تاریخی واقعات کی تصدیق یا تکذیب تاریخوں سے ہی ہوسکتی ہے۔ اپنے قیاس اور طبع زاد قصے بنالینے سے نہیں۔ پس یہ قیاس بالکل غلط ہے کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ اگر کسی مؤرخ نے لکھا ہے تو دکھاؤ اور ایک سو روپیہ انعام پاؤ۔

دلیل (۲)...... حضرت مسیح کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا دوسری قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا۔

الجواب: حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں۔ یہ ایک استعارہ ہے جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ جو جلاوطن بنی اسرائیل ہوگئے ہیں، میں ان کے واسطے آیا ہوں۔

الف) دیکھو زبور ۱۱۹۔ ۱۷۶۔ میں اس بھیڑ کی مانند جو کھوئی جائے، بہک گیا ہوں۔

ب) پطرس ۲۲۵۔ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے مگر اب اپنی جانوں کے گڈریہ اور نگہبان کے پاس پھر آگئے ہو۔

ج) یوحنا ۱۰۔ ۲۹ و ۲۷۔ لیکن تم اس لئے یقین نہیں کرتے کہ میری بھیڑوں میں سے نہیں ہو۔ میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں انہیں جانتا ہوں۔ اور میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔

ان ہرسہ حوالجات، زبور وانا جیل سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں، جلاوطن یہودی اس سے مراد نہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ میں انہیں غیر ممالک میں تلاش کر کے پاؤں گا۔ بلکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر

ایمان نہیں لاتا، وہ میری بھیڑ نہیں۔ گمشدہ بھیڑوں سے نہ ہدایات یافتہ اور گمراہ، غافل، بے دین لوگ مراد ہیں۔ جن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے تعلیم دی اور راہ راست پر لائے۔ اگر کھوئی ہوئی بھیڑوں سے جلاوطن یہودی مراد ہوتے تو مسیح علیہ السلام دوسرے ملکوں میں جاتے مگر وہ تو انہی کو اپنی بھیڑیں کہتے ہیں جو ان پر ایمان لائے۔ ایسا ہی رسول ﷺ نے فرمایا ہے: "الم اجد کم ضالاً فھداکم اللہ و کنتم متفرقین فانعمکم اللہ بی۔ ترجمہ: کیا نہیں پایا میں نے تم کو گمراہ پس ہدایت کی اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے ساتھ اور تھے تم تتر بتر پس خدا نے بلا لیا تم کو میرے ساتھ۔ (مشارق حدیث نمبر ۱۰۲۴)

حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تصدیق فرمادی کہ کھوئی ہوئی سے مراد ضالاً یعنی گمراہ روحانی ہے نہ کہ جلاوطن۔

افسوس! مرزا قادیانی کچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ اپنے مطلب کے واسطے تو اسم علم کا بھی استعارہ بنالیتے اور ابن مریم کے معنی ابن غلام مرتضی کر لیتے' بلکہ استعارہ کے طور پر حاملہ بھی ہوجاتے' درد زہ بھی ہوتی اور بچہ بھی جن لیتے' جو کہ بمنزلہ اطفال اللہ ہوتا اور (نعوذ باللہ) آپ استعارہ کے رنگ میں خدا کی بیوی بن جاتے۔ قادیان کو دمشق بنالیتے' مگر جب اپنا مطلب استعارہ سے نہ نکلتا ہو تو استعارہ کو حقیقی معنوں میں لیتے۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے کہ امت عیسوی حقیقتاً بھیڑیں تھیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ان کو آواز دیتے تو بھیں بھیں کرتی ہوئی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آتی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی بھیڑ اسی کو فرماتے ہیں جو ان کے پیرو تھے۔ اور یہودی تو پانچویں صدی قبل از مسیح "بخت نصر" کے وقت بھاگے تھے' وہ مسیح کی بھیڑیں کس طرح ہو سکتی ہیں؟ اور مسیح علیہ السلام کا فرض کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ انکے پیچھے پیچھے سفر کرتے پھریں۔ اور پھر سفر کا یہ نتیجہ کہ

۸۷؍ برس میں ایک بھی عیسائی نہیں ہوا۔ خدا نے صلیب سے مسیح کو اسی واسطے نجات دی تھی کہ کشمیر جا کر تبلیغ کریں اور ایک بھی یہودی ایمان نہ لائے۔ کس قدر خدا کی ہتک اور لاعلمی ہے کہ مسیح علیہ السلام کو کشمیر روانہ کرنے کے نتیجہ سے بے علم تھا۔ پس یہ سراسر غلط ہے کے مسیح علیہ السلام کشمیر میں آئے اور فوت ہو کر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

دلیل (۳) ...... اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ وہ کسی نبی میں جمع نہیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے۔ دوم یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی۔ اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ (دیکھو ص ۵۳، مسیح ہندوستان میں)

''کنزالعمال'' میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جس کے یہ الفاظ ہیں: یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سب سے پیارے خدا کی جناب میں وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں، پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنی ہیں؟ کہا وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں''۔ (ریویو جلد ۲، نمبر ۶، ص ۲۳۵)

الجواب: ...... یہ بالکل غلط ہے کہ تمام فرقے مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ایک سو پچیس برس زندہ رہے، بلکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح ۳۳؍ برس اس دنیا میں رہے اور انکا رفع ۳۳ ویں برس ہوا، اور پھر آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ اور بعدِ نزول، فوت ہو کر مقبرۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔ اور انکی قبر چوتھی قبر ہوگی، درمیان قبروں ابوبکر و عمر کے۔ اور یہی مذہب عیسائیوں کا انجیل میں مذکور ہے، جسکی تصدیق قرآن شریف نے بدیں الفاظ: {وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ} {وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيناً۔ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ} کر دی ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے، بلکہ

اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب قرآن شریف سے بعبارت النص ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور نہ قتل ہوئے، جب قتل نہ ہوئے اور اٹھائے گئے تو زندہ ثابت ہوئے۔ کیونکہ یہود کا قاعدہ یہ تھا کہ پہلے مجرم کو قتل کرتے اور بعد میں صلیب پر لٹکاتے' تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے تو زندہ اٹھایا جانا ثابت ہوا۔ کیونکہ قتل و صلیب کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے جس کی تردید قرآن شریف فرما رہا ہے۔ جب انہیں قتل و صلب سے بچایا گیا تو جسمی رفع بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ قتل و صلب کا فعل جسم پر وارد ہوسکتا ہے۔ روح کو نہ تو کوئی قتل کرسکتا ہے اور نہ پھانسی دے سکتا ہے۔ پس جو چیز قتل اور لٹکانے سے بچائی گئی یعنی جسم، جب رفع مسیح جسمانی ہوا، تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف کے ماننے والے فرقے تو ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح نے ایک سو پچیس برس کی عمر پائی۔ یہ مرزاجی کا سب فرقوں پر بہتان ہے۔ افسوس! مرزاجی اپنی مایہ ناز حدیث بھی بھول گئے جس میں لکھتے رہے کہ مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ مرزا کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ سوائے مسیح علیہ السلام کے کامل عمر کسی نبی نے نہیں پائی۔ شاید مرزا صاحب حضرت آدم و حضرت نوح و حضرت شیث علیہ السلام وغیرہم کو نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں' جنہوں نے ایک ہزار برس کے قریب عمریں پائیں۔

(دیکھو بائبل، باب پیدائش)

دوم: یہ کہ انہوں نے اکثر حصوں ملک کی سیر کی' یہ بھی غلط ہے ''انجیل'' سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ملک شام میں ہی سیر اور تبلیغ فرماتے رہے اور وہیں انکی امت تھی اور وہیں ملک شام میں واقعہ صلیب ہوا اور وہ صرف ۳۳ ربرس دنیا میں رہے۔ یہ بھی مرزا صاحب نے غلط لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام دین لے کر بھاگا، بلکہ جان بوجھ کر دھوکا دیا ہے۔ اور

حدیث میں تحریف معنوی کی ہے۔ہم مرزا صاحب کا جھوٹ ظاہر کرنے کے واسطے حدیث کے اصل الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب جھوٹ تراشنے اور دوسروں کو دھوکا دینے میں کس قدر دلیر تھے۔حدیث یہ ہے: (دیکھو' کنزالعمال' جلد۱،ص۵۱):

''قال أحب الشئ الی اللہ الغرباء قیل أی شئ الغرباء قال الذین یفرون بدینھم ویجتمعون الی عیسٰی ابن مریم'' ترجمہ: ''فرمایا نبی ﷺ نے: خدا کی جناب میں پیارے وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں، پوچھا گیا کہ غریب کے کیا معنی؟ فرمایا وہ لوگ جو بھاگیں گے ساتھ دین اپنے کے اور جمع ہوں گے طرف عیسٰی بیٹے مریم کے''۔مرزا جی نے الفاظ حدیث ''الذین یفرون بدینھم ویجتمعون الی عیسٰی ابن مریم'' کا ترجمہ غلط کر کے سخت دھوکا دیا ہے۔یعنی آپ لکھتے ہیں: ''وہ لوگ ہیں جو عیسٰی مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں''۔مرزا کے یہ معنی ایک ادنیٰ طالبعلم بھی غلط قرار دے سکتا ہے۔ ''یجتمعون الی عیسٰی ابن مریم'' میں لفظ ''الی'' کو تشبیہ گردانا اور اس کے معنی کئے: ''عیسٰی کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں''۔

ناظرین پر واضح ہو کہ ''الی'' کے معنی طرف ہیں، نہ کہ طرح۔یعنی عیسٰی بن مریم کی طرف لوگ جمع ہوں گے۔ چونکہ اس حدیث کے الفاظ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا اصالتاً نزول ثابت کرتے ہیں اس لئے مرزا جی نے معنی غلط کر دیئے۔مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس حدیث کو مرزائی اپنے مفید مطلب سمجھ کر پیش کرتے ہیں وہی انکے مدعا کے خلاف ہوتی ہے۔اس حدیث میں بھی صاف اصالتاً نزول عیسٰی بن مریم مذکور ہے نہ کہ اسکا کوئی بروز و مثیل ۔کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسٰی ابن مریم کے نزول کے وقت جو جو لوگ عیسٰی بن مریم کی طرف جمع ہوں گے،یعنی ان کی جماعت میں شامل ہوں گے، وہی

اللہ کے پیارے ہوں گے۔ اب تو روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ وہی عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے اور وہ زندہ ہیں۔ اس کے سوا جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ اب جو شخص کہے کہ عیسیٰ بن مریم مرچکے ہیں وہ نہیں آسکتے، رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ اگر عیسیٰ بن مریم دوسرے نبیوں کی طرح مرچکے ہوتے تو پھر انکا نزول بھی نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ جو شخص مرجاتا ہے وہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا اور حضرت مسیح علیہ السلام از روئے قرآن و حدیث واپس آنے والے ہیں' اس لئے ثابت ہوا کہ وہ زندہ ہیں' کیونکہ اگر وہ دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہوجاتے تو پھر حضرت خلاصۂ موجودات یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ''تم میں عیسیٰ بن مریم واپس آئیں گے''، اسلئے کہ جو فوت ہوجائے وہ دوبارہ واپس نہیں آتا۔ لہٰذا کسی مسلمان کا یہ حوصلہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کو (نعوذ باللہ) جھٹلائے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کو فوت شدہ تسلیم کرے۔ پس اس مختصر بحث سے ثابت ہوا کہ اب حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ ہیں اور کسی تاریخ کی کتاب میں انکا فوت ہونا اور کشمیر میں دفن ہونا مذکور نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ کشمیر میں جو قبر ہے وہ یوز آصف کی ہے نہ کہ عیسیٰ بن مریم کی۔

دلیل (۴)......دیکھو ''راز حقیقت، ص ۱۷/۶'' اصل عبارت: ''حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لنڈن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے...... (الخ)۔

الجواب:......روسی سیاح کی انجیل نے تو مرزا صاحب کی تمام افسانہ سازی اور دروغ بافی کارڈ کردیا ہے۔ افسوس! مرزا صاحب اپنی مسیحیت و مہدویت کے کچھ ایسے دلدادہ تھے کہ خواہ مخواہ جھوٹ لکھ کر لوگوں کو اس نیت سے دھوکا دیتے کہ کون اصل کتاب کو دیکھے گا۔ لیکن ہم نے جب مرزا جی کے حوالہ کے مطابق کتاب دیکھی تو بالکل برعکس پائی۔ اسی روسی سیاح

کی انجیل جس کو ہم پہلے ہی مختصراً نقل کر آئے ہیں' جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آئے اور ۲۹ برس کی عمر میں پھر ملک بنی اسرائیل یعنی شام میں واپس چلے گئے اور وہاں ۳۳ برس کی عمر میں پھانسی دیئے گئے اور بلادِ شام میں انکی قبر ہے۔ آؤ مرزا جی کے مریدو! اسی روسی سیاح کی انجیل کا فیصلہ ہم منظور کرتے ہیں۔ آپ بھی خوفِ خدا کریں اور یوز آصف کی قبر کو عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہ کہیں۔ اب تو آپکا روسی سیاح آپ کی تردید کر رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر میں آئے اور ۸۷ برس زندہ رہ کر کشمیر میں فوت ہوئے اور اسی سیاح کی انجیل مرزا جی اور آپ کو جھوٹا قرار دے رہی ہے کہ ہندوستان کی واپسی کے بعد شام میں مسیح مصلوب ہوا اور وہیں ملک شام میں اس کی قبر ہے۔

جس کو مرزا قادیانی بھی اپنی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر تسلیم کر چکے ہیں کہ بلاد شام میں مسیح کی قبر ہے۔ لہٰذا روسی سیاح کی انجیل سے بھی یہی ثابت ہوا کہ کشمیر میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہیں۔

دلیل (۵)......اور پھر اس جگہ وہ حدیث جو کنز العمال میں لکھی، حقیقت کو اور بھی ظاہر کرتی ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: حضرت مسیح علیہ السلام کو اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا ابتلاء تھا، حکم ہوا کہ کسی اور ملک کی طرف چلا جا۔ تا کہ یہ شریر یہودی تیر نسبت بد ارادے رکھتے ہیں اور فرمایا کہ ایسا کر تو ان ملکوں سے دور نکل جا۔ تا کہ تجھ کو شناخت کر کے یہ لوگ دکھ نہ دیں۔ (تحفہ گولڑویہ، ص ۱۳، خزائن، ج ۱۷ ص ۹۹)

الجواب:......افسوس مرزا قادیانی نے اس جگہ بھی وہی حرکت کی ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص کرتا تو مرزا قادیانی اس کو یہودیانہ حرکت کہتے اور لعنت کا مورد بناتے۔ کیا کوئی مرزائی بتا

سکتا ہے کہ حدیث کے کن الفاظ کا یہ ترجمہ ہے۔ ’’اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا زمانہ تھا‘‘۔ ہم مرزا کی دیانت داری کا پول کھولنے کے واسطے حدیث کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں تا کہ مرزا جی کا سچ جھوٹ ظاہر ہو۔ دیکھو ص ۳۴ پر حدیث اس طرح درج ہے
: اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ: ان یعیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لعلہ تعرف وتوذی (رواہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ، کنز العمال، ج ۳، ص ۱۵۸، حدیث ۵۹۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے وحی کی طرف عیسیٰ کے: کہ اے عیسیٰ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جا۔ تا کہ تو پہچانا نہ جائے اور تجھے ایذا نہ دی جائے۔

کوئی مرزائی بتائے کہ ’’اس ابتلاء کے زمانے میں جو صلیب کا زمانہ تھا‘‘۔ مرزا جی نے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ مرزا جی تحریف کے مرتکب بھی ہوئے مگر الٹا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت جسمانی کرنا چاہتا ہے، جس سے رفع روحانی کا ڈھکوسلا جو مرزا جی نے ایجاد کیا، غلط ہوا۔ تا کہ اس کے جسم پاک کو صلیب کے زخموں کے عذابوں سے بچالے۔ اس لئے وحی کی کہ کسی اور جگہ چلا جائے تا کہ اس کو یہودی تکلیف نہ دیں۔

جب ارادہ خداوندی یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے جسم کو یہودیوں کے عذاب سے بچائے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے، تو ثابت ہوا کہ مرزا جی کا مذہب کہ ’’مسیح صلیب پر چڑھایا گیا، اس کو کوڑے لگائے گئے، لمبے لمبے کیل اس کے اعضاء میں ٹھونکے گئے اور عذاب صلیب کے درد و کرب سے ایسا بے ہوش ہوا کہ مردہ سمجھ کر اتارا گیا‘‘۔ سب کا سب غلط ہوا کہ اس حدیث نے آیت: **{یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک}** کی تفسیر کر دی کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے بچانے کا وعدہ دیتا ہے۔ پس پہلے تو خدا نے

اس کو اپنے قبضہ میں کر لیا یعنی اس مکان سے جس کا محاصرہ یہودیوں نے کیا تھا، اس مکان سے صحیح سلامت نکال لیا اور کفار میں سے کوئی ان کو دیکھ نہ سکا اور یہودا اسکریوطی جس نے مسیح علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا، اس پر مسیح علیہ السلام کی شبیہ ڈالی اور وہی صلیب دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بچائے گئے۔ اس کی تصدیق انجیل برنباس بھی کرتی ہے کہ مسیح رفع سے پہلے حواریوں کو ملا اور اسی جگہ ان کو برکت دیتا ہوا اٹھایا گیا۔ دیکھو انجیل برنباس آیت ۲۴، فصل ۲۲۔ جب مسیح فوت ہی نہیں ہوا اور قرآن سے رفع جسمانی ثابت ہے تو پھر کشمیر میں اس کی قبر کا ہونا غلط ہے۔

دلیل (۵)......''جو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں، یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کی سیر کی ہوگی اور پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ اور چونکہ کشمیر بلاد شام کے مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی۔ یہ بھی خیال ہے کہ کچھ عرصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں اور کچھ بعید نہیں کہ وہیں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی اولاد سے ہوں''۔ (مسیح ہندوستان، ص ۶۸، خزائن ج ۱۵، ص ۷۰)

الجواب: دنیا میں کوئی شخص ایسا ہوشمند بھی ہے جو ایک طرف تو یہ کہے کہ تاریخ میں ایسا لکھا ہے اور دوسری طرف تمام شک، قیاس، تعجب اور فرضیت کا تودہ کھڑا کردے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ جب پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں تو پھر شکی، وہمی اور قیاسی فقرات کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور ساتھ ہی ہم یہ کہنے کیلئے مجبور ہیں کہ آپ کی کشفی اور الہامی طاقت کہاں گئی کہ تمام عمارت شک کی تعمیر

کر دی۔

سنو! مرزاجی ایک تاریخی امر کو کس طرح بیان کرتے ہیں کہ مسیح جموں یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے۔ اوپر تو دعویٰ ہے کہ تاریخ میں لکھا ہے اور یہاں ''جموں یا راولپنڈی کے راستہ کشمیر گئے ہوں گے''۔ افسوس! مرزاجی کو ان کے ملہم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ کشمیر کو گجرات، پونچھ اور جوالامکھی کے بھی راستے ہیں، پھر لکھتے ہیں:

۱...... یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ مسیح نے بنارس، نیپال کی سیر کی ہوگی۔

۲...... پھر جموں یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر گئے ہوں گے۔

۳...... سرینگر کشمیر بلادِ شام کے مشابہ ہے۔ وہاں مستقل سکونت اختیار کی ہوگی۔

۴...... یہ بھی خیال ہے کہ افغانستان میں شادی کی ہوگی۔

۵...... کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ خیل جو افغانوں کی قوم ہے، حضرت عیسیٰ کی اولاد ہوں۔

کوئی مرزاصاحب سے پوچھے کہ جناب ایک طرف تو آپ کا دعویٰ ہے کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں' اور دوسری طرف بجائے تاریخ کی کتابوں اور صفحات کے حوالجات دینے کے ''کشمیر گئے ہوں گے'' ''سکونت اختیار کرلی ہوگی'' ''افغانوں میں شادی کی ہوگی'' ''کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ خیل، عیسیٰ کی اولاد ہوں''۔ یہ شکیہ فقرے تو بتارہے ہیں کہ جناب مرزاصاحب کو خود اپنی تسلی اور یقین نہیں' صرف فرضی طور پر ان کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کی بنیاد وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسے ایسے شکی فقرے لکھیں تاکہ بھولے بھالے مسلمان مسیح علیہ السلام کی وفات یقین کرکے قبر مسیح کشمیر میں تسلیم کرلیں۔ کوئی ہوشمند باحواس انسان قیاس کرسکتا ہے کہ ''عیسیٰ خیل افغان'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہیں؟ اگر یہ ''ایجاد بندہ اگرچہ سراسر خیال گندہ'' ایک منٹ کے واسطے

فرض کرلیں تو پھر ''یوسف زئی'' جو افغانوں کی ایک قوم ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہوگی۔ اور ''محمد زئی'' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اولاد تسلیم کرنی پڑے گی اور اس لغو قیاس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ قرآن شریف کی تکذیب ہوگی، جس میں فرمایا ہے: {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ} یعنی ''محمد ﷺ تمہارے میں سے کسی مرد کے والد نہیں''۔

افسوس! مرزا صاحب ایسے ''دیوانہ بکار خود ہوشیار'' تھے کہ چاہے قرآن شریف کی تکذیب ہو، حدیث نبوی کی تردید ہو، مگر مرزا صاحب کا اُلّو ضرور سیدھا ہو کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہو اور وہ مسیح موعود بن جائیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ ان کی تمام عمر اسی ایک من گھڑت قصے میں گذری اور تحریف بھی کی۔ اس پر بھی نہ وفات مسیح علیہ السلام ان سے ثابت ہوئی اور نہ قبر یوز آصف قبر مسیح علیہ السلام بنی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا افغانوں میں شادی کرنے کا ناول تو بہت ہی نرالا ہے، کیونکہ یہ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ ''فتزوج ویولدله'' سے خاص نکاح مراد ہے اور وہ نکاح وہ ہے جو کہ مسیح موعود بعد نزول کرے گا''۔ مگر وہ نکاح تو ظہور میں نہ آیا اور حیات مسیح ثابت ہوئی، کیونکہ اسی حدیث میں ''ثم یموت'' لکھا ہے، یعنی بعد نزول انتقال کریں گے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام کا انتقال ہی نہیں ہوا تو قبر کیسی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعدِ نزول شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہوا تھا تو ان کی شادی ابھی نہیں ہوئی تھی''۔ (دیکھو تکملہ مجمع البحار، ص ۸۵) ''وكان لم يتزوج قبل رفعه الى السماء فزاد بعد الهبوط فى الحلال''۔

دلیل (۷) ...... ''بدھا ازم'' مصنفہ سر مونیز ولیم کے صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے کہ ''چھٹا مرید بدھ

کا ایک شخص تھا جس کا نام ''یسا'' تھا (یہ لفظ یسوع کے لفظ کا مخفف معلوم ہوتا ہے) چونکہ حضرت مسیح بدھ کی وفات سے پانچ سو برس بعد یعنی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے تھے، اس لئے چھٹے مرید کہلائے۔ (دیکھو کتاب مسیح ہندوستان میں، ص ۸۳، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:..... مرزا صاحب کو جس طرح طبع زاد قصے بنانے اور جھوٹ کو سچ بنانے میں کمال ہے، اسی طرح انہیں تاریخ دانی میں بھی کمال ہے۔ گوتم بدھ تو مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے ہو گذرا ہے۔ ہم ذیل میں اصل تاریخی عبارت نقل کرتے ہیں وھو ھذا:

''یہ مذہب مسیح سے ۶۳۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی ''ساکھی سنگھ گوتم بدھ'' قوم راجپوت تھے۔ اس قوم کے نشانات افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں۔ فی الحال چین، جاپان، برہما، سیام، انام، تبت، لنکا، چینی، تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً ستر کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور ''بدھ'' کہلاتے ہیں''۔ (دیکھو ص ۲۸۵، ثبوت تناسخ)

اول: اس تاریخی حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ساتویں صدی میں بعد گوتم بدھ کے پیدا ہوئے' لہٰذا وہ کسی طرح چھٹے شاگرد نہیں ہوسکتے' کیونکہ ساتویں صدی میں ''بعد گوتم بدھ کے'' پیدا ہوئے۔

دوم: مسیح کو شاگرد بدھ تسلیم کرنے میں قرآن شریف کی تکذیب ہے' کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام مادرزاد رسول تھے، پڑھو: {وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ} اور اوپر کی آیت میں لکھا ہے: {یُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰاةَ وَالْاِنْجِیْلَ} (سورۂ آل عمران) یعنی ''اسکو حکمت اور کتاب سکھائی اللہ نے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجا''۔

سوم: یہ قیاس بھی غلط ہے کہ گوتم بدھ کے شاگرد صرف چھ تھے' یعنی صدی صدی کا ایک

شاگرد تھا۔ اس حساب سے تو گوتم بدھ کے آج تک صرف ۲۸ شاگرد ہوئے، جو کہ بالبداہت غلط ہے، کیونکہ بحوالہ تاریخ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ ''بدھ کے پیرو یعنی شاگرد ستر کروڑ ہیں''۔اور یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ ''یسا'' یسوع کا مخفف ہے۔''یسوع'' عبرانی لفظ ہے اور ''یسا'' ہندوستانی لفظ ہے۔ کچھ تو معقولیت بھی چاہئے۔ مطلب پرستی اسی واسطے بری ہے۔کجا عبرانی لفظ ''یسوع'' اور کجا ہندوستانی لفظ ''یسا''۔

دلیل (۸)...... کتاب ''پتا کیتان'' اور ''اتھا گھتا'' میں ایک اور بدھ کے نزول کی پیشگوئی بڑے واضح طور پر درج ہے جس کا ظہور ''گوتم'' یا ''ساکھی منی'' سے ایک ہزار سال بعد لکھا گیا ہے۔ گوتم بیان کرتا ہے کہ میں پچیسواں بدھ ہوں اور ''بگوا میتا'' نے ابھی آنا ہے۔یعنی میرے بعد وہ اس ملک میں آئے گا، جس کا ''میتا'' نام ہوگا۔اور وہ سفید رنگ ہوگا' اور بدھ نے آنے والے بدھ کا نام ''بگوا میتا'' اس لئے رکھا کہ ''بگوا'' سنسکرت میں ''سفید'' کو کہتے ہیں اور حضرت مسیح چونکہ بلادِ شام کے رہنے والے تھے، اسلئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے......(الخ)۔(دیکھو مسیح ہندوستان میں، ص۸۱، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:...... یہ تک بندی از روئے عقل ونقل باطل ہے۔اگر گوتم بدھ نے لکھا ہے کہ ایک ہزار سال میرے بعد ''بگوا میتا'' آئے گا، تو اس آنے والے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں ہوسکتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوتم بدھ سے ۶۳۰ برس بعد ہوئے، ایک ہزار برس کے بعد ہرگز نہیں ہوئے۔اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام بگوا میتا ہرگز نہ تھے۔مرزا صاحب کا حافظہ بھی عجیب قسم کا تھا کہ حلیہ مسیح علیہ السلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مسیح ناصری کا حلیہ جو رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں دیکھا' اس میں مسیح علیہ السلام کا رنگ سرخی مائل بہ سفیدی یعنی گندمی رنگ لکھا ہے''۔(دیکھو صحیح بخاری، مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ جلد ۱، ص ۴۵۹)

)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "مسیح علیہ السلام کا رنگ گندمی یعنی سفیدی مائل سرخ تھا"۔ اب "بگوا" رنگ آنے والے بدھ کا دیکھ کر ملک شام کا رنگ تسلیم کرتے ہیں، حالانکہ خود ہی اپنی کتاب "البریہ" کے حاشیہ مندرجہ صفحہ ۲۶۳ پر لکھتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے"۔ غرض مرزا صاحب اپنا مطلب منوانے کے ایسے متوالے تھے کہ خود ہی اپنی تردید کر جاتے ہیں اور موجودہ وقت کا راگ خواہ مخواہ الاپ دیتے ہیں، چاہے وہ کیسا ہی نامعقول ہو۔ کوئی پوچھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کی طرح کئی رنگ بدلتے تھے۔ "بگوا" رنگ تو آپ نے دیکھ لیا مگر یہ نہ سمجھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدھ کا اوتار کس طرح ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بنی اسرائیلی نبی تھے اور تمام بنی اسرائیلی نبی تناسخ کے منکر اور قیامت کے قائل تھے۔ اور گوتم بدھ دوسرے اہل ہنود کی طرح تناسخ کے معتقد اور قیامت کے منکر تھے۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بگوا یتا بدھ تھے، تو پھر مرزا صاحب کا یہ لکھنا غلط ہوتا ہے کہ "یسا" یسوع کا مخفف ہے۔ "میتا بدھ" اور یسوع میں کچھ لگاؤ لفظی و معنوی نہیں۔

دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک بدھ مت کے پیرو نہ ہوں تب تک ان کو بدھ کا شاگرد ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر مسیح علیہ السلام کو بدھ کا پیرو کہیں تو انکی نبوت و رسالت جاتی ہے، کیونکہ اسرائیلی نبیوں میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ تناسخ کا معتقد ہو۔ اور گوتم بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے۔ (دیکھو کتاب اواگون وچار، ص ۷) "کرم کے مارے جنم بار بار لینا پڑتا ہے، جو جیو آتما کہلاتا ہے، سو کوش زخرانہ میں نہیں، کنتو پانچ سکندھوں میں رہتا ہے، انکے یہ نام ہیں: (۱) روپ (۲) دیدھ (۳) سنگیا (۴) سنسکار (۵) وگیاپن مریتو کے سمہ یہ سب سکندہ نشٹ ہو جاتے ہیں"......(الخ)۔

دوسرا حوالہ کہ بدھ کی تعلیم تناسخ کی تھی۔ لیتھبرج صاحب مختصر تاریخ ہند کے صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں کہ ’’بدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور زحمتوں اور آتما کے دائمی اواگون یعنی تناسخ سے اسی طرح نجات پاسکتا ہے‘‘۔

تیسرا حوالہ ڈاکٹر ڈبلیو پنسٹر صاحب مختصر تاریخ ہند کے صفحہ ۱۰۹ پر لکھتے ہیں: ’’اس نے یعنی بدھ نے تعلیم کی کہ انسان کی موجودہ اور گذشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت مخفی نہیں کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ راحت اور رنج میں جو اس دنیا میں لاحق یعنی حاصل ہوتے ہیں ان کو ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیے اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آئندہ جنم کی راحت و رنج منحصر ہوگی۔ جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے موافق ادنیٰ یا اعلیٰ حالت آئندہ میں پھر جنم لیتا ہے‘‘......(الخ)۔

پس جب مہاتما بدھ کی تعلیم تناسخ کی ہے تو پھر کس قدر غضب ہے کہ ایک اولو العزم رسول، صاحب کتاب کو بدھ کا اوتار و شاگرد تسلیم کیا جائے اور اسکی کتاب انجیل جسمیں قیامت کا اقبال اور اعتقاد ہے اور قرآن شریف اس کا مصداق ہے، اسکو پس پشت صرف اس واسطے ڈالا جائے کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت ہو جائے، چاہے مسیح علیہ السلام کی نبوت و رسالت خاک میں مل جائے (معاذ اللہ)۔ ایک صاحب کتاب رسول کی کس قدر ہتک ہے کہ وہ ایک ہندو کا پیرو و شاگرد مانا جائے اور وہ بھی غلط۔ کیونکہ ایک ہزار برس بعد بدھ کے اس کا ظہور ہونا لازمی تھا اور مسیح کا ظہور بدھ کے بعد ۶۳۰ برس ہوا۔ کوئی مرزائی اپنے مرشد کی حمایت کرے اور ثابت کرے کہ مسیح کا ظہور بدھ سے ہزار برس بعد ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ مرزا صاحب کسی تاریخ سے اپنی دروغ بافی کا پتہ دے سکے تو مرزا صاحب کی اس دروغ بیانی پر صادر ہوگا۔ اور دروغ گو کا دامن چھوڑنا ہوگا۔ مرزائی یا مرزا

جی کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے، آخر جھوٹ کھل جاتا ہے۔

دلیل (۹)......ایک اور قوی دلیل اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو ایک ایسے ٹیلے پر پناہ دی جو آرام کی جگہ تھی۔

(دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ، جلد پنجم ص/ ۲۲۸۔۲۲۹، مصنفہ مرزا صاحب)

الجواب:......مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ اپنے مطلب کے واسطے طبع زاد باتیں بلا دلیل و بلا ثبوت لکھ دیتے۔ اور اپنے مریدوں پر ان کو اعتبار تھا کہ وہ انکی ہر ایک بات کو بلا غور قبول کر لیں گے۔ اور یہ سچ بھی ہے کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا کی تحریر کو قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس آیت کے معنی کرنے اور تشریح کرنے میں بھی مرزا جی نے منگھڑت باتیں درج کر دی ہیں۔ اور یہ اس واسطے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو کشمیر میں داخل کر کے اسی جگہ ان کی قبریں ثابت کریں۔ اس واسطے انہوں نے اس آیت کے معنی کرنے میں تحریف معنوی کی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے قرآن شریف کی آیت لکھی جائے اور اس کے بعد انجیل جس کا قرآن مصدق ہے لکھی جائے، کیونکہ قرآن شریف انبیاء کرام کے قصے بیان کرنے میں بہت اختصار سے کام فرماتا ہے اور ساتھ ہی ہدایت کرتا ہے: {فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} یعنی ”تمام قصہ جو تم کو معلوم نہیں وہ اہل کتاب سے دریافت کرو“۔ قرآن شریف میں صرف تھوڑے لفظوں میں اشارۃً سابقہ کتابوں کی تصدیق ہے۔ پس جب کوئی مضمون پہلے انجیل میں ہو اور پھر قرآن شریف اس کی تصدیق کر دے تو پھر کسی مومن کتاب اللہ کا حوصلہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ کے مقابل اپنے منگھڑت ڈھکوسلے لگائے اور مسلمانوں کو گمراہ کرے اور خود گمراہ ہو۔ ”انجیل متی“ باب ۲، آیت ۱۳ میں لکھا ہے: ”جب وہ روانہ ہوئے تو دیکھو خداوند کے

فرشتے نے یوسف کوخواب میں دکھائی دے کے کہا اٹھ! اس لڑکے اوراس کی ماں کوساتھ لے کرمصر کو بھاگ جااور وہاں رہو۔ جب تک میں تجھے خبر نہ دوں‘‘۔ پھرآیت ۱۹: ’’جب ہیرودیس مرگیا تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے مصر میں یوسف کوخواب میں دکھائی دے کے کہا کہ اٹھ اس لڑکے اوراس کی ماں کوساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں جا، کیونکہ جو اس لڑکے کی جان کے خواہاں تھے مرگئے۔ تب وہ اٹھااوراس لڑکے اوراسکی ماں کوساتھ لے کے اسرائیل کے ملک میں آیا، مگر جب سنا کہ ’’ارخیلاس‘‘ اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہت کرتا ہے تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں آگاہی پاکر گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایک شہر میں جس کا نام ’’ناصرت‘‘ تھا، جا کے رہا کہ وہ جونبیوں نے کہاتھاپوراہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔‘‘ (آیت ۲۳ تک)

انجیل کی اس عبارت کی تصدیق قرآن شریف نے اس آیت میں کی جس کے معنی مرزاجی غلط کرتے ہیں، آیت یہ ہے: {وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ} ترجمہ: اور کیا ہم نے مسیح ابن مریم کواوراس ماں کونشانی اور پناہ دی ہم نے ان دونوں کوطرف ایک ٹیلے کی جوآرام کی جگہ تھی‘‘۔

۱......شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ’’جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ اسرائیل کابادشاہ پیدا ہوا، وہ دشمن ہوا، اوراس کی تلاش میں پھرا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اس ملک سے نکل جاؤ، وہ نکل کر ملک مصر میں گئے۔ ایک گاؤں کے زمیندار نے مریم کو بیٹی کر کے رکھا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو اس ملک کا بادشاہ مرچکا تھا' تب پھرآئے اپنے وطن کو۔ وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں خوب تھا‘‘۔ (دیکھو قرآن شریف، مطبوعہ کریمی بمبئی حاشیہ ص ر ۴۷۵)

۲......حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب اسی آیت کا ترجمہ کر کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ''جس طرح کا واقعہ فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا کہ ان کے پیدا ہونے کی خبر پہلے سے فرعون کو مل گئی تھی۔ اسی طرح کا اتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے نجومیوں نے ''ہیرودیس'' حاکم کو بتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے، چنانچہ ہیرودیس کے خوف سے حضرت مریم کے چچازاد بھائی ''یوسف نجار'' ماں بیٹوں کو مصر کے علاقے کے ایک گاؤں ''رملہ'' میں جو کنار رود نیل پر آباد تھا' لے آئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہیں پر تھے۔ ''ہیرودیس'' مر گیا تو یہ اپنے وطن کو واپس گئے اور اپنی پیغمبری کا اعلان کیا۔ شاید اسی واقعہ کی طرف اس آیت میں مجملاً اشارہ ہو''۔ (صفحہ ۴۵۱ تقطیع خورد)

۳......تفسیر کشاف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ''ربوہ'' موضع رملہ کی طرف ہے جو کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے۔

۴......تفسیر حسینی میں لکھا ہے: ''وجادادیم ماما در وپسر را وقتیکه از یهود فرار گرفته وباز آوردیم بسوئے ربوه یعنی بلندی از زمین بیت المقدس یا دمشق یا رمله قسطنطین یا مصر''۔ یعنی ''جگہ دی ہم نے ماں اور بیٹے کو جب کہ وہ یہودیوں کے خوف سے بھاگے تھے اور لوٹا لائے ہم ان کو ''ربوہ'' کی طرف اور وہ یا تو زمین بیت المقدس یا دمشق یا رملہ قسطنطین یا مصر ہے''۔

(ص ر ۸۳ جلد دوم تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور)

۵......تفسیر خازن جلد ۳، مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۰۶ {وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ} ای مكان مرتفع قيل هي دمشق۔ وقيل هي رملة وقيل ارض فلسطين۔ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ هي

بیت المقدس۔ قال کعب رضی اللہ عنہ بیت المقدس اقرب الارض الی السماء بثمانیة عشر میلا۔ وقیل ھی مصر۔ یعنی ’’ربوہ سے مراد مکان مرتفع ہے۔ بعض نے اس سے مراد دمشق، بعض نے رملہ، بعض نے فلسطین لی ہے۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے۔ کہا کعب رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس باقی زمین سے ۱۸ رمیل آسمان کی طرف نزدیک ہے۔ اور بعض نے ربوہ سے مراد مصر کو لیا ہے‘‘۔

اب ہم مرزا صاحب کے ان دلائل کا رد لکھتے ہیں جن میں وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے۔

۱......جن لوگوں نے سرینگر کشمیر کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر سرینگر جہاں ’یوز آصف‘ کی قبر ہے ’’ربوہ‘‘ یعنی ٹیلے پر نہیں۔ راقم الحروف خود چار برس کے قریب شہر سرینگر میں رہا ہے اور خود دیکھا ہے کہ شہر سرینگر صاف زمین ہموار پر آباد ہے۔ ٹیلے پر سرینگر آباد نہیں۔ جو لوگ سرینگر گئے ہیں وہ تصدیق کرینگے کہ ’’بارہ مولا‘‘ سے ہموار زمین ہے اور بہت صاف سیدھی سڑک جاتی ہے، جو سرینگر میں داخل ہوتی ہے۔ شہر سرینگر پہاڑ کے اوپر آباد نہیں۔ بلکہ نشیب میں ہے کہ جب دریا زور پر ہوتا ہے تو پانی شہر میں آ جاتا ہے۔ جب سرینگر پہاڑ پر نہیں تو مرزا صاحب کا یہ قیاس غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو سرینگر میں پناہ دی گئی، برخلاف اس کے ’ناصر‘ گاؤں پہاڑ کی چوٹی پر آباد تھا۔ وہاں مسیح علیہ السلام بمعہ والدہ کے رہے۔

۲......{وَاٰوَيْنٰهُمَا} میں ضمیر تثنیہ کی ہے۔ یعنی دونوں ماں بیٹے کو ہم نے پناہ دی، حالانکہ مرزا صاحب جو قبر بتاتے ہیں وہ ایک ہی ہے۔ اگر واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمعہ والدہ کے آتے تو ان کی والدہ کی قبر بھی کشمیر میں ہوتی۔ مگر چونکہ حضرت مریم

علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں اس واسطے ثابت ہوا کہ ''ربوہ'' سے مراد کشمیر نہیں' کیونکہ خدا تعالیٰ {وَاٰوَیْنٰهُمَا} فرماتا ہے' یعنی دونوں ماں بیٹے کو۔

۳......مرزا خود اقرار کرتے ہیں کہ دوسری قبر ''سید نصیر الدین'' کی ہے۔ جب حضرت مریم کی قبر کشمیر میں نہیں تو ثابت ہوا کہ مرزا کا استدلال غلط ہے۔

۴......حضرت مریم صدیقہ کا انتقال ملک شام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے پہلے ہو چکا تھا۔ (دیکھو نزہۃ المجالس، جلد ۲، ص ر ۲۱۷) ام عیسیٰ ماتت قبل رفعه (عیسیٰ) الی السماء ''یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں اس کے آسمان پر جانے سے پہلے فوت ہو چکی تھی۔'' اور کوہ لبنان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکی تجہیز و تکفین و تدفین کی۔ غرض یہ کہ حضرت مریم کی قبر کوہ لبنان پر ہے۔

۵......تاریخ ''اخبار الدول'' بحاشیہ کامل لابن الاثیر، جلد ۱، ص ر ۱۶۰ پر بحوالہ تنبیہ الغافلین لکھا ہے ''ان مریم ماتت قبل ان یرفع عیسیٰ وان عیسیٰ تولی دفنها'' ''یعنی مریم حضرت مسیح علیہ السلام کے مرفوع ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکو بہ نفس نفیس خود دفن کیا۔'' جب واقعہ صلیب رفع سے پہلے حضرت مریم فوت ہو گئی تھیں تو پھر روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ''ربوہ'' سے مراد سرینگر کشمیر ہرگز نہیں، کیونکہ قرآن تو فرماتا ہے کہ ''دونوں ماں بیٹا کو ربوہ پر پناہ دی۔'' فوت شدہ والدہ عیسیٰ کس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کشمیر جا سکتی تھی۔ پس (نعوذ باللہ) یا تو قرآن غلط ہے (جو ہرگز غلط نہیں) جس میں {وَاٰوَیْنٰهُمَا} فرمایا گیا ہے۔ یا مرزا غلطی پر ہیں (یقیناً ہیں) کہ ''ربوہ'' سے سرینگر مراد لیتے ہیں۔ مگر قرآن شریف تو ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ البتہ مرزا صاحب ہی جھوٹے ہیں کہ اپنے مطلب کیواسطے جھوٹ بولتے ہیں۔

۶ ...... حضرت وہب بن منبہ اپنے دادا ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم نے کوہ لبنان پر وفات پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وہیں دفن کیا۔

(قرۃ الواعظین اردو ترجمہ درۃ الناصحین، جلد ۲، ص/ ۵۸ تا ۶۱)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت مریم بعد واقعہ صلیب، جیسا کہ مرزا کہتے ہیں سرینگر کشمیر نہیں آئیں اور قرآن میں دونوں ماں بیٹے کا آنا "ربوہ" پر مذکور ہے تو ثابت ہوا کہ "ربوہ" سے مراد وہی گاؤں "ناصرہ" ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ نے پناہ لی۔

۷ ...... مرزا جی کا یہ لکھنا کہ صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا جس سے پناہ دی جاتی' بالکل غلط ہے۔ (دیکھو ریویو جلد ۱ نمبر ۱۱، ۱۲، ص/ ۴۳۸)

جب ایک لڑکا بغیر باپ پیدا ہوا تو اسکی والدہ اور اس پر کس قدر مصیبت آئی کہ والدہ کو یہودیوں نے زنا کی تہمت لگائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ مصیبت تھی کہ اس کو (نعوذ باللہ) یہودی ولد الزنا کہتے تھے۔ دوسری مصیبت دونوں ماں بیٹے پر یہ آئی تھی کہ حاکم وقت ان کے قتل کے درپے ہوا، کیونکہ وہ مسیح علیہ السلام کو اپنا اور اپنی سلطنت کا دشمن سمجھتا تھا' جس کے خوف سے دونوں بھاگے۔ مرزا کی عقل اور فلاسفی دیکھئے کہ جب قاتل مسیح علیہ السلام کے درپے تھے اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور وہ ماں بیٹا جان کے خوف سے مارے مارے دربدر، گاؤں بگاؤں، شہر بشہر خوار و بے خانمان پھرتے تھے اور ہر وقت خوف تھا کہ پکڑے گئے تو مارے جاوینگے' مرزا جی کے نزدیک وہ مصیبت کا زمانہ ہی نہ تھا۔ اور جب بقول مرزا خدا کے فضل سے صلیب سے نجات پا کر نکلے تو یہ مصیبت کا زمانہ

تھا۔افسوس! سچ ہے غرض آدمی کی عقل تیرہ کردیتی ہے۔ اول تو نجات صلیب سے کیونکر ہوئی۔ آیا قصور معاف کیا گیا یا چوری بھاگے؟ دونوں صورتیں محال وغیر ممکن ہیں۔ الزام وقصور اس قدر سنگین تھا کہ معاف ہو ہی نہیں سکتا تھا' کیونکہ سلطنت کا باغی تھا۔ چوری اس واسطے نہیں نکل سکتا تھا کہ تمام یہودی دشمن تھے، قبر پر پہرا تھا اور خود مسیح علیہ السلام بقول مرزا صلیب کے زخموں اور کوڑے پٹنے کے ضربوں سے اس قدر بے ہوش اور کمزور تھا کہ بقول مرزاجی وہ مردہ سمجھا گیا اور دفن کیا گیا۔ پس ایسے کمزور اور بیہوش شخص کا دفن ہونا اور پھر تین دن کے بعد جی اٹھنا اور چوری بھاگنا کہ کشمیر آ نکلا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ مرزا کا مسیح موعود اور کرشن ہونا محال ہے۔ پس یہ ڈھکوسلا بالکل غلط ہے کہ ''ربوہ'' سے مراد کشمیر ہے اور ''یوز آصف'' والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

دلیل (۱۰)......دسویں دلیل مرزاجی کی اپنی تحقیقات ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مرید مولوی عبداللہ کو سرینگر میں خط لکھا کہ تم کوشش کرکے دریافت کرو کہ محلہ خانیار میں کس کی قبر ہے؟ اس کے جواب میں مولوی عبداللہ نے جواب لکھا کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ مسیح کی معلوم ہوتی ہے۔

الجواب: پہلے مولوی عبداللہ کے خط کی نقل درج ذیل کی جاتی ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ محلہ خانیار میں جو قبر ہے وہ مسیح علیہ السلام کی نہیں۔ **وھو ھذا**

از جانب خاکسار عبداللہ۔ بخدمت حضور مسیح موعود۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: حضرت اقدس اس خاکسار نے حسب الحکم (مرزا صاحب) سرینگر میں عین موقعہ پر روضہ مزار شریف شاہزادہ **یوز آصف** نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر پہنچ کر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی۔ اور معمر وسن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور مجاوروں اور گردو جوار کے

لوگوں سے بھی ہرایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جنابِ من! عندالتحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آصف علیہ السلام نبی اللہ کا ہے۔ اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قریباً ۱۹ر سو برس سے یہ مزار ہے...... (الخ)۔ (دیکھو ص ر ۵، راز حقیقت، مصنفہ مرزا صاحب)

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ نے مرزا کی تردید ان کے مرید سے کرادی کہ یہ قبر شاہزادہ یوز آصف کی ہے، نہ کہ مسیح کی۔ ۱۹ر سو برس سے یہ مزار ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہرگز نہیں۔ کیونکہ مرزا اپنی تصانیف میں ضرورت سے زیادہ لکھ چکے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ اور بعض جگہ لکھا ہے کہ ایک سو ترپین (۱۵۳) برس کی ہوئی تھی۔ جب مسیح کی عمر (۱۵۳) برس ۱۹ر سو برس سے نکال دیں تو ثابت ہوگا کہ یہ قبر یوز آصف والی ۱۷۴۷ ر برس سے ہے۔ مگر چونکہ بقول مولوی عبداللہ مذکور مرید کی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ قبر ۱۹ سو برس سے ہے تو ثابت ہوا کہ یہ قبر حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۵۳ر برس پہلے سے تھی۔ جب ولادت مسیح علیہ السلام سے پہلے یہ قبر تھی، تو ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی نہ تھی۔ کیونکہ مرزا خود اپنی کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' کے صفحہ ۷۲ پر قبول کر چکا ہے کہ مسیح کی کل عمر ۱۵۳ر برس تھی۔ اور ''راز حقیقت'' کے ص ر ۲ پر ۱۲۰ر برس عمر مسیح قبول کرتا ہے۔ بہرحال یہ ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی نہیں۔ کیونکہ ایک مرزائی کی تحقیق سے بھی ثابت ہے کہ یہ قبر اس وقت کی ہے جبکہ مسیح علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے، یعنی ۱۹ر سو برس سے۔ علاوہ بر آں ہم ذیل میں یوز آصف کی صفات وخصوصیات لکھتے ہیں۔ جن سے روز روشن کی طرح ثابت

ہے کہ یوز آصف اور مسیح کے حالات بالکل ایک دوسرے کے برخلاف ہیں، جن سے ثابت ہے کہ مسیح و یوز آصف الگ الگ وجود تھے۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔

اول: یوز آصف باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ اور اسکے باپ کا نام "راجہ جنسیر والئ سلابت" ملک ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام خاص کرشمۂ قدرت سے بطور معجزہ حضرت مریم کنواری کے پیٹ سے بغیر باپ پیدا ہوئے۔ جو ملک شام کی رہنے والی تھی۔ اور مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔

دوم: یوز آصف شاہزادہ کے لقب سے ملقب تھا۔ اس کے برخلاف مسیح علیہ السلام کو کبھی کسی نے شاہزادہ نبی نہیں کہا اور نہ مسیح کی کسی انجیل میں درج ہے کہ وہ شاہزادہ نبی تھے۔

سوم: یوز آصف کا باپ بت پرست و مشرک تھا' اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ عابدہ، زاہدہ، موحدہ، یروشلم کی مجاورہ تھیں اور نبی اللہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر نگرانی انہوں نے پرورش پائی۔

چہارم: یوز آصف کا استاد حکیم بلوہر تھا جو جزیرہ سراندیپ سے آیا تھا (دیکھو کمال الدین ص ر ۳۳۵) اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے لدنی طور پر کتاب و حکمت سکھا دی تھی' جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے {وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ} (سورہ آل عمران)

پنجم: یوز آصف کو پیغمبری اور رسالت جوانی کی عمر میں عطا ہوئی۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام ماں کی گود میں ہی خلعت رسالت سے ممتاز تھے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ {وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ} (سورۃ آل عمران)

ششم: یوز آصف ملک شام میں ہرگز نہیں گئے اور نہ واقعہ صلیب ان کو پیش آیا۔ اس کے

برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول روسی سیاح اور مرزا کے ملک شام میں واقعہ صلیب پیش آیا۔

ہفتم: یوز آصف کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کا نام مریم تھا۔

ہشتم: اگر عیسیٰ علیہ السلام کا صحیح نام بدل کر یوز آصف ہو گیا تھا تو قرآن میں یوز آصف آتا جو صحیح نام تھا، نہ کہ عیسیٰ بن مریم' کیونکہ خدا غلطی نہیں کرتا۔

نہم: یوز آصف دوسرے ملکوں کی سیر کرتا ہوا بعد میں سلابت (سولابط) میں واپس آیا اور بعد میں کشمیر گیا اور وہاں فوت ہو کر مدفون ہوا۔ برخلاف اس کے مسیح علیہ السلام سیر ہندوستان کے بعد ملک شام میں واپس گیا اور وہاں پھانسی دیا گیا اور وہیں اسکی قبر ہے۔ بموجب تحریر روسی سیاح کے جسکے سہارے مرزا مسیح کی قبر کشمیر میں افتراء کرتا ہے۔

دہم: یوز آصف کی شادی ہوئی اور اسکے گھر ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام ''سامل'' تھا۔ اور بعد راجہ سمت کے وہ ولایت سولابط کا حکمران ہوا۔ اس کے برخلاف مسیح کی نہ تو شادی ہوئی اور نہ ہی کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ اور نہ کسی ولایت کا حکمران ہوا۔ بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کا جب رفع ہوا تو اس وقت اس کی شادی نہ ہوئی تھی۔

اب ہم ذیل میں وہ مرزائی دلائل نمبروار لکھتے ہیں جن میں مرزا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ''یوز آصف'' اور ''یسوع'' ایک ہی شخص تھا۔

دلیل (۱) مرزا: ''یسوع'' کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آصف بننا قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جبکہ ''یسوع'' کے لفظ کو انگریزی میں بھی ''جیزس'' بنالیا ہے تو یوز آصف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں (دیکھو راز حقیقت کا حاشیہ مندرجہ ص ر ۱۵) و ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم

ص ۲۲۸ و ''تحفہ گولڑویہ'' کے صفحہ ۱۴ پر لکھتا ہے: ''فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ ہی ہیں جو یوزآصف کے نام سے مشہور ہے۔ ''یوز'' کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا ہے یا اس کا مخفف ہے۔ اور آصف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکھٹے کرنے والا''......(الخ)

الجواب: مرزا کی کمزوری تو انکی عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کے پاس کوئی تحریری تاریخی ثبوت نہیں، صرف اپنا قیاس ہے، جو کہ مقبول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزا اپنے مطلب کے واسطے غلط قیاس کرتا ہے۔ دیکھو مرزا کے فقرے۔ ''یسوع'' کی صورت بگڑ کر یوزآصف بننا قرین قیاس ہے۔

ناظرین! انصاف فرمادیں کہ ہم نے کتاب'' اکمال الدین'' اور کتاب ''حالات یوزآصف'' سے ثابت کر دیا ہے، کہ یوزآصف شاہزادہ نبی کی یہ قبر ہے۔ اور مرزا تاریخی ثبوت کے مقابل اپنا قیاس لڑاتا ہے، جو کہ اپنے مطلب کے واسطے ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ نام کے لفظ کی صورت دو ہی وجوہات سے بگاڑی جاتی ہے، ایک وجہ تو محبت ہوتی ہے کہ والدین محبت کی وجہ سے پیار کے طریق پر نام کو بگاڑتے ہیں۔ جیسا کہ نور الدین کو نورا، احمد بخش کو احمد، جلال دین کو جلو، پیر بخش کو پیرا کہتے ہیں۔ دوسری وجہ تحقیر اور ہتک ہے۔ جیسے شمس الدین کو سمو، قطب الدین کو قطبا، نظام الملک کو جامو، الہ بخش کو لبو۔ وغیرہ وغیرہ۔

دونوں طریق میں اصل الفاظ کم کر دیئے جاتے ہیں اور اختصار کر لیا جاتا ہے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام غلام احمد، تو اس کو بگاڑ کر گھسیٹا کہہ دے۔ اسی طرح اول تو یوزآصف کے نام کا بگڑنا غلط قیاس ہے، کیونکہ اہل کشمیر کو محبت اور رحم کا تو موقعہ نہ ملا تھا کہ وہ بچپن میں یوزآصف کا نام از روئے محبت پدرانہ بگاڑتے، کیونکہ یوزآصف بڑی عمر میں جبکہ رسالت

وپیغمبری کی نعمت سے سرفراز ہوئے تھے، اس وقت کشمیر میں تشریف لے گئے تھے اور یہ سنت اللہ ہے کہ پیغمبری اکثر چالیس برس کی عمر میں عطا ہوا کرتی ہے۔ پس ازروئے محبت کے تو یوزآصف کے نام کا بگڑنا ممکن نہ تھا۔ دوسری وجہ کہ ازروئے تحقیر یوزآصف کے نام کو بگاڑا گیا ہو۔ یہ قیاس بھی غلط ہے کہ کوئی شخص ایک بزرگ کا پیرو ہو کر اس کا نام بگاڑ کر مشہور کرے۔ کیا کوئی نظیر ہے کہ کسی پیغمبر کی امت نے اسکو نبی تسلیم کر کے اس کے نام کو بگاڑا ہو؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دشمنوں نے نام بگاڑ دیا ہو۔ مگر اسکی تردید بھی موجود ہے کہ اول تو شاہزادہ نبی مشہور ہے۔ اگر کشمیری ازروئے عداوت یوزآصف کے نام کو بگاڑتے تو اس کا اختصار کرتے۔ جیسا کہ نبی بخش کا ''نبو'' اور کریم بخش کا ''کموں'' وغیرہ بگاڑتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ نام بگاڑنے کے وقت اس نام کے حروف اور الفاظ زیادہ کئے جائیں۔ یسوع کو بگاڑ کر یوزآصف ہرگز کوئی نہیں پکارتا۔ اول تو یسوع نام ہی ایسا ہے کہ اسکا بگاڑ ہو نہیں سکتا۔ اگر ہوتا بھی تو کوئی حرف کم کر کے ہوسکتا۔ یسوع کا یوس کہتے جیسا کہ کشمیریوں نے کاشومیر کو بگاڑ کر کشمیر بنالیا۔ رسول جو کو ''رسلا'' اور خضر جو کو ''خضرا'' کہتے ہیں۔ ایسا ہی یسوع کا ''یس'' بناتے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یسوع کو بگاڑ کر یوزآصف بنادیتے۔ اگر یوز الگ کر دیں اور آصف الگ کر دیں تو پھر بھی بات نہیں بنتی۔ آصف اگر عربی لفظ ہے تو اس کے معنی ہیں اندوہگین شدن، افسوسناک، سریع البکار، رقیق القلب۔ دیکھو لسان العرب، قاموس، مجمع البحار، منتہی الارب، صراح منتخب اللغات۔ ''یوز'' کے معنی ترکی زبان میں ایک سو کے لکھے ہیں۔ (دیکھو غیاث اللغات) فارسی میں یوز چیتے کو کہتے ہیں۔ الغرض مرزا نے بمصداق۔ع

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جب مرزا کو باوجود دعوائے الہام، مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کی حقیقت معلوم نہ ہوئی تو افسانہ سازی کارستہ بذریعہ قیاس اختیار کیا۔ مگر افسوس کہ مطلب پھر بھی حاصل نہ ہوا۔ ''یوز'' الگ کریں اوراس کے معنی الگ چیتے یا ایک سو کے کریں۔ اور آصف کے معنی الگ کریں غمناک، اندوہ گین، وغیرہ۔ تو نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک سو روپیہ دے کر یا چیتے کے مرجانے سے غمگین اور اندوہ ناک ہوا۔''

مرزا کے اس توڑ مروڑ اور الہامی تک بندی پر ایک جاہل ملاں کی حکایت یاد آئی ہے جو کہ ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے لکھی جاتی ہے۔

حکایت: ایک مُلاں صاحب اپنے ایک شاگرد کو کتاب پڑھا رہے تھے۔ سبق میں ''گوئے بلاغت ربود'' آیا تو میاں صاحب نے کہا کہ گوئے کے معنی گیند کے ہیں اور بلا کے معنی بلا کے ہیں یعنی مصیبت وسختی ووبال کا آنا۔ اور ''غت ربود'' ایک لغت ہے۔ لغت کی کتاب لاؤ تا کہ غت ربود کے معنی دیکھے جائیں۔ تمام لغت کو دیکھا مگر غت ربود نہ پایا۔ اسی طرح مرزا نے یوز کو الگ کردیا اور آصف کو الگ کردیا تا کہ غت ربود کیطرح یوز آصف کو یسوع بنادیں۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تو تاریخی واقعہ ہے اسکی تصدیق یا تردید تاریخ سے ہی ہوسکتی ہے اپنے قیاس سے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ کسی تاریخ کی کتاب سے دکھادیں کہ یوز آصف والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے، ورنہ منگھڑت ڈھکوسلے تو ہر ایک لگا سکتا ہے۔

لاہور میں ''بدھو کا آوا'' مشہور ہے اسکو ''یسوع کا آوا'' بنا سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مسیح اسی ٹیلے پر آیا اور یہ قبرستان اسکے حواریوں کا ہے۔

دلیل (۲) مرزا: کشمیر کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شاہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا' جسکو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گذر گئے۔ اور ساتھ اسکے

بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ الخ۔ (تحفہ گولڑویہ ص ر ۱۴۰)

علاوہ ازیں سرینگر اور اسکے نواح کے کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ ۱۹ رسو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔ (ریویو، جلد ۱ نمبر ۱۰، ص ر ۴۱۹)

الجواب: اگر مرزا کو خود سرینگر کشمیر جانے کا موقع نہیں ملا تھا تو اسکی ثقاہت سے بعید تھا کہ وہ ایسی بے بنیاد باتیں اپنی تصانیف میں درج کرتے۔ اس پہاڑ کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ اور اوپر جا کر مندر کو بھی دیکھا ہے جو کہ اب تک موجود ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ یہ ایک ''شاہزادہ نبی'' کی عبادت گاہ ہے۔ اصل میں یہ مندر اہل ہنود کا ہے اور اسکے اندر ایک بیضوی شکل کا پتھر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور اس مندر کے ستونوں پر بہت پرانی زبان میں جو سنسکرت کے مشابہ ہے کچھ لکھا ہوا ہے جو کہ پڑھا نہیں جاتا۔ اس مندر کا نام زمانہ قدیم میں ''شنکراچارج'' تھا۔ جب ۷۴۳ھ میں سلطان شمس الدین نے کشمیر فتح کیا تو اس مندر کا نام بھی تخت سلیمان رکھ دیا۔ اور کشمیری اسکو ''سلیمان ٹنگ'' بولتے ہیں۔ چنانچہ اس تبدیلی نام کے نظائر بہت ہیں۔ پراگ راج کا نام الہ آباد تبدیل ہوا۔ رام نگر کا نام ''رسول نگر'' رکھا گیا۔ اسی طرح شنکر چارج کا نام ''تخت سلیمان'' یا ''کوہ سلیمان'' سے مشہور رہا۔ افسوس! مرزا نے دعویٰ تو کر دیا کہ پرانی تاریخوں میں لکھا ہے' مگر کسی تاریخ کی کتاب کا نام تک نہ لیا۔ اب انکے مریدوں میں سے کوئی مرزائی اس پرانی تاریخ کا نام بتا کر مرزا کو سچا ثابت کرے۔ جسمیں لکھا ہو کہ یہ شہزادہ نبی بلاد شام سے آیا تھا تو آج ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ مگر جھوٹ کبھی چھپا نہیں رہتا۔ پہلے لکھ چکے ہیں کہ ۱۹ رسو برس سے یہ قبر ہے۔ اور اب اس جگہ لکھتے ہیں۔ اس نبی کو بلاد شام سے آئے ہوئے ۱۹ رسو برس گذر گئے۔ اب

مطلع صاف ہوگیا کہ یہ شہزادہ ۱۹/سو برس سے آیا ہوا ہے تو اس قبر کا ۱۹/سو برس سے ہونا غلط ہے۔ اور اگر قبر کا ہونا ۱۹/سو برس سے درست ہے تو پھر ثابت ہے کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے عرصہ پہلے کی ہے۔

مرزا ''راز حقیقت'' کے ص/۱۹ پر قبول کر چکا ہے کہ یہ قبر عرصہ ۱۹ سو برس کے قریب سے محلہ خانیار سرینگر میں ہے اس لئے ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں ۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ گوتم بدھ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے ہوگذرا ہے۔ (ثبوت تناسخ،ص/۲۸۵)۔ اور یوز آصف تین سو برس بعد گوتم بدھ کے ہوا' تو اس حساب سے یوز آصف تین سو تیس برس پہلے مسیح علیہ السلام سے ہوئے ۔اگر انکی عمر کا عرصہ ۱۲۰/برس بھی تصور کرلیں جیسا کہ مرزا ''ریویو جلد ۵،ص/۱۸۴'' پر لکھتے ہیں۔تب بھی یہ قبر یوز آصف والی جو کشمیر میں ہے ۲۱۰/برس مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کی ہوئی۔ جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط اور منگھڑت فسانہ ہے کہ یہ قبر قریب انیس سو برس سے ہے اور مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔جب یوز آصف کی سوانح عمری بتارہی ہے کہ یوز آصف، مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے، کیونکہ ''سوانح عمری یوز آصف'' کے ص/۳۰ پر صاف صاف لکھا ہے کہ پھون نامی ایک عالم جب یوز آصف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ یوز آصف' گوتم بدھ سے سو برس بعد اور مسیح علیہ السلام سے تین سو تیس برس پہلے ہوا ہے ۔جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قبر یوز آصف قریب

مطلع صاف ہوگیا کہ یہ شہزادہ ۱۹/سو برس سے آیا ہوا ہے تو اس قبر کا ۱۹/سو برس سے ہونا غلط ہے۔ اور اگر قبر کا ہونا ۱۹/سو برس سے درست ہے تو پھر ثابت ہے کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے عرصہ پہلے کی ہے۔

مرزا ''راز حقیقت'' کے ص/۱۹ پر قبول کر چکا ہے کہ یہ قبر عرصہ ۱۹ سو برس کے قریب سے محلہ خانیار سرینگر میں ہے' اس لئے ثابت ہوا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی ولادت سے پہلے کی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں ۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ گوتم بدھ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۶۳۰ برس پہلے ہوگذرا ہے۔ (ثبوت تناسخ، ص/۲۸۵)۔ اور یوز آصف تین سو برس بعد گوتم بدھ کے ہوا' تو اس حساب سے یوز آصف تین سو تیس برس پہلے مسیح علیہ السلام سے ہوئے۔ اگر انکی عمر کا عرصہ ۱۲۰/برس بھی تصور کرلیں جیسا کہ مرزا ''ریویو جلد ۵، ص/۱۸۴'' پر لکھتے ہیں۔ تب بھی یہ قبر یوز آصف والی جو کشمیر میں ہے ۲۱۰/برس مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کی ہوئی۔ جس سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط اور منگھڑت فسانہ ہے کہ یہ قبر قریب انیس سو برس سے ہے اور مسیح علیہ السلام کی قبر ہے۔ جب یوز آصف کی سوانح عمری بتارہی ہے کہ یوز آصف، مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے ہوا ہے، کیونکہ ''سوانح عمری یوز آصف'' کے ص/۳۰ پر صاف صاف لکھا ہے کہ پہون نامی ایک عالم جب یوز آصف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہو چکے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ یوز آصف' گوتم بدھ سے سو برس بعد اور مسیح علیہ السلام سے تین سو تیس برس پہلے ہوا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قبر یوز آصف قریب

۲۳رسو برس کی ہے، نہ کہ ۱۹رسو برس کی۔اس قبر کا ۱۹رسو برس سے ہونا صرف مرزائیوں کی ایجاد ہے۔محض اسلئے کہ یوزآصف کی قبر کو مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت کریں۔مگر چونکہ جھوٹ کبھی کھرا نہیں ہوسکتا۔اس تاریخی ثبوت سے مرزا اور مرزائیوں کی تمام افسانہ سازی کا بطلان ہوگیا ہے اور ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام نہ فوت ہوا اور نہ ہی کشمیر میں اسکی قبر ہے۔ تاریخی ثبوت کے مقابل مرزا کی من گھڑت اور قیاسی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ مرزا خود مدعی مسیحیت ہے اور ان کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیح پر ہے' اسلئے وہ اپنے مطلب کی خاطر جھوٹ تراشا کرتا ہے۔چنانچہ لکھتا ہے: اور یوزآصف کی کتاب میں صریحاً لکھا ہے کہ یوزآصف پر خداتعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ر ۱۳۔براہین احمدیہ ص ر ۵۰۔۲۲۸)

افسوس! ماموریت من اللہ ہونے کا دعویٰ ہو اور اس قدر جھوٹ تراشے اور دھوکہ دے ہم اس مرزائی کو ایک سو روپیہ انعام دیں گے جو یوزآصف کی کتاب میں ''اس پر انجیل اتری'' دکھا دے، ورنہ مرزا کی دروغبافی پر یقین کرکے جھوٹے کی بیعت سے توبہ کرے۔

دلیل (۳): اور جیسا کہ گلگتہ یعنی ''سری'' کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنی سرینگر میں انکی قبر کا ہونا ثابت ہوا۔یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں ''سری'' کا لفظ موجود ہے۔یعنی جہاں حضرت مسیح صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے۔اور جہاں انیسویں صدی کے آخیر میں حضرت مسیح کی قبر ثابت ہوئی اس کا نام بھی گلگت یعنی ''سری'' ہے الخ۔ (دیکھو کتاب مسیح ہندوستان میں ص ر ۵۳ مصنفہ مرزا)۔

الجواب: مرزا جی! آپ کا استدلال بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔اول کیونکہ گلگت الگ

شہر ہے جو کہ سری نگر سے پندرہ منزلیں دور اور 'کاشغر' کے قریب ہے۔ پندرہ روز کا راستہ ہے۔ یہ ایسا ہی مضحکہ خیز استدلال ہے جیسا کہ کوئی کہہ دے کہ لاہور اور دہلی ایک ہی شہر کے نام ہیں۔ اگر مرزا کو معلوم نہ تھا تو کسی سے دریافت ہی کر لیتا کہ گلگت اور سرینگر میں کس قدر فاصلہ ہے۔ (۱) سرینگر (۲) باندی پور (۳) تراگبل (۴) گرے (۵) گریز (۶) پیونیری (۷) رٹو (۸) گوری کوٹ (۹) استور (۱۰) ڈشکن (۱۱) روٹیاں (۱۲) بونجی (۱۳) پری بنگلہ (۱۴) مناور (۱۵) گلگت۔

یہ کشمیر سے گلگت تک کی ۱۵ منازل کے نام ہیں۔ گلگت تو بالکل صاف میدانی زمین پر آباد ہے۔ پیر برزل گھاٹی سے پار ہے۔ اور وہاں کی آب وہوا ہندوستان کے مطابق ہے۔ وہاں کشمیر جیسی سردی بھی نہیں۔ گلگت اور سری نگر کو ایک سمجھنا' ناواقفیت کا باعث ہے۔ افسوس! مرزا جغرافیہ کو ہی دیکھ لیتے تو ایسی فاش غلطی نہ کرتے کہ گلگت اور سرینگر ایک ہی ہے۔

دوم: یہ بھی غلط ہے کہ مسیح جس جگہ صلیب دیا گیا اس جگہ کا نام گلگت تھا۔ ہم ذیل میں انجیل کی اصل عبارت لکھ دیتے ہیں تا کہ مرزائیوں کو مرزا کی من گھڑت بناوٹ معلوم ہو۔ دیکھو 'انجیل متی باب آیت ۳۳''۔ اور ایک مقام گلگتا نام یعنی کھوپڑی کی جگہ پر پہنچے' بعض انجیلوں میں گول گھتا الگ الگ لکھا ہے۔ غرض گول گھتا اور گلگت میں بڑا فرق ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کوئی جاہل کہہ دے کہ مسیح کلکتہ ہندوستان میں صلیب دیا گیا تھا اور یہ بکواس مرزا سے کچھ معقول بھی ہوسکتا، کیونکہ گلگتا اور کلکتہ میں تجنیس خطی ہے اور قریب المخرج ہے۔ سری کے معنی کھوپڑی کرنا زبان سنسکرت سے جہالت کا باعث ہے۔ سری کے معنی کھوپڑی کے ہرگز نہیں۔ سری کرشن جی، سری رام لچھندر جی، سری مہادیو جی، سری رام جی وغیرہ وغیرہ

سے ظاہر ہے کہ سری کے معنی ''بزرگ'' کے ہیں نہ کھوپڑی کے' جیسا کہ مرزا کہتا ہے۔ ''تاریخ اعظمی'' میں لکھا ہے کہ اس علاقہ کا نام دتی سر تھا اور چونکہ پانی کے درمیان تھا اس واسطے دتی سر کہتے ہیں۔ سر سنسکرت میں ''پانی'' کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ امرتسر اور نگر شہر کو کہتے ہیں۔ پس سری نگر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ'' پانی کا نگر''۔ سرینگر کا ترجمہ کھوپڑی اور کھوپڑی کا ترجمہ 'سر' کرنا بالکل غلط ہے۔ پس یہ سراسر غلط ہے کہ مسیح کی قبر سرینگر میں جو ہے اس کا نام بھی گلگت ہے، کیونکہ سری کے معنی کھوپڑی کے ہرگز نہیں۔ پس سرینگر کو گول گھتا سے کوئی مناسبت نہیں اور جو قبر سرینگر میں ہے وہ مسیح علیہ السلام کی قبر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

دلیل (۴): پرانے کتبے دیکھنے والے شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع کی قبر ہے۔

(دیکھو ریویو، جلد ۱، نمبر ۱۰، ص ر ۳۱۹)

الجواب: محلہ خانیار میں جو قبر ہے اس پر کوئی کتبہ نہیں۔ مولوی شیر علی خاص مرید مرزا لکھتے ہیں کہ یہ کتبہ مسیح کی قبر سے ایک میل کے فاصلہ پر کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک قلعے کے اندر پڑا ہے۔ (دیکھو ریویو، جلد ۲، نمبر ۵، ص ر ۲۱۴) پس مرزا کی تردید خود انکے مرید ''مولوی شیر علی'' نے کردی ہے۔ اس لئے ہم کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہی۔ لہذا یہ دلیل بھی غلط ہے۔

دلیل (۵): عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یوز آصف ایک نبی جسکا زمانہ وہی ہے جو مسیح کا زمانہ ہے۔ دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور نہ وہ صرف نبی تھا بلکہ شہزادہ بھی کہلاتا تھا۔ اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا باشندہ تھا اور اسکی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی۔ (ریویو، جلد نمبر ۲، ص ر ۳۳۸)

الجواب: ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا کہ دو اور دو کتنے؟ بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ یہی حال مرزا کا ہے کہ مسیح کی وفات ان کو چین نہیں لینے دیتی۔ ''تاریخ اعظمی''

میں صرف یہ لکھا ہے کہ ایک شہزادہ نبی یوزآصف نام کشمیر میں بمنصب رسالت ونبوت ممتاز ہوااور محلہ خانیار میں جوقبر ہے یہ اسکی قبر ہے۔ (ص ر ۸۲ تاریخ اعظمی)

مرزااس بھوکے کی طرح چارروٹیاں اپنے پاس سے ایزادکردیں کہ جس ملک میں یسوع رہتا تھااسی ملک کا باشندہ تھا۔ہم پہلے یوزآصف کے حالات میں تاریخی ثبوت سے لکھ آئے ہیں کہ یوزآصف ملک سلابت ہندوستان کے رہنے والے تھے۔پس مرزا کادروغ بے فروغ ہے کہ یوزآصف یسوع کے ملک کے رہنے والا تھے۔مرزائیوں کو چاہئے کہ اس تاریخ کانام بتائیں کہ جس میں لکھا ہوکہ یسوع مسیح اور یوزآصف ہموطن تھے۔اگرتاریخ کانام نہ بتاسکیں تومرزاکودروغ باف یقین کرکےان کی پیروی سےتوبہ کریں۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوزآصف اورمسیح کازمانہ ایک ہی تھا۔ہم اوپرتاریخ سے بتا آئے ہیں کہ مسیح اوریوزآصف کے زمانہ کافرق تین سوسال کاہے۔اوریادرہے کہ مسیح گوتم بدھ کاشاگردنہیں،بلکہ خداتعالیٰ کاشاگردہے۔دیکھو {عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰاةَ وَالْاِنْجِیْلَ} (الآیۃ) ترجمہ:''سکھائی میں نے تجھ کوکتاب اورحکمت اورتورات اورانجیل''۔

دلیل (۶): ایساہی ایک حدیث میں مسیح کی عمرایک سوبیس سال کی بیان کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتاہے کہ سرینگرمحلہ خانیاروالی قبرمیں وہی سوئے ہوئے ہیں۔کیونکہ یوزآصف کی عمربھی ایک سوبیس سال کی ہی بیان کی جاتی ہے۔(ریویو،جلد ۵،نمبر ۵،ص ر ۱۸۱)

الجواب: افسوس! مرزاکچھ ایسے مطلب پرست تھے کہ بعض دفعہ یقین ہوسکتاہے کہ ان کے دماغی قویٰ درست نہ تھے۔بھلایہ کیادلیل ہے کہ چونکہ حدیث میں آیاہے کہ مسیح کی عمر ایک سوبیس سال کی تھی اسلئے کشمیرمیں وہی مدفون ہیں۔مرزاکی اس دلیل سے ثابت ہواکہ

کشمیر والی قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں، کیونکہ ان کی عمر بھی ایک سو بیس سال تھی۔اس کے ثبوت میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی، ہم مرزائیوں کی تحریر پیش کرتے ہیں۔دیکھو کتاب ''ظہور مہدی ص ر ۲۳۸'' اکمل صاحب فاضل قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ'' حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲۳۶۸ ہبوط آدم میں پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر ۲۴۸۸ میں فوت ہوئے۔'' جب مرزائیوں کی تحریر سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور مرزا کا منطق کہتا ہے کہ جسکی عمر ایک سو بیس برس کی ہو اسی کی قبر کشمیر والی قبر ہو سکتی ہے تو مرزا کی اپنی دلیل سے یہ کشمیر والی قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہوئی مگر افسوس! مرزا کو یہ دلیل کہتے وقت دماغ شریف سے اپنی تحریر ''تذکرۃ الشہادتین'' اردو ص ر ۲۷ یاد سے جاتی رہی، جسمیں لکھا ہے کہ ''مسیح کی کل عمر ۱۵۳ ر برس کی تھی''۔ پھر مرزا اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کے ص ر ۵۳ پر مسیح کی عمر ۱۲۵ ر برس کی تسلیم کرتے ہیں۔ پھر مرزا اپنی کتاب ''چشمہ مسیح'' کے ص ر ۲ پر لکھتے ہیں۔یوز آصف کی قدیم کتاب کی نسبت اکثر محققین انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے شائع ہو چکی ہے جس سے مسیح کا پیدا ہونا یوز آصف کے بعد ثابت ہوتا ہے۔اب مرزا کی اپنی ہی تحریروں سے جب ثابت ہے کہ مسیح کی عمر ایک سو بیس برس سے زیادہ تھی اور یوز آصف مسیح سے پہلے ہو گذرا ہے تو ثابت ہوا کہ کشمیر والی قبر یوز آصف کی ہی ہے' جسکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔کوئی مرزائی مہربانی کر کے یہ بھی بتادے کہ یوز آصف کی عمر ایک سو بیس برس مرزا نے کہاں سے نقل کی ہے تاکہ مرزا کا سچ جھوٹ معلوم ہو۔

برادران اسلام! مرزا کے بودے دلائل کا رد ہو چکا۔کوئی دلیل ایسی نہیں جس سے ثابت

ہو کہ کشمیر والی قبر حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے اور نہ کسی تاریخ کی شہادت مرزا نے پیش کی، بلکہ ایک دو جگہ یہ دعویٰ کر کے کہ پرانی تاریخوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک بنی اسرائیل نصیبوں میں سے آیا تھا مگر کسی تاریخ کا نام تک نہ لے سکے اور قیاسی اور شکی باتوں کو بیان کیا کہ مسیح آیا ہو گا، نکاح کیا ہوگا، اولاد ہوئی گی وغیرہ وغیرہ۔ پس ان پراگندہ اور متضاد تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا کے پاس کوئی تحریری، تاریخی ثبوت نہیں، صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ اسکے مقابل ہم نے تاریخی ثبوت اور سوانح عمری یوزآصف اور روسی سیاح کی انجیل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قبر کشمیر والی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہرگز نہیں بلکہ یہ قبر شاہزادہ **یوزآصف** کی ہے۔

اب ہم خاتمہ پر ذیل میں مختصر طور پر برادران اسلام کو بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا اور انکے مریدوں نے کس قدر مختلف بیانات مسیح علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی قبر میں اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں، تاکہ معلوم ہو کہ مرزا کا الہامی دعویٰ بالکل غلط تھا، کیونکہ خدا کی طرف سے جو کلام ہو اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ مگر مرزا کے ہر ایک بیان میں اختلاف ہے۔ مسیح علیہ السلام و مریم علیہا السلام کی قبر کے بارے میں ذیل کی تحریر ملاحظہ ہوں۔

اول: مرزا اپنی کتاب ''اتمام الحجۃ'' حاشیہ ص ۱۹ میں لکھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ اقدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور اس گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اب مرزا کی اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ ماجدہ مرنے کے وقت بلدۂ اقدس میں تھے اور دونوں وہاں فوت ہوئے۔ اور یکے بعد دیگرے بڑے گرجا میں دفن

ہوئے اور دونوں ماں بیٹے یعنی مریم علیہا السلام اور مسیح علیہ السلام کی قبریں بلدۂ اقدس میں ہیں۔اب کوئی مرزائی بتادے کہ کشمیر والی قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح آ گئے۔ کیا مسیح پھر زندہ ہوکر گرجے والی قبر سے نکل کر کشمیر آئے اور دوبارہ فوت ہوکر دفن ہوئے یا مرزا کا پہلا لکھنا غلط ہے تو امان اٹھ گیا اگر پہلی تحریر درست ہے تو کشمیر والی تحریر غلط ہے۔ اور اگر کشمیر والی قبر مسیح علیہ السلام کی قبر ہے تو گرجا والی قبر مسیح اور مریم کی تحریر مرزا غلط ہے۔ بہر حال مرزا ہر طرح جھوٹا ثابت ہوا ہے۔

دوم: مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر سرینگر محلہ خانیار میں جو دوسری قبر قبر یوز آصف کے پاس ہے وہ حضرت مریم کی ہے۔(ریویو، جلد ۶، نمبر ۷ حاشیہ ص ۲۵)۔ حالانکہ مرزا ''راز حقیقت'' میں لکھ چکا ہے کہ یہ دوسری قبر سید نصیر الدین کی ہے۔

سوم: حکیم خدا بخش مرزائی (عسل مصفٰی، جلد ۱، ص ۲۵۳) لکھتے ہیں حضرت مریم کی قبر اب تک کاشغر میں موجود ہے۔مرزا لکھتے ہیں کہ مریم کی قبر بلدۂ اقدس میں بڑے گرجے میں ہے۔ اور انکے فرزند رشید و مرید راسخ الاعتقاد تردید کرتے ہیں۔جس سے ثابت ہوا کہ اپنے اپنے قیاسی ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔الہام اور وحی کی بڑھ غلط ہانکتے ہیں۔ایک ہی مسیح اور ایک ہی مریم کی قبر کبھی بلدۂ اقدس میں، کبھی گلیل میں، کبھی کشمیر میں کیونکر ہوسکتی ہے۔بہر حال ایک جگہ کا ہونا بھی درست ثابت نہیں۔فقط

(خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور)

برادران اسلام! مرزا کا اعتقاد پہلے تو مسلمانانِ عالم کی مانند تھا۔اور انہوں

نے اسلام کی حمایت میں جو الہامی کتاب ''براہین احمدیہ'' تصنیف کی اور اس میں صاف صاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا اور اس کا آسمان پر بجسد عنصری تا نزول زندہ رہنا لکھتے رہے۔ مگر جب ان کو خود ہی مسیح موعود بننے کا خیال پیدا ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ آنے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں اور اصلی مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا، کہا کہ قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے کہ مسیح مر گیا ہے یا خدا تعالیٰ نے اس پر موت وارد کر دی ہے۔ جس قدر آئتیں پیش کیں سب کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک انسان مرنے والا ہے۔ مسیح کے بارے میں تین یا چار آیات قرآن شریف میں ہیں پیش کیں۔ ان میں سے ایک آیت کا بھی یہ مطلب اور معانی نہیں کہ مسیح پر موت وارد ہو چکی ہے۔

پہلی آیت یہ ہے: {اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ}(الخ) ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں۔'' مرزا نے متوفیک کے معنی مارنے والا کر کے خود حیات مسیح ثابت کر دی۔ کیونکہ (مارنے والا سے) یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی مسیح پر موت وارد ہو گئی' بلکہ یہ وعدہ ہے کہ جو ابھی تک پورا نہیں ہوا۔

دوسری آیت: {فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ}(الخ) سے موت کا وارد ہونا بتاتی ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اب تک نہ سوال و جواب ہوئے اور نہ وفات ثابت ہوئی۔ یہ تو قیامت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے۔ اور مسلمان خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول فوت ہونگے۔ اور مدینہ منورہ میں دفن ہونگے۔

تیسری آیت: {مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ} یعنی ''محمد ایک رسول

ہے جیسا کہ پہلے اس کے رسول گذر چکے۔'' مرزا اور مرزائی نے {خَلَتْ} کے معنی ''موت'' کے نہیں لکھے بلکہ {خَلَتْ} کے معنی گذر جانے کے لکھے ہیں۔ سو مسلمان بھی مسیح کو دنیا سے گذرا ہوا اور آسمان پر زندہ مانتے ہیں۔ {خَلَتْ} کے معنی گذرنے کے ہیں اور گذرنے کے واسطے موت لازم نہیں۔ زندہ آدمی بھی ایک شہر اور اسٹیشن سے دوسرے شہر کے اسٹیشن سے گذر جاتا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ زید دہلی جاتا ہوا تمام شہروں سے گذر گیا وغیرہ وغیرہ۔ قرآن شریف خود کافروں اور منافقوں کے حق میں فرماتا ہے: {وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ} یعنی ''جس وقت اپنے شیطانوں کی طرف گذرتے ہیں''۔ اگر بفرض محال {خَلَتْ} کے معنی موت کے بھی کریں (جو بالکل غلط ہیں) تب بھی یہ آیت مسیح کی موت ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ مسیح کو خداتعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ دیکھو: {مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ} یعنی ''حضرت مسیح ایک رسول ہے جیسا کہ اسکے پہلے رسول گذر گئے''۔ خداتعالیٰ نے مسیح کو قبله الرسل فرما کر مستثنیٰ فرما دیا۔ یعنی اسکے پہلے رسول مر گئے وہ نہیں مرا۔ مرزا نے خود ترجمہ کیا ہے کہ مسیح کے پہلے جو رسول و نبی تھے سب فوت ہو چکے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم، ص ر ۶۰۳) خداتعالیٰ نے مرزا کے ہاتھ سے لکھوا دیا کہ مسیح مستثنیٰ ہے، کیونکہ صاف صاف لکھتے ہیں کہ مسیح سے پہلے نبی فوت ہو گئے۔ پس یہ آیت بھی وفات مسیح پر دلیل نہیں۔ باقی جس قدر آیات پیش کرتے ہیں وہ دعویٰ خاص اور ثبوت عام ہے۔ جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ اور یہ ایسا ہی جاہلانہ استدلال ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی یا مولوی محمد علی امیر لاہوری جماعت مرزائیہ فوت شدہ ہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ وہ تو زندہ ہیں تو جواب میں کہا جائے کہ {کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ} یعنی سب موت کا مزہ چکھنے والے ہیں۔ پھر

جس طرح یہ غلط ہے کہ مرنے والا کہنے سے مرا ہوا ثابت نہیں ہوتا، اسی طرح مسیح جو مرنے والا ہے مرا ہوا ثابت نہیں ہوتا۔ جب مرزا نے دیکھا کہ قرآن شریف سے وفات مسیح ثابت نہیں ہوسکتی تو منگھڑت قصہ بنالیا کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے، تاکہ مسلمان دھوکہ کھا جائیں کہ جب قبر موجود ہے تو ضرور مسیح فوت ہوگیا ہوگا۔ میں نے اسی واسطے یہ کتاب لکھی ہے تاکہ مسلمان دھوکہ نہ کھا جائیں۔ کیونکہ یہ قبر شہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔

تمام شد

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر خلقہ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین۔

امابعد۔ بر ناظرین کرام و برادرانِ اسلام واضح باد کہ خدائے تعالیٰ حسن وقبح و نیکی وبدی، راستی وکجی، اصل ونقل، صدق وکذب، عیار وقلب، روز وشب، روشنی وتاریکی، ہدایت وضلالت، کفر واسلام آفریدہ است وہر یک را بمقابل دیگرے نہادہ۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ مے فرماید ؎

ہست دریں قاعدۂ ہزل وجد ضد مبین نشود جز بہ ضد

جائیکہ گل است خار ہم رونما گشتہ وجائیکہ صادقے تشریف فرما ہست کاذبے ہم جلوہ نمائی میکند۔ تاریخ عالم شاہد است کہ اگر انبیاء علیہم السلام دعاوی نبوت ورسالتِ صادقہ کردہ خلق را از چاہِ ضلالت بیروں کشیدہ بہ شاہراہِ ہدایت رسانیدند بمقابلۂ ایشاں مدعیانِ نبوت و رسالت کاذبہ بسیارے از بندگانِ خدارا از صراطِ مستقیم گمراہ ساختہ بچاہِ ضلالت انداختند و خدا تعالیٰ نیز در قرآن حمید فرمودہ: {وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا} (الانعام: ۱۱۲)۔ "وہمچنیں پیدا کردیم برائے ہر پیغامبرے دشمنان کہ شیاطین اند از آدمیان واز جن بطریق وسوسہ القا میکنند بعض ایشاں بسوئے بعض سخن بظاہر آراستہ تا فریب دہند" چوں معلوم شد کہ مدعی کاذب ہمرنگ صادقان ظاہر شدہ خلق را گمراہ سازد۔ ازیں جہت بر ہر مومن لازم شدہ کہ اول امتحان کند وصدق را از کذب تمیز کردہ دعویٰ مدعی کاذب را قبول نکند۔ مولانا روم فرمودہ

ے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

پس بدستِ مومنان یک کتاب معیارے ہست کہ برآں محک ہر صادق از اکاذیب شناختہ میشود وآن قرآنِ مجید وفرقانِ حمید است و بعدش احادیث حضرت خاتم النبیین ﷺ وتعامل صحابۂ کرام۔ پس اگر شخصے ماررا رسن گرداند یا برہوا پرواز کند وہزار اعجاز نماید اگر قول وفعل او خلافِ قرآن وحدیث وتعاملِ صحابۂ کرام باشد مومن کتاب اللہ را باید کہ از وپرہیز دواز چرب زبانی ولفاظی اوفریب بناید خورد وہیچ دعوی اورا کہ خلافِ شریعتِ حقہ باشد قبول نماید۔۔۔۔

خدا تعالی درقرآن شریف خبرے دہد کہ بعد محمد ﷺ ہیچ کس مدعی نبوت ورسالت دردعوی خود صادق نباشد چنانچہ می فرماید: {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝} (الاحزاب ۴۰)۔ یعنی محمد ﷺ نیست پدر کسے از مردمِ شما لیکن رسول اللہ است وختم کنندۂ پیغمبران است وخدا تعالی ہمہ اشیا را داننده است۔

این نص قرآنی قطعی است کہ ہیچ پیغمبر بعد از حضرت خاتم النبیین نخواہد شد وہر کہ مدعی گردد کاذب باشد ورسول اللہ ﷺ درتفسیر ایں آیت در متعدد احادیث فرمودہ کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی بعد از من کسے نبی نباشد۔ از انجملہ چند احادیث نقل کردہ آیند:

حدیث اول: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ)۔ ترجمہ: درامت من سی کس مدعیان کاذب شوند وگمان برند کہ آناں نبی اللہ اند حالانکہ من خاتم النبیین ام کسے نبی بعد من نیست۔

ازین حدیث ثابت است کہ صحیح معنی خاتم النبیین لا نَبِیَ بَعْدِی است یعنی بند کردن پیدائش پیغمبران چہ از قسم صاحب کتاب وشریعت وچہ از قسم بغیر شریعت۔ چنانچہ در دیگر حدیث تصریح کردہ اند:

حدیث دوم: کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاءُ کلّما هلک نبیٌ خلفهٗ نبیٌ وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔ (صحیح بخاری، صفحہ/۲۹۱)۔ یعنی ادب اموختہ میشدند انبیاء بنی اسرائیل وقتیکہ یک نبی فوت شد بعدش نبی دیگر مے آمد تا کہ تادیب بنی اسرائیل مے کرد۔ امامنکہ خاتم النبیین ام وبعد من کسے دیگر نبی نخواہد شد۔ لہٰذا بعد من خلفا باشد کہ کار ادب آموزی وتبلیغ دین چون انبیاء بنی اسرائیل خواہند کرد۔

ازین حدیث ثابت شد کہ غیر تشریعی نبی نیز بعد از حضرت محمد رسول اللہ ﷺ در امت محمد ﷺ نخواہد آمد بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ نبی سابق بود وہر کہ دعویٰ کند دروغگو یقین کردہ شود۔

حدیث سوم: عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی۔ (متفق علیہ)۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ حضرت علی را فرمود کہ تو از من مانند ہارون ہستی از موسیٰ مگر تحقیق بعد من کسے نبی نیست یعنی تو نبی نیستی۔

ازیں معلوم شد کہ کاذب مدعیان کہ خود را امتی نبی وغیر تشریعی نبی نام کردہ اند دروغگو ہستند چرا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ از ہمہ افرادِ امت فاضل تر اند واز شرفِ صحبتِ رسول اللہ ﷺ مشرف بودند ومتابعتِ تامہ داشتند چوں اورا رسول اللہ ﷺ فرمود کہ مانند ہارون ہستی مگر او نبی بود وتو نبی نیستی چرا کہ من ختم کنندۂ انبیاء ہستم بعد از من کسے نبی نباشد

واین ظاہراست کہ ہارون علیہ السلام غیر تشریعی نبی بود۔ پس ثابت شد کہ غیر تشریعی نبی ہم بعد از حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پیدا نخواہد شد و ہر کہ دعویٰ کند کافر و کاذب باشد۔ چنانکہ رسول اللہ ﷺ در حق ''مسیلمہ کذاب'' و ''اسود عنسی'' فیصلہ فرمود و ہر دو را کافر قرار داد و از امت خود خارج نمودہ حکم قتال صادر فرمود و صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عمل بر آں حکم کردند و مسیلمہ و اسود عنسی را ہلاک کردند از یں تعامل صحابہ و حکمِ رسول اللہ ﷺ چوں مہر نیمروز ثابت شدہ است کہ ہر کہ دعویٰ نبوت کند کافر و کاذب باشد و از امت محمدیہ خارج گردد۔ اگر چہ اہل قبلہ باشد و ایمان بر رسالت محمد ﷺ داشتہ باشد و ارکانِ اسلام را بجا آورد چرا کہ ہر کہ دعویٰ نبوت کند منکر ختم نبوت شود و منکر ختم نبوت باجماع امت کافر است و ایں قول او مردود است کہ من از متابعتِ تامہ محمد رسول اللہ ﷺ بمقامِ نبوت رسیدہ ام و دعویٰ نبوت من خلاف شرع محمدی ﷺ نیست چرا کہ چوں شرط فوت شود مشروط ہم فوت گردد۔ چوں مرزا خود میگوید کہ از متابعتِ محمد رسول اللہ ﷺ مرتبۂ نبوت یافتہ ام خودش بکفرش اقرار آوردہ چرا کہ دعویٰ نبوت منکر ختم نبوت سازد و منکر ختم نبوت کافر گردد۔ و ایں دعویٰ مرزا دلیلے ندارد کہ از متابعتِ تامہ مرتبۂ نبوت یافتہ ام۔ اگر تابع محمد ﷺ مے بود خود دعویٰ نبوت و رسالت نمیکرد۔

دوم: مدعی نبوت شدہ تنسیخ قرآں نمے کرد چنانکہ او نوشتہ است کہ جہاد را حرام میکنم۔

سوم: حج بیت اللہ را ترک نمیکرد۔

و او چوں از جہاد و حج محروم ماند شرط متابعتِ تامہ فوت شد۔ لہٰذا نبی بودنش بقول خودش باطل گردید۔ مسیلمہ کذاب را بر مرزا افضلیت در متابعت حاصل بود کہ حج کردہ بود۔ و اسود عنسی نیز فریضۂ حج ادا کردہ بود۔ پس ثابت شد کہ از متابعتِ نبی نبوت حاصل نگردد و ایں خطائے اصولی است چرا کہ نعمتِ نبوت کسبی نیست کہ ہر کہ متابعتِ نبی کند خود نبی گردد۔

حدیث چہارم: عن عقبة ابن عامر قال قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ (ترمذی، مظاہر حق، جلد ۴ ص ر ۶۷۳)۔ ترجمہ: بفرض محال اگر کسے بعد من نبی مے بود عمر ابن الخطاب ہست۔

حضرت عمر جلیل القدر صحابی بود و از فیض ہمنشینی رسول اللہ ﷺ فیض یافتہ بود صاحب الہام بود چوں او نبی نشد کسے دیگر چہ بینہ وارد کہ بر الہامِ خود دعویٰ نبوت کند۔ مرزائے قادیانی میگوید کہ:

''من بخدا سوگند میخورم کہ من بر الہامات خود چناں ایماں دارم کہ بر قرآن شریف و دیگر کتب الہیہ۔ و چنانکہ قرآن شریف را قطعی و یقینی کلام خدا میدانم۔ ہمیں طور کلامیکہ بر من نازل میشود او را قطعی و یقینی کلام خدا یقین دارم''۔ (حقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا، صفحہ ر ۲۱۱)

برادرانِ اسلام: آگاہ باشید و بہ بینید کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ جلیل القدر صحابی بودند و در خیر القرون بودند و خادم اسلام چناں کہ فتح بیت المقدس و دیگر مما لک از کارنامہائے اوست و در زیر وحی رسالت او را الہام مے شد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بر الہام خود عمل نمی فرمود تا وقتیکہ تصدیق وے از قرآن نبے کرد۔ مگر زٹل (خود با فیہا لے) ایں کاذب را ملاحظہ فرمائید کہ میگوید: ''مرا بر الہام خود چناں ایمان است کہ بر تورات و انجیل و قرآن'' و با ایں بے ادبی و گستاخی دروغ مے باخد کہ از متابعت محمد ﷺ مرتبہ نبوت یافتم و خدمات اسلام چناں کردم کہ خدا تعالیٰ نبوت و رسالت را بر من کرامت فرمودہ و ایں دلیل وے باطل است چرا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ اکثر حصہ دنیا فتح کردہ اشاعت اسلام کرد۔ او را نبوت نداده شد۔ مگر کاذبے دجالے را کہ ہیچ خدمت اسلام نکرد و فرائض اسلام را ترک کرد بہ بہانہ اشاعت اسلام اشاعت نبوت و رسالت و مسیحیت و مہدویت کاذبہ خود کرد۔ و چناں تخمِ بغاوت رسول

اللہ ﷺ کاشت کہ بعدش مریدانِ او ہم مدعیان نبوت کاذبہ میشوند۔ مولوی عبداللطیف (ساکن موضع گناچور ضلع جالندہر) مدعی نبوت و مہدویت است۔ دیگر مدعی نبوت نبی بخش (ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ) است۔ ہر دو مدعیان نبوت مریدان مرزا قادیانی ہستند و مسلمانان را گمراہ میکنند۔

وجانشین مرزا قادیانی یعنی پسرش مینویسد کہ ما اعتقاد داریم کہ کلامِ خدا گاہے بند نمیشو دمگر کلام خدا را کہ بر مولوی عبداللطیف و نبی بخش جدید مدعیان نبوت نازل شدہ ایمان نمی آرد و بمعہ مریدان خود از انکار دو نبی بقول خود کافر شدہ است چرا کہ خلیفہ قادیانی ہمہ مسلمانان عالم را کافر میگوید بدیں دلیل کہ منکر نبوت یک نبی کافر است و مرزا پدرش چونکہ نبی بود۔ لہٰذا ہمہ مسلمانان عالم بہ سبب انکار نبوت مرزا کافر شدہ اند حالا ما میگوئیم کہ شما و جماعت شما از نبوت دو مدعیان کہ چوں شما مرید مرزا ہستند و خدا تعالیٰ آنانرا نبوت دادہ چرا انکار میکنید و کافر میشود۔ مگر افسوس جوابے نمید ہند و نہ ایں ہر دو مدعیان نبوت و مہدویت را قبول کنند۔ در حق آنچنیں مردمان خدا تعالیٰ مے فرماید: {لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ} یعنی چرا سخنے میگوئید کہ خود براں عمل نمیکنید۔

حدیث پنجم: قال رسول اللہ ﷺ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد (صحیح مسلم)۔ یعنی من تحقیق اخیر انبیاء ہستم و تحقیق مسجد من اخیر تمام مساجد انبیاء است۔

حدیث ششم: انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ فرمودہ است کہ من ختم کنندۂ ہمہ پیغمبرانم و مسجد من ختم کنندہ مساجد انبیاء است۔ (کنزالعمال، جلد۶، ص۲۵۶)

حدیث ہفتم: انہ لا نبی بعدی ولا أمۃ بعدکم یعنی فرمود رسول اللہ ﷺ کہ نیست کسے

نبی بعد من ونیست ہیچ امت بعد شما۔ یعنی بعد محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ (کنز العمال، جلد ۳)

ازیں حدیث ثابت میشود کہ بعد از محمد رسول اللہ ﷺ نبی صادق نباشد چراکہ محمد ﷺ آخری نبی است وامت وے آخرامتہا۔ اگر کسے نبی باشد امت او ہم خواہد بود ودریں صورت نہ محمد ﷺ آخری نبی میماند ونہ امت وے ختم کنندۂ ہمہ امتہا خواہد ماند۔ پس از نصوص قطعیہ ثابت شد کہ صادق نبی کسے بعد خاتم النبیین نباشد الا کاذب مدعیان تا روز قیامت بیائند۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم فرمودہ است: انجیل برنباس، فصل ۹۷، آیت ۵ لغایت ۹: ''عیسیٰ گفت برایں خبر مراتسکین است رسولیکہ بعد من بیاید یعنی محمد ﷺ آں ہر یک دروغ خبر والزام راکہ درحق من گمان دور کند ودین او در ہمہ عالم شہرت یابد ودر تمام دنیا رائج وعام شود چراکہ خدا تعالیٰ بہ ابراہیم چناں وعدہ دادہ است وچیزیکہ مراتسلی دہد آنست کہ دین آن رسول حدے وغایتے نماند چراکہ خدا تعالیٰ اورا محفوظ دارد۔ کاہن در جواب گوکہ بعد ازیں رسول (محمد ﷺ) وگر رسولاں ہم بیائیند یسوع رسول جواب داد کہ او رسول کسے دیگر رسول از طرف خدا تعالیٰ فرستادہ نشود مگر جماعتے از کذابان نبوت بیائیند''......(الخ)۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ برائے آگاہی امت خود بطور پیشین خبر دادہ است کہ درامت من بست و ہفت کذاب ودجال کہ درمیان آں زنان باشند پیدا شوند کہ دعویٰ نبوت ورسالت کنند حالانکہ من خاتم النبیین بعد من ہیچ کس نبی نخواہد شد عبارت حدیث این است: فی امتی کذابون دجالون سبعۃ وعشرون منہم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ رواہ احمد والطبرانی وایضاً عن حذیفۃ (کنز العمال: جلد

۷، ص ۱۷۱)۔ سمعت النبی قال: انّ بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم (صحیح مسلم)
یعنی از حضرت جابر بن سمرہ روایت است کہ از رسول اللہ ﷺ شنیدہ ام کہ فرمودہ بودند کہ در قرب قیامت مدعیان کاذب پیدا شوند در امت من پس پرہیز کنید۔

حدیث ہشتم: لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ رواہ احمد ومسلم والبخاری والترمذی عن أبی ھریرة (کنزالعمال، جلد۷، ص ۱۷۱)۔ یعنی احمد بن حنبل و مسلم و بخاری و ابوداؤد و ترمذی از ابوہریرہ روایت کردہ کہ قیامت نخواہد آمد تا وقتیکہ سی (۳۰) دجال و کذاب در امت من پیدا نشوند کہ آن تمام گمان برند کہ آنہا رسول اللہ ہستند۔

احادیث بسیار اند اما بغرض اختصار بریں ہشت اکتفا میکنیم۔ برائے مومن کتاب اللہ و رسول اللہ ﷺ یک آیت و یک حدیث کافی است و برائے منکر ہزارہا ہم فائدہ ندارد۔

پس چوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قبل از وقت برائے آگاہی امت ظہور شدنِ چنین دجالون کذابون مدعیانِ نبوت و رسالت و مسیحیت خبر دادہ تا کہ امت گمراہ نشود و مشاہدہ ہم رفتہ کہ در مدتِ سیزدہ صد سال بسیارے کذابون مدعیان پیدا شدند و پیشینگوئی راست آمد بلکہ دو کس در عہدِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پیدا شدند و دعویٰ وحی و رسالت کردند و بعد ازاں در ہر صدی بسیارے مدعیانِ نبوت گذشتہ ذکر آناں بطور اختصار در ذیل میکنیم تا کہ مسلمانان را واضح باد کہ قبل از مرزائے قادیانی حسب پیشینگوئی مذکورہ بالا کاذب نبی گزشتہ ان و تا قیامت خواہند آمد۔ مقامِ تعجب نیست کہ مرزا دعوے نبوت کردہ از امت خارج شد۔ قبل ازایں مفصلہ ذیل اشخاص دعاوی کردند و از حکم خلفائے

اسلام نابود شدند۔

۱......مسیلمہ کذاب:

مسیلمہ بود از قبیلۂ حنیفہ ومیگفت کہ من نبی و رسولم مگر تابع محمد ﷺ وقرآن۔ چنانچہ مرزا گوید و دعویٰ او این بود کہ چنانکہ ہارون علیہ السلام نبی بود تابع موسیٰ علیہ السلام بود من ہم تابع محمد ﷺ ام ونبوت من بغیر شریعت جدیدہ است ونامہ بخدمت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ فرستاد کہ من بہ نبوت و رسالت شریک جناب ہستم نصف ملک ما را است ونصف ملک برائے شما۔ حضور ﷺ بجواب نوشت کہ در دعوی نبوت و رسالت کاذب ہستی ملک دادن و نہ دادن در اختیار خدا است ہر کرا خواہد بدہد حکم صادر فرمودند کہ مسیلمہ کاذب مدعی نبوت است و کافر شدہ است اورا و جماعت اورا کہ از یک لک بیش بود قتل باید کرد۔ چنانچہ در عہدِ خلافت حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول مسیلمہ بعد جنگ و جدالِ بسیار ہلاک شد و جماعتِ او نیز نابود کردہ شد۔ صداقتِ مرزا ہم ثابت میشدے اگر بوقت کسے خلیفۂ اسلامی دعویٰ میکردے۔ ایں ہمہ دعاوی مرزا نقل مسیلمہ کذاب است کہ گوید: ”بغیر شریعت نبی ام و تابع محمد رسول اللہ ﷺ ام دعویٰ من خلاف محمد ﷺ نیست“۔

(مفصل حالاتِ مسیلمہ در تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ باید دید)

۲......اسود عنسی:

اسود عنسی بود کہ بسیار شعبدہ باز بود و مرد مانرا بہ شعبدہ بازی خود رام میکرد این کذاب نیز در زمان حضرت خاتم النبیین ﷺ بودہ است و بحکم حضور ﷺ نابود و معدوم کردہ شد۔

(تاریخ کامل ابن اثیر، جلد دوم صفحہ ر ۱۳۹)

۳......مختار ثقفی:

این ہم کاذب مدعی نبوت بود مگر خودرا مستقل نبی نمید انست خودرا مختار محمد ﷺ مے نوشت چنانکہ مرزا گوید کہ نبوت ورسالت من تابع نبوت ورسالت محمد ﷺ است۔ خبر خروج این کذاب رسول اللہ ﷺ دادہ بود چنانچہ مسلم روایت میکند۔ (کنز العمال، جلد ۷، ص ۱۷۰)

۴......سلیمان قرمطی:

سلیمان قرمطی است کہ درخانہ کعبہ رفتہ سنگِ اسود را برکند ودعویٰ میکرد کہ خلقت را پیدا کردہ ام وفنا ہم خواہم کرد۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۶۳)۔ مرزا ہم میگوید کہ من رُدّر گوپال ہستم۔ یعنی فنا کنندہ پرورش کنندہ منم۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۵، مرزا)

۵......لا:

این کاذب از ملک مغرب خروج کرد ومیگفت کہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہست کہ بعد من 'لا' نبی خواہد شد وحدیث "لا نبی بعدی" پیش میکرد۔

۶......مدعیہ نبوت:

زنے دعویٰ نبوت کرد۔ خلیفہ وقت ازو پرسید کہ بر پیغمبر آخر زمان ایمان داری۔ گفت بلے۔ خلیفہ گفت کہ رسول اللہ ﷺ فرمودہ است کہ "لا نبی بعدی" یعنی بعد از من کسے نبی نباشد۔ آن زن جواب داد کہ دریں حدیث برائے مرد ممانعت است نہ برائے زن۔

۷......عطا:

این کاذب بنامِ ابن مقنع معروف بود وقائل ومعتقد مسئلہ حلول بود میگفت کہ خدا تعالیٰ در ہمہ پیغمبران حلول کردہ است وحالا درمن حلول کرد۔ مرزا ہم معتقدِ مسئلہ حلول

است کہ خودرا اوتار و بروزِ خدا میگوید۔ چونکہ مدعیانِ کاذب بسیار بودہ اند لہٰذا دریں مختصر بر ایں قدرِ قلیل کفایت درزیدہ ذکرِ کاذب موجودہ میکنم تا برادرانِ اسلام بر غلط بیانی و گندم نمائی وجوفروشی مریدانِ مرزا کہ خودرا احمدی گویند راہِ ضلالت اختیار نمودہ گمراہ نشوند و بر صراطِ مستقیم قائم بمانند و بر چرب زبانی وخلاف بیانی کسے ''غلامِ احمدی'' مائل نشوند و دولتِ ایمان از دست ندہند۔

مرزا غلام احمد قادیانی

در ملک ہندوستان بصوبہ پنجاب علاقہ ضلع گورداسپور قصبہ ایست کہ اورا قادیان گویند در انجا شخصے حکیم حاذق بود مرزا غلام مرتضٰی نام در خانہ وے در سال ۱۸۴۰ء یا ۱۸۳۹ء پسرے پیدا شد کہ نامش بطور تفاؤل غلام احمد نہادند۔ مرزا غلام احمد بعداز تحصیل علم فارسی وعربی بقدرضرورت در ضلع سیالکوٹ محرر انکم ٹیکس (محاصل کہ حکومت از رعایا بر آمدنی وصول میکند) بمشاہرہ پانزدہ روپیہ ملازم دولتِ انگلیس شد۔ در سیالکوٹ بحالتِ ملازمت تنگدست بود لہٰذا ارادہ کرد کہ در امتحان مختاری (قانون پیشہ کہ از وکالت قدرے کم است) کامیاب شدہ پیشہ وکالت اختیار کند مگر از شومی طالع در امتحان کامیاب نشد۔ کیمیا گری ہم مے آموخت مگر نسخہ کہ بذریعہ آن زرے سازند درست نیامد۔ یک عرب پیش مرزا آمد و چند عمل باد آموخت و گفت کہ این وظیفہ بخواں خدا تعالیٰ سببے پیدا کند کہ توانگر وصاحبِ مال خواہی شد۔ مرزا ملازمت ترک نمود و بشہر لاہور آمد و در مسجد (معروف) چینیاں بہ پیش مولوی محمد حسین (غیر مقلد) صاحب بٹالوی ملاقات کرد وہم در مسجدِ مذکورہ سکونت اختیار کرد چرا کہ مرزا قبل از دعویٰ نبوت غیر مقلد بود۔ وچونکہ عوام اہل اسلام از غیر مقلدان نفرت مے داشتند و وہابی گفتہ تنفر میکردند۔ مرزا مولوی محمد حسین صاحب را گفت چناں ارادہ دارم کہ

کتابے تصنیف کنم کہ درو بر ہر مذہب اسلام را صداقت وغلبہ باشد۔ مولوی صاحب اتفاق کردند ومعاونِ مرزا شدند چرا کہ دراں وقت عجب مصیبت بر اہل اسلام بود کہ سوامی دیانند بانی مبانی آریہ سماج پیدا شدہ بود ومردم آریہ از ہر طرف بر مذہب اسلام خوردہ میگرفتند۔ دران وقت وجودِ مرزا بغایت غنیمت شمردہ شدد ہمہ فرقہ ہائے اسلامیہ بمددوے استادہ شدند برائے تصنیف کتاب ''براہین احمدیہ'' چندہ دادند وبرائے اعانتش اشتہار مشتہر کردند غرض ہمہ مددگار وے شدند۔ مگر افسوس کہ کتاب ''براہین احمدیہ'' کہ موعودہ سہ صد جزو بود شائع نشد ومرزا بجائے تردیدِ مذہب نصاریٰ وآریہ مذہبِ اسلام را خراب کردن گرفت و اعتراضات کہ آریہ وعیسائی و برہمو وغیرہ بر اسلام میکردند۔ مرزا و مریدانش چناں اعتراضات بر اسلام کردن آغاز نمودند ودعاوی خود را بہ اشتہار ہا وکتابہا نوشتن آغاز کردند و مسلمانان را در بلائے عظیم گرفتار ساختند کہ علما یکطرفہ آریہ وعیسایانرا جواب میداند وطرف دیگر تحرارات خلاف شرع مرزا جواب مینوشتند واز چندۂ مسلمانان کہ برائے تردید آریہ و عیسایان وغیرہ جمع کردہ بودند از ہر دو طرف باخود افتادند۔ چوں دعویٰ مسیحیت ومہدویت ونبوت ورسالت مرزا مسلمانان شنیدند علمائے اسلام فتاویٰ کفر بر مرزا صادر کردند وعلمائے مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ وہند وسندھ وافغانستان وبغداد وغیرہ وغیرہ اشتہار جاری کردند کہ مرزا چون مسیلمہ کذاب است وانکار ختم نبوت کردہ مدعی نبوت ورسالت کاذبہ خود شدہ است از و علحدگی اختیار باید کرد۔ پس ہمہ مسلمانان صاحب علم وہوش از مرزا جدا شدند وآن کسان کہ در خود مادہ مسیلمہ پرستی پنہاں ۔۔۔۔۔ ہمراہ مرزا ماندند۔ مرزا اگر مسلمان بودے فتاوی علمائے اسلام دیدہ توبہ کردے مگر بعد ازاں مرزا نہایت جسارت کردہ مریدانِ خود را حکم داد کہ از مسلمانان جدا شوید چرا کہ ہمہ مسلمانانِ عالم بہ سبب انکارِ نبوت ورسالت من کافر شدہ

اندو من کہ مسیح موعود یا شم ہر کہ انکارِ مسیحیت من کند کافر است چراکہ خبر آمدنِ من حضرت مخبر صادق محمد ﷺ دادہ است و من ہماں ابن مریم ہستم کہ در آخر زمان نازل شدنی بود و بر دعویٰ خود این دلیل پیش کرد کہ من چونکہ مریم ہستم ازین سبب بطور استعارہ من حاملہ شدم و بعد از دہ ماہ بچہ زادم کہ او عیسیٰ بود۔ پس خدا تعالیٰ مرا از مریم عیسیٰ ساخت ترجمہ اصل عبارتِ او این است:

چوں مریم روح عیسیٰ علیہ السلام درمن نفخ کردند و مرا برنگِ استعارہ حاملہ رار دادند آخر بعد چند ماہ کہ مدتش زیادہ از دہ ماہ نبود مرا از مریم عیسیٰ علیہ السلام ساختہ شد۔

(کشتیٔ نوح، ص ۴۷)

این دلیل چناں مضحکہ خیز را مریدانِ مرزا قبول کردند و او را مسیح موعود پنداشتند مگر چونکہ مسیح نبی و رسول بود ازیں امر مرزا خیال کرد کہ چونکہ من مسیح موعود ہستم رسول و نبی ہم منم دو ر سال ۱۹۰۸ء عیسوی دعویٰ نبوت و رسالت در اخبارِ خود کہ نامش اخبار بدر قادیان بود بدیں الفاظ شائع نمود کہ نبی و رسول ہستم از فضل خدا۔ (اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

چونکہ این دعویٰ خلافِ اجماعِ امت محمدیہ بود علمائے ہند و عرب و بغداد فتویٰ بکفر وے شائع کردند چراکہ مدعیٔ نبوت بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ باجماع امت کافر است۔ باید کہ اہل اسلام تدبر و تفکر فرمائیند۔

۱......ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ در فتاویٰ خود مینویسد: **من اعتقد وحیا من بعد محمد** ﷺ **کان کافراً باجماع المسلمین**۔ یعنی کسیکہ بعد محمد ﷺ دعویٰ کند کہ بر من وحی نازل میشود او نزد جمیع مسلمانان عالم کافر است۔

۲......ملا علی قاری در 'شرح فقہ اکبر' نوشتہ کہ: **دعوی النبوۃ بعد نبینا محمد** ﷺ **کفر**

باجماع۔ یعنی دعویٰ نبوت بعد نبی ما محمد ﷺ باجماعِ امت کفر است۔ مگر مرزا غلام احمد در کتبِ خود نوشته که من چونکه مسلمان ہستم و تابع محمد ﷺ مرا دعویٰ نبوت میسر و سزاوار است چرا که این دعویٰ خلافِ شرعِ محمدی ﷺ نیست که من بروزِ محمد ﷺ ام و فنافی الرسول ہستم ازین سبب دعویٰ نبوت من خلافِ نصوص شرعیہ نیست۔ اگرچه این شاعرانه لفاظی به جوے نمی ارزد و این لغو طریق استدلال بجوے برابر نیست لاکن انگلسی دانان که از علمِ دین بے بہره بودند و نیز بیعت کرده مرید شده بودند این چنیں دلائل را قبول کردند و او را مسیح موعود تسلیم کردند۔ مرزا چون جمعیتِ خود دید جماعت خود علیحده ساخت و مریدانِ خود را حکم داد که چونکه علمائے اسلام مرا کافر میگویند و مرا نبی و رسول نمیدانند۔ لہٰذا خود کافر شده اند چرا که انکار یک نبی کفر است اگرچه آں نبی قبل از محمد ﷺ باشد یا بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ۔ پس مریدانش که خود را احمدی بینامند و وجہ تسمیہ احمدی این است که ایشان مریدان مرزا غلامِ احمد قادیانی اند و این جماعت از مسلمانان مقاطع کرده در معاملات و عبادات و عروسی وغیره کناره کشیدند فریضه باجماعت و نماز عیدین و جمعه و جنازه با مسلمانان ترک کردند و در امور سیاسی ہم از مسلمانان جدا شده اند۔

وقتیکه مسئله خلافت درمیان اوفتاد این جماعت به کفار پیوست و آشکاره گفتند که خلیفۃ المسلمین ترکی خلیفۂ ما احمدیان نیست خلیفۂ ما در قادیان است۔

غرض که این جماعت من کل الوجوه خلافِ اہل اسلام است و شب و روز سعی میکند که جمیع مسلمانان بوے پیوند شوند ہر ممکن حیله بکار برند و تبلیغ رسالت رسول قادیانی میکنند و به بہانۂ تبلیغ اسلامیه پول گرد آورده تبلیغِ احمدیت (رسالت مرزا) کنند گا نرا به ممالکِ دیگرے فرستند تا که مسلمانان را مسیحیت و رسالتِ مرزا تلقین کنند۔ چونکه دنیا عالم

اسباب است ہر کہ سعی کند و ہر کہ مدعی شود عوام کالانعام پیروی او میکنند ۔ ازین سبب اکثر مردم بدامِ وے افتند ۔ درین ایام شورشِ عظیم رونمودہ و مشہورِ عام شدہ است بلکہ روزنامہا این خطرہ ظاہر نمودہ کہ مبلغانِ این جماعت بہ بخارا رسیدہ آنجا تخم ریزی مذہبِ خود (رسالت و مسیحیتِ مرزا) خود کردہ اند و ہنوز ارادہ خاص کابل دارند۔ این خبر ہم بوضوح پیوست کہ چند کسان مذہبِ خود را پنہاں داشتہ بہ کابل رسیدہ اند و سعی میکنند کہ مذہبِ خودِ شانرا دران مملکت اشاعت کنند۔ بطورِ اختصار عقائد این جماعت نوشتہ آیند تاکہ مسلمانان ازین گروہِ گمراہان گول نخورند۔

دعویٰ نبوت و رسالت

۱...... آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(درثمین، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲...... چنانکہ من بر آیاتِ قرآن شریف ایمان دارم ہمانان بغیر فرقِ یک ذرہ بر وحیٔ خود ایمان دارم ۔ (اشتہار مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء)

۳...... ”قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً“۔ اے مرزا مردم را بگو کہ من رسول شدہ اند بطرف شما آمدہ ام ۔ این الہامِ مرزا است کہ بر رسالتِ مرزا دلیل آرند۔

(اخبار الاخیار، صفحہ ۳)

۴...... آن خدا حقیقی خدا است کہ رسولِ خدرا در قادیان فرستادہ است ۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۱)

۵...... قادیان از طاعون محفوظ خواہد ماند چرا کہ تخت گاہ رسول است ۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۰)

۶...... حقیقی خدا آنست کہ رسولِ خود را بہدایت و دینِ خود فرستادہ ”انا انزلناہ قریباً من

القادیان" یعنی آن رسول راقریب قادیان نازل کردیم۔ (ازالہ اوہام، حصہ اول، ص ر ۱۶۴)

۷......مرادعویٰ است کہ من نبی ورسول ہستم۔ (اخبار بدر، ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)

۸......قسم بخدائیکہ جانم بہ قبضۂ اوست کہ اومرا اسمِ نبی عطافرمودہ است۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

۹......چندیں اولیاء وابدال واقطاب کہ قبل از من گذشتہ اند آنہارا این قدر حصہ کثیر این نعمت ہیچکس ندادہ اند۔ پس بایں سبب نامِ نبی یافتن رامرا مخصوص کردند۔ (حقیقۃ الوحی، ص ر ۳۶۱)

۱۰......آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترم ز کسے

مرزا قادیانی خود را از رسول اللہ ﷺ افضل میشمارد

۱...... لہ خسف القمر وان لی　　خسفا القمران المشرقان أ تنکر

یعنی برائے محمد ﷺ صرف ماہ راخسوف شد و برائے من مہتاب و آفتاب ہر دو را کسوف وخسوف شد اکنون چسان مرتبہ مرا انکار تو ای کرد۔ (اعجاز احمدی، مصنفہ مرزا غلام احمد، ص ر ۷۱)

۲......در این ایام خدا تعالیٰ وحی مرا و تعلیم مرا و بیعت مرا مدار نجات قرار دادہ است۔

(اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶، مصنفہ غلام احمد)

مطلب اینکہ خواہ کسے پیروی قرآن کند وارکانِ اسلام بجا آورد ہرگز نجات نیابد تاوقتیکہ مریدِ من نشود۔

۳......برائے محمد ﷺ سہ ہزار معجزات ونشان ظاہر شدند و برائے من زیادہ از سہ لک۔

(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۶۴، مصنفہ غلام احمد)

مسلمانان! غور فرمائیند کہ چسان مدعی کاذب فضیلتِ خود بر حضرت خاتم النبیین ظاہر

میکند کہ برائے محمد ﷺ صرف سہ ہزار نشان خدا تعالیٰ ظاہر نمودہ بود و برائے من سہ لک۔ مگر اوراعقل نیامد کہ اگر یک نشان روزانہ بظہور رمے آمد زیادہ از ہشت ہزار نمے بود۔ راست است کہ دروغ گوراحافظہ نباشد۔

۴......احادیث رسول اللہ ﷺ کہ مخالفِ الہامِ من باشد ما آنرا بطور کاغذِ ردّی بیفکنیم۔ (اعجاز احمدی، صفحہ ۳۰)

۵......مرا اطلاع دادہ شد ہمہ احادیث کہ علمائے اسلام پیش میکنند ہمہ بر تحریف لفظی ومعنوی آلودہ اند یا موضوع اند ہر کہ حکم شدہ آمدہ است اختیار دارد کہ از ذخیرۂ احادیث انبارے را کہ خواہد از خدا علم یافتہ ردّی کند۔ (تحفہ گولڑویہ)

افسوس! اصول صحابہ کرام ومحدثین ومجتہدین وسلف صالحین این است کہ ہر الہامیکہ خلافِ قرآن وحدیث واجماع باشد مردود است۔ غلام احمد متنبی میگوید کہ بمقابلہ الہام من قرآن وحدیث ردّی است (نعوذ باللہ) حالانکہ الہامات او ہمگی از کفر وشرک مرتب شدہ اند۔ نمونۂ الہاماتش ملاحظہ فرمایند:

الہامات

۱...... "انت منی بمنزلۃ ولدی": یعنی اے مرزا تو بجائے فرزند ما ہستی۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۸۶)

۲...... "انت من مائنا وھم من فشل": یعنی اے مرزا تو از آبِ ما ہستی وآنہا از خشکی۔ (اربعین نمبر ۳، صہ ۳۴)

۳...... "انت منی بمنزلۃ بروزی": یعنی اے مرزا تو او تار ما ہستی۔ (تجلیات الٰہیہ، صہ ۱۳)

۴...... "انت منی بمنزلۃ اولادی": یعنی مرزا تو بجائے اولاد ما ہستی (اخبار الحکم، جلد ۲، صہ ۶)

۵...... "الارض والسماء معک کما ھو معی": یعنی اے مرزا زمین وآسمان بشما چنان است کہ با من۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۵)

۶...... "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا"۔ یعنی فرستادیم بطرف شما رسول چنانکہ فرستادیم جانبِ فرعون رسول۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

بر بنائے این الہام مرزا جملہ مسلمانانِ عالم را فرعون تصور میکند وخود را رسول پندارد حالانکہ این آیتِ قرآن است کہ در حالتِ خواب چوں دیگر مسلمانان برزبانِ وے جاری شدہ باشد مگر او گمان میکرد کہ آیاتِ قرآن مجید دوبارہ بروے نازل شدند چنانچہ یحییٰ بن زکرویہ قرمطی کاذب مدعی نبوت میگفت کہ آیاتِ قرآن شریف برمن دوبارہ نازل میشوند۔

۷...... "انت منی وانا منک": یعنی اے مرزا تو از من ہستی ومن از تو۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۲)

۸...... "دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی" یعنی مرزا نزدیک بخدا شد وچنان نزدیک شد کہ درمیان دو قوسین خط میشود۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۶)

۹...... "یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ" یعنی اے مریم! تو ودوستِ شما بہ بہشت داخل شوید۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۲)

این است الہام کہ مرزا را مریم ساختہ وحاملہ شدہ عیسیٰ زائید۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اے لعنت بکار شیطان۔

۱۰...... "یحمدک اللہ ویمشی الیک"۔ یعنی اے مرزا! خدا تعالیٰ تعریف تو میکند و بجانبِ تو مے خرامد۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۸)

ہر مسلمان را قیاس باید کرد کہ اینچنین الہاماتِ شرک وکفر خلافِ قرآن واحادیث

ازطرفِ خدا منزل شده اند ازطرفِ شیطانِ لعین۔ اوکہ وعدہ کردہ است کہ مردم را گمراہ خواہد کرد۔ مگر افسوس کہ مرزا و مریدانش آنچنیں الہامات را از خدا تعالیٰ تصور میکنند و از آتش دوزخ نمے ترسند۔ اگر آنچنیں الہامات را رحمانی نام نہیم۔ پس مریدانِ مرزا بفرمایند کہ شیطانی الہامات کرا گویند علامتش چیست الہامیکہ خدا تعالیٰ را فرزند و اولاد تجویز کند و صریح خلافِ قرآن شریف باشد چساں از جانبِ آنخدا باشد کہ او در قرآن شریف فرمودہ است:

{وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ} (التوبۃ) ترجمہ: یہود میگویند کہ عزیر پسر خدا است و نصاری میگویند کہ مسیح پسر خدا است اینہمہ چناں گفتگوے ہست بلکہ گفتگوے آن کفار است کہ پیشتر گذشتہ اند۔

ازقرآن ثابت میشود کہ ہر کہ خدا را نسبتِ پدری دہد کافر است مگر مرزا میگوید کہ خدا تعالیٰ مرا نسبتِ پسری کردہ بدیں وجہ کہ عیسیٰ ابن اللہ بود (نعوذ باللہ) و من ہم مسیح ہستم ازین سبب خدا تعالیٰ مرا نیز نسبت پسری بخو دداد چنانچہ مسیح را داد۔ و درین حکمت این است کہ تردید نصاری شود۔ مصرعہ

ع برین عقل و دانش بباید گریست

درین الہام تردید مسئلہ ابن اللہ نیست بلکہ تصدیق است چونکہ دعویٰ مرزا است کہ او مثیلِ عیسیٰ ابن مریم است چوں مرزا بہ سبب بودن مثیل مسیح بمنزلہ فرزند خدا است بوجہ احسن ثابت شد کہ اصل مسیح اصل فرزندِ خدا بود۔ این مسئلہ ابن اللہ را تصدیق شد و این کفر است۔

پس این چنیں الہامات وسوسہ شیطان اند نہ الہاماتِ رحمانی۔ و لایق ردّ کردن

اند نہ لایق پیروی کردن۔ این چنین کشوفِ مرزا غلام احمد قادیانی پُر از شرک وکفر باشد مگر مرزا ہمہ رطب ویابس را ہر چہ در خواب بیند وشنود ہمہ را از خدا پندارد چند کشوفِ او نیز نوشتہ آید بطور نمونہ تا معلوم شود کہ از احلام شیطانی اند نہ رؤیا ء صادقہ۔

کشوفِ مرزا

۱......حضرت مسیح موعود فرمود کہ در حالتِ کشف حالتے بر من طاری شد کہ گویا من عورت شدہ ام واللہ تعالیٰ اظہار طاقتِ رجولیت بمن فرمودہ بود۔ (ٹریکٹ نمبر ۳۴ (ج) مؤلفہ قاضی یار محمد صاحب وکیل نور پور ضلع کانگڑہ، بابت جنوری ۱۹۲۰ء)۔ این کشف از احلامِ شیطانی است کہ صد در صد ہزار در ہزار مردم محتلم میشوند۔ ودر حق آنچنین کشف فرمودہ شدہ است۔ مصرعہ

ع کشفِ وہمی را بزن کفشے بہ سر

۲......در خواب دیدم کہ خود خدا ام ویقین کردم کہ ہماں ہستم در انحالت میگفتم کہ ما نظامِ جدید و آسمانِ نو وزمینِ نو مے خواہیم۔ پس من اول آسمان وزمین را بصورتِ اجمالی پیدا کردم کہ دراں ترتیبی وتفریقے نبود بعد ازان من بہ منشاء حق ترتیب وتفریقش کردم ودیدم کہ بر خلق ایشاں قادر ہستم۔ پس آسمانِ دنیا را پیدا کردم وگفتم: ”انا زینا السماء الدنیا بمصابیح“۔ (کتاب البریہ، صفحہ ۷۹، مصنفہ مرزا)

در تشریح این کشف مرزا غلام احمد خود را باین طور ثابت میکند ومیگویند: ”وقتیکہ من خدا شدم در آن وقت ارادہ وخیال وعملِ من ہیچ نماند ومن مانند ظرف سوراخدار یعنی چکندہ ظرف شدم یا مانند چناں شے شدم کہ دیگر شے اورا در خود پنہان کردہ درین اثنا دیدم کہ روح اللہ تعالیٰ بر من محیط شد وبر جسم من غلبہ نمودہ در وجودِ خود مرا پنہاں کرد حتی کہ ذرۂ من باقی نماند چون بر جسمِ خود دیدم دریافتم کہ اعضائے من اعضائے خدا شدہ اند چشمِ من چشمِ او وگوشِ من

کوشِ او و زبانِ من زبانِ او شده اند۔ رب من مرا گرفت و چناں گرفت کہ بالکل محو گشتم۔ چون نگریستم یافتم کہ قوت و قدرتِ خدا در من جوش میزند والوہیتِ او در من موجزن است خیمہاے حضرت عزت بحوالی خاطرم نصب شدہ اند و سلطانِ جبروت نفس مرا کو بیدہ معدوم ساخت۔ پس نہ من ماندم و نہ تمنائے من باقی ماند عمارتِ من بیفتاد و منہدم شد و عمارت رب العالمین استادہ شد والوہیت بقوتِ تمام بر من مستولی گشت من از موئے سرتا ناخنِ پا بجانبِ او کشیدہ شدم باز ہمہ مغز گردیدم کہ دران پوست نبود روغنے گشتم کہ در وکدورتے نبود در میانِ من و نفسِ من جدائی انداختہ شد۔ پس من مانند آن شے گشتم کہ در نظر نیاید یا مانندِ قطرۂ شدم کہ در دریا افگندش و دریا اورا در پیراہن خود پنہاں کند درین حالت من ندانستم کہ اول من چہ بودم و وجودِ من چہ بود الوہیت در رگ و ریشۂ من زرایت کرد و من از خودی خود گم شدم و خدائے تعالیٰ ہمہ اعضائے مرا بکارِ خود مصروف کرد و بدین زور مرا در قبضۂ خود گرفت کہ زیادہ ازین ممکن نبود۔ چنانچہ من بالکل معدوم شدم و من یقین میکردم کہ این اعضائے من از من نیستند بلکہ اعضائے خدا تعالیٰ اند و خیال میکردم کہ معدوم شدہ ام و از ہستی خود بیرون شدہ ام تاہنوز ابنازے و شریکے و منا عے نیست۔ خدا تعالیٰ در وجودِ من داخل شد غضب و حلم و تلخی و شیرینی و حرکت و سکونِ من ہمہ از وشد...... (الخ)۔ (آئینہ کمالات اسلام، ۵۶۴، ۵۶۵، مصنفہ مرزا)

ماحصل این ہمہ طومار لغویات و تکرارِ عبارات این است کہ من کہ در خواب دیدم کہ خود خدا شدہ ام۔ مگر در حالتِ بیداری بجائے استغفار ازین خرافات خود را خدا ثابت میکند و میگوید کہ در حقیقت خدا شدہ بودم و خدا تعالیٰ در وجودِ داخل شدہ بود و ہمہ لوازماتِ بشریہ از من جدا شدند والوہیت در من موجزن شد۔

این است فرق درمیان عباد الرحمن و عباد الشیطان کہ اولیاء اللہ چون شنیدند کہ در

حالت سکر کلمۂ کفر گفتہ شد توبہ کردند و مریدان را حکم دادند کہ باز اگر چنیں کلمات شنوید مرا قتل کنید۔ اتباع شریعت کردند و سزائے کہ علمائے اسلام تجویز کردند از راہِ متابعت بسر چشم نہادند۔ چنانچہ بعضے بردار کشیدہ شدند و بعضے را پوست برکندیدند لاکن بزرگواران از حکمِ شریعت سرِ مو سر نتافتند۔

مگر افسوس کہ این مدعی کاذب نمیدانکہ اینچنین کلماتِ کفریہ راندن شریعت اسلام جائز ندارد۔ و مسئلہ حلول در اہلِ اسلام مردود است اگر این شخص بر شریعت اسلام عمل میکرد ہرگز گمراہ نے شد۔ و چنین کشوفہا را از شیطان فہمیدہ ردّ میکردے۔

مسئلہ حلول و اوتار از اہل ہنود است چنانچہ در گیتا کہ مصنفہ راجہ کرشن بود این مسئلہ مزکور است شعر

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے

بریزیم خون ستم پیشگاں جہاں را نمائیم دار الاماں

افسوس عیبِ سخن را کہ طول بیانی و تکرار در تکرار است مرزا غلام احمد ہنر پنداشتہ اظہار لیاقت خود مینمائید۔ حالانکہ این ہمہ مضمون را در دو سہ جملہ میتوانست اظہار داد۔ شیخ فیضی این تمام مضمون را بیک شعر ادا نمودہ شعر

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

(گیتا فیضی)

و این جاہل از اصولِ این مسئلہ وحدت الوجود خبرے ندارد کہ درین لازم است کہ صاحب حال از ہستی خود غائب شدہ اینچنین الفاظ میگوید و عبارتِ منقولہ بالا ظاہر میکند کہ مرزا در ہر فقرہ میگوید کہ من چنان کردم و چنین شدم و تاوقتیکہ خیال منی دور نمی شود مقام سکر

حاصل نشود۔

واضح باد کہ یہود و نصاری و اہل ہنود و بعض جہلا ملبس بلباس صوفیہ کرام بر چنیں مسائل باطلہ اعتقاد دارند و خلق را گمراہ میکنند ورنہ اہل اسلام ہرگز باور نمیکنند کہ گاہے عاجز انسان (نعوذ باللہ) خدا میشود یا واجب الوجود ہستی مطلق باری تعالیٰ عز اسمہ در وجودِ انسانی کہ حادث و متغیر است حلول کند۔ در کفر و اسلام فرق نکردن و باطل مسائل کفار را داخل اسلام نمودن کفر است۔ خدا تعالیٰ در قرآن شریف میفرماید: {وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا} یعنی کسانیکہ ارادہ میکنند کہ در کفر و اسلام را ہے بین بین اختیار کنند آنان کافر اند۔

۳......"وانی رأیت أن هذا الرجل یومن بایمانی قبل موته": یعنی در کشف دیدم کہ مولوی محمد حسین بٹالوی قبل از مرگِ خود بر م ایمان خواہد آورد۔ (رؤیا کشوف: صہ ۱۱)

مگر مولوی محمد حسین ہرگز بر مرزا ایمان نیاورد بلکہ تا دمِ مرگ مخالفت مے کرد۔ ثابت شد کہ این کشوفہا از جانب خدا نبودند۔ اگر از خدا میبود ے راست بیادے۔

۴......در نگ کشفی بر من ظاہر نمودہ شد کہ ایں بادشاہاں کہ در تعداد شش ہفت بودند از جامۂ تو برکت جویند۔ (اخبار الحکم، جلد ۶، نمبر ۳۸، مورخہ ۲۴ راکتوبر ۱۹۰۲ء)

ہیچکس از شاہان مریدِ مرزا نشد و نہ از جامۂ وے برکت جست۔ پس این کشف ہم حدیث النفس بود۔

۵......دو بار مرا بر و یا نمودہ شد جماعتِ کثیرہ اہل ہنود پیش من چوں سجدہ سر تسلیم خم کردند۔ و گفتند کہ این اوتار اند۔ یعنی مرزا اوتار است پیشکشہا گزرانیدند۔

(الحکم جلد ۱، صہ ۸، مطبوعہ ۱۸، ۱۱ راکتوبر ۱۸۹۶ء)

برعکس او رونمود کہ ہندواں مسلمانان راہندو آریہ وغیرہ میساختند۔ پس ثابت شد کہ این رؤیا صادقہ نبود۔

۶......شخصے کہ سکونت در شہرلدہانہ میداشت مرا بعالم کشف نمودہ شد و در تعریف وے این عبارت الہام شد ارادتمند ”اصلها ثابت و فرعها فی السماء“۔

(مکتوب احمدیہ، جلد۱، حصہ ۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

این کشف درحق میر عباس علی لدہانوی بود کہ مرید خاص مرزا بود۔ و مرزا غلام احمد اورا نوشتہ بود کہ اگر پیشینگوئی نکاح آسمانی غلط ثابت شد او حیراں بماند و در مجمع مسلمانان کہ بمسجد جمع بودند اقرار کرد کہ اگر قرآن شریف مرا رہبری کند من توبہ خواہم کرد۔ چنانچہ مسلمانان ہمگی غسل کردند و بعد از نہایت عجز و نیاز و خشوع التجا کردند کہ خداوندا مایان را راہ راست بنما و مارا اطلاع فرما تا در گمراہی نمیریم و قرآن شریف وا کردند۔ در اول سطر دیدند کہ خدا تعالیٰ میفرماید: {وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ} یعنی از قول مکر و فریب پرہیز کنید۔ الحمدللہ کہ میر صاحب را خدا تعالیٰ توفیق توبہ عنایت فرمود (راوی این حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب ساکن کوٹ عبدالخالق متصل ہوشیار پور میباشند)۔

برادرانِ اسلام! اینچنین دروغ بافیہائے مرزا بسیار اند۔ اما بخوف طوالت برین اکتفا کنیم و برائے آگاہی شمایان مینویسیم کہ مرزا غلام احمد مسلمانان را خود ہدایت کردہ بود کہ برائے صدق و کذب خود معیارے مقرر کنم اگر برین معیارہا صادق ثابت نشوم مرا کاذب یقین کنید و آن معیارہا نوشتہ میشوند تا کہ میان صادق و کاذب فرق میتواں کرد و مسلمانان را چرب زبانی و چیرہ دستیٔ مریدانش نفریبد۔

معیار اول: مقرر کردہ خود مرزا غلام احمد قادیانی متنبی اصل عبارت وے نقل کردہ شود وھو

هذا:

''خدا تعالیٰ برین عاجز ظاہر نمودہ کہ دختر کلان مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری انجام کار بہ نکاح شما بیاید وآنان بسیار عداوت خواہند کرد و مانع شوند وسعی کنند کہ چنان نشود۔ لیکن آخر کار چنین خواہد شد۔ وخدا تعالیٰ بہر طریق آنرا بطرفِ شما خواہد آورد بحالت باکرہ یا بیوہ کردہ وہر امر مانع را از میان بیرون خواہد کرد واین کار را ضرور خواہد کرد۔ وبعض منصف آریہ صاحبان (ہنود) گفتہ کہ اگر این پیشینگوئی صادق آید یقین کردہ شود کہ بلاشبہ این فعل خدا است'' ...... (الخ)۔ (اشتہار، ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میلادی)

مگر افسوس کہ نکاح دختر کہ منکوحہ آسمانی مرزا بود بدیگر کس کہ بموضع پٹی ضلع لاہور بود وباش میداشت بستہ شد ومرزا شکستِ فاش خورد۔ بر عالمیان دروغ بافی وافترا پردازی مرزا ثابت شد۔ مگر مرزا دگر دروغ بے فروغ باین افسون تازہ کرد کہ منکوحہ آسمانی بیوہ شدہ بخانۂ من خواہد آمد چرا کہ وعدۂ خدا تعالیٰ حق است منکوحہ آسمانی ضرور بمن خواہد داد ومخالفین را کہ سعی در ذلت من کردند ودر تکذیب پیشینگوئی من کوشش نمودند یک دیگر نشان بنماید وشوہر منکوحہ را وفات خواہد داد وبرائے اظہار صداقت من منکوحہ را بیوہ کردہ بخانۂ من خواہد فرستاد واین تقدیر مبرم است ہرگز ہرگز خطا نتوان رفت اگر خطا باشد من بدترین از خلق خواہم شد۔ ودریں ضمن شش پیشگوئیہا دگر برآن مزید کرد وگفت کہ اگر این پیشگوئیہا بظہور نیایند ومن بمیرم۔ من کاذب ثابت خواہم شد۔ (انجام آتھم صفحہ ۳۱)۔ ودر کتاب خود کہ ''شہادات القرآن'' نامش نہاد این شش پیشگوئیہا برآن مزید کرد۔

۱...... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری پدر دختر منکوحہ بمیعاد سہ سال فوت شود ومرگ دامادِ خود خواہد دید۔ ونخواہد مرد تاوقتیکہ نکاح من بہ دختر خود نہ بیند۔ واین بطور سزا است کہ چرا نکاح دختر با

من نکرد۔

۲......داماد احمد بیگ بمیعاد دو نیم سال بمیرد تا کہ احمد بیگ بیوہ شدنِ دختر خود بہ بیند۔

۳......مرزا احمد بیگ تا روز شادی فوت نہ شود۔

۴......دختر نیز تا روز نکاح ثانی فوت نہ شود

۵......مرزا نیز تا نکاح ثانی فوت نشود۔

۶......بہ عاجز یعنی مرزا نکاح او شود۔ (شہادت القرآن، صہ ۸۰، مصنفہ مرزا)

مگر ہزار ہزار شکر کہ این ہمہ پیش بینی ہا مرزا درست نشد و او خود فوت شد و دامادش تا این روز کہ ۱۷ ماہ مئی ۱۹۲۴ء است و این دختر بقید حیات زندہ موجود است و خداوند کریم از غایت کرم او را صاحب اولاد گردانید و بہ دوازدہ فرزندان بنواخت و مرزا بمعیار مقرر کردہ خودش کاذب گردانید و بدترین مردمان ظاہر کرد و بسیارے از مریدان خاص مرزا تائب شدہ تجدید ایمان کردند اگر این پیش بینی راست آمدے بسیار مسلمانان گمراہ شدندے مگر خدا تعالیٰ مدعی کاذب را مفتری علی اللہ ثابت کرد۔

معیار دوم: مرزا خود می نویسد کہ ڈاکٹر عبدالحکیم بست سال در مریدی من بماند از چند روز از من نفور شد و مخالف من گردید۔ (حقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا)۔ و مرا دجال، کذاب، مکار، شیطان، شریر، حرامخور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفسد و مفتری القاب دادہ پیشگوئی کردہ کہ در مدت سہ سال مرزا فوت خواہد شد۔ پس من ہم الہام خود را کہ بطور پیشگوئی در حق ڈاکٹر بر من ظاہر شد شائع میکنم تا کہ درمیان صادق و کاذب فرق شود۔

پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی

مرزا مسرف و کذاف و عیار است بمقابلہ صادق شریر فنا خواہد شد و میعاد سہ سال

است از جولائی ۱۹۰۶ء۔

پیشگوئی مرزا

مقبولان نشانہائے قبولیت دارند آنان شاہزادگان سلامتی اند برایشان کسے غلبہ نتوان یافت......(الخ)۔(بطور اختصار)(حقیقۃ الوحی)۔یعنی ”خدا حامی راستباز باد ا“۔

(اشتہار، مصنفہ مرزا)

ناظرین کرام! این روحانی کشتی بود کہ درمیان مرزا متنبی و ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب قرار یافت و این صداقت برائے ہریک مقرر بود مگر بمیعاد سہ سال دست اجل مرزا بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہلاک کردہ بہ ثبوت رسانید کہ مرزا کاذب بود و ڈاکٹر عبدالحکیم برحق بود۔ مرزا شریر ثابت شد کہ درموجودگی ڈاکٹر عبدالحکیم فوت شد۔

معیار سوم: مقرر کردہ مرزا: مرزا بدرگاہ خداوندی دعا کرد کہ ”خداوندا درمیان من و مولوی ثناء اللہ امرتسری فیصلۂ آخری بفرما کہ کدام کس از ہردو مایان برحق است و ہرکہ برراہِ غلط بودہ باشد اورا در زندگی صادق ہلاک گردان تا ہرکہ در دعویٰ اش دروغ باشد تمیز کردہ شود“۔ خدا تعالیٰ مرزا را الہام کرد: ”اجیب دعوۃ الداع اذا دعان“۔ دعائے مرزا قبول کردہ شد۔ خدا تعالیٰ فیصلہ بحقِ مولوی ثناء اللہ صادر فرمود و مرزا بموجودگی مولوی ثناء اللہ ہلاک کردہ شد و مولوی ثناء اللہ صاحب تاحال بفضل خدا زندہ است۔ مگر منشی قاسم علی حواری مرزا گفتہ کہ من سہ صد روپیہ بشرط میدہم اگر مولوی ثناء اللہ ثابت کند کہ فیصلۂ خداوندی بحقِ اوش۔ مولوی ثناء اللہ این امر را قبول رد و مبلغ سہ صد روپیہ امانت نہادند و منصف مقرر کردندن باتفاق رائے فریقین سردار بچن سنگہ وکیل سرکاری (پبلک پراسیکیوٹر) منصف مقرر شد۔

سردار صاحب فیصلہ بحقِ مولوی ثناء اللہ صاحب داد و زرِ مشروط سہ صد روپیہ داخل کردہ منشی قاسم علی حواری مرزا بفاتح قادیان یعنی مولوی ثناء اللہ دادہ شد و منشی قاسم علی شکست خوردہ ثابت کرد کہ مرزا مفتری بود را کہ مرزا را الہام شدہ بود کہ ''وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ''۔ (ازالہ اوہام، حصہ اول)

چوں مولوی ثناء اللہ غالب آمد و حواری مرزا مغلوب شد۔ پس ثابت گردید کہ این الہام مرزا از طرف خدا نبود و مولوی ثناء اللہ فتح المضاعف یافت۔ یکے بر مرزا و دیگر بر حواری مرزا۔

معیار چہارم: پیش بینی مرگ ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی بود و مرزا پیش بینی کردہ بود کہ اگر عبداللہ آتھم در میعاد پانزدہ ماہ فوت نشود من کاذب باشم و ہر چہ سزائے من تجویز کردہ شود برداشت خواہم کرد خواہ مرا بر دار کشند یا رسن در گردن من اندازند عذرے نداشتہ باشم و یک شعر او این است ؎

پیش گوئی کا جو انجام ہویدا ہوگا   کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

یعنی وقتیکہ این پیشگوئی من راست نشیند یعنی در میعاد مقررہ عبداللہ بمیرد من عزت خواہم یافت و عیسائی قوم ذلیل خواہد شد۔

اما شان خدا کہ نتیجہ برعکس برآمد۔ عبداللہ عیسائی نمرد و سلامت ماند مرزا ذلیل گشت و عیسائیان عبداللہ را بر فیل نشاندند و در بازار ہائے امرت سر گردانیدند و گفتند کہ مرزا دروغگو و مفتری علی اللہ ثابت شدہ بیارید تا او را بر دار کشیم چرا کہ او شرط کردہ بود مریدان مرزا بعرق خجالت غرق شدند بخانہائے خود نہان شدند و از شرمساری رونمی نمودند و نواب محمد علی ساکن مالیر کوٹلہ کہ از خاصانِ مرزا بود مرزا را نوشت کہ بس مرزا صاحب از نتیجہ پیشگوئی

کذب شما ثابت شدہ است و مرزا بقول ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' اشتہار داد و کتابے پُراز کذب موسومہ ب ''انجام آتھم'' بمعہ ضمیمہ مشتہر ساخت کہ چونکہ عبداللہ در دل ایمان باسلام آوردہ بود ازین سبب عذاب موعودہ ازو برداشتہ شد۔

این جواب از مرزا بسیار لغو وخلاف قرآن بود چرا کہ حال دل مردم بجز خدا تعالیٰ کسے نمیداند و نہ خدائے تعالیٰ کہ عالم ظاہر و باطن است برا آنچنین ایمان منافقانہ عذاب را بردارد۔ پس این پیش بینی مرزا ہم غلط شد و مرزا کاذب و مفتری ثابت شد۔

معیار پنجم: مرزا خود بذریعہ روز نامۂ بدر کہ زیر اہتمام مریدان مرزا شائع میشد شہرت داد کہ من برائے طالب حق این ام پیش میکنم کہ کار من کہ برائے سر انجام دادن آن درین میدان استادہ ام این است کہ من ستون عیسیٰ پرستی را بشکنم و بجائے تثلیث توحید را شہرت وہم جلالت و عظمت محمد رسول اللہ ﷺ را ظاہر کنم اگر از من نشان صد لکھہ ظاہر شود و این علتِ غائی بہ ظہور نیاید کاذب باشم۔ پس دنیا چرا با من دشمنی میکند و انجام مرا چرا نمی بیند۔ اگر من بحمایت اسلام آن کارہا بکردم کہ مسیح موعود و مہدی مسعود را بایست کرد راستگو باشم و اگر چیزے نکردہ شود و مرگ من بیاید ہمہ گواہ باشند کہ من دران وقت دروغگو باشم۔ والسلام

(غلام احمد، اخبار بدر، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء)

متعلق کار مسیح مرزا خود در کتابِ خود کہ ''ایام صلح'' موسوم کردہ مینویسد کہ ''برین اتفاق کردہ اند کہ وقتیکہ مسیح بیاید مذہب اسلام در ہمہ دنیا جلوہ نماید و دیگر ہمہ مذاہب کہ باطل اند ہلاک شوند و راستبازی ترقی خواہد کرد۔ (ایام صلح، مصنفہ مرزا، صفحہ ۱۳۶)

باز بکتاب خود ''شہادت القرآن'' نوشت: ''ہاں اے مسیح بیاید یعنی من آمدہ ام وآن وقت آمدنی است بلکہ قریب است کہ بر زمین نہ رام چندر پرستش کردہ شود نہ کرشن و نہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجنگد (شہادت القرآن، صفحہ ۱۳، مصنفہ مرزا)

افسوس کہ مرزا بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمرد واین دروغ باقی ثابت شد وہمہ معاملات برعکس بظہور رسیدند وبجائے کسر صلیب کسر ستون اسلام گردید درمقامیکہ علم توحید نصب کردہ میشد علم تثلیث استادہ شد وبجائے غلبۂ اسلام غلبۂ اسلام تثلیث شد ومشرکان و کفار غالب آمدند ومقامات مقدسہ ہم از قبضۂ خلیفۂ اسلام بیروں رفتہ زیر اثر نصاری افتادند۔ وبرسر مسلمانان چناں ابراد بار محیط شد کہ درتاریکی آن ہمہ کالائے دنیاوی باختہ ودر قعر مذلت افتادند وخدا تعالیٰ از فعل خود بپایۂ ثبوت رسانید کہ مرزا ہرگز مسیح موعود نبود کہ خبر نزد اش حضرت مخبر صادق ﷺ دادہ است۔ ببینید احادیث رسول اللہ ﷺ واز قلب سلیم خود فیصلہ طلبید۔

حدیث اوّل: والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکم عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ ترجمہ: از ابوہریرہ روایت است کہ فرمود رسول خدا ﷺ مرا قسم است خدائیرا کہ بقائے جانِ من بقبضۂ قدرت اوست کہ فرود آید ابن مریم درشما درآن حالیکہ بادشاہ عدالت کنندہ باشد۔ پس صلیب را بشکند وخنزیر را قتل کند وجزیہ را معاف کند ومال بمردم خواہد داد چنانکہ کسے قبول نخواہد کرد ویک سجدہ ترجیح دادہ شود بردنیا وہرچیز کہ دروے ہست باز ابوہریرہ میگوید کہ بخوانید آیت قرآن کریم اگر میخواہید کہ: نباشد کسے از اہل کتاب کہ ایمان نیارد وبر عیسیٰ علیہ السلام قبل از مرگ او (عیسیٰ علیہ السلام) وباشد گواہ برایشاں روز قیامت۔

(بخاری ومسلم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ازین حدیث امور مفصلہ ذیل چون روز روشن ثابت شدہ اند:

۱......مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است نہ کسی فرد از افراد امت محمدیہ ﷺ چرا کہ در صحیح البخاری کہ اصح الکتب است بعد کتاب اللہ و نیز مسلم شریف در آنہا فصل نزولِ عیسیٰ علیہ السلام مندرج است اگر کسے دیگر غیر عیسیٰ مسیح موعود شدنی بود بطور نقل و بروز وظل و مثیل درین حالات امام محمد بن اسمٰعیل بخاری محقق باب نزول عیسیٰ علیہ السلام در کتاب خود درج نمیکرد چرا کہ در شریعت محمدیہ برغیر نبی لفظ ''علیہ السلام'' استعمال نمیکنند اگر گفتہ شود مرزا ہم نبی اللہ بود۔ واین باطل است چرا کہ بعد از حضرت محمد ﷺ کسے جدید نبی پیدا نخواہد شد۔

۲......این امر ثابت شد کہ مسیح موعود بادشاہ بود و علامتش این است کہ کسر صلیب کند یعنی مذہب صلیبی را نابود کند۔ مگر بوقت مرزا مذہب صلیبی آنقدر ترقی یافت کہ گاہے نیافتہ بود۔ پرستاران صلیب چنان غالب آمدند کہ در صوبہ تھریس ومقدونیہ دو نیم لک (۲۵۰۰۰۰) مسلمانان را اہل بلغاریہ عذاب جانفرسا دادہ ہلاک ساختند۔ (اخبار زمیندار، مطبوعہ ۸ر ستمبر ۱۹۱۳ء) ۔بعلاقہ پطرس مولک مرحصار وغیرہ مسلمانانرا بزور عیسائی کردند۔ (رسالہ انجمن حمایت اسلام ماہ فروری ۱۹۱۳ء)۔ چون بوقت مرزا بجائے کسر صلیب (خاکم بدہن) کسر اسلام شد ازین ثابت شد کہ مرزا مسیح کاذب بود۔

۳......علامت مسیح موعود این بود کہ در وقت او جزیہ معاف شود و اما مرزا چون رعیت اہل صلیب بود بجائے معاف کردن جزیہ (معاملہ زمین خود) ادا میکرد و بجائے حاکم شدن محکوم بود۔ وبرائے معافی انکم ٹکس افلاس خود ظاہر نمودہ التجا معافی نمود۔ (ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۵)

۴......علامت مسیح موعود ''یفیض المال'' بود کہ مال غنیمت اینقدر بکثرت بود کہ مسیح مال

کواہد داد و مردمان قبول نخواہند کرد۔ مگر مرزا بجائے مال دادن خود پول باعانہ میگرفت۔ گاہے اعانہ تالیف کتب گاہے اعانہ توسیع مکان گاہے اعانہ لنگر خانہ۔ گاہے اعانہ سکول (مدرسہ) گاہے اعانہ منارۃ المسیح گاہے اعانہ فیس بیعت۔ گاہے برائے اشاعت دعاوی خود۔ غرض بہر حیلہ بجائے مال دادن مال میگرفت۔

۵......علامت مسیح موعود این است مسیح موعود آنست کہ بحقِ وے یہود میگفتند کہ او را بردار کشیدیم و خدا تعالیٰ در قرآن شریف تردید یہود کردہ میفرماید کہ مسیح نہ قتل شد و نہ بردار کشیدہ شد۔ خدا تعالیٰ او را بسوئے خود برداشت داد نازل شود و کسے از اہل کتاب نباشد کہ براو ایمان نیارد و عیسیٰ علیہ السلام باشد گواہ برایشان روزِ قیامت۔

باوجود این نص قطعی قرآنی ہر کہ گوید کہ من ہمان مسیح ہستم کہ خبر او رسول اللہ ﷺ دادہ او کذاب اکبر است و تکذیب کنندۂ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ است و از دائرۂ اسلام خاج۔ چرا کہ او منکر صریح قرآن و حدیث و اجماع امت است۔

حدیثے دیگر میکنم تا کہ ثابت شود کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ برآسمان موجود است و در آخر زمان نزول فرماید و بعد نزول فوت شود و در مدینہ منورہ بمقبرۂ رسول اللہ ﷺ مدفون شود و لاف و گذافِ مرزا باطل است۔

حدیث دوم: عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج و یولد و یمکث خمسا و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء۔

(مشکوۃ شریف، جلد چہارم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: روایت است از عبداللہ ابن عمرو کہ فرمود پیغمبر خدا ﷺ کہ فرود آید عیسیٰ ابن مریم بطرف زمین پس نکاح کند و اولاد پیدا کردہ شود برائے او و بماند چہل و پنج سال در دنیا۔ بعد ازاں بمیرد و دفن کردہ شود تردِ من در مقبرۂ من۔ پس استادہ شوم من و عیسیٰ ابن مریم از یک مقبرہ از میان ابوبکر و عمرؓ۔ روایت کرد ایں حدیث را ابن جوزی در کتاب الوفاء۔

ازیں حدیث ہفت امور ثابت گردیدند:

۱...... اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ بن مریم رسول اللہ نبی ناصری صاحب کتاب انجیل نہ کہ دیگرے از امت محمدیہ ﷺ۔

۲...... شادی کند چرا کہ چوں مرفوع شد شادی شدہ نبود۔

۳...... بعد نزول صاحب اولاد شود۔ مرزا کہ صاحب اولاد بود ہرگز مسیح موعود تسلیم کردہ نشود۔

۴...... مدت سکون وے بعد نزول چہل و پنج سال است۔ مرزا بعد دعویٰ چہل و پنج سال زندہ نماندہ۔

۵...... جائے دفن شدن مسیح بمقتضائے حدیث شریف مدینہ منورہ است نہ قادیان۔

۶...... بروزِ قیامت برخواستن از میان ابوبکر و عمرؓ۔

۷...... نازل شود از آسمان نہ کہ از شکم مادر پیدا شود۔ چنانکہ مرزا پیدا شد۔

منجملہ ازیں ہفت پیشگوییہا۔ دو پیشگوییہا حسب فرمان رسول خدا ﷺ بظہور آمدند۔ چنانکہ حضرت مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ خبر دادہ بود یعنی اول حضرت ابوبکرؓ خلیفۂ اول بمقبرۂ رسول اللہ ﷺ دفن کردہ شد۔ و دوم حضرت عمرؓ خلیفۂ دوم حسب پیشگوئی رسول اللہ ﷺ مدفون بمقبرہ رسول اللہ ﷺ شد۔ حالانکہ این پیشگوئی آنوقت کردہ بود کہ رسول اللہ ﷺ زندہ بودند و بعد آنحضرت ﷺ حضرت ابا بکر صدیقؓ خلیفۂ اول

مقرر شد و در جنگ و جدال شامل مسلمانان ماند و در ہیچ جنگ جام شہادت نہ نوشید و حسب فرمان رسول اللہ ﷺ در مدینہ منورہ فوت شد و دفن گردید۔ ہمیں طور خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاتح بیت المقدس وغیرہ ممالک در ہیچ جنگ شہید نشد۔ و در مدینہ منورہ حسب پیشگوئی مخبر صادق ﷺ مدفون گردید۔

چوں ایں دو واقعات من وعن بظہور آمدند دیگر اخبار ہم ضرور بمنصۂ ظہور خواہند آمد چنانکہ اعتقاد ہر مومن است وتاویلات مرزا باطل گردید کہ میگوید من بطریق روحانی در وجودِ پاک رسول اللہ ﷺ دفن شدہ ام۔

مرزا غلام احمد متنبی ایں حدیث را خود تصدیق نمودہ و در کتاب خود نوشتہ ترجمۂ اردو عبارت او ایں است: ''برائے تصدیق ایں پیشگوئی من یعنی منکوحۂ آسمانی محمدی بیگم، جناب رسول اللہ ﷺ پیش از وقوع پیشگوئی فرمودہ است کہ ''یتزوج ویولد لہ'' یعنی آں مسیح زوجہ کند و نیز صاحب اولاد شود۔ وظاہر است کہ ذکر ایں تزوج و اولاد عام نیست بلکہ خاص است چرا کہ ہر یک شادی میکند و اولاد پیدا میشود در ایں ہیچ تعجب نیست بلکہ از تزوج خاص تزوج مراد است کہ برائے او پیشگوئی کردہ ام'' ......(الخ)۔

(ضمیمہ انجام آتھم، مصنفہ مرزا غلام احمد متنبی قادیانی)

نیز مرزا متنبی در کتاب خود کہ نامش میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء است نوشتہ کہ ''من بمکہ خواہم مرد یا در مدینہ'' ......(الخ)۔ ازیں عبارت مرزا کہ الہامی است تصدیق ایں حدیث میشود۔

ازیں عبارت مرزا اظہر من الشمس است کہ ایں حدیث رسول اللہ ﷺ است۔ پس ہیچکس را از مریدانش حق نیست کہ از مضمون ایں حدیث انکار کند و {اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ

الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ} را مصداق گردد۔ چوں از تمام حدیث بپایۂ ثبوت رسید کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً از آسمان پائین طرفِ زمین آمیندہ است واز یں سبب تا حال زندہ است بعد نزول خواہد مرد۔ چنانچہ از حضرت ابن عباس روایت است: ”ان عیسی حین رفع کان ابن اثنین و ثلاثین سنة و ستة اشهر و کان نبوته ثلاثون شهرا و ان الله رفعه بجسده وانه حی الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون ملکا ثم یموت کما یموت الناس“ ... (الخ)۔ یعنی حضرت ابن عباس میفر مایند کہ وقتیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برداشتہ شد عمر وے سی و دو سالہ و شش ماہ بود و نبوت وے سی ماہ بود بیشک اللہ تعالیٰ او را برداشت بجسمِ عنصری واو تا حال زندہ است واو نیز واپس آمیندہ است دریں دنیا و بادشاہ شود و باز بمیرد چنانکہ دیگر مردمان مے میرند۔ (طبقات محمد بن سعد، جلد اول، صفحہ ۲۶، مطبوعہ لندن، جرمنی ۱۳۲۲ء)

ازیں روایت امور ذیل ثابت شدند:

اول: رفع عیسیٰ علیہ السلام بجسدِ عنصری ثابت شد و قیاسِ مرزا غلط شد کہ رفع روحانی مراد است چرا کہ رفع روحانی برائے ہر مومن موعود است۔

دوم: رفع بعمر ۳۳ سالہ شدہ بود۔ وقیاس مرزا غلط شد کہ ”در کشمیر قبر عیسیٰ است واو عمر یکصد وبست سالہ یافت“۔

سوم: رفع بحالت زیست ثابت شد۔ وقیاس مرزا غلط شد کہ عیسیٰ بمرد۔

چہارم: نزول جسمانی ثابت شد چرا کہ لفظ رفع ظاہر میکند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان واپس بیاید۔ وبرائے رجعت زندگانی لازمی است۔

اگر کسے گوید کہ بر آسمان رفتن محالِ عقلی است و باز آمدن ممکن نیست۔

جوابش اینکہ نازل شدنِ عیسیٰ علیہ السلام علامتے ونشانے است از علامات قیامت بفحوائے {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} یعنی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام علامتے است از علامات قیامت۔ وقیامت ہم از محالاتِ عقلی است کہ مردگان ہزار ہا سال وبوسیدہ شدہ استخوانہا زندہ شوند وخاک شدہ جسم خاکی باز زندہ گردد وحساب وکتاب آخرت گرفتہ شود۔ ودیگر علامات قیامت ہم از محالات وغیر ممکنات است۔ مثلاً طلوع آفتاب از جانب مغرب وخروج دجال وخرِ اوکہ صفاتش در احادیث نبوی مذکور شدہ ہمہ غیر ممکن ومحال اند۔ ہمچنیں خروج یاجوج ماجوج وصفات آناں ہمہ محال ومافوق الفہم اند اگر شخصے بربنائے محال عقلی انکار کند از روزِ جزاوسزا ویوم الحساب انکار لازم آید واینچنیں انکار از ایمان واسلام خارج کنندہ است واز اینچنیں انکار ہمہ کفار از نعمت ایمان محروم ماندند ہمیں فرق است در اسلام وکفر۔ پس مومن را نشاید کہ برایں اعتراضاتِ فاسدہ التفات کند واز دولتِ ایمان {یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ} بے بہرہ ماند چراکہ برایں مسئلہ اتفاق امت است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درقربِ قیامت از آسمان نازل شود۔ ودجال راقتل کند چنانچہ در احادیث ذیل آمدہ۔

ا......عن عبداللّٰہ ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لقیت لیلة أسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ علیھما السلام فتذاکروا امر السّاعة فردّوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردّوا امرھم الی موسیٰ فقال لا علم لی بھا فردّوا امرھم الی عیسیٰ فقال اما وجبت فلا یعلم بھا احد الا اللّٰہ وفیما عھد الی ربی عزوجل انّ الدجّال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کمایذوب الرصاص فیھلکه اللّٰہ۔

۲......سید بدر الدین علامہ عینی درعمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۱ ص ۷۱ ۳ نوشتہ: انّ عیسیٰ یقتل الدجال بعد أن ینزلَ من السماء۔ یعنی ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال راقتل

کند بعد از نازل شدن از آسمان''۔

۳......قاضی عیاض رحمہ اللہ بر حواشی صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۳ حاشیہ نووی: **قال القاضی نزول عیسٰی وقتل الدجال حق وصحیح عند أهل السُنَّة بالاحادیث الصحیحة۔**

۴......**قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة۔** یعنی رسول اللہ ﷺ یہود را فرمود کہ تحقیق حضرت عیسٰی علیہ السلام نمردہ و تحقیق آں واپس آئیندہ است درمیانِ شما پیش از آمدن روز قیامت۔

(تفسیر ابن کثیر)

۵......چوں رسول اللہ ﷺ بجماعتے صحابہ برائے دیدنِ ابن صیاد بخانۂ وے تشریف فرما شدند و چند علامات دجال در ابن صیاد یافتہ۔ حضرت عمر از رسول اللہ ﷺ اجازت خواست کہ اگر حکم شود ابن صیاد را کہ دجال است قتل کنم۔ حضور ﷺ فرمود کہ قاتل دجال حضرت عیسٰی علیہ السلام است کہ بعد نزول او را قتل کند۔ (خلاصہ حدیث، مندرجہ کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۲۰۲)

۶......حضرت عائشہ صدیقہ بجناب رسالتمآب ﷺ عرض نمود کہ مرا معلوم میشود کہ من بعد از حضور زندہ خواہم ماند۔ پس اجازت فرمائید کہ من بعد از وفاتِ خود بہ مقبرہ حضور بہ پہلوئے جناب دفن کردہ شوم حضور ﷺ فرمود کہ نزد قبر من ہیچ جائے قبر نیست بجز قبر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عیسٰی علیہ السلام۔ (خلاصہ حدیث، مندرجہ حاشیہ مسند امام احمد، جلد ۲، صفحہ ۵۷)

۷......**أخرج البخاری فی تاریخه عن عبداللہ ابن سلام قال یدفن عیسٰی مع رسول اللہ و أبی بکر و عمر فیکون قبره رابعاً۔** یعنی عبداللہ بن سلام گفتہ کہ دفن خواہد شد عیسٰی علیہ السلام مع رسول اللہ ﷺ و قبرش قبر چہارم شود۔ (تفسیر درمنثور، جلد ۲، صفحہ ۲۵۴)

۸......أخرج ابن عساکر واسحاق ابن بشیر عن ابن عباس قال قوله تعالیٰ عزوجل: {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} قال انی رافعک متوفیک فی أخر الزمان۔ یعنی مذہب حضرت ابن عباس ایں بود کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول فوت شود در آخر زمان۔ (تفسیر در منثور، جلد ۲، ص ۳۱)

۹......وفی البخاری قال ابن عباس انی متوفیک بعد انزالک من السماء فی أخر الزمان۔ یعنی اے من ترا وفات دہندہ ام در آخر زمان بعد از نازل شدنِ تو از آسمان۔ (تفسیر جلالین، صہ ۵۰)

۱۰......ای ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء۔ یعنی وفات دہندہ توام بعد از نزول از آسمان بوقت مقررہ۔ (تفسیر مدارک، جلد اول، صفحہ ۱۲۶)

۱۱......انّ فی الأیة تقدیما و تاخیرا تقدیرہ انی رافعک الی ومطھرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالک الی الارض۔ یعنی وفات دہندۂ توام بعد نزول از آسمان بوقت آخرت بسوئے زمیں۔ (تفسیر خازن، جلد اول، صفحہ ۲۴۹)

ناظرین کرام! از قرآن شریف و احادیث مندرجہ تفاسیر صحابہ کرام اظہر من الشمس است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان از آسمان فرود آید و ہیچ کس را از اہلسنت والجماعت خلاف نیست بلکہ مرزا متنبی خود در کتاب ''براہین احمدیہ'' کہ از تصانیف اوست نوشتہ کہ چوں حضرت مسیح علیہ السلام وگر بار دریں دنیا تشریف آور شود دیں اسلام در جمیع آفاق واقطار خواہد رسانید۔ (براہین احمدیہ، صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹، مصنفہ مرزا قادیانی متنبی)

مگر افسوس کہ مرزا ایں ہمہ اقوال بزرگان را و نصوص قرآنی و احادیث را بمقابلہ الہام خود ردّ میکند و الہام خود را کہ ظنی است وہم حجت شرعی نیست ترجیح دادہ دعویٰ مسیحیت

ونبوت میکند۔ نقل الہامِ او این است:

الہام: ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اسکے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۶۱)۔ یعنی مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت شدہ است وتو در رنگ وے رنگیں شدہ آمدہ۔

ایں اصول مسلمہ جمیع فرقہائے اسلام است کہ الہام امتی حجت شرعی نیست۔ چند اقوال بزرگانِ دین اینجا نقل کردہ شوند تا معلوم شود کہ الہامِ مرزا حجت شرعی نیست ومسلمانان مامور نیستند کہ پیروی الہام کسے امتی کنند چرا کہ الہام ظنی است وقرآن واحادیث علم یقینی و کار مسلمان نیست کہ ظن را بر یقین ترجیح دہد وعمل کند خود گمراہ شود ودیگر مسلمانان را گمراہ کند و بنیاد دعاوی خود بر الہام کہ ظنی است می نہد۔

ا......سیدنا حضرت عمر بر الہامِ خود عمل نہ کردے تا وقتیکہ تصدیق وے از قرآن شریف نشدے۔

۲......حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب در ''ارشاد الطالبین'' میفرمائید کہ الہام اولیاء موجب علم ظنی است۔ اگر کشف ولی والہام او مخالف حدیث بود اگرچہ از احاد باشد بلکہ قیاس کہ جامع شرائط قیاس باشد مخالف باشد در اینجا قیاس را ترجیح باید داد ومیگوئیند کہ ایں مسئلہ در سلف و خلف متفق علیہ است۔

۳......امام غزالی در ''احیاء العلوم'' میفرمائیند کہ ابوسلیمان دارانی میفرمودند کہ بر الہام عمل نباید کرد تا وقتیکہ تصدیق وے از آثار کردہ نشود۔

۴......حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی در ''فتوح الغیب'' میفرمایند کہ بر کشف والہام عمل باید کرد بشرطیکہ آں کشف والہام مطابق قرآن شریف واحادیث نبوی واجماع امت

وقیاس صحیح باشد۔

امااین کاذب مدعیٔ نبوت ورسالت باوجوددعویٰ مسلمانی وامتی بودن حضرت خاتم النبیینﷺ مے گوید کہ ؎

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

واز روئے جسارت میگوید کہ حدیث رسول اللہﷺ اگر مطابق الہام من نباشد من آں حدیث رادرسبدردی می افگنم۔ (اعجاز احمدی، صفحہ ۳۰، مصنفہ مرزا متنبی)

اجماع امت براین است کہ ہرالہام کہ مخالف قرآن شریف وحدیث نبوی باشد ردّی است وقابل عمل نیست امااین مدعی کاذب قرآن وحدیث وتعامل صحابہ واجماع امت را بمقابلۂ الہام خود قابل عمل نمیداند الا دروغ باف چنین است کہ مسلمانانرا مے فریبد و میگوید ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

مسلم راحکم این بود کہ الہام راتابع قرآن وحدیث بکند لکن مرزا قرآن شریف و احادیث نبوی راتابع الہام و وساوس خود میکند۔ ثبوتش اینکہ مرزارا وسوسہ دردل پیدا شد و شیطان اورا بخلاف قرآن شریف واحادیث واجماع امت واولیاء اللہ الہام کرد کہ تو مسیح موعود ہستی وحضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است وہرکہ وفات یابد دوبارہ دریں دنیا عود نمیکند۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ بود وحضرت خاتم النبیین نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ فرمودہ بود مرزا را لازم افتاد کہ دعویٰ نبوت ہم کند ومہر ختم نبوت رابشکند۔ پس او گفت کہ من مسیح موعود ہستم وخدا تعالیٰ مارا ابن مریم نام نہادہ لہٰذا من نبی اللہ نیز ہستم۔

وندانست کہ کسے جدید نبی بعد از حضرت خاتم النبیین از شکم مادر پیدا نخواہد شد۔ در حدیث است فرمود ﷺ: عن أبی هریرة أنَّ النبی ﷺ قال الأنبیآء أخوة من علات أمهاتهم شتی ودینهم واحد وانی أولَی النَاس بعیسی ابن مریم لأنَه لم یکن نبی بینی وبینه وأنَه نازل فاذا رائیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض۔ (الحدیث) رواه احمد وابو داؤد بسند صحیح۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ روایت میکند کہ رسول اللہ ﷺ فرمود ہمہ پیغمبراں ہمچو برادرانِ علاتی ہستند کہ فروعی احکام ایشاں مختلف اند مگر دین ایشاں یکی است یعنی توحید و دعوت الی الحق ومن نزدیکتر عیسیٰ ابن مریم ہستم چرا کہ درمیان من واو کسے پیغمبرے نیست و بیشک او نازل شوندہ است۔ شناخت او این است کہ میانہ قد و گندم گون است۔ روایت کرد ایں حدیث را امام احمد و ابوداؤد بسند صحیح۔

پس چوں مہر نیمروز ثابت شد کہ مرزا در دعویٰ مسیحیت و رسالت و نبوت صادق نبود و مانند فارس بن یحیٰی کہ در مصر دعویٰ مسیح موعود نمودہ بود۔ وشیخ محمد خراسانی کہ در خراسان ادعائے مسیحیت نمودہ در دعویٰ خود کاذب بود۔ لہٰذا مسلمانان را باید کہ از مریدان او احتراز واجتناب کنند۔ وعلامت مریدان او این است کہ بوقت گفتگو ابتدا از وفات مسیح میکنند و از حیات مسیح کہ بانصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ واجماع امت ثابت است انکار میکنند۔

مقصود بالذات جماعت مفسد مرزائیہ این است کہ از راہِ کابل و بخارا سلطنتِ روس را حاصل نمودہ بر ہندوستان حملہ کنند و سلطنت ہند بگیرند تا پیشگوئی مرزا غلام احمد متنبی صادق آید کہ او نوشتہ ”من ترا اینقدر برکت خواہم داد کہ بادشاہان از جامۂ تو برکت خواہند جست“ (الوصیت، مصنفہ مرزا متنبی)

ودیگر الہامِ او این است: **یؤتی الملک العظیم**۔ (حقیقۃ الوحی ص ر ۹۱) یعنی مرزا را وسیع ملک دادہ شود۔

بر بنائے ایں دو الہام میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی خوابہائے سلطنت می بیند و مینویسد کہ حکومت ایں ملک آخر بدست احمدیان خواہد آمد و ہر حکومت کہ در ترقی ایں جماعت سدراہ شود و مذہب احمدی را ملجاے و ماوائے نپندارد و بدامن وے خود را منسوب کردن پسند نکند ہلاک کردہ شود و نام وے از صفحۂ ہستی نابود کردہ شود۔

(تحفہ شاہزادہ، مصنفہ مرزا محمود خلیفہ ثانی، صہ ۱۱۲)

پس ایں جماعت سیاسی پہلو دارد و بغایت خطرناک است برائے عوام اہل اسلام علی الخصوص برائے رعایا و بادشاہ افغانستان و بخارا ازیں پرہیز باید کرد و از گندم نمائی و جوفروشی ایں دشمنان اسلام فریب نباید خورد۔ وما علینا الا البلاغ

خاکسار محمد پیر بخش عفی عنہ

نقولِ فتویٰ بطور اختصار:

دربارۂ ارتداد و الحاد و کفر مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی مدعی نبوت و مہدویت وغیرہ از علمائے مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ از رسالہ ''رجم الشیاطین''

اوّل: او (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی متنبی) نزدِ من از دائرۂ اسلام خارج است فرمانبرداری او کسے را از مسلمانان جائز نیست۔

۱......محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن قاضی القضاۃ مکہ معظّمہ۔

۲......محمد صالح فرزند مرحوم صدیق کمال حنفی۔

۳......حضرت شیخ العلماء محمد سعید مفتی شافعیہ۔

۴...... مفتی محمد بن شیخ حسین مالکی۔

۵...... مفتی صاحب خلف ابن ابراہیم حنبلی (''بیشک قادیانی مسیلمہ ثانی است'')

۶...... مفتی عثمان بن عبدالسلام داغستانی حنفی مدینہ منورہ۔

۷...... مفتی شافعیہ سید جعفر برزنجی مدینہ منورہ۔ (''دعویٰ الہامیکہ مرزا کرد ایں وحی شیطانی است'')

۸...... مولانا محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی' مدرس علم الحدیث، مسجد نبوی۔ (''ہر مومن و مسلم را کہ بر خدا تعالیٰ ایمان دارد واجب است کہ غلام احمد قادیانی را کاذب یقین کند'')

فتویٰ متفقہ علماء شیعہ وسنی عراق بر تکفیر مرزا قادیانی

(نوٹ: اول این فتویٰ بمطبع دار السلام بغداد شریف بصورتِ کتاب بر چہار صفحہ مطبوع گردید بعد ازاں در جریدہ ''الیقین'' عراق۔ اصل فتویٰ عربی است۔ الحال ہمراہ عربی ترجمہ اش بفارسی میکنم تا قارئین را مفید تر باشد)

الاستفتاء

ما قول السادة علماء المسلمين الاعلام فی رجل هندی مرزا غلام احمد قادیانی الذی ادّعٰی من حین الی آخر قبل وفاته فی سنة ۱۹۰۸ میلادیه۔

۱۔ انه هو المسیح الموعود۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۷۸)

۲۔ انه هو المهدی۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۳۶۱، ومعیار اخیار، صہ ۱۱)

۳۔ انه نبی۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، صہ ۳۸)

۴۔ انه رسول اللّٰه۔ (اخبار الاخیار، صہ ۳)

۵۔ انه مجسم ربانی۔ (کتاب البریہ، صہ ۷۹)

ویدعی انه افضل من بعض الانبیاء بما فیهم عیسی علیہ السلام (دافع البلاء، ومعیار الاخیار، صہ ۱۱) و محمد ﷺ (اعجاز احمدی، صہ ۱۷، وحقیقۃ الوحی، صہ ۶۷، وتحفہ گولڑویہ، ص ر ۴۰)۔ ویتشدق بذم الحسین (اعجاز احمدی، صہ ۶۹، ودافع البلاء ۱۳، درثمین، صہ ۲۸۷)۔ ویذم المسیح۔ (دافع البلاء) بالفاظ بذئیة ویکفر المسلمین ویهین رؤساء الروحانیین المسلمین ویکفرهم (حقیقۃ الوحی، صہ ۱۶۳) ویدعی انه یوحی الیه بمایاتی:

۱۔ یحمدک اللہ من عرشه ویمشی الیک (اربعین جلد ثالث صہ ۲۴ وانجام اثام صہ ۵۵)

۲۔ انت من مائنا وهم من فشل۔ (اربعین جلد ثالث صہ ۴۰)

۳۔ انت منی بمنزلة اولادی۔ (دافع البلاء صہ ۶)

۴۔ انت منی بمنزلة ولدی۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۸۶)

۵۔ انت منی وانا منک۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۶، ۷، ۷۴)

۶۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۹۹)

۷۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۱۵)

۸۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۸۲)

۹۔ اخترتک لنفسی والارض والسماء معک کما هو معی وسرک سری۔ انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی۔ (اربعین جلد ۲)

۱۰۔ اسمع ولدی۔ (البشری، جلد واحد، صہ ۴۹)

۱۱۔ قل یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (اخبار الاخیار، صہ ۳)

۱۲۔ انا اعطینک الکوثر۔ (انجام آثار، صہ ۸۵)

هل بعد هذا الرجل من المسلمین اهم یحکم بکونه من الدجالین

الکافرین المرتدین وما قولهم زاد فضلهم بخلیفة الذی هو ابنه والذی یدعو الناس لاتباعه وما قولهم زادت برکاتهم بحق اتباع المرزا غلام احمد قادیانی واتباع خلیفته وفی معاشرة المسلمین لهم وهل من یتبع المرزا المذکور او خلفائه یمرق من الدین۔ افتونا ماجورین

(فی ۳ صفر الخیر ۱۳۴۱ / ۲۷ ایلول ۱۹۲۲ء)

الاجوبة

۱۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ وبہ ثقتی۔ نعم ھو واشیاعہ واتباعہ من الضالین الذین مرقوا عن الدین وخرجوا عن ربقة المسلمین۔

(الراجی محمد مھدی الکاظمی الخالصی عفی عنہ)

۲۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ لاریب فی کفر صاحب ھذہ المقالات۔

(حررہ خادم الشرع المبین السید حسن صدر الدین)

۳۔ الحمد للّٰہ المنزہ عن الشریک والنظیر والوزیر الذی لیس کمثلہ شی وھو اللطیف الخبیر۔ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمدن البشیر النذیر خاتم النبیین وامام المرسلین وسید الخلق أجمعین المنزل علیہ {وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا} والمنزل علیہ {مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} وعلی آلہ وأصحابہ الطیبین الطاھرین القامعین لاھل الزیغ والضلال والملحدین۔

امّا بعد: فان ھذا الرجل المذکور فی السؤال واتباعہ الناشرین لکتبھم المشحونة بالکفر والضلال لا یشک مسلم انھم من الکفرة المارقین عن الدّین فان من احتقر نبیاً ادّعی وحیاً أو نبوة فمن المعلوم من الدین بالضرورة انّه

کافر یجب علی ولات الامور قتله بحکم {اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا} (الآیۃ)۔ وأی محاربۃ اعظم من هذا المحاربۃ وای فساد اعظم من هذا الفساد ولا یخفی ما فی قوله تعالٰی: {وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ} والوعید الشدید فی قوله تعالٰی ومن قال {اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ} (الآیۃ)۔ هدانا الله وجمیع المسلمین للرشاد والسداد ولما فیه صلاح العباد وصلی الله علی سیدنا محمد و اله أصحابه وسلم۔

(۵ صفر الخیر ۱۳۲۱ ـ نائب الشرع شریف سابقا ومدرس مدرسة الخاتونیة' عبدالوهاب الحسینی)

۴۔ جواب أخر

بسم الله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده وعلی أله وأصحابه وبعد فمن ادّعی النبوة أو الوحی الیه باحکام أو احتقر نبیاً مّا أو انّ الله جسم فلا تشک فی کفر من توقف بکفره للنصوص القاطعة فی ذلک۔

دستخط: پوست نشین۔ درگاہ سید سلطان علی سید ابراہیم الراوی الرفاعی۔ (حرره الفقیر الیه المدرس السید یوسف عطاء مدرس الرواس السید محمد رشید البغدادی)

ترجمہ: استفتاء و جواب استفتاء

چہ مے فرمائیند علمائے دینِ اسلام بحق مرزا غلام احمد قادیانی کہ در ہندوستان تا روزِ وفات دعاوی امور ذیل میکرد کہ:

۱۔ او مسیح موعود است۔

۲۔ او مہدی موعود است۔

۳۔او نبی است۔

۴۔او رسول است۔

۵۔او مجسم ربانی است۔

ودعویٰ میکند که او از بعض انبیاء افضل است که حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت محمد ﷺ ہم در ایشان اند۔ وبالفاظ سفیہانہ مذمت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کرد۔ واہانت وتکفیر علمائے اسلام میکند۔

واو دعویٰ مے کند که او وحی حسب ذیل میشود:

۱۔خدا از عرش تحمید تو میکند وسوئے تو پیادہ می آید۔

۲۔تو از آب من ہستی۔

۳۔تو بجائے اولاد من ہستی۔

۴۔تو ہمچو پسرِ من ہستی۔

۵۔تو از من ہستی ومن از تو۔

۶۔اگر تو نباشی من افلاک را پیدا نہ کردم۔

۷۔کاریکہ ارادہ اش میکنی۔ وبگوئی کہ بشود۔ الحال میشود۔

۸۔ونہ رستادیم ترا الا کن رحمت برائے عالمیان۔

۹۔ترا برائے نفس خود اختیار کردیم وزمین وآسمان چنانکہ ہمراہ من اند ہمراہ تو اند راز تو راز من است۔

۱۰۔پسر من بشنو۔

۱۱۔بگوائے مردمان من رسول اللہ ہستم جانب جملہ شما۔

۱۲۔ ماترا کوثر عطا کردیم۔

بعد از چنین دعاوی این مدعی منجملہ مسلمین است یا از دجالین کافرین مرتدین۔ وچہ حکم است برائے اطاعت کنندگان مرزا غلام احمد و برائے مطیعان خلیفہ اش کہ پسر اوست آنکہ مردم را دعویت میکند برائے اتباعِ او۔ وچیست حکم اطاعت خلیفہ او و معاشرت اسلامیان ہمراہ اوشان۔ وکسیکہ اطاعت مرزا مذکور بکند از دین اسلام خاج میشود یا نہ۔ برائے ما مسلمانان برین فتویٰ عطا فرمائیند۔ خدا شمایان را جزاء عطا فرماید۔

جوابات

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وبہ ثقتی بلے۔ مرزا قادیانی و جماعت واتباع او گمراہاںند آنانکہ از دین اسلام خارج شدہ است۔ (الراجی محمد مہدی الکاظمی الخالصی عفی عنہ)

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ در کفر چنین دعویٰ کنندہ شکے نیست۔ (حررہ الشرع المبین السید حسن صدر الدین)

۳۔ حمد خدائے را کہ منزہ است از شریکے ونظیرے کہ مثل او چیزے نیست واوست لطیف و خبیر وسلام بر سردار مایان محمد ﷺ بشیر ونذیر کہ خاتم وامام المرسلین وسردار جملہ مخلوقات است نازل شدہ است بر و کہ ''نفرستادیم شمارا کہ بشارت دہندہ و ترسانندہ جملہ مخلوق''۔ ونازل کرد براو کہ ''نیست محمد ﷺ بدرِ کسے از زشما مردم لکن اوست وختم کنندہ انبیاء'' درود وسلام باد بر آل واصحاب وطاہرین او کہ بیخکنی کنندگان اہل زیغ وضلال وملحدین اند۔

بعد ازین باید دانست کہ مرزائے مذکور وتابعین اوشائع کنندگان کتب ہائے ویرا کہ در انہا کفر وگمراہی مسطور است شکے نیست کہ ایشان کافر اند خارج۔ پس ہر آئینہ کسیکہ تحقیر نبی کند یا دعویٰ وحی بکند بالیقین او کافر است و بر اولی الامور قتل او واجب است بحکم

کریمہ ''جزایں نیست جزائے کسانیکہ محاربہ میکنند با خداہ رسول و در زمین سعی مفسدانہ میکنند قتل کردہ شوند یا بردار کشیدہ شوند''۔ وکدام محاربہ ایست بزرگتر ازیں محاربہ کہ مرزا قادیانی باخدا ورسول میکند وکدام فساد یست بزرگتر ازیں فساد ومخفی نماند آنچہ خدا تعالیٰ دریں آیۃ فرمودہ ''وکسیکہ بغیر اسلام دین دیگر میطلبد از و قبول کردہ نشود و وعید شدید است درین فرمان خدا تعالیٰ ''وکسیکہ گفت وحی کردہ شد سوئے من حالانکہ وحی کردہ نشد سوئے او وکسیکہ گفت زود نازل خواہم کرد قرآن چنانکہ خدا نازل کرد''۔ خدا تعالیٰ مارا و جملہ مسلمانانرا ہدایت رشد و سداد فرماید کہ دراں صلاح بندگان باشد۔ ورحمت خدا باد بر سردارِ ما محمد ﷺ وبر آل واصحاب او۔ (دستخط: نائب الشرع شریف عبدالوہاب حسینی، سنی بغداد)

۴۔ **جواب دیگر**: باسم خدا کہ واحد است ذات او و درود وسلام بر ذاتیکہ نیست کسے نبی بعداد۔ وبر آل واصحاب او۔ پس کسیکہ دعویٰ نبوت یا وحی یا احکام کرد یا تحقیر کسے نبی نمود یا برائے خدا جسم قرار داد۔ پس کسیکہ در کفر ایں شک کند در کفر او ہم شک نیست بروئے نصوص قاطعہ درین باب۔

(دستخط: بوست نشین درگاہِ سلطان علی سید ابراہیم الراوی الرفاعی، سنی مفتی عراق۔ حررہ الفقیر الیہ المدرس السید یوسف عطا، سنی مفتی عراق۔ مدرس الرواس سید محمد رشید بغدادی، سنی مفتی)

فتویٰ علمائے ہندوستان دربارہ تکفیر مرزائیان وعدم جواز مناکحتِ مسلمانان با مرزائیان

سوال: چہ میفر مائیند علمائے دین ومفتیان شرع مبین بحق مرزائیان (مریدانِ مرزا) کہ جملہ عقائد مرزا غلام احمد قادیانی (مدعی نبوت) را تسلیم میکنند۔ او را مسیح موعود میدانند

ورسالتش را قائل اند حالانکہ علمائے عرب وعجم درحق ایشاں فتویٰ کفر دادہ اند۔ اگر بحالتِ بے علمی کسے مسلمان بایشاں مناکحت بکند بعدش معلوم شود کہ شوہر مرزائی است۔ دریں صورت منکوحہ مسلمہ بغیر طلاق مرزائی (شوہر خود) بامسلمان نکاح کردن میتوانند یانہ۔ ونکاح بامرزائی جائز بود یاناجائز۔ بیّنو بالتفصیل جزاکم اللہ ربُّ الجلیل۔

الجواب: نکاح زن سنیہ بامرد مرزائی جائز نیست۔ والدزن سنیہ رااختیار است کہ بغیر طلاق ازمردِ مرزائی دختر خود بہ بکاح کسے سنی بدہد۔ وفرض است کہ بمجرد اطلاع اوراازمرزائی جدا بکند کہ صحبتش باوزنا است۔ ولعینہ ہماں حکم دارد کہ کسے دختر خود رابلانکاح بخانہ ہندوئے بفرستد بلکہ ازاں ہم بدتر است کہ آنجا نکاح راعقیدۃً حرام میداند۔ واینجا بنام نہادِ نکاح حرام راحلال یقین میکرد (معاذاللہ) الحال اوراازمرائی جدا کنانیدن فرض است باز باکسے سنی کہ بخواہد نکاح جائز است۔ چنانچہ در ''ردّالمحتار'' است قولہ: حرم نکاح الوثنیة وفی شرح الوجیز وکل مذھب تکفر بہ معتقدہ... (الخ)۔ ودر ''درمختار'' است ویبطل منہ اتفاقا مایعتمد الملة وھی خمس النکاح والذبیحة... (الخ)۔

کتبہ: عبدالنبی نواب مرزاعفی عنہ، سنی حنفی بریلوی

۱......صحّ الجواب واللہ تعالٰی أعلم۔ فقیراحمد رضاخان عفی عنہ بریلوی۔

۲...... بے شک بلاتردد نکاح بجائے وگر جائز است چراکہ بامرزائی نکاح باطل محض است وزنائے خالص کہ اومرتد است ونکاح مرتد اصلا باکسے عورت جائز نیست وضرورت طلاق آنجا افتد کہ نکاح شدہ باشد نہ درزنا۔ درفتاویٰ عالمگیری نوشتہ ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

۳......حررہ الفقیر القادری وصی احمد حنفی، مدرسة الحدیث الدائر فی پیلی بھیت

۴.....الفقیر محمد ضیاء الدین۔

۵.....عبدالاحد مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔

۶.....العبد الاثیم محمد ابراہیم الحنفی القادری بدایون۔

۷.....محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی۔

۸.....محمد عبدالماجد عفی عنہ، مہتمم مدرسہ شمسیہ بدایونی۔

۹.....احقر العباد فدوی علی بخش گنہ پنڈر۔

۱۰.....احقر العباد سید شہاب الدین نقشبندی جالندھری۔

۱۱.....محمد شرافت اللہ رام پوری۔

۱۲.....محمد علی رضا خان عفی عنہ رامپوری۔

۱۳.....محمد معز اللہ خان مدرس عالیہ رامپور۔

۱۴.....محمد گلاب خان رامپوری۔

۱۵.....خواجہ امام الدین صدیقی مدرس پشاوری عفی عنہ۔

۱۶.....محمد یونس پشاوری عفی عنہ۔

۱۷.....نور الحق عفی عنہ پشاوری مانسہروی۔

۱۸.....محمد عبدالحکیم صواتی پشاوری عفی عنہ۔

۱۹.....نور الحسن مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

۲۰.....محمد میر عالم پشاوری ہزاروی۔

۲۱.....محمد عبدالوہاب عفی عنہ پشاوری۔

۲۲.....مفتی عبدالرحیم ولد مفتی عبدالمجید مرحوم پشاور۔

۲۳......احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندرکوٹ۔

۲۴......محمد قمر الدین عفی عنہ رامپوری۔

۲۵......سردار احمد مجددی رامپوری۔

۲۶......احمد علی عفی عنہ لاہوری۔

۲۷......خان زمان خان عفی عنہ مدرس جامع العلوم کانپور۔

۲۸......محمد یار خطیب مسجد طلائی لاہور۔

۲۹......ابوالحسن حقانی خلف الرشید مولوی عبدالحق حقانی دہلوی۔

۳۰......احقر دوست محمد جالندھری۔

۳۱......غلام محمد مدح پوری نمبردار چک نمبر ۲۵۵ گ ضلع لائلپور۔

۳۲......فقیر محمد یونس عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولداً۔

۳۳......احمد علی مدرس جامع العلوم کانپور۔

۳۴......محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرس لاہور۔

۳۵......فیض الحسن مدرس نعمانیہ مدرسہ لاہور۔

۳۶......عزیز الرحمن عفی عنہ مدرسہ عربیہ دیوبند۔

۳۷......گل محمد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔

۳۸......بندہ اصغر حسین عفی عنہ دیوبند۔

۳۹......محمد سہول عفی عنہ مدرس دیوبند۔

۴۰......شبیر احمد عفی عنہ دیوبند۔

۴۱......نبی بخش حکیم رسول نگری۔

۴۲......محمد منور علی عنہ رامپوری۔

۴۳......رشید الرحمان رامپوری حال وارد جالندھر۔

۴۴......محمد ریحان حسین عفی عنہ۔

۴۵......ہادی رضا خان رئیس لکھنؤ۔

۴۶......محمد عبد السلام ٹوہانوی حصار۔

۴۷......فقیر سید عبد الرسول عفی عنہ جالندھری۔

۴۸......مولوی عبد الرزاق راہوں۔

۴۹......حبیب الرحمن منچن آبادی۔

گزارش: واضح باد کہ انجمن تائید اسلام در شہر لاہور (پنجاب) از سیزدہ سال قائم است و بذریعہ اشتہارات و رسالجات ماہواری خود جوابات کفریات واعتراضات فرقۂ ضالّہ مرزائیہ میدہد و رسالجات واشتہارات درمیانِ مردمِ غربا مفت تقسیم میکند۔ وبفضل خدا بسیارے از مسلمانان کہ از چرب زبانی مریدانِ مدعی نبوت (مرزا قادیانی) بدامِ او افتادہ بودندن تائب شدند از کفریات مرزا نفور گشتہ اند۔ الحال مریدان مرزا برائے ترویجِ عقائد فاسدۂ خود بیرون از ہندوستان (انگلینڈ وفرانس وغیرہ) رفتہ بنام اسلام عقائد خود را رواج میدہند۔ لہٰذا بزبان انگریزی نیز کتب طبع کنانیدہ برائے انسداد این فتنہ از جانب انجمن تائید اسلام فرستادہ شد۔ ہنوز کہ شر انگیزی ایں فرقۂ ضالّہ در افغانستان نمودار شد این کتاب در ابطالِ عقائد ایشاں تیار کردہ مفت تقسیم میکند۔ انجمن صلۂ ایں خدمتِ اسلام بغیر از خدا نخواہد الا خدمتِ قوم ودینِ اسلام است۔ وبارے چوں تقسیم شود کشیدنش آسان تر گردد۔ اگر کسانے صاحب دل وارباب استطاعت بطیب خاطر درین کار خیر شرکت فرمائیند مستحق شکریۂ

اراکین انجمن خواہند شد کہ

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

غیر مستطیع اصحاب را باید کہ ایں کتاب مفت طلب کنند۔

محمد پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر و آنریری سکرٹری انجمن تائید اسلام

اندرون بھاٹی دروازہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خیر خلقہ

محمد و آلہ و أصحابہ أجمعین۔

امابعد۔ قارئین کرام و برادران اسلام پر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی و بدصورتی، نیکی و بدی، راستی و کجی، اصل و نقل، جھوٹ اور سچ، خالص و ناخالص، رات اور دن، روشنی و تاریکی، ہدایت و گمراہی، کفر و اسلام، ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر ایک کے مقابلے میں ایک دوسری چیز کو تخلیق فرمایا ہے، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہست دریں قاعدۂ ہزل وجد   ضد مبین نشود جز بہ ضد

چنانچہ جہاں پھول ہے، وہاں کانٹا بھی دکھائی دے رہا ہے اور جہاں سچ بولنے والا ہے، وہاں جھوٹا بھی موجود ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ اگر انبیاء کرام علیھم السلام نے اپنی سچی نبوت و رسالت کا اظہار کر کے مخلوق کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالا ہے اور انہیں شاہراہ ہدایت پر پہنچا دیا ہے، تو ان کے مقابلے میں جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت نے کثرت سے بندگان خدا کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں پھینک دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: {وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ} (الانعام:۱۱۲)۔ ''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان، کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو''۔

جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جھوٹے مدعی، سچوں کے روپ میں ظاہر ہو کر مخلوق کو

گمراہ کرتے ہیں، تو ایسے میں ہر مومن مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ وہ جائزہ لے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز کرتے ہوئے کسی جھوٹے مدعی کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہ کرے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

مسلمانوں کے پاس ایک ہی کتاب بطورِ معیار ہے کہ جس سے سچے اور جھوٹے کی شناخت ہوجاتی ہے اور وہ ہے قرآن مجید وفرقان حمید۔ قرآن حکیم کے بعد حضور خاتم النبیین ﷺ کی احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کا عمل ہمارے لئے معیار ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص سانپ سے رسی کا کام لے رہا ہو، یا ہوا میں پرواز کر رہا ہو۔ بلکہ ہزاروں عجائبات کا مظاہرہ کر رہا ہو تو اگر اس کے اقوال و افعال، قرآن و حدیث اور معمولات صحابہ کے خلاف ہیں تو مسلمانوں کو چاہیے اس سے دور رہیں، اس کی چرب زبانی اور لفاظی سے کسی دھوکے میں نہ آئیں اور شریعت مطہرہ کے خلاف اس کا کوئی دعویٰ بھی قبول نہ کریں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا کوئی بھی شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

{مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝} (الاحزاب ۴۰)۔ (حضرت) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

قرآن مجید کی یہ نص قطعی ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔ اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی

تفسیر میں متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں۔ جیسے لا نَبِیَّ بَعْدِی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔
ان احادیث مبارکہ میں سے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

پہلی حدیث: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ترمذی، ابوداوٗد وغیرہ)۔ترجمہ: میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر کوئی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ ''میں خاتم النبیین'' ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ''خاتم النبیین'' کے صحیح معنی ہیں لا نبی بعدی یعنی انبیاء کی پیدائش کا سلسلہ بند ہونا' خواہ نبی صاحب کتاب و شریعت ہو یا نئ شریعت کے بغیر۔ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے:

دوسری حدیث: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاءُ کلّما ھلک نبیٌ خلفَہٗ نبیٌ وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔ (صحیح بخاری، صفحہ ۲۹۱)۔ یعنی نبی اسرائیل کے انبیاء انہیں ادب سکھاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی آجاتا جو انہیں اور سکھاتا۔ چونکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا میرے بعد خلفاء ہوں گے جو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح مخلوق کی تعلیم وتربیت اور تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں کوئی غیر تشریعی نبی بھی نہ آئے گا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو سابق انبیاء میں سے ہیں' تو جو بھی اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اسے دروغ گو یقین کرلینا چاہیے۔

تیسری حدیث: عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی

بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى۔ (متفق علیہ)۔ ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ میرے لئے اس طرح ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے، مگر یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی (اے علی!) آپ نبی نہیں ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار جو اپنے آپ کو امتی اور غیر تشریعی نبی کہلواتے ہیں، دروغ گو ہیں۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام افراد امت میں سے افضل و اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ کے شرف سے بھی مشرف تھے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع سے بھی بہرہ یاب تھے۔ انہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میرے لئے ہارون علیہ السلام کی طرح ہو، لیکن وہ تو نبی تھے، آپ نبی نہیں ہو، کیونکہ میں انبیاء کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام غیر تشریعی نبی تھے، تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی بھی پیدا نہ ہوگا۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے، تو وہ کافر اور جھوٹا ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں کو کافر قرار دے کر اپنی امت سے خارج فرما دیا تھا۔ آپ نے دونوں کے ساتھ قتال کا حکم صادر فرمایا تھا۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے مسیلمہ اور اسود عنسی دونوں کو ہلاک کر دیا۔ صحابہ کرام کے اس عمل اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر، جھوٹا اور امت محمدیہ سے خارج قرار پائے گا، چاہے وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور جناب محمد مصطفی ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو۔ نیز ارکان اسلام کی بجا آوری کرتا ہو۔ کیونکہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ ختم نبوت کا منکر ہو جائے گا اور

ختم نبوت کا منکر اجماع امت کے مطابق کافر ہے اور اس کی یہ بات درست ہی نہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کی وجہ سے مقام نبوت تک پہنچ گیا ہوں اور میرا نبوت کا دعویٰ کرنا' شریعت محمدی ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جب شرط نہ پائی جاتی ہو تو مشروط بھی نہیں پایا جاتا۔ جب مرزا خود کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرنے سے مرتبۂ نبوت پایا ہے' تو وہ خود اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ کیونکہ نبوت کا دعویٰ مدعی کو منکر ختم نبوت بنا دیتا ہے اور منکر ختم نبوت کافر ہو جاتا ہے۔ اور مرزا کا یہ دعویٰ کہ اس نے متابعت تامہ کی وجہ سے مرتبہ نبوت پایا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ اگر وہ جناب محمد مصطفی ﷺ کا تابع ہوتا تو خود نبوت و رسالت کا دعویٰ نہ کرتا۔

دوسرے یہ کہ نبوت کا دعویدار ہونے کے ساتھ وہ قرآنی احکام منسوخ نہ کرتا' جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ میں جہاد کو حرام قرار دیتا ہوں۔

تیسرے یہ کہ وہ حج بیت اللہ شریف کو ترک نہ کرتا۔

اب جبکہ وہ جہاد اور حج دونوں سے محروم ہے تو کامل اتباع کی شرط فوت ہو گی' لہٰذا اس کا نبی ہونا خود اس کے قول سے باطل ہو گیا۔ مسیلمہ کذاب کو متابعت میں مرزا پر فضیلت حاصل تھی کہ اس نے حج کیا ہوا تھا۔ یوں ہی اسود عنسی نے فریضۂ حج ادا کیا تھا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ کسی نبی کی متابعت سے نبوت حاصل نہیں ہوتی اور یہ خطائے اصولی ہے کیونکہ نعمت نبوت کسبی نہیں کہ جو بھی نبی کی متابعت کرے وہ خود بھی نبی ہو جائے۔

چوتھی حدیث: عن عقبة ابن عامر قال قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ (ترمذی، مظاہر حق، جلد ۴ ص ر ۶۷۳)۔ ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (بفرض محال) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر

ہوتے۔

حضرت عمرؓ ایک جلیل القدر صحابی تھے اور آپ ﷺ کی ہم نشینی کے فیوضات سے بہرہ یاب تھے اور صاحب الہام تھے' جب وہ نبی نہ ہوئے تو کسی اور شخص کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنے الہامات کی بنیاد پر نبوت کا دعویٰ کرتا پھرے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

''میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں اپنے الہامات پر اسی طرح ایمان رکھتا ہوں جس طرح قرآن شریف اور دیگر کتب الٰہیہ پر میرا ایمان ہے اور جس طرح میں قرآن شریف کو قطعی و یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام جانتا ہوں اسی طرح جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کو بھی خدا کا قطعی و یقینی کلام سمجھتا ہوں''۔ (حقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا، صفحہ ر ۲۱۱)

برادرانِ اسلام! غور فرمایئے اور دیکھئے کہ حضرت عمرؓ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے' خیر القرون میں تھے اور اسلام کی نشوونما کے لئے ان کی خدمات ایسی ہیں کہ بیت المقدس اور دیگر ممالک کی فتح ان کے عظیم کارناموں کی مثالیں ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے ضمن میں آپ پر الہام ہوتا اور آپ اس وقت تک اپنے الہام پر عمل نہ فرماتے جب تک کہ قرآن مجید سے اس کی تصدیق نہ ہو جاتی۔ لیکن اس جھوٹے (مرزا) کی بے تکی باتیں دیکھئے! کہتا ہے کہ ''میں اپنے الہام پر ایسے ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن پر میرا ایمان ہے''۔ اس قدر گستاخی اور بے ادبی کے باوجود دروغ گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''میں نے جناب محمد مصطفی ﷺ کی اتباع کر کے مرتبہ نبوت پایا ہے اور اسلام کی خدمت اس جذبے سے کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت سے سرفراز کیا ہے''۔ مرزا کی یہ دلیل باطل ہے کیوں کہ حضرت عمرؓ کہ جنہوں نے دنیا کا

ایک کثیر حصہ فتح کر کے اشاعت اسلام فرمائی ان کو نبوت عطا نہیں ہوئی تو ایسا شخص کیسے نبی ہوسکتا ہے جو جھوٹا اور دجال ہو اور جس نے اسلام کی کوئی خدمت نہ کی ہو اور فرائض اسلام کو یکسر چھوڑتا ہو۔ اور اشاعت اسلام کے بہانے الٹا اپنی جھوٹی نبوت و رسالت اور مسیحیت و مہدویت کی نشر و اشاعت کی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا یوں مظاہرہ کیا ہو کہ بعد میں اس کے مریدین بھی جھوٹی نبوت کے دعویدار ہو گئے ہوں۔ چنانچہ **مولوی عبداللطیف** (ساکن موضع گناچور ضلع جالندھر) نبوت و مہدویت کا دعویدار ہے۔ علاوہ ازیں **نبی بخش** (ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ) مدعی نبوت ہے۔ یہ دونوں نبوت کے دعویدار مرزا قادیانی کے مرید ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

مرزا قادیان کا جانشین یعنی اس کا بیٹا لکھتا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ کا کلام کبھی بند نہیں ہوتا مگر خدا کا وہ کلام جو مولوی عبداللطیف اور نبی بخش (جو نئے مدعیان نبوت ہیں) پر نازل ہوا ہے‘ اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور اپنے مریدین سمیت دونبیوں کا انکار کرتا ہے‘ تو اپنے قول کے مطابق خود کافر ہو گیا ہے۔ کیونکہ قادیانی کا خلیفہ تمام مسلمانان عالم کو کافر کہتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک نبی کی نبوت کا منکر کافر ہے اور مرزا کا باپ چونکہ نبی تھا‘ لہٰذا مرزا کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانان عالم کافر ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم (الزاماً) کہتے ہیں کہ تم اور تمہاری جماعت دو مدعیان نبوت جو تمہاری طرح مرزا (قادیانی) کے مرید ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا کی ہے‘ کا کیوں انکار کرتے ہو اور کافر ہوتے ہو؟ مگر افسوس! نہ تو کوئی جواب دیتے ہیں اور نہ ہی ان دو مدعیان نبوت و مہدویت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ} وہ کیوں کہتے ہو‘ جو نہیں کرتے۔

پانچویں حدیث: قال رسول اللہ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد (صحیح مسلم)۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں ''آخرالانبیاء'' ہوں اور بلاشبہ میری مسجد تمام مساجد (انبیاء) میں آخری ہے۔

چھٹی حدیث: انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں 'خاتم الانبیاء' ہوں اور میری مسجد تمام مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ (کنزالعمال، جلد ۶، ص ۲۵۶)

ساتویں حدیث: انه لا نبی بعدی و لا أمة بعدکم (کنزالعمال' جلد ۳) ترجمہ: (رسول کائنات ﷺ نے فرمایا) کہ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ یعنی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے بعد۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب محمد مصطفی ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں ہوگا' کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں میں سے آخری امت ہے۔ اگر کوئی نبی ہوا تو اس کی امت بھی ہوگی اس صورت میں آپ ﷺ آخری نبی رہیں گے اور نہ آپ ﷺ کی امت' آخری امت قرار پائے گی۔ لہٰذا ان نصوص شرعیہ قطعیہ سے یہ ثابت ہوا کہ ''خاتم النبیین'' ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آسکتا۔ البتہ جھوٹے مدعیان نبوت قیامت تک آتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے' انجیل برناس' فصل ۹۷' آیت ۵ میں ہے:

''عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس بات پر تسلی ہے کہ وہ رسول جو میرے بعد تشریف لائیں گے (یعنی جناب محمد ﷺ) ہر جھوٹی بات اور الزام کو جو میرے حوالے سے ہوگا' دور فرمائیں گے۔ اور آپ کا دین تمام عالم میں شہرت پائے گا اور ہر طرف پوری دنیا

میں رائج ہوگا اور پھیل جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسی بات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور دوسری بات جو میرے لئے تسلی کا باعث ہے، یہ ہے کہ اس رسول کے دین کی کوئی انتہا (یا اختتام) نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ کاہن نے پوچھا کہ اس رسول (محمد مصطفی ﷺ) کے بعد اور رسول بھی آئیں گے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس رسول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسرا رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ ہاں جھوٹے مدعیان نبوت کی ایک جماعت آئے گی۔''

رسول کائنات ﷺ نے اپنی امت کو خبردار کرتے ہوئے خود بطور پیشین گوئی ارشاد فرمایا ہے کہ ''میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال پیدا ہوں گے جن میں چار عورتیں ہوں گی، یہ سب نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں ''خاتم النبیین'' ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔ حدیث کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں: فی امتی کذابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربعة نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ رواہ احمد والطبرانی وایضاً عن حذیفة (کنز العمال جلد ۷، ص ۱۷۱)۔ حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سمعت النبی قال: انّ بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم (صحیح مسلم) میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت قریب ہوگی تو (میری امت میں) جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے، ان سے دور رہنا۔

آٹھویں حدیث: لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول الله (رواہ احمد ومسلم والبخاری والترمذی عن ابی ھریرة، کنز العمال، جلد ۷، ص ۱۷۱)۔ ترجمہ: حضرت ابوہریرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ (میری امت میں)

تیس دجال اور کذاب ظاہر نہ ہو جائیں گے۔ سب کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

ختم نبوت کے حوالے سے احادیث تو بکثرت ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر انہیں آٹھ احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایک مومن مسلمان کے لئے تو کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہی کافی ہے۔ جب کہ منکر کیلئے ہزار بھی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

چند مدعیان نبوت

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور رسول کائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے قبل از وقت امت کو اس طرح کے دجالوں، کذابوں اور مدعیان نبوت ورسالت ومسیحیت کے ظہور کی خبر دی' تا کہ وہ گمراہ نہ ہو۔ اور یہ مشاہدہ کی بات ہے کہ ان تیرہ سو سالوں میں بکثرت کذاب، مدعیان نبوت پیدا ہوئے ہیں اور پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ دو آدمیوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہی وحی ورسالت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ بعد ازاں ہر صدی میں کثرت سے مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ذیل میں بطور اختصار ان کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ اہل اسلام پر واضح ہو کہ مرزا قادیانی سے پہلے بھی پیشین گوئی کے مطابق جھوٹے مدعیان نبوت گزر چکے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

۱...... مسیلمہ کذاب:

نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک مسیلمہ تھا اس کا تعلق ''قبیلہ حنیفہ'' سے تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں نبی اور رسول ہوں' مگر محمد ﷺ کے اور قرآن مجید کے تابع ہوں۔ جیسا کہ مرزا کہتا تھا۔ مسیلمہ کا دعویٰ یہ تھا کہ جس طرح ہارون علیہ السلام نبی تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے' میں بھی محمد ﷺ کا تابع ہوں اور میری نبوت نئی شریعت کے بغیر ہے۔

اس نے رسول کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں خط لکھا کہ میں نبوت و رسالت میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں' آدھا ملک میرا ہے اور آدھا آپ کا۔

حضور سید عالم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تم اپنے نبوت و رسالت کے اس دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ ملک کا عطا کرنا یا نہ عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ مسیلمہ جھوٹا مدعی نبوت ہے۔ اور وہ کافر ہوگیا ہے۔ لہٰذا اسکو اور اسکی جماعت کو جو تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ تھی' قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ جنگ میں مارا گیا اور اس کی جماعت بھی نیست و نابود ہوگئی۔

(مسیلمہ کی طرح) مرزا کی صداقت کی بھی قلعی کھل جاتی اگر کسی خلیفۂ اسلام کے زمانے میں دعویٰ کرتا۔ مرزا کے یہ تمام دعاوی بالکل مسیلمہ کذاب کی طرح ہیں۔ کہتا ہے کہ ''میں شریعت کے بغیر نبی ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوں اور میرا نبوت کا دعویٰ کرنا محمد ﷺ کے خلاف نہیں ہے'' (مسیلمہ کے مفصل حالات تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم' صفحہ ۱۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

۲......اسود عنسی:

جھوٹے مدعیان نبوت میں سے دوسرا شخص اسود عنسی تھا۔ بہت بڑا شعبدہ باز تھا۔ لوگوں کو اپنی شعبدہ بازی سے رام کر لیتا تھا۔ یہ کذاب بھی حضور خاتم النبیین ﷺ کے عہد مبارک میں تھا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نیست و نابود کر دیا گیا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر، جلد دوم صفحہ ۱۳۹)

۳......مختار ثقفی:

یہ کذاب بھی نبوت کا دعویدار تھا، مگر خود کو مستقل نبی نہیں جانتا تھا بلکہ اپنے آپ کو مختارِ محمد لکھتا تھا، جیسا کہ مرزا کا کہنا ہے کہ میری نبوت و رسالت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کے تابع ہے۔

مختار ثقفی کذاب کے خروج کی خبر، رسول اللہ ﷺ نے خود دی تھی۔ چنانچہ امام مسلم نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ (کنزالعمال، جلد۷، ص ر ۱۷۰)

۴...... سلیمان قرمطی:

چوتھا مدعی نبوت سلیمان قرمطی ہے۔ جس نے خانہ کعبہ سے حجر اسود کو باہر نکال دیا تھا اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور اس کو فنا بھی کر دوں گا۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۶۳)

مرزا (قادیانی) بھی کہتا کہ میں ردر گوپال ہوں، یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۸۵، مرزا)

۵...... لا:

یہ جھوٹا شخص مغرب کی طرف سے ظاہر ہوا تھا۔ کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے بعد 'لا' نام کا نبی ہوگا۔ اور حدیث "لا نبی بعدی" بطور دلیل پیش کرتا تھا۔

۶...... مدعیہ نبوت:

یہ ایک عورت تھی۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ خلیفہ وقت نے اس سے پوچھا کہ آخری پیغمبر علیہ السلام پر ایمان رکھتی ہو؟ کہاں ہاں۔ خلیفہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی "میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔ اس عورت نے جواب دیا:

اس حدیث میں ممانعت مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کے لئے۔

۷......**عطا:**

یہ کذاب 'ابن مقنع' کے نام سے معروف تھا۔ اور مسئلہ حلول کا قائل اور معتقد تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں حلول کیا ہے اور اب اس نے مجھ میں حلول کیا ہوا ہے۔ مرزا بھی مسئلہ حلول کا قائل ہے اور خود کو اللہ تعالیٰ کا اوتار اور بروز کہتا ہے۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار چونکہ بکثرت گزرے ہیں' لہٰذا اس مختصر رسالہ میں اسی قدر ناموں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب ہم موجودہ کذاب (مرزا) کا ذکر کرتے ہیں تاکہ برادران اسلام' مرزا کی غلط بیانیوں اور اس کے مریدین (جو اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں) کے باعث راہِ راست سے ہٹ کر گمراہ نہ ہوجائیں' بلکہ صراط مستقیم پر گامزن رہیں اور کسی بھی غلام احمدی کی چرب زبانی اور باتوں میں آکر دولت ایمان ہاتھوں سے جانے نہ دیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے علاقہ گورداسپور میں ایک قصبہ ہے جسے 'قادیان' کہتے ہیں۔ وہاں مرزا غلام احمد مرتضیٰ نام کا ایک حکیم حاذق رہتا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں اس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نیک شگون کے طور پر 'غلام احمد' رکھا گیا۔ مرزا غلام احمد بقدرِ ضرورت فارسی، عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ضلع سیالکوٹ میں بطور محرر انکم ٹیکس، پندرہ روپے مشاہرہ پر انگریز حکومت کا ملازم ہوگیا۔ سیالکوٹ میں باوجود ملازمت کے مرزا کا ہاتھ تنگ تھا' لہٰذا اس نے ارادہ کیا کہ مختاری کا امتحان دے کر وکالت کا پیشہ اختیار

کر لیا جائے۔ مگر شومیٔ قسمت سے امتحان میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے وہاں کیمیا گری بھی سیکھی، مگر وہ نسخہ کہ جس کے ذریعے سونا بنایا جاتا ہے درست طور پر نہ بن سکا۔ انہی دنوں مرزا کی ملاقات ایک عرب سے ہوئی، اس عرب نے مرزا کو چند عملیات بتائے کہ اس طور پر وظیفہ کرو، اللہ تعالیٰ ضرور ایسا سبب پیدا کر دے گا جس کے باعث تم تونگر اور مالدار ہو جاؤ گے۔ چنانچہ مرزا ملازمت ترک کر کے لاہور آ گیا اور یہاں مسجد چینیاں میں مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) سے اس کی ملاقات ہوئی اور وہ اسی مسجد میں رہائش پذیر ہو گیا۔ کیونکہ مرزا نبوت کا دعویٰ کرنے سے قبل غیر مقلد تھا۔ چونکہ عوام اہل اسلام غیر مقلدین سے نفرت کرتے تھے اور انہیں ''وہابی'' کہہ کر ان سے دور رہتے۔ تو اس صورت حال کے پیش نظر مرزا نے مولوی محمد حسین سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایسی کتاب لکھوں جس میں تمام مذاہب پر اسلام کا غلبہ اور اس کی سچائی بیان کروں۔ مولوی صاحب نے مرزا سے اتفاق کیا اور اس سلسلے میں اس کی معاونت کرنے لگے۔ کیونکہ ان دنوں مسلمانوں پر عجیب مصیبت آئی ہوئی تھی۔ 'سوامی انند' آریہ سماج کا بانی اور یہ لوگ ہر حوالے سے مذہب اسلام پر اعتراضات کر رہے تھے۔ اس وقت مرزا کا وجود غنیمت خیال کیا گیا اور تمام اسلامی جماعتیں اس کی مدد کے لئے کمر بستہ ہو گئیں اور اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے لئے چندہ دیا۔ نیز اس کی اعانت کے لئے اشتہار وغیرہ شائع کیے۔ مختصر یہ کہ سب لوگ ہی اس کے مددگار معاون ٹھہرے۔ لیکن افسوس کہ کتاب ''براہین احمدیہ'' جو تین سو اجزاء پر مشتمل تھی' شائع نہ ہو سکی۔ مرزا نے بجائے عیسائی اور آریہ کی تردید کے' مذہب اسلام کی مخالفت شروع کر دی۔ اور جو اعتراضات آریہ' عیسائی اور برہمن وغیرہ اسلام پر کرتے تھے' وہی اعتراضات مرزا اور اس کے مریدوں نے بھی کرنا شروع کر دیئے۔ کتابوں اور اشتہاروں کی شکل میں اپنے دعاوی

کی اشاعت کا آغاز کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ایک عجیب امتحان میں مبتلا کر دیا۔ علمائے کرام جو ایک طرف آریہ اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دینے میں مصروف تھے۔ اب انہیں مرزا کی خلافِ شریعت تحریروں کے بھی جوابات لکھنا پڑے۔ مرزا نے مسلمانوں کا جو چندہ آریہ اور عیسائیوں کی تردید کیلئے جمع ہوا تھا اسے اپنے مقاصد کے لئے خرچ کرنا شروع کر دیا۔

جب مسلمانوں کو مرزا کے مسیحیت' مہدویت' نبوت و رسالت کے دعویٰ کا علم ہوا تو علمائے اسلام نے مرزا پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور مکہ معظمہ' مدینہ طیبہ' ہندوستان' سندھ' افغانستان اور بغداد وغیرہ کے علمائے کرام نے مختلف اشتہار جاری کر کے یہ واضح کیا کہ مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح ہے۔ اس نے ختم نبوت کا انکار کر کے اپنی جھوٹی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ لوگوں کو اس سے تعلق ختم کر دینا چاہیے۔ چنانچہ تمام صاحبانِ علم و عقل مسلمانوں نے مرزا سے علیحدگی اختیار کر لی۔ البتہ وہ لوگ جن کے اندر جھوٹوں کی روش پر چلنے کا مادہ موجود تھا' وہ مرزا کے ساتھ ہی رہے۔

مرزا قادیانی اگر مسلمان ہوتا تو علمائے اسلام کے فتاویٰ دیکھ کر توبہ کرتا' مگر مرزا نے اس کے بعد انتہائی جسارت سے کام لیتے ہوئے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے جدا ہو جائیں۔ اس لئے کہ تمام مسلمانان عالم میری نبوت و رسالت کے انکار کے باعث کافر ہو گئے ہیں۔ نیز میں مسیح موعود ہوں' جو شخص بھی میری مسیحیت کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ میرے آنے کی خبر مخبر صادق حضرت محمد ﷺ نے دی ہے اور میں وہی ابن مریم ہوں جنہوں نے آخری زمانہ میں نزول کرنا ہے۔ مرزا اپنے اس دعویٰ کی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ میں چونکہ مریم ہوں اور اسی سبب سے بطور استعارہ میں حاملہ ہوا اور نو ماہ بعد بچہ

پیدا ہوا، وہی عیسیٰ تھے۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ نے مریم سے عیسیٰ بنا دیا۔ مرزا کی اصل عبارت کا مفہوم یہ ہے:

''مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں پھونکی گئی اور مجھے برنگِ استعارہ حاملہ قرار دیا گیا۔ آخر چند ماہ کے بعد یہ عرصہ کوئی دس ماہ سے زیادہ نہ ہوگا کہ مجھے مریم سے عیسیٰ (علیہ السلام) کر دیا گیا۔ (کشتی نوح، ص ۴۷)

مرزا کی اس انتہائی مضحکہ خیز دلیل کو بھی اس کے مریدوں نے تسلیم کرلیا اور اس کو مسیح موعود جاننے لگے۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح نبی اور رسول تھے تو اس حوالے سے مرزا نے یہ خیال کیا کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں لہٰذا میں نبی اور رسول بھی ہوں۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء میں اس نے اپنے اخبار ''اخبار بدر قادیان'' میں ان الفاظ میں اپنا دعویٰ نبوت و رسالت شائع کیا کہ میں فضل خدا سے نبی اور رسول ہوں۔

چونکہ مرزا کا یہ دعویٰ اجماع امت محمدیہ ﷺ کیخلاف تھا، لہٰذا ہندوستان، عرب اور بغداد وغیرہ کے علمائے کرام نے مرزا کے کفر کا فتویٰ جاری فرمایا کیونکہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کو اس سلسلے میں تدبر و تفکر کرنا چاہیے۔

علمائے امت کی تصریحات

۱...... حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: **من اعتقد وحیا من بعد محمد ﷺ کان کافراً باجماع المسلمین۔** جس شخص نے آپ کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، وہ تمام مسلمانانِ عالم کے نزدیک کافر ہے۔

۲...... ملا علی قاری شرح 'فقہ اکبر' میں لکھتے ہیں: **دعوی النبوۃ بعد نبینا محمد ﷺ کفر**

باجماع۔ ہمارے نبی جناب محمد مصطفی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

مگر مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ میں چونکہ مسلمان ہوں اور محمد ﷺ کے تابع ہوں لہٰذا مجھے دعویٰ نبوت سجتا ہے اور میں اس قابل ہوں کیونکہ یہ دعویٰ خلاف شریعت محمدی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں بروز محمد ہوں اور فنافی الرسول ہوں' تو بایں سبب میرا دعویٰ نبوت نصوص شریعہ کے خلاف نہیں ہے۔

اگر چہ اس شاعرانہ لفاظی کی نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نہ ہی اس بیہودہ طریق استدلال کی کوئی اہمیت وافادیت ہے۔ تاہم ایسے انگریزی دان جو دینی معلومات سے بے بہرہ تھے اور جو مرزا کی بیعت کر کے اس کے مرید ہو چکے تھے' انہوں نے مرزا کے ان دلائل کو تسلیم کیا اور اس کو مسیح موعود ماننے لگے۔

مرزا نے جب اپنے ماننے والوں کی اکثریت دیکھی تو ایک علیحدہ جماعت تشکیل دی اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے علمائے اسلام کافر کہتے ہیں اور مجھے نبی و رسول نہیں مانتے۔ لہٰذا وہ خود کافر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے' اگر چہ وہ محمد ﷺ سے پہلے گزرا ہو یا خاتم النبیین ﷺ کے بعد اٹھے۔ چنانچہ اس کے مریدین جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہلواتے ہیں اور وجہ تسمیہ ان کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں' انہوں نے مسلمانوں کی جماعت سے قطع تعلق کر لی۔ معاملات'عبادات'شادیوں وغیرہ میں علیحدہ ہو گئے۔ یونہی باجماعت نماز'نماز عیدین و جمعہ اور نماز جنازہ مسلمانوں کے ساتھ ادا کرنا ترک کر دیا۔ اسی طرح سیاسی امور میں بھی وہ مسلمانوں سے جدا ہو گئے۔

جس وقت مسئلہ خلافت رونما ہوا تو مرزا کی یہ جماعت کفار کے ساتھ مل گئی اور واشگاف الفاظ میں کہا گیا کہ مسلمانانِ ترکی کا خلیفہ احمدیان ہمارا خلیفہ نہیں' ہمارا خلیفہ

قادیان میں ہے۔

مختصر یہ کہ یہ جماعت ہر حوالے سے اہل اسلام کے خلاف ہے۔ روز و شب سرگرمیوں میں مصروف ہے' تا کہ تمام مسلمان اس سے وابستہ ہو جائیں اور یہ لوگ ہر ممکن طریقہ اختیار کر کے اپنے قادیانی رسول کی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام کے بہانے ''احمدیت'' (رسالت مرزا) کی تبلیغ کرنے والوں کو بیرونی ممالک بھیجتے ہیں' تا کہ وہ مسلمانوں کو مرزا کی مسیحیت و رسالت کا یقین دلائیں۔ چونکہ دنیا عالم اسباب ہے جو بھی دعوائے نبوت کرتا ہے' عوام کالانعام' اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بکثرت لوگ اس کے دام فریب میں پھنس چکے ہیں۔ چنانچہ ان دنوں ایک بہت بڑی شر رونما ہو چکی ہے اور یہ بات ہر طرف مشہور ہو گئی ہے' بلکہ اخبارات میں یہ خطرہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جماعت کے مبلغین بخارا تک پہنچ چکے ہیں اور وہاں اپنے مذہب (رسالت و مسیحیتِ مرزا) کی داغ بیل ڈال رہے ہیں اور اب وہ کابل جانے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ خبر بھی اب مکمل طور پر سامنے آ چکی ہے کہ ان میں سے چند آدمی اپنا مذہب چھپائے کابل پہنچ چکے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو اس ملک میں پھیلا سکیں۔ ذیل میں مختصر طور پر اس جماعت کے عقائد درج کئے جاتے ہیں تا کہ مسلمان اس گمراہ ٹولے کے دھوکے میں نہ آئیں۔

مرزا کا دعویٰ نبوت و رسالت

۱...... آنچہ من بشنوم زوحی خدا   بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم   از خطاہا ہمیں است ایمانم

(درثمین، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی آتی ہے، بخدا میں اسے غلطی سے پاک جانتا ہوں۔ میں قرآن مجید کی طرح خطا سے مبرا جانتا ہوں۔ میرا یہی ایمان ہے۔)

۲......جس طرح میں قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں بالکل اسی طرح بغیر ایک ذرہ فرق کے اپنی وحی پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ (اشتہار مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء)

۳......قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً ''اے مرزا لوگوں کو کہو کہ میں تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں'' یہ وہ الہام ہے جو مرزائی مرزا کی رسالت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (اخبار الاخیار، صفحہ ۳)

۴......خدائے حقیقی وہ ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا ہے۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۱)

۵......قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ (قادیانی) رسول کی آرام گاہ ہے۔
(دافع البلاء، صفحہ ۱۰)

۶......حقیقی خدا وہ ہے کہ رسولِ خود را بہدایت و دینِ خود فرستادہ انا انزلناہ قریباً من القادیان یعنی ہم نے اس رسول کو قادیان کے قریب نازل کیا۔ (ازالہ اوہام، حصہ اول، ص ر ۱۶۴)

۷......میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ (اخبار بدر، ۵ر مارچ ۱۹۰۱ء)

۸......اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس نے مجھے 'اسمِ نبی' عطا فرمایا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ر ۶۸)

۹......مجھ سے قبل جتنے بھی اولیاء، ابدال اور اقطاب گزرے ہیں انہیں اس نعمت سے اس قدر کثیر حصہ نہیں دیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ 'اسمِ نبی' کے لئے مجھے مخصوص کیا گیا۔
(حقیقۃ الوحی، ص ر ۳۶۱)

۱۰......آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترم ز کسے

(ہر نبی کو جس جام سے حصہ دیا گیا ہے مجھے وہ سارا ہی جام دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ انبیاء کثرت سے گزرے ہیں لیکن عقل وعرفان میں، میں کسی سے کم نہیں ہوں۔)

رسول اللہ ﷺ پر مرزا کی فضیلت کا دعویٰ

۱......**له خسف القمر وان لی　　خسفا القمران المشرقان أ تنكر**

یعنی جناب محمد ﷺ کے لئے صرف چاند کو خسوف ہوا تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو کسوف وخسوف ہوا، لہٰذا تم میرے مرتبے کا کیسے انکار کر سکتے ہو؟

(اعجاز احمدی، مصنفہ مرزا غلام احمد، ص ۷۱)

۲......ان دنوں اللہ تعالیٰ نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو مدار نجات قرار دیا ہے۔ (اربعین نمبر ۴، صفحہ ۶، مصنفہ غلام احمد)

مطلب یہ ہے کہ چاہے کوئی شخص قرآن کی پیروی کرے اور ارکان اسلام کیوں نہ بجالائے جب تک میرا مرید نہ ہوگا، نجات نہیں حاصل کر سکے گا۔

۳......حضرت محمد ﷺ کے لئے تین ہزار معجزات اور نشانیاں ظاہر ہوئیں جب کہ میرے لئے تین لاکھ سے بھی زیادہ۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۶۴، مصنفہ غلام احمد)

برادران اسلام! غور فرمایئے کہ کس طرح یہ جھوٹا مدعی حضرت خاتم النبیین ﷺ پر اپنی فضیلت ظاہر کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ نے صرف تین ہزار نشانیاں ظاہر فرمائیں اور میرے لئے تین لاکھ۔ لیکن اس کو اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ اگر ایک نشان روزانہ ظاہر ہو تو یہ آٹھ ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے۔ سچ کہا گیا ہے کہ **"دروغ گورا حافظہ نہ باشد"**

۴......رسول اللہ ﷺ کی جو حدیثیں میرے الہام کی مخالف ہیں انہیں میں کاغذ کی ردّی کی

طرح پھینک دیتا ہوں۔ (اعجاز احمدی، صفحہ ۳۰)

۵...... مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ علمائے اسلام نے جتنی بھی احادیث مبارکہ پیش کی ہیں وہ سب کی سب تحریف لفظی ومعنوی سے آلودہ ہیں یا موضوع ہیں۔ چنانچہ جو بھی حاکم بن کر آئے اسے اختیار ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں سے جس حصے کو چاہے خداداد علم کی بناء پر ردّ ی کر دے۔ (تحفہ گولڑویہ)

افسوس! صحابہ کرام، محدثین، ومجتہدین اور سلف صالحین کا تو یہ اصول ہے کہ ہر وہ الہام جو قرآن پاک وحدیث مبارک اور اجماع امت کے خلاف ہو، وہ مردود ہے۔ مگر غلام احمد متنبی کہتا ہے کہ میرے الہام کے مقابلے میں قرآن وحدیث ردّی ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔ حالانکہ مرزا کے تمام الہامات کفر وشرک سے بھرے پڑے ہیں۔

ذیل میں اس کے الہامات کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کے الہامات

۱...... انت منی بمنزلة ولدی: اے مرزا! تو میرے فرزند کی جگہ پر ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۸۶)

۲...... انت من مائنا وھم من فشل: اے مرزا! تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ سب خشکی سے۔ (اربعین نمبر ۳، صہ ۳۴)

۳...... انت منی بمنزلة بروزی: اے مرزا! تو میرا بروز ہے۔ (تجلیات الٰہیہ، صہ ۱۳)

۴...... انت منی بمنزلة اولادی: اے مرزا! تو میری اولاد کی جگہ پر ہے۔ (اخبار الحکم، جلد ۲، صہ ۶)

۵...... الارض والسماء معک کما ھو معی: اے مرزا! زمین وآسمان تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسے میرے ساتھ۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۷۵)

٦......انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

اس الہام کی بناء پر مرزا دنیا کے تمام مسلمانوں کو فرعون تصور کرتا ہے اور اپنے آپ کو رسول۔ حالانکہ یہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کی طرح حالتِ خواب میں اس کی زبان پر جاری ہوئی ہے اور اس نے یہ گمان کیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہو رہی ہیں۔ چنانچہ یحییٰ بن زکرویہ جھوٹا مدعی نبوت کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن شریف کی آیات مبارکہ دوبارہ نازل ہو رہی ہیں۔

٧......انت منی و انا منک: اے مرزا! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔
(حقیقۃ الوحی، صہ ٧٢)

٨......دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یعنی مرزا خدا کے نزدیک ہوا اور اس قدر نزدیک ہوا جیسے قوسین کے درمیان خط۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ٧٢)

٩......یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ اے مریم! تو اور تیرا دوست جنت میں داخل ہوں۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ٧٢)

غور فرمائیے! الہام ایسا ہوتا ہے کہ مرزا کو مریم بنا کر حاملہ کیا گیا اور عیسیٰ پیدا ہوئے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

١٠......یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ اے مرزا! اللہ تعالیٰ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری جانب چل کر آتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ٧٨)

ہر مسلمان کو غور کرنا چاہیے کہ اس طرح کے کفر و شرک سے مملو اور قرآن و حدیث کیخلاف الہامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں یا شیطان لعین کی طرف سے

ہیں؟ جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بندگانِ خدا کو گمراہ کرے گا۔ مگر افسوس کہ مرزا کے مریدین اس طرح کے الہامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرتے ہیں اور آتش دوزخ سے نہیں ڈرتے۔ اگر اس طرح کے الہامات کو 'رحمانی الہامات' کہا جائے تو مرزا کے مریدین خود بتائیں کہ شیطانی الہامات کون سے ہوتے ہیں؟ اور ان کی کیا علامت ہوتی ہے؟ اب جس الہام میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا فرزند اور اس کی اولاد بتایا گیا ہے۔ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسے ہوسکتا ہے۔ جبکہ قرآن شریف میں ارشاد ہے: {وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ} (الخ)

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف باپ ہونے کی نسبت کرے، وہ کافر ہے۔ لیکن مرزا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف نسبت پسری کی ہے۔ کیونکہ عیسیٰ اللہ کے فرزند تھے (نعوذ باللہ) اور میں بھی مسیح ہوں تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا فرزند ہونے کی نسبت عطا کی، جیسا کہ مسیح کو اپنا فرزند کیا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ نصاریٰ کا ردّ ہوتا رہے۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

درج بالا الہام میں مسئلہ ابن اللہ کی تردید نہیں بلکہ تصدیق کی گئی ہے کیونکہ مرزا کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم کی طرح ہے۔ تو جب مرزا مثیل مسیح ہونے کی وجہ سے بمنزلہ خدا تعالیٰ کے فرزند کے ہے تو احسن طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اصلی مسیح، خدا تعالیٰ کا اصلی فرزند تھا۔ تو اس سے مسئلہ ابن اللہ کی تصدیق ہوگئی اور یہ کفر ہے۔

الغرض اس قسم کے جملہ الہامات شیطانی وسوسے ہیں نہ کہ الہامات رحمانی۔ اور

یہ سب یکسر ردّ کرنے کے قابل ہیں نہ کہ انہیں تسلیم کر لینا چاہیے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قسم کے جملہ مکاشفات کفر وشرک سے پر ہیں۔ اس کے باوجود مرزا جو کچھ رطب ویابس خواب میں دیکھتا سنتا ہے سب کا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ ذیل میں اس کے چند مکاشفات درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ سب شیطانی خواب ہیں نہ کہ رؤیائے صادقہ۔

مرزا کے مکاشفات

کشف نمبر ۱: حضرت مسیح موعود نے فرمایا: حالت کشف میں مجھ پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ گویا میں عورت بن گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے طاقت رجولیت کا اظہار فرمایا ہے۔ (ٹریکٹ نمبر ۳۴ (ج) مؤلفہ قاضی یار محمد صاحب وکیل نور پور ضلع کانگڑہ، بابت جنوری ۱۹۲۰ء)۔ اس طرح کے کشف شیطانی خوابوں کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کو احتلام ہوتا رہتا ہے۔ ایسے ہی کشف کے متعلق کہا گیا ہے:

ع کشفِ وہمی را بزن کفشے بہ سر

کشف نمبر ۲: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی ہوں۔ اسی حالت میں میں نے کہا کہ میں ایک نیا نظام اور نئے آسمان و زمین چاہتا ہوں۔ پس میں نے پہلے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کیا کہ اس میں کوئی ترتیب اور فرق نہ تھا۔ بعد ازاں میں نے حق کی منشاء کے مطابق ترتیب دیا اور ان میں فرق کیا اور میں نے دیکھا کہ میں ان کی تخلیق پر قادر ہوں، چنانچہ میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: **انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔** (کتاب البریہ، صفحہ ۷۹، مصنفہ مرزا)

اسی کشف کی تشریح میں مرزا غلام احمد اپنے آپ کو خدا ثابت کرتے ہوئے لکھتا

ہے۔ ’’جس وقت میں خدا ہو گیا اس وقت میرا کوئی ارادہ خیال اور عمل نہ رہا اور میں ایک ایسے برتن کی مانند ہو گیا جس میں سوراخ ہی سوراخ ہوں۔ اس شے کی طرح ہو گیا کہ جس کو کسی شے نے اپنے اندر چھپا رکھا ہو۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی ہے اور میرے جسم پر غالب ہو گئی ہے۔ یہاں تک میرا ایک ذرہ بھی باقی نہ رہا۔ جب میں نے اپنا جسم دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے تمام اعضاء خدا کے اعضاء بن گئے ہیں۔ میری آنکھ اس کی آنکھ بن گئی ہے‘ میرا کان اس کا کان ہو گیا ہے‘ میرے لب اس کے لب ہو گئے ہیں۔ میرے رب نے مجھے پکڑ لیا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل محو ہو گیا ہوں۔ جب میں نے دیکھا تو میں نے جانا کہ خدا کی طاقت وقدرت مجھ میں جوش مار رہی ہے اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے آس پاس نصب ہیں اور اس بادشاہ جبروت نے میرے نفس کو معدوم کر دیا ہے۔ چنانچہ نہ میں رہا اور نہ میری کوئی تمنا باقی رہی۔ میری عمارت گر گئی اور منہدم ہو گئی۔ رب العالمین کی عمارت استادہ ہو گئی اور اس کی الوہیت اپنی تمام تر قوت کے ساتھ مجھ پر غالب آ گئی‘ میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اس کی جانب کھنچتا چلا گیا۔ اس کے بعد میں مغز ہی مغز ہو گیا کہ جس میں کوئی پوست نہ رہی اور ایسا روغن ہو گیا جس میں کوئی کدورت نہ تھی۔ میرے اور میرے نفس کے درمیان جدائی ہو گئی۔ پس میں اس چیز کی طرح ہو گیا جو دکھائی نہ دے یا قطرۂ آب کی طرح ہو گیا کہ جس کو دریا میں پھینکیں تو وہ اسے اپنے پیراہن میں چھپا لے۔ ایسی حالت میں مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ میں پہلے کیا تھا؟ اور میرا وجود کیسا تھا؟ میرے رگ وریشہ میں الوہیت سرایت کر گئی اور میں اپنے آپ سے گم ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میرے اعضاء میرے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں اور میں یہ خیال کرنے لگا کہ

میں معدوم ہو گیا ہوں اور آپے سے باہر ہو گیا ہوں! ابھی تک کوئی میرا شریک اور مانع نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا ہے اور غصہ، حلم، تلخی وشیرینی اور حرکت وسکون سب اسی کی طرف سے ہیں‘‘ ......(الخ)۔ (آئینہ کمالات اسلام، ۵۶۴، ۵۶۵، مصنفہ مرزا)

درج بالا لغویات اور تکرار عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں خدا بن گیا ہوں۔ اب حالت بیداری میں بجائے استغفار کرنے کے الٹا ان خرافات سے اپنے آپ کو خدا ثابت کر رہا ہے اور یہ کہے جا رہا ہے کہ میں درحقیقت خدا بن گیا تھا اور خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا تھا' انسانی لوازمات مجھ سے جدا ہو گئے اور الوہیت مجھ میں موجزن ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں اور شیطان کے چیلوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ جب حالت سکر میں کوئی کلمہ کفر کہہ دیتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ اگر آئندہ آپ میں سے کوئی اس طرح کے کلمات سنے تو ہمیں قتل کر دے۔ وہ شریعت کی اتباع کرتے ہیں اور علمائے اسلام اس حوالے سے ان کیلئے جو سزا تجویز کرتے ہیں اسے بسرو چشم قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض ان میں سے تختہ دار پر لٹکائے گئے ہیں اور بعضوں کی کھال اتار لی گئی ہے۔ لیکن ان بزرگوں نے احکام شریعت سے سرمو انحراف نہیں کیا۔

مگر افسوس ہے اس جھوٹے مدعی پر کہ اسے اتنا بھی نہیں معلوم کہ اس طرح کے کفری کلمات شریعت اسلام میں جائز نہیں ہیں۔ مسئلہ حلول مسلمانوں کے نزدیک مردود ہے۔ اگر یہ شخص (مرزا) شریعت اسلام پر کاربند ہوتا تو ہرگز گمراہ نہ ہوتا اور اس طرح کے مکاشفات جو اس نے شیطان سے پائے ہیں' یکسر رد کر دیتا۔

مسئلہ حلول اور اوتار یہ ہندوؤں کے عقائد میں سے ہے۔ چنانچہ ''گیتا'' جس کا مصنف راجہ کرشن تھا میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے
بریزیم خون ستم پیشگاں جہاں را نمائیم دار الاماں

مرزا کی گزشتہ عبارت کے حوالے سے بھی افسوس ہے کہ محض طول بیانی اور تکرار کو اس نے فن سمجھ کر اپنی لیاقت کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ سارا مضمون دو تین جملوں میں بیان کیا جاسکتا تھا۔ شیخ فیضی نے اس سارے مضمون کو ایک شعر میں سمویا ہے۔

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

(گیتا فیضی)

مرزا جیسے جاہل کو مسئلہ وحدت الوجود کے اصول کا پتہ ہی نہیں کہ اس میں یہ لازم ہے کہ صاحب حال اپنی ہستی سے غائب ہو کر اس طرح کے الفاظ کہے اور اوپر درج شدہ عبارات اور جملے کہتا پھرے۔ جیسا کہ مرزا ہر جملہ میں کہتا چلا جاتا ہے کہ میں نے ایسے کیا اور ایسے کیا۔ حالانکہ جب تک خیال منی دور نہ ہوجائے ''مقام سکر'' حاصل نہیں ہوتا۔

یاد رہے کہ یہود و نصاریٰ، ہندو اور بعض جہلاء صوفیانہ لباس پہن کر اس قسم کے مسائل باطلہ پر یقین کر لیتے ہیں اور خلق خدا کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ جہاں تک اہل اسلام کا تعلق ہے تو کوئی بھی مسلمان ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ کبھی کبھار یہ عاجز و ناقص انسان (نعوذ باللہ) خدا ہو جاتا ہے یا واجب الوجود اللہ تعالیٰ جل شانہ وجود انسانی جو کہ حادث و متغیر ہے، میں حلول کرتا ہے۔ کفر و اسلام میں فرق نہ کرنا اور کفار کے مسائل باطلہ کو دین اسلام میں داخل سمجھنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: {وَيُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ

ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا}

کشف نمبر ۳: **وانی رأیت أن هذا الرجل یومن بایمانی قبل موته:** میں نے کشف میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی مرنے سے پہلے مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ (رؤیا کشوف: صہ ۱۱)

مرزا کا کشف غلط ثابت ہوا اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہرگز اس پر ایمان نہ لایا' بلکہ مرتے دم تک مرزا کی مخالفت کرتا رہا۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ یہ تمام مکاشفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تو سچ ثابت ہوتے۔

کشف نمبر ۴: حالت کشف میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ کہ جن کی تعداد چھ اور سات تھی انہوں نے تمہارے لباس کی برکت تلاش کی۔ (اخبار الحکم، جلد ۶ نمبر ۳۸، مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

بادشاہوں سے کوئی شخص بھی مرزا کا مرید نہ ہوا اور نہ ہی اس کے لباس کی برکت تلاش کی۔ چنانچہ یہ کشف بھی حدیثِ نفس ہی تھا۔

کشف نمبر ۵: دوبار مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ ہندوؤں کی ایک کثیر جماعت نے میرے سامنے سجدہ کی طرح سر تسلیم خم کیا۔ کہنے لگے کہ یہ اوتار ہیں۔ یعنی مرزا اوتار ہے۔ انہوں نے بہت سی فرمائشیں کیں۔ (الحکم جلد ۱، صہ ۸، مطبوعہ ۱۸، ۱۱ر اکتوبر ۱۸۹۶ء)

اس کے برعکس مرزا نے دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کو ہندو اور آریہ وغیرہ بنا رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سچے خواب نہ تھے۔

کشف نمبر ۶: ایک شخص جو کہ لدھیانہ شہر میں رہتا تھا مجھے عالم کشف میں دکھایا گیا اس کی تعریف میں یہ عبارت الہام ہوئی۔ ارادت مند **اصلها ثابت و فرعها فی السماء**۔

(مکتوب احمدیہ، جلد ۱، صہ ۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

یہ کشف میر عباس لدھیانوی کے حق میں تھا۔ یہ مرزا کا خاص مرید تھا۔ مرزا نے

اس کو لکھا تھا کہ اگر نکاح آسمانی کی پیشین گوئی ظاہر نہ ہوئی تو مجھے جھوٹا سمجھ لیجئے گا' چنانچہ میر صاحب منتظر رہے جب یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوگئی تو وہ حیران رہ گئے۔ مسلمانوں کا ایک اجتماع جو مسجد میں موجود تھا اس سے مخاطب ہو کر میر صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس سلسلے میں قرآن شریف میری رہنمائی کرے تو میں (مرزائیت سے) توبہ کرلوں گا۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے غسل کیا اور انتہائی عجز و نیاز اور خشوع و خضوع سے بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے کہ اے خدا! ہمیں سیدھا راستہ دکھا! اور ہمیں مطلع فرما' تا کہ ہم گمراہ ہو کر ہی نہ مرجائیں۔ دعا کے بعد قرآن مجید کھولا تو پہلی جس سطر پر نگاہ پڑی وہ تھی: {وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ} یعنی مکر و فریب پر مشتمل باتوں سے بچو۔ الحمدللہ کہ میر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عنایت فرمائی۔ اس بات کے راوی حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب' ساکن کورٹ عبدالخالق، متصل ہوشیار پور ہیں۔

سچ اور جھوٹ میں فرق کے لئے مرزا کے معیارات

برادران اسلام! مرزا کی اس قسم کی دروغ گوئیاں کثرت سے ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا غلام احمد نے خود مسلمانوں کو ہدایت کی تھی کہ میں نے سچ اور جھوٹ کیلئے کچھ معیارات مقرر کئے ہیں' اگر میں ان پر پورا نہ اتروں تو آپ مجھے جھوٹا یقین کیجئے گا۔ مرزا کے یہ معیارات یہاں درج کئے جاتے ہیں تا کہ سچے جھوٹے کا فرق نمایاں ہو اور مسلمان مریدانِ مرزا کی چرب زبانی اور چیرہ دستی کے فریب سے بچ سکیں۔

پہلا معیار: یہ معیار خود مرزا غلام احمد قادیانی متنبی کا مقرر کردہ ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری

کی بڑی بیٹی آخر کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ وہ لوگ بہت عداوت کریں گے، رکاوٹ بنیں گے اور کوشش کریں گے کہ اس طرح نہ ہو، لیکن آخر کار ایسا ہو کر ہی رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ ہر حال میں اس کو باکرہ حالت میں یا بیوہ ہونے کی صورت میں لائے گا اور ہر قسم کی رکاوٹ کو دور کردے گا' یہ کام ضرور کرے گا۔ بعض منصف آریہ صاحبان (ہندو) نے کہا ہے کہ اگر یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوگی تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ بلاشبہ یہ خدا کا فعل ہے''۔ (اشتہار، ۱۰ ارجولائی ۱۸۸۸ء میلادی)

لیکن افسوس کہ مرزا کی آسمانی منکوحہ کا نکاح ایک دوسرے شخص سے ہو گیا۔ جو موضع پٹی ضلع لاہور میں رہتا تھا اور مرزا کو شکست فاش ہوگئی اور لوگوں پر مرزا کی دروغ گوئی اور افتراء پردازی واضح ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود مرزا نے ایک اور جھوٹ بولا کہ وہ منکوحۂ آسمانی بیوہ ہو کر میرے گھر آئے گی' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ضرور مجھے منکوحہ آسمانی دے گا۔ میرے مخالفین جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور میری پیشین گوئی کی تکذیب میں لگے ہیں۔ (ان کے یقین کے لئے) اللہ تعالیٰ ایک اور نشان ظاہر کرے گا کہ میری صداقت کے اظہار کے طور پر اس عورت کے شوہر کو وفات دے کر منکوحہ کو بیوہ کر کے میرے گھر بھیج دے گا اور یہ تقدیر مبرم ہے' ہرگز ہرگز خطا نہ ہوگی۔ اگر خطا ہوگی تو میں تمام مخلوق سے بدترین قرار پاؤں گا۔ مرزا نے اس ضمن میں چھ پیشین گوئیاں مزید کیں۔ اگر یہ پیشین گوئیاں ظاہر نہ ہوئیں اور میں مر گیا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ (انجام آتھم صفحہ ۳۱) اور اپنی کتاب ''شہادت القرآن'' میں درج ذیل چھ پیشین گوئیاں مزید نقل کیں۔

۱......مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری، دختر منکوحہ کا باپ تین سال تک فوت ہو جائے گا نیز اپنے

داماد کی موت بھی دیکھے گا اور اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی جب تک کہ اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں نہ دیکھ لے گا اور یہ بطور سزا کے ہوگا کہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیوں نہیں کیا تھا۔

۲...... احمد بیگ کا داماد اڑھائی سال تک مرجائے گا' تا کہ احمد بیگ اپنی بیٹی کو بیوہ ہوتا دیکھے۔

۳...... مرزا احمد بیگ' شادی کے دن تک فوت نہ ہوگا۔

۴...... بیٹی بھی نکاحِ ثانی تک فوت نہ ہوگی۔

۵...... مرزا بھی نکاح ثانی تک فوت نہ ہوگا۔

۶...... عاجز (مرزا) سے اس کا نکاح ہوگا۔ (شہادت القرآن، صہ ۸۰، مصنفہ مرزا)

مگر ہزار شکر کہ مرزا کی یہ تمام پیشین گوئیاں درست ثابت نہ ہوئیں اور وہ خود ہی فوت ہو گیا۔ اس کا داماد تادم تحریر (۱۷ ماہ مئی ۱۹۲۴ء) زندہ ہے اور وہ دختر بھی بقید حیات ہے۔ خداوند کریم نے غایت درجہ فضل و کرم سے اسے اولاد عطا فرمائی اور بارہ فرزندوں سے نوازا ہے۔ مرزا کا یہ مقرر کردہ معیار جھوٹا ثابت ہوا اور وہ بدترین لوگوں میں سے ہو گیا۔ اس کے بہت سے مریدان خاص تائب ہو گئے اور انہوں نے تجدید ایمان کر لی۔ اگر یہ تمام پیشین گوئیان ثابت ہو جاتیں تو بہت سے مسلمان گمراہ ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی کا سارا راز فاش فرما دیا۔

دوسرا معیار: مرزا خود لکھتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم بیس سال تک میری مریدی میں ہے اور اب چند دن ہوئے ہیں مجھ سے متنفر ہو گیا ہے اور میرا مخالف ہو گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا)

اس نے مجھے دجال، کذاب، مکار، شیطان، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، فسادی اور جھوٹا جیسے القاب دیئے ہیں۔ نیز اس نے پیشین گوئی کی ہے کہ تین

سال کے اندر مرزا فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ میں بھی اپنے الہام کو جو ڈاکٹر کے حق میں مجھ پر ہوا تھا۔ بطور پیشین گوئی شائع کرتا ہوں تا کہ سچے اور جھوٹے کا فرق واضح ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی پیشین گوئی

مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ (جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا کی پیشین گوئی

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا''۔ (حقیقۃ الوحی)۔ ''خدا سچے کا حامی ہو''۔ (اشتہار، مصنفہ مرزا)

ناظرین کرام! یہ پیشین گوئیاں مرزا متنبی اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے درمیان گویا روحانی کشتی تھی اور دونوں کے لئے یہ ایک معیار صداقت مقرر ہو گیا تھا۔ تاہم تین سال کے اندر ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا ہلاک ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ مرزا جھوٹا اور ڈاکٹر عبدالحکیم حق پر تھا۔

تیسرا معیار: مرزا نے تیسرا معیار یہ مقرر کیا کہ اس نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی کہ ''اے خدا! میرے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے درمیان آخری فیصلہ فرما کہ ہم دونوں میں سے کون حق پر ہے اور جو غلط راستہ پر گامزن ہو اس کو جو حق پر ہے اس کی زندگی میں ہلاک فرما۔ تا کہ جو بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس کی تمیز ہو جائے''۔ خدا تعالیٰ نے مرزا کو الہام فرمایا: اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرۃ:۱۸۶)۔ (دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی

جب مجھے پکارے)۔ مرزا کی دعا قبول ہوگئی۔ خدا تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا اور مرزا' مولوی ثناء اللہ کی موجودگی میں ہلاک ہو گیا اور مولوی ثناء اللہ تا حال بفضل خدا زندہ ہیں۔ اس کے باوجود منشی قاسم علی مرزا کا حواری کہنے لگا کہ میں بطور شرط تین سو روپیہ دوں گا اگر مولوی ثناء اللہ ثابت کر دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بات کو مان لیا۔ تین سو روپے بطور امانت رکھ دیئے گئے اور ایک منصف مقرر کیا گیا۔ بطور منصف اتفاق رائے سے سردار بچن سنگھ (وکیل سرکاری) مقرر کیا گیا۔ سردار صاحب نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے حق میں کر دیا اور مشروط رقم تین سو روپے بھی انہیں دلوا دی' تو منشی قاسم علی کو شکست ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزا جھوٹا تھا کیوں کہ مرزا کو الہام ہوا تھا کہ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ**۔ (ازالہ اوہام، حصہ اول)

جب مولوی ثناء اللہ غالب آ گیا اور مرزا کا حواری مغلوب ہو گیا تو ثابت ہو گیا کہ مرزا کا یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو دگنی فتح حاصل ہوگئی' یعنی مرزا صاحب پر بھی اور مرزا کے حواری پر بھی۔

چوتھا معیار: ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی تھا۔ مرزا نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر فوت نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا اور جو سزا میرے لئے تجویز کی جائے گی وہ برداشت کروں گا۔ خواہ مجھے سولی پر لٹکایا جائے یا میرے گلے میں رسی ڈالی جائے۔ میں کسی قسم کا کوئی عذر پیش نہیں کروں گا۔ مرزا کا ایک شعر بھی یوں ہے:

پیش گوئی کا جو انجام ہویدا ہوگا   کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

لیکن شان خدا دیکھئے کہ نتیجہ برعکس برآمد ہوا۔ عبداللہ عیسائی نہ مرا بلکہ سلامت رہا

اور مرزا ذلیل وخوار ٹھہرا۔ عیسائیوں نے عبداللہ کو ہاتھی پر بٹھا کر امرتسر کے بازاروں میں ٹھہرایا اور مطالبہ کیا کہ مرزا چونکہ دروغ گو ثابت ہو گیا ہے۔ لہٰذا اسے لایئے تاکہ ہم شرط کے مطابق اسے سولی پر لٹکائیں۔ مرزا کے مریدین شرم کے مارے اپنے گھروں میں ہی گھسے رہے اور کوئی بھی سامنے نہ آیا۔ نواب محمد علی ساکن مالیر کوٹلہ جو مرزا کے خاص مریدوں میں سے تھا اس نے مرزا کو لکھا کہ مرزا صاحب! آپ کی جھوٹی پیشین گوئی سے آپ کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ (لہٰذا ہمارا اب آپ سے کوئی تعلق نہیں)۔

اس صورت حال کے پیش نظر مرزا نے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ نیز ایک کتاب بنام ''انجام آتھم'' جو جھوٹ کا پلندہ تھا بطور ضمیمہ شائع کی جس میں لکھا گیا کہ عبداللہ نے چونکہ دل ہی دل میں اسلام قبول کر لیا تھا' چنانچہ اس وجہ سے اس پر سے عذاب موعود اٹھالیا گیا۔

مرزا کا یہ جواب انتہائی لغو اور خلاف قرآن تھا کیونکہ لوگوں کے دلوں کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ جو کہ ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے اس قسم کے منافقانہ ایمان کی وجہ سے عذاب اٹھاتا ہے۔ پس مرزا کی یہ پیش بینی بھی غلط ٹھہری اور اس کا جھوٹ پر ہونا ثابت ہو گیا۔

پانچواں معیار: مرزا نے روزنامہ ''بدر'' جو مرزا کے مریدوں کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے میں خود اشتہار دیا کہ میں طالبان حق کے لئے یہ بات واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں جس کام کے لئے میدان میں نکلا ہوں وہ یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو شہرت دوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جلالت وعظمت کو ظاہر کروں اگر مجھ سے ایک کروڑ نشانیاں ظاہر نہ ہوئیں اور یہ علت غائی ظہور پذیر نہ ہوئی تو میں جھوٹا قرار

پاؤں گا۔ لہٰذا دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور میرا انجام کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں اسلام کی حمایت میں وہ کام کروں جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کو کرنا چاہئے تو میں راست گو ٹھہروں گا اور اگر میں یہ کام نہ کرسکوں اور میری موت آجائے تو آپ تمام گواہ ہو جائیں کہ میں اس وقت دروغ گو قرار پاؤں گا۔ والسلام۔ (غلام احمد، اخبار بدر، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء)

کارِ مسیح کے حوالے سے مرزا اپنی کتاب ''ایام صلح'' میں لکھتا ہے: ''اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مسیح آئیں گے تو دین اسلام ہر طرف جلوہ دکھا رہا ہوگا اور باقی جملہ باطل مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور سچائی کا دور دورہ ہوگا''۔ (ایام صلح، مصنفہ مرزا، صفحہ ۱۳۶)

علاوہ ازیں اپنی کتاب ''شہادت القرآن'' میں مرزا نے لکھا ہے: ''ہاں مسیح آ گیا ہے یعنی میں آ گیا ہوں اور وہ وقت آ گیا ہے بلکہ عنقریب زمین پر نہ رام چندر کی پوجا کی جائے گی، نہ کرشن کی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی جائے گی۔

(شہادت القرآن، صفحہ ۱۳، مصنفہ مرزا)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو گیا اور اس کی یہ دروغ گوئی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ اور تمام کے تمام معاملات الٹ گئے، بجائے صلیب کے خاتمے کے اسلام کے ستون منہدم ہو گئے اور جہاں توحید کا جھنڈا گڑا تھا وہاں 'تثلیث' کا علم لہرانے لگا اور اسلام کے غلبہ کے بجائے 'تثلیث' کا غلبہ ہونے لگا۔ یونہی جملہ مشرکین و کفار غالب آ گئے۔ نیز مقامات مقدسہ بھی خلیفۂ اسلام کے قبضے میں نہ رہے اور عیسائیوں کے زیر اثر آ گئے۔ مسلمانوں پر تاریکی کے بادل اس طرح چھا گئے کہ تمام کے تمام قعر مذلت میں جا پڑے۔ اللہ نے اپنے امر سے خود ثبوت فراہم کر دیا کہ مرزا ہرگز وہ مسیح موعود نہ تھا کہ جس کی خبر حضرت مخبر صادق علیہ السلام نے دی ہے۔

قارئین کرام! اب رسول اللہ ﷺ کی احادیث ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ خود اپنے قلب سلیم سے طلب کیجئے۔

نزول عیسیٰ حدیث کی روشنی میں

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان ابن مریم علیہ السلام نزول کریں گے، وہ ایک حاکم عادل کی حیثیت سے آئیں گے۔ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو معاف کریں گے، لوگوں کو مال دیں گے، لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدے کو دنیا و مافیہا پر ترجیح حاصل ہوگی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اگر تم چاہتے ہو تو پڑھ لو کہ ''اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز ان پر گواہ ہوں گے''۔ (بخاری و مسلم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اس حدیث سے درج ذیل امور روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتے ہیں:

۱...... مسیح موعود سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ امت محمدیہ میں سے اور کوئی فرد مسیح موعود نہیں ہوسکتا، کیونکہ ''صحیح البخاری'' جو قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ نیز ''مسلم شریف'' میں فصل نزول عیسیٰ علیہ السلام مندرج ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور مسیح موعود ہوتا یعنی بطور نقل، بروز ظل یا مثیل کے تو اس صورت میں امام محمد بن اسماعیل بخاری جیسے محقق اپنی کتاب میں باب 'نزول عیسیٰ' درج نہ فرماتے۔ کیونکہ شریعت محمدیہ میں غیر نبی پر لفظ نبی کا استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا بھی نبی تھا تو یہ باطل ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔

۲......اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح موعود بادشاہ ہوں گے اوران کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ صلیب توڑیں گے یعنی ''صلیبی مذہب'' کا خاتمہ کریں گے۔ جبکہ مرزا کے وقت مذہب صلیبی نے اتنی ترقی کی کہ اس قدر پہلے کبھی نہ کی تھی۔ صلیب کے پجاری اس قدر غالب آگئے ہیں کہ صوبہ تھریس اور مقدونیہ میں اڑھائی لاکھ مسلمانوں کو''اہل بلغاریہ'' نے دردناک عذاب دے کر ہلاک کردیا۔ (اخبارزمیندار، مطبوعہ ۸رستمبر ۱۹۱۳ء)۔ یونہی علاقہ پطرس، مولک اور حصار وغیرہ میں مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا (رسالہ انجمن حمایت اسلام ماہ فروری ۱۹۱۳ء)

لیکن مرزا کے زمانہ میں تو بجائے کسرِ صلیب کے (خاکم بدہن) الثادیںِ اسلام کا ستیاناس ہوگیا۔ یہاں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا ایک جھوٹا شخص تھا۔

۳......مسیح کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کے زمانے میں جزیہ معاف ہوجائے گا' لیکن مرزا اپنے زمانہ میں صلیبیوں کی رعیت میں شامل تھا اور بجائے جزیہ معاف ہونے کے اپنی زمین کا جزیہ ادا کرتا تھا اور بجائے حاکم ہونے کے محکوم تھا' بلکہ اس نے انکم ٹیکس معاف کرانے کے لئے اپنی غربت وافلاس کو ظاہر کیا اور درخواست دی۔ (ضرورۃ الامام، صفحہ ۱۵)

۴......مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ یفیض المال یعنی مال غنیمت اس قدر ہوگا کہ مسیح لوگوں کو مال دے گا اور وہ لینے سے انکار کردیں گے' لیکن مرزا بجائے مال دینے کے خود مال بٹورتا ہے۔ کبھی تالیف کتب کے حوالے سے کبھی توسیع مکان کے حوالے سے۔ یونہی کبھی لنگر خانہ کی مدد کے طور پر اور کبھی سکول کے لئے۔ اسی طرح کبھی 'منارۃ المسیح' کے لئے، بیعت کی فیس کے طور پر اور کبھی اپنے دعاوی کی اشاعت کے لئے۔ الغرض کسی نہ کسی حیلے سے اس نے مال اکٹھا ہی کیا ہے' نہ کہ لوگوں کو دیا ہے۔

۵......مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ مسیح موعود وہ ہے جس کے حق میں یہود کہتے تھے کہ ہم اس

کو سولی پر لٹکائیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہود کی تردید فرمائی ہے کہ ''مسیح نہ قتل ہوئے اور نہ ہی سولی پر لٹکائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے اور وہ جب نزول کریں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ماننے والوں کی گواہی دیں گے''۔ تو قرآن پاک کی اس نص قطعی کے پیش نظر جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ ''میں وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے'' وہ بہت بڑا کذاب ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والا ہے۔ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ وہ صریح طور پر قرآن وحدیث اور اجماع امت کا انکار کر رہا ہے۔

اس سلسلے میں ہم ایک اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں زمین پر نزول فرمائیں گے اور پھر وصال ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقبرۂ مبارکہ میں دفن ہوں گے۔ اور مرزا کی اوٹ پٹانگ باتیں سراسر باطل ہیں۔

دوسری حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین کی طرف نزول فرمائیں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد پیدا ہوگی وہ دنیا میں پینتالیس سال رہیں گے بعد ازاں ان کا وصال ہو جائیگا اور وہ میری قبر کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ چنانچہ میں اور عیسیٰ ابن مریم، ابوبکر اور عمر کے درمیان ایک مقبرے سے اٹھیں گے۔ (اس روایت کو ابن جوزی نے کتاب 'الوفاء' میں نقل کیا ہے)۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد چہارم، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

اس حدیث سے سات باتیں ثابت ہوئیں:

۱......حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اصالتاً نزول فرمائیں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول، نبی ناصری اور صاحب کتابِ انجیل ہیں، نہ کہ امتِ محمدیہ میں سے کوئی اور شخص (عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

۲......وہ شادی کریں گے، اس لئے کہ وہ شادی سے پہلے ہی اٹھالئے گئے تھے۔

۳......نزول کے بعد وہ صاحب اولاد ہوں گے۔ تو مرزا کہ صاحب اولاد تھا لہٰذا ہرگز مسیح موعود تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

۴......نزول کے بعد ان کے ٹھہرنے کی مدت پینتالیس سال ہے جب کہ مرزا دعویٰ کرنے کے بعد پینتالیس سال تک زندہ نہ رہ سکا۔

۵......مسیح کا مدفن حدیث شریف کے مطابق مدینہ منورہ ہے نہ کہ قادیان۔

۶......قیامت کے روز مسیح علیہ السلام کا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان سے اٹھنا۔

۷......مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے نہ کہ مرزا کی طرح شکم مادر سے پیدا ہوں گے۔

ان سات پیشین گوئیوں میں سے دو پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ظہور پذیر ہوچکی ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقبرۂ مبارکہ میں دفن ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ مدفون ہوئے۔ حالانکہ یہ پیشین گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حیات مبارکہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل مقرر ہوئے اور آپ مسلمانوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں بھی شریک رہے تاہم کسی جنگ میں جام شہادت نوش نہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مدینہ منورہ

میں وصال فرمایا اور مقبرۂ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔ اسی طرح فاتح بیت المقدس خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کسی جنگ میں شہید نہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں ہی حضور مخبر صادق ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق مقبرۂ مبارکہ میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ جب دو باتیں من وعن ظہور پذیر ہوئیں تو باقی باتیں بھی ضرور منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں گی، جیسا کہ ہر مومن مسلمان کا عقیدہ ہے۔ مرزا کی یہ تاویلات بالکل باطل ہیں کہ ”میں روحانی طریقے سے رسول اللہ ﷺ کے وجود پاک میں مدفون ہوں“۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس حدیث کی خود تصدیق کی ہے اور اپنی کتاب میں درج کی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو!

میری جو پیشین گوئی منکوحۂ آسمانی محمدی بیگم کے حوالے سے کی گئی ہے اس کی تصدیق جناب رسول اللہ ﷺ نے وقوع سے پہلے فرمائی ہے کہ "یتزوج ویولد له" یعنی ”وہ مسیح شادی کرے گا اور صاحب اولاد بھی ہوگا“۔ تو ظاہر ہے کہ یہ شادی اور اولاد کا ذکر عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے، کیونکہ ہر کوئی شادی کرتا ہے اور اولاد پیدا ہوتی ہے، اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ بلکہ اس شادی سے وہ خاص شادی مراد ہے جس کی میں نے پیشین گوئی کی ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم، مصنفہ مرزا غلام احمد متنبی قادیانی)

علاوہ ازیں مرزا متنبی نے اپنی کتاب میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے کہ ”میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں“۔ مرزا کی اس الہامی عبارت سے بھی اس حدیث کی تصدیق ہوتی ہے اس عبارت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ چنانچہ مرزا کے مریدوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مضمون حدیث کا انکار کرتا پھرے اور اس آیت کا مصداق ہو جائے کہ: {اَفَتُؤْمِنُوْنَ

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ } ترجمہ: ''کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو''۔

اس حدیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً آسمان سے نیچے زمین کی طرف نزول فرمائیں گے اور وہ اسی وجہ سے تاحال زندہ ہیں۔ نزول کے بعد وصال فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا تو اس وقت آپ کی عمر بتیس سال چھ ماہ تھی اور آپ کی نبوت تیس مہینے تھی۔ بلاشبہ اللہ نے انہیں جسد عنصری کے ساتھ اٹھالیا، وہ تاحال زندہ ہیں۔ وہ دنیا کی طرف واپس لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ بعدازاں ان کا وصال ہوگا جیسا عام لوگوں کا وصال ہوتا ہے''۔

(طبقات محمد بن سعد، جلد اول، صفحہ ۲۶، مطبوعہ لندن، جرمنی ۱۳۲۲ء)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

اول: اس حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری کے ساتھ اٹھالیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا کا قیاس غلط ہوا کہ ''رفع'' سے مراد رفع روحانی ہے۔ کیوں کہ رفع روحانی تو ہر مومن کے لئے ہے۔

دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس (۳۳) سالہ عمر میں اٹھایا گیا تھا تو مرزا کا یہ قیاس غلط ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے اور انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ہے۔

سوم: رفع زندہ حالت میں ثابت ہے تو مرزا کا یہ قیاس غلط ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔

چہارم: اس حدیث سے جسمانی نزول ثابت ہوا۔ کیونکہ لفظ رفع ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں واپس تشریف لائیں گے تو واپسی کے لئے زندہ ہونا لازمی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ آسمان پر جانا عقلی طور پر محال ہے اور واپس آنا ممکن نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے: {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} یعنی ''نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے''۔ تو قیامت بھی محالات عقلی میں سے ہے کہ ہزاروں سال پہلے فوت ہونے والے جن کی ہڈیاں گل سڑ گئی ہیں' زندہ ہو جائیں گے۔ اور مٹی سے مٹی ہو جانے والے جسم دوبارہ حیات نو سے ہمکنار ہوں گے اور ان کا حساب و کتاب ہوگا۔ یونہی پھر تو قیامت کی دوسری علامات بھی محالات عقلی اور غیر ممکنات میں سے ہو جائیں گی۔ مثلاً مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب، دجال اور اس کے گدھے کا خروج' جس کی احادیث نبویہ میں صفات بیان کی گئی ہیں وغیرہ۔ اسی طرح یاجوج ماجوج کا خروج اور ان کی صفات' تمام محال اور عقل وفہم سے وراء ماننا پڑیں گی۔ اگر کوئی شخص اس چیز کے عقلی طور پر محال ہونے کا انکار کرتا ہے تو اس سے تو روزِ جزا و سزا اور یوم الحساب سے انکار لازم آتا ہے اور ایسا انکار آدمی کو ایمان واسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی انکار کے باعث کافر دولت ایمانی سے محروم ہیں' دراصل اسلام اور کفر میں یہی فرق ہے۔ چنانچہ مومن کے شایان شان نہیں ہے کہ اس قسم کے فاسد اعتراضات کی طرف متوجہ ہو کر {يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ} جیسی دولت ایمان سے ہاتھ دھو ڈالے۔

اس مسئلے پر امت کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے:

۱...... عن عبداللّٰہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لقیت لیلة أسری بی ابراھیم

وموسیٰ وعیسیٰ علیهما السلام فتذاکروا امر الساعة فردّوا امرهم الیٰ ابراهیم فقال لا علم لی بها فردّوا امرهم الی موسیٰ فقال لا علم لی بها فردّوا امرهم الی عیسیٰ فقال اما وجبت فلا یعلم بها احد الا اللّٰہ وفیما عهد الی ربی عزوجل انّ الدجّال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کمایذوب الرصاص فیهلکه اللّٰہ۔

۲......علامہ سید بدر الدین عینی ’عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۱‘ پر لکھتے ہیں: انّ عیسیٰ یقتل الدجالَ بعد أنْ ینزلَ من السماء۔ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد دجال کو قتل فرمائیں گے‘‘۔

۳......حواشی صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۳ (حاشیہ نووی) پر قاضی عیاض کا قول ہے کہ قال القاضی نزول عیسیٰ وقتل الدجال حق وصحیح عند أهل السُنَّة بالاحادیث الصحیحة۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا قتل ہونا حق اور صحیح ہے۔ یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

۴......حسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے واپس لوٹیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۵......جب رسول اللہ علیہ السلام صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ ابن صیاد کے گھر اسے دیکھنے کے لئے تشریف گئے تو ابن صیاد میں دجال کی چند علامات پائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ اگر حکم فرمائیں تو ابن صیاد جو دجال معلوم ہوتا ہے، کو قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نزول فرمانے کے بعد اس کو قتل کر دیں گے۔ (خلاصہ حدیث، مندرجہ کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۲۰۲)

۶......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے

معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی' لہٰذا آپ اجازت فرمائیں کہ وصال کے بعد میرا دفن آپ کے پہلو مبارک میں ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری قبر کے نزدیک حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبور کے علاوہ کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ (خلاصہ حدیث، مندرجہ حاشیہ مسند امام احمد، جلد ۲، صفحہ ۵۷)

۷......أخرج البخاری فی تاریخه عن عبداللہ ابن سلام قال یدفن عیسی مع رسول اللہ وأبی بکر وعمر فیکون قبره رابعاً۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہوں گے اور آپ کی قبر چوتھی ہوگی۔ (تفسیر درمنثور، جلد ۲، صفحہ ۲۵۴)

۸......أخرج ابن عساکر واسحاق ابن بشیر عن ابن عباس قال قوله تعالیٰ عزوجل: {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} قال انی رافعک متوفیک فی أخر الزمان۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آخری زمانہ میں وصال فرمائیں گے۔ (تفسیر درمنثور، جلد ۲، ص ۳۱)

۹......وفی البخاری قال ابن عباس انی متوفیک بعد انزالک من السماء فی أخر الزمان۔ یعنی میں آسمان سے نازل کرنے کے بعد آخری زمانہ میں آپ کو وفات دوں گا۔ (تفسیر جلالین، صہ ۵۰)

۱۰......ای ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء۔ یعنی میں آپ کو آسمان سے نزول کے بعد وقت مقررہ میں وفات دوں گا۔ (تفسیر مدارک، جلد اول، صفحہ ۱۲۶)

۱۱......انّ فی الأیة تقدیما وتاخیرا تقدیره انی رافعک الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد انزالک الی الارض۔ یعنی میں تجھے آسمان سے زمین کی

طرف نزول کے بعد آخری وقت میں وفات دوں گا۔ (تفسیر خازن، جلد اول، صفحہ ۲۴۹)

ناظرین کرام! درج بالا قرآن شریف، احادیث مبارکہ، تفاسیر اور اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

اہل سنت وجماعت کے ہاں اس سلسلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ مرزا نے خود اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں لکھا ہے کہ جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف فرما ہوں گے تو دین اسلام تمام آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹، مصنفہ مرزا قادیانی متنبی)

لیکن افسوس ہے کہ مرزا بزرگان دین کے اقوال، نصوصِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کو اپنی الہامات کے مقابلہ میں رد کردیتا ہے اور اپنے الہامات جو کہ ظنی ہیں اور نہ ہی حجت شرعی' کو راجح سمجھ کر مسیحیت ونبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ہے۔

مرزا کا الہام ملاحظہ ہو:

مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اسکے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے۔

(ازالہ اوہام' حصہ دوم' ص ۵۶۱)

الہام کے متعلق علماء کے اقوال

یہ اصول تمام اسلامی فرقوں کے ہاں مسلّم ہے کہ امتی کا الہام شرعی حجت نہیں ہے۔ یہاں بزرگان دین کے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا کے الہامات حجت شرعی نہیں ہیں اور مسلمان اس بات کے پابند نہیں کہ وہ کسی امتی کے الہام کی پیروی کریں۔ اس لئے کہ الہام 'ظنی' ہوتا ہے اور قرآن وحدیث مبارکہ کا علم 'یقینی' ہے۔ لہٰذا

کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ظن کو یقین پر ترجیح دے اور اس پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو اور دیگر مسلمانوں کو بھی گمراہ کرتا پھرے۔ نیز اپنے دعووں کی بنیاد الہام (جو کہ ظنی ہوتا ہے) بناتا پھرے۔ ذیل میں الہام کے متعلق اقوال سلف درج کیۓ جائے ہیں:

۱...... حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت تک اپنے الہام پر عمل نہ فرماتے جب تک کہ اس کی تصدیق قرآن شریف سے نہ ہو جاتی۔

۲...... حضرت قاضی ثناء اللہ 'ارشاد الطالبین' میں فرماتے ہیں کہ اولیاء کا الہام علم ظنی کا سبب ہے۔ اگر ولی اللہ کا کشف اور الہام حدیث کے مخالف ہو اگرچہ احاد سے ہو بلکہ قیاس (جو کہ تمام شرائط کا جامع ہو) کے مخالف ہو تو ایسے میں قیاس کو ترجیح دینا چاہیے اور کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سلف و خلف کا اتفاق ہے۔

۳...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ 'احیاء العلوم' میں فرماتے ہیں کہ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ الہام پر عمل نہیں کرنا چاہیے تاوقتیکہ آثار و احادیث مبارکہ سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔

۴...... حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی (غوث اعظم) رحمۃ اللہ علیہ 'فتوح الغیب' میں فرماتے ہیں کہ کشف و الہام پر عمل کرنا چاہیے تاہم اس صورت میں کہ یہ کشف و الہام قرآن شریف، احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس کے مطابق ہو۔

اب دیکھئے! مرزا جیسا کذاب مدعی نبوت و رسالت باوجود اس کے کہ وہ مسلمان ہونے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یوں کہتا ہے:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم

اور نہایت جسارت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث مبارکہ میرے الہام کے مطابق نہ ہو اس کو میں ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہوں۔

(اعجاز احمدی، صفحہ ۳۰، مصنفہ مرزا متنبی)

حالانکہ اجماع امت تو اس پر ہے کہ ہر وہ الہام جو قرآن شریف اور احادیث نبویہ کے مخالف ہو وہ ردّی ہے اور عمل کے قابل نہیں ہے۔ لیکن یہ مدعی کاذب قرآن شریف، احادیث مبارکہ، تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کو اپنے الہامات کے مقابلے میں قابل عمل نہیں سمجھتا۔ بلکہ یہ ایسا دروغ گو ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفی مارا امام و پیشوا

مسلمانوں کو تو یہ حکم ہے کہ وہ الہامات کو قرآن شریف و احادیث مبارکہ کے تابع رکھیں۔ جب کہ مرزا قرآن شریف اور احادیث نبویہ کو اپنے الہامات و وساوس کے تابع جانتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرزا کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا تو شیطان نے اس کو قرآن شریف و احادیث مبارکہ، اجماع امت اور اولیاء اللہ کے خلاف الہامات کئے کہ تو مسیح موعود ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور جس کا وصال ہو جائے تو وہ دوبارہ اس دنیا میں لوٹ کر نہیں آسکتا۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور حضرت خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دیتے ہوئے انہیں نبی اللہ فرمایا تھا، مرزا نے یہ ضروری جانا کہ دعوائے نبوت بھی کر لے اور مہر ختم نبوت کو توڑ ڈالے۔ چنانچہ کہنے لگا کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کا نبی بھی ہوں۔

مرزا نے یہ نہ جانا کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی کسی ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے: عن أبی هريرة أنَ النبی ﷺ قال الأنبياء أخوة من علات أمهاتهم شتی و دينهم واحد وانی أولَی النّاس بعيسی ابن مريم لأنه لم يكن نبی بينی وبينه وأنه نازل فاذا رائيتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبياض۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ ان کے فروعی احکام تو مختلف ہیں لیکن ان سب کا دین ایک ہے (یعنی توحید اور حق کی دعوت)۔ میں عیسیٰ ابن مریم کے نزدیک تر ہوں کیوں کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی پیغمبر بھی نہیں ہے۔ بے شک وہ نزول کریں گے۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ ان کا قد میانہ ہوگا اور وہ گندم گوں ہوں گے۔

چنانچہ مہر نیمروز کی طرح ثابت ہوگیا کہ مرزا اپنے دعوائے مسیحیت اور دعوائے رسالت ونبوت میں سچا نہ تھا بلکہ فارس بن یحییٰ (جس نے مصر میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا) اور شیخ محمد خراسانی (کہ جس نے خراسان میں مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا) کی طرح اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مرزا کے مریدوں سے احتراز واجتناب کریں۔ مرزا کے مریدوں کی علامات یہ ہیں کہ وہ بوقت گفتگو ابتداء وفاتِ مسیح سے کرتے ہیں اور آپ کی حیات مبارکہ جو کہ نصوص قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اس سے انکار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! مرزائیوں کی اس مفسد جماعت کا مقصد یہ ہے کہ کابل وبخارا کے راستے سلطنت روس کو حاصل کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہوں اور سلطنت ہند پر خود قابض ہو جائیں، تاکہ مرزا غلام احمد متنبی کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو کہ ’’میں تجھے اس قدر برکت

دوں گا کہ بادشاہ تیرے لباس سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ (الوصیت، مصنفہ مرزا متنبی)

ایک دوسرا الہام اس کا یہ ہے: یؤتی الملک العظیم۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۹۱)

ان دو الہامات کی بناء پر میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیانی سلطنت کے خواب دیکھتا ہے اور لکھتا ہے کہ اس ملک کی باگ ڈور آخر احمدیوں کے ہاتھ آجائے گی تو جو حکومت بھی اس جماعت کے راستے میں روڑے اٹکائے گی اور اس کو اپنا ملجا و ماویٰ نہ تسلیم کرے گی اور اپنے آپ کو اس جماعت کے دامن سے وابستہ نہ کرے گی وہ ہلاک کردی جائیگی اور صفحۂ ہستی سے اسکا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ (تحفہ شاہزادہ، مصنفہ مرزا محمود خلیفہ ثانی، صہ ۱۱۲)

مختصر یہ کہ! یہ جماعت کئی سیاسی پہلو رکھتی ہے اور عوام اہل اسلام کے لئے انتہائی خطرناک ہے خصوصاً افغانستان اور بخارا کے عوام اور حکام کو اس جماعت سے باخبر رہنا چاہیے اور ان دشمنانِ اسلام کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ

خاکسار محمد پیر بخش عفی عنہ

(مرزائیوں کے متعلق علماء کرام کے فتوؤں کی نقول آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں۔مترجم)

نقولِ فتویٰ بطور اختصار:

دربارۂ ارتداد و الحاد و کفر مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی مدعی نبوت و مہدویت وغیرہ از علمائے مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ۔ (از رسالہ رجم الشیاطین)

اوّل: میرے نزدیک وہ (مرزا غلام احمد قادیانی متنبی) دائرہ اسلام سے خارج ہے کسی بھی مسلمان کو اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔

۱.....محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن قاضی القضاۃ مکہ معظّمہ۔

۲.....محمد صالح فرزند مرحوم صدیق کمال حنفی۔

۳......حضرت شیخ العلماء محمد سعید مفتی شافعیہ۔

۴......مفتی محمد بن شیخ حسین مالکی۔

۵......مفتی صاحب خلف ابن ابراہیم حنبلی (بے شک قادیانی دوسرا مسیلمہ ہے۔)

۶......مفتی عثمان بن عبدالسلام داغستانی حنفی مدینہ منورہ۔

۷......مفتی شافعیہ سید جعفر برزنجی مدینہ منورہ۔ (مرزا نے جس الہام کا دعویٰ کیا ہے یہ شیطانی وحی ہے۔)

۸......مولانا محمد علی بن طاہر وتری حسینی حنفی مدنی مدرس علم الحدیث، مسجد نبوی۔ (ہر مومن و مسلمان جو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ غلام احمد قادیانی کو جھوٹا یقین کرے۔)

فتویٰ متفقہ علماء شیعہ وسنی عراق بر تکفیر مرزا قادیانی

(نوٹ: پہلی مرتبہ یہ فتویٰ مطبع دار السلام بغداد شریف میں بصورت کتاب چار صفحوں پر مشتمل شائع ہوا۔ بعد ازاں عراق کے جریدہ ''الیقین'' میں شائع ہوا۔)

ذیل میں اصلی عربی فتویٰ مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

الاستفتاء

ما قول السادة علماء المسلمین الاعلام فی رجل هندی مرزا غلام احمد قادیانی الذی ادّعٰی من حین الی آخر قبل وفاته فی سنة ۱۹۰۸ میلادیه۔

۱۔انه هو المسیح الموعود۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۷۸)

۲۔انه هو المهدی۔ (حقیقۃ الوحی، صہ ۳۶۱، و معیار اخیار، صہ ۱۱)

۳۔انه نبی۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، صہ ۳۸)

۴۔ انہ رسول اللہ۔ (اخبار الاخیار، صہ ۳)

۵۔ انہ مجسم ربانی۔ (کتاب البریہ، صہ ۷۹)

ویدعی انہ افضل من بعض الانبیاء بما فیھم عیسی علیہ السلام (دافع البلاء، ومعیار الاخیار، صہ ۱۱) ومحمد ﷺ (اعجاز احمدی، صہ ۷۱، وحقیقۃ الوحی، صہ ۶۷، وتحفہ گولڑویہ، ص ر ۴۰)۔ ویتشدق بذم الحسین (اعجاز احمدی، صہ ۶۹، ودافع البلاء ۱۳، درثمین، صہ ۲۸۷)۔ ویذم المسیح۔ (دافع البلاء) بالفاظ بذئیۃ ویکفر المسلمین ویھین رؤساء الروحانیین المسلمین ویکفرھم (حقیقۃ الوحی، صہ ۱۶۳) ویدعی انہ یوحی الیہ بما یاتی:

۱۔ یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک (اربعین جلد ثالث صہ ۲۴ وانجام اثام صہ ۵۵)

۲۔ انت من مائنا وھم من فشل۔ (اربعین جلد ثالث، صہ ۴۰)

۳۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ (دافع البلاء، صہ ۶)

۴۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۸۶)

۵۔ انت منی وانا منک۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۶ و ۷، ۷۴)

۶۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۹۹)

۷۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۱۵)

۸۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۸۲)

۹۔ اخترتک لنفسی والارض والسماء معک کما ھو معی وسرک سری۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ (اربعین، جلد ۲)

۱۰۔ اسمع ولدی۔ (البشری، جلد واحد، صہ ۴۹)

۱۱۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (اخبار الاخیار، صہ ۳)

۱۲۔ انا اعطینک الکوثر۔ (انجام آتھم، صہ ۸۵)

هل بعد هذا الرجل من المسلمین اهم یحکم بکونه من الدجالین الکافرین المرتدین وما قولهم زاد فضلهم بخلیفة الذی هو ابنه والذی یدعو الناس لاتباعه وما قولهم زادت برکاتهم بحق اتباع المرزا غلام احمد قادیانی واتباع خلیفته وفی معاشرة المسلمین لهم وهل من یتبع المرزا المذکور او خلفائه یمرق من الدین۔ افتونا ماجورین

(فی ۳ صفر الخیر ۱۳۴۱ / ۲۷ ایلول ۱۹۲۲ء)

الاجوبة

۱۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ وبه ثقتی۔ نعم هو واشیاعه واتباعه من الضالین الذین مرقوا عن الدین وخرجوا عن ربقة المسلمین۔

(الراجی محمد مهدی الکاظمی الخالصی عفی عنه)

۲۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ لا ریب فی کفر صاحب هذه المقالات۔

(حرره خادم الشرع المبین السید حسن صدر الدین)

۳۔ الحمد لله المنزه عن الشریک والنظیر والوزیر الذی لیس کمثله شی وهو اللطیف الخبیر۔ والصلوة والسلام علی سیدنا محمدن البشیر النذیر خاتم النبیین وامام المرسلین وسید الخلق أجمعین المنزل علیه {وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا} والمنزل علیه {مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} وعلی آله وأصحابه الطیبین الطاهرین القامعین لاهل الزیغ والضلال والملحدین۔

امّا بعد: فان هذا الرجل المذکور فی السؤال واتباعه الناشرین لکتبهم

المشحونة بالكفر والضلال لا يشك مسلم انهم من الكفرة المارقين عن الدين فان من احتقر نبياً ادّعى وحياً أو نبوة فمن المعلوم من الدين بالضرورة انه كافر يجب على ولات الامور قتله بحكم {اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا} (الآية)۔ وأى محاربة اعظم من هذا المحاربة واى فساد اعظم من هذا الفساد ولا يخفى ما فى قوله تعالىٰ: {وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ} والوعيد الشديد فى قوله تعالىٰ ومن قال {اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ} (الآية)۔ هدانا الله وجميع المسلمين للرشاد والسداد ولما فيه صلاح العباد وصلى الله على سيدنا محمد و أله أصحابه وسلم۔

(۵ صفر الخير ۱۳۲۱ ۔نائب الشرح شریف سابقا ومدرس مدرسة الخاتونية' عبدالوهاب الحسيني)

۴۔ جواب أخر

بسم الله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبى بعده وعلى أله وأصحابه وبعد فمن ادّعى النّبوة أو الوحى اليه باحكام أو احتقر نبيأمّا أو انّ الله جسم فلا تشك فى كفر من توقف بكفره للنصوص القاطعة فى ذلك۔

دستخط: پوست نشین ۔ درگاہ سید سلطان علی سید ابراہیم الراوی الرفاعی ۔ (حرره الفقير اليه المدرس السيد يوسف عطاء مدرس الرواس السيد محمد رشيد البغدادى)

ترجمہ: استفتاء وجواب استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام مرزا غلام احمد قادیانی ہندی کے متعلق جس نے اپنے مرنے تک درج ذیل دعاوی کئے؟

ا۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔

۲۔وہ مہدی موعود ہے۔

۳۔ وہ نبی ہے۔

۴۔وہ رسول ہے۔

۵۔وہ مجسم ربانی ہے۔

اسکا دعویٰ ہے کہ وہ بعض انبیاء کرام سے افضل ہے، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل ہیں۔اور جناب محمد ﷺ بھی۔اس نے نہایت احمقانہ انداز میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتا ہے۔ یونہی علمائے اسلام کی بھی تکفیر کی ہے۔اس کا دعویٰ ہے کہ اس پر وحی آتی ہے مثلاً:

۱۔خدا تعالیٰ عرش پر تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف پا پیادہ آیا ہے۔

۲۔(اے مرزا) تو میرے پانی سے ہے۔

۳۔تو میرے اولاد کی جگہ پر ہے۔

۴۔تو میرے بیٹے کی طرح ہے۔

۵۔تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔

۶۔گر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

۷۔تو جس کام کا ارادہ کرے گا جب کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔

۸۔ہم نے تجھے دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۹۔ میں نے تجھے اپنے لئے پسند کیا ہے۔زمین و آسمان جس طرح میرے ساتھ ویسے ہی تیرے ساتھ ہیں اور تیرا راز میرا راز ہے۔تم میری توحید وتفرید کی جگہ پر ہو۔

۱۰۔اے میرے فرزند سنو۔

۱۱۔اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

۱۲۔ہم نے تجھے کوثر عطا کیا۔

تو ان دعاوی کی روشنی میں یہ مدعی مسلمانوں میں سے ہے یا دجالوں، کافروں اور مرتدوں میں سے؟ مرزا غلام احمد اس کے ماننے والوں اور اس کے خلیفہ' جو کہ اس کا بیٹا ہے اور لوگوں کو اپنی اتباع کا کہتا ہے' کے متعلق کیا شرعی حکم ہے؟ نیز اس کے خلیفہ کی اطاعت اور مسلمانوں کے اس کے ساتھ معاشرتی تعلقات کا کیا حکم ہے؟ جو شخص مرزا مذکور کی اطاعت کرتا ہے وہ دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ہم مسلمانوں کے لئے فتویٰ جاری فرما کر ماجور ہوں۔

۱۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہاں قادیانی اور اس کی جماعت تمام گمراہ ہیں اور یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں۔ دستخط الراجی محمد مہدی کاظمی خلاصی عفی عنہ (شیعہ مجتہد، کاظمین ،عراق)

۲۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس قسم کے دعاوی کرنے والے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں۔حررہ خادم الشرع المبین سید حسن صدرالدین (شیعہ مجتہد کاظمین،عراق)

۳۔ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو اپنی شان میں کسی شریک، نظیر اور وزیر سے منزہ ہے' کوئی شے اس کی مثل نہیں ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔درود و سلام نازل ہو' ہمارے سردار جناب محمد مصطفی ﷺ پر جو کہ بشیر و نذیر، خاتم النبیین ، امام المرسلین اور تمام مخلوق کے سردار ہیں۔جن پر نازل ہوا کہ'' ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے'' اور جن کے متعلق فرمایا گیا: ''حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں'' اور درود و سلام ہو آپ کی آلِ پاک

اور طیب وطاہر صحابہ پر جو اہل فسق وفجور، گمراہوں اور ملحدوں کا قلع قمع کرنے والے ہیں۔

جوابات

اما بعد: جس شخص کے متعلق سوال میں پوچھا گیا ہے وہ اور اس کے ماننے والے جو اس کی کفر وگمراہی سے بھری ہوئی کتابیں شائع کرتے ہیں' کسی مسلمان کو ان کے کفر میں شک نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سب کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جو شخص بھی نبی کی تحقیر کرے یا وحی نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقینا کافر ہے۔ حاکم کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو قتل کر دے اس آیہ کریمہ کے تحت کہ ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں ان کی سزا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے''۔ تو ظاہر ہے اس سے بڑی لڑائی اور کیا ہوگی۔ نیز اس سے بڑا فساد اور کیا ہوگا۔ (کہ مرزا اللہ ورسول سے برسر پیکار رہے) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی مخفی نہ رہے کہ ''جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین طلب کرتا ہے تو اس سے کچھ قبول نہیں کیا جائے گا''۔ اور اس فرمان میں تو وعید شدید ہے کہ جس نے یہ کہا کہ ''میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف وحی نہیں کی گئی اور جو یہ کہے میں عنقریب قرآن پاک کی طرح قرآن نازل کروں گا''۔ وغیرہ وغیرہ (ان سب آیات میں وعید شدید ہے)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ایسا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں سب کا فائدہ ہو۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و أصحابہ وسلم۔

۵ صفر الخیر ۱۳۴۱ھ۔ نائب الشرح شریف۔ (دستخط) عبدالوہاب الحسینی۔ (سنی بغدادی)

۴۔ **جواب دیگر:** اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو واحد ہے اور درود وسلام ہو اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ کی آل واصحاب پر...... اما بعد: جس شخص

نے نبوت ووحی کا دعویٰ کیا یا کسی نبی کی تحقیر کی یا اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کیا' تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں' جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی (قرآن وحدیث کی) نصوص قطعیہ کی روشنی میں کافر ہے۔

دستخط: پوست نشین درگاہ سید سلطان علی سید ابراہیم روای رفاعی (سنی مفتی عراق)

حررّہ: المدرس السید یوسف عطا (سنی مفتی عراق)

مدرّس الرواس سید محمد رشید بغدادی (سنی حنفی)

علماءِ ہندوستان کا فتویٰ مع تصدیقات علماءِ کرام:

اس بارے میں کہ مرزا کافر ہے اور مسلمانوں کا مرزائیوں سے نکاح جائز نہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیانِ شرع مبین اس سلسلے میں کہ مرزائی (مرزا قادیانی کے مرید) جو مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے تمام عقائد تسلیم کرتے ہیں اور اس کو مسیح موعود جانتے ہیں نیز اس کی رسالت کے قائل ہیں۔ حالانکہ علمائے عرب وعجم نے ان کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اگر لاعلمی میں کوئی مسلمان عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور بعد میں اس کا مرزائی ہونا معلوم ہو تو اس صورت میں مسلمان منکوحہ عورت اس شخص کے طلاق دیئے بغیر مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ کیا مرزائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینو بالتفصیل جزاکم اللہ ربُ الجلیل۔

الجواب: سنی عورت کا مرزائی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ اس کے والد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مرزائی کے طلاق دیئے بغیر اپنی لڑکی کا نکاح کسی سنی مرد سے کردے اور اس پر فرض ہے کہ پتہ چلتے ہی وہ اپنی بیٹی کو مرزائی سے علیحدہ کردے کیونکہ اس کی صحبت زنا ہے اور یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی لڑکی کو بغیر نکاح کئے کسی ہندو کے گھر بھیج دے۔ بلکہ

اس سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہاں نکاح کو عقیدۃً حرام جانتے ہیں اور یہاں ایک نام نہاد سے حرام نکاح کو حلال یقین کیا جارہا ہے (معاذ اللہ)۔ چنانچہ اسی وقت عورت کو مرزائی سے جدا کرنا فرض ہے۔ بعد ازاں جس سنی سے چاہے نکاح کردیا جائے۔ ''ردّ المحتار'' میں ہے: حرم نکاح الوثنیة وفی شرح الوجیز وکل مذهب تکفر به معتقده... (الخ)۔ اور ''درمختار'' میں ہے: ویبطل منه اتفاقا مایعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة ... (الخ)۔

کتبہ: عبدالنبی نواب مرزا عفی عنہ، سنی حنفی بریلوی

فتویٰ مذکورہ پر دستخط کرنے والے علمائے کرام:

۱...... صح الجواب۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ فقیر احمد رضا خان عفی عنہ بریلوی۔

۲...... بلاشبہ دوسری جگہ نکاح جائز ہے کیوں کہ مرزائی سے نکاح کسی صورت میں جائز نہیں۔ اور طلاق کی ضرورت تو اس صورت میں ہوتی ہے جب نکاح منعقد ہوا ہو۔ زنا میں طلاق کا کیا مطلب؟ ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: ''ولا یجوز للمرتد أن یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة''... واللّٰہ أعلم وعلمه أتم۔

۳...... حررہ الفقیر القادری وصی احمد حنفی، مدرسۃ الحدیث الدائر فی پیلی بھیت

۴...... الفقیر محمد ضیاء الدین۔

۵...... عبدالاحد مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔

۶...... العبدالاثیم محمد ابراہیم الحنفی القادری بدایون۔

۷...... محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی۔

۸...... محمد عبدالماجد عفی عنہ، مہتمم مدرسہ شمسیہ بدایونی۔

۹......احقر العباد فدوی علی بخش گنہ پنڈر۔

۱۰......احقر العباد سید شہاب الدین نقشبندی جالندھری۔

۱۱......محمد شرافت اللہ رام پوری۔

۱۲......محمد علی رضا خان عفی عنہ رامپوری۔

۱۳......محمد معز اللہ خان مدرس عالیہ رامپور۔

۱۴......محمد گلاب خان رامپوری۔

۱۵......خواجہ امام الدین صدیقی مدرس پشاوری عفی عنہ۔

۱۶......محمد یونس پشاوری عفی عنہ۔

۱۷......نور الحق عفی عنہ پشاوری مانسہروی۔

۱۸......محمد عبد الحکیم صواتی پشاوری عفی عنہ۔

۱۹......نور الحسن مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

۲۰......محمد میر عالم پشاوری ہزاروی۔

۲۱......محمد عبد الوہاب عفی عنہ پشاوری۔

۲۲......مفتی عبد الرحیم ولد مفتی عبد المجید مرحوم پشاور۔

۲۳......احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندرکوٹ۔

۲۴......محمد قمر الدین عفی عنہ رامپوری۔

۲۵......سردار احمد مجددی رامپوری۔

۲۶......احمد علی عفی عنہ لاہوری۔

۲۷......خان زمان خان عفی عنہ مدرس جامع العلوم کانپور۔

۲۸......محمد یار خطیب مسجد طلائی لاہور۔

۲۹......ابوالحسن حقانی خلف الرشید مولوی عبدالحق حقانی دہلوی۔

۳۰......احقر دوست محمد جالندھری۔

۳۱......غلام محمد مدرح پوری نمبردار چک نمبر ۲۵۵ گ ضلع لائلپور۔

۳۲......فقیر محمد یونس عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولداً۔

۳۳......احمد علی مدرس جامع العلوم کانپور۔

۳۴......محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرس لاہور۔

۳۵......فیض الحسن مدرس نعمانیہ مدرسہ لاہور۔

۳۶......عزیز الرحمن عفی عنہ مدرسہ عربیہ دیوبند۔

۳۷......گل محمد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔

۳۸......بندہ اصغر حسین عفی عنہ دیوبند۔

۳۹......محمد سہول عفی عنہ مدرس دیوبند۔

۴۰......شبیر احمد عفی عنہ دیوبند۔

۴۱......نبی بخش حکیم رسول نگری۔

۴۲......محمد منور علی عنہ رامپوری۔

۴۳......رشید الرحمان رامپوری حال وارد جالندھر۔

۴۴......محمد ریحان حسین عفی عنہ۔

۴۵......ہادی رضا خان رئیس لکھنؤ۔

۴۶......محمد عبدالسلام ٹوہانوی حصار۔

۴۷......فقیر سید عبدالرسول عفی عنہ جالندھری۔

۴۸......مولوی عبدالرزاق راہوں۔

۴۹......حبیب الرحمن منچن آبادی۔

الحمدللہ! کہ رسالہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' کا اردو ترجمہ ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

ابوالحسن واحد رضوی عفی عنہ

۲۱ اگست ۲۰۰۵، بروز اتوار بوقت عصر

حال وارد جامعہ اسلامیہ لاہور، ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی، لاہور

جلد نمبر ۲ بابت ماہ جولائی ۱۹۱۵ء نمبر ۷

اشتہار واجب الاظہار

علمائے لاہور کا مناظرہ کیواسطے اصرار

صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیانی کا فرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

برادرانِ اسلام کی آگاہی کے واسطے ذیل میں باہمی خط وکتابت جو مابین سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور اور صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیان کے ہوئی ہے درج کی جاتی ہے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ مرزائی صاحبان بہ متابعت سنت قادیانی کن کن حیلوں سے علماء کے ساتھ بحث کرنے سے بھاگتے ہیں۔

نقل تحریر انجمن تائید اسلام لاہور

بخدمت گرامی جناب صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیان نزیل لاہور

(السلام علی من اتبع الہدیٰ)

جناب من ! مجھے ممبران انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بذریعہ تحریر ہذا استدعا کروں کہ آپ چونکہ اتفاق سے لاہور میں رونق افروز ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کی نبوت کے متعلق علمائے اسلام سے عام جلسہ میں گفتگو فرمائیں۔ چونکہ آپ مرزا صاحب کے جائز جانشین ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مسئلہ مذکورہ بالا پر بحث کر کے عوام الناس کو غلطی سے محفوظ رکھا جائے۔ آپ کے جواب آنے پر حضرات علماء میں سے جس صاحب کے ساتھ آپ گفتگو پسند کرنا فرمائیں گے اسی صاحب کو انجمن کی طرف سے سوال وجواب کیلئے تجویز کیا جائے گا۔ مکرر آنکہ انعقاد مجلس بحث کا انتظام انجمن خود کرے گی اور اس بارے میں آپ کی تمام شرائط کو منظور وملحوظ رکھ کر کارروائی عمل میں لائے گی۔ امید کہ تاریخ جلسہ اور مقام سے خاکسار کو بدست حامل مطلع فرمائیں گے۔

ملتمس: خاکسار پیر بخش، سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

نقل جواب منجانب صاحبزادہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب انجمن تائید اسلام لاہور

آپ کی تحریر متعلقہ استدعائے مناظرہ سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور حضرت خلیفۃ المسیح صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے حضور میں پیش ہوئی۔ جواباً قلمی ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی صداقت کے متعلق کسی ایسے عالم کے ساتھ مناظرہ کرنا منظور ہے جس کی علمیت علمائے لاہور کے نزدیک مسلم ہو اور اس کا ساختہ پرواختہ علماء کو منظور ہو۔ کسی خاص شخص کو ہم نامزد نہیں کرتے جس کو آپ اس حیثیت میں پیش کریں گے، اسی سے مناظرہ کرنا ہم منظور کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے کوئی ایسا عالم جس کو حضرت خلیفۃ المسیح اپنی طرف سے مقرر کریں گے، مناظرہ کریگا۔

۲...... چونکہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت مسیح ناصری علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی وفات پہلے ثابت نہ ہو جائے۔ کیونکہ مسیح موعود کو نبی کریم ﷺ نے نبی فرمایا ہے اسلئے ضروری ہوگا کہ پہلے وفات مسیح پر بحث ہو اور حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت و نبوت پر۔ کیونکہ یہ ہر دو امور باہم لازم ملزوم ہیں۔

۳...... طریق مباحثہ یوں ہوگا کہ حیات مسیح میں مدعی آپ یعنی غیر احمدی لوگ ہوں گے اور وفات مسیح میں ہم یعنی احمدی لوگ ہوں گے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے مسیحیت اور نبوت کے دعویٰ میں ہم مدعی ہوں گے اور آپ منکر۔ پہلے وفات حیات کے مسئلہ پر بحث ہوگی۔

اور پھر حضرت مرزا صاحب کے مسیحیت و نبوت کے دعویٰ پر۔

۴......مناظرہ تحریری ہوگا۔ پہلے پرچہ میں ہمارا اور آپ کا مناظر ایک ہی وقت میں اپنا اپنا پرچہ لکھنا شروع کریگا۔ آپ کا مناظر حیات مسیح کے دلائل لکھے گا اور ہمارا مناظر وفات مسیح کے دلائل تحریر کرے گا۔ اور وقت مقررہ کے اندر اندر دونوں مناظر اپنے اپنے پرچے ختم کریں گے۔ اور پھر وقت مقررہ کے اندر باری باری حاضرین کو دونوں پرچے سنائیں گے۔ اور سنانے کے بعد ہر ایک مناظر اپنا اپنا پرچہ دستخط کر کے دوسرے مناظر کو جواب لکھنے کیلئے دے گا۔ اور پھر ہر ایک مناظر وقت مقررہ کے اندر جواب لکھ کر اور پھر وقت مقررہ کے اندر اپنا اپنا پرچہ سنا کر اور اس پر اپنا اپنا دستخط کر کے دوسرے مناظر کو دے دیگا۔ تا کہ جواب الجواب لکھا جائے۔ پھر پہلے طریق پر ایک ہی وقت میں دونوں مناظر اپنا اپنا جواب الجواب لکھنا شروع کریں گے اور وقت مقررہ میں ختم کر کے سنانے کیلئے جو وقت مقرر ہوگا اس میں باری باری اپنے اپنے پرچے سنائیں گے اور پھر اس پر دستخط کر کے دونوں فریق اپنے اپنے تینوں پرچے جو اس وقت تیار ہوئے ہوں گے، پریزیڈنٹ صاحبان کے حوالے کر دیں گے جو اپنے زیر اہتمام ہر ایک مناظر کے تینوں پرچوں کی نقلیں کرا دیں گے۔ اور ان پر اپنے دستخط ثبت کرنے کے بعد ہر ایک مناظر کو فریق مقابل کے تینوں اصلی پرچے اور اس کے اپنے پرچوں کی مصدقہ اور دستخط شدہ نقلیں دیدیں گے۔

۵......حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت و نبوت کے متعلق اس طرح بحث ہوگی کہ وقت مقررہ کے اندر احمدی مناظر اپنا پرچہ تحریر کر کے اور وقت مقررہ میں حاضرین کو سنا کر اور اس پر اپنا دستخط کر کے غیر احمدی مناظر کو جواب لکھنے کیلئے دے دیگا اور وہ وقت معین میں جواب لکھ کر اور مقررہ وقت میں سنا کر اور اس پر دستخط کر کے احمدی مناظر کو جواب الجواب

لکھنے کیلئے دے دیگا۔ اور احمدی مناظر مقررہ وقت کے اندر جواب الجواب لکھ کر اور مقررہ وقت کے اندر سنا کر اور اپنا دستخط کر کے نقول کیلئے پریزیڈنٹ صاحبان کے حوالے کر دیگا۔ تاکہ وہ اپنے زیر اہتمام تینوں پرچوں کی نقلیں کرا کر اور ان پر اپنے دستخط ثبت کر کے ایک ایک نقل تینوں پرچوں کی ہر دو فریق کو دیدیں تاکہ جو فریق چاہے اس کو طبع کر کے شائع کر دے۔

۶...... ہر پرچہ کا وقت تحریر ڈیڑھ گھنٹہ ہوگا اور سنانے کا آدھ گھنٹہ۔ چونکہ درخواست مناظرہ انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے ہے اسلئے سرکاری اجازت کا لینا اور جیسا کہ آپ نے لکھا ہے انعقاد مجلس بحث کا ضروری انتظام انجمن تائید اسلام کے ذمہ ہوگا۔

۷...... ہر ایک مناظر کے ساتھ تین معاون حوالجات وغیرہ نکالنے کیلئے مقرر ہوں گے اور ہر ایک فریق اور اس کا پریزیڈنٹ اپنے اپنے لوگوں کی طرف سے حفظ امن کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اس ذمہ داری کے متعلق طرفین کم از کم پانچ معتبر آدمیوں کی دستخطی تحریر فریق مخالف کو دیدیں گے۔

مجلس مناظرہ میں داخلہ بذریعہ مفت ٹکٹوں کے ہوگا۔ دونوں فریقوں کو ٹکٹوں کے مساوی تعداد میں تقسیم کرنے کا حق ہوگا۔ ٹکٹوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار سو ہوگی۔ اور دو سو کی تعداد میں ہر ایک فریق کو دی جائے گی۔ ہاں طرفین کی رضامندی سے ٹکٹوں کی تعداد میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

۸...... پرچہ مناظر اپنے ہاتھ سے خود لکھے گا اور خود ہی سنائے گا۔ کوئی مناظر دوران مباحثہ میں دوسرے مناظر اور اس کے پیشوا اور بزرگوں کو ہتک آمیز الفاظ سے یاد نہ کریگا اور نہ کوئی ذاتی حملہ کریگا۔ بلکہ متانت اور تہذیب سے مناظرہ کرے گا۔

فریقین کا استدلال قرآن مجید، حدیث صحیح مرفوع حقیقی اور فریق مخالف کی کتب معتبرہ سے ہوگا، اور بس۔ قرآن واحادیث کے معانی کا فیصلہ لغت اور قواعد عربیہ اور سیاق سباق اور قرائن لفظیہ وعقلیہ کے ساتھ ہوگا۔

اصلی بحث سے خارج بات دوران مباحثہ میں منع ہوگی اور پریذیڈنٹوں کیلئے لازم ہوگا کہ ایسی خارج از بحث بات کے سنانے سے روکدیں۔

انتظام جلسہ کیلئے ایک ایک پریذیڈنٹ ہر دو فریق کی طرف سے اور ایک مشترک پریذیڈنٹ جو غیر مسلم ہوگا۔ ہر دو فریق کی رضامندی سے مقرر ہوگا۔ پریذیڈنٹ صاحبان کا کام انتظام مجلس مباحثہ کا قائم رکھنا اور شرائط اور اوقات کی پابندی کرانا اور ان کی خلاف ورزی سے روکنا ہوگا۔ نیز ان کو اختیار ہوگا کہ شرائط اور اوقات کی پابندی نہ کرنے والے فریق کو مناظرہ سے روکدیں۔ اور اس کی شکست وہنر ہمت اور فرار کی اشاعت معہ وجوہات کریں۔ اسی طرح کسی شخص یا اشخاص کو مخل مجلس مباحثہ دیکھ کر یا شور وشر کرتے ہوئے پاکر مجلس مباحثہ سے خارج کردیں۔ اس کے علاوہ پریذیڈنٹ صاحبان کو مباحثہ کی نسبت رائے دینے اور ہار جیت کے تصفیہ کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔

امید ہے کہ آپ آج شام تک حسب تحریر خود اجازت مباحثہ سرکاری حاصل کر کے مقام اور تاریخ انعقاد مجلس مباحثہ سے ہم کو اطلاع دیں گے مگر ان شرائط کی منظوری کے متعلق آج صبح نو بجے تک ہمیں اطلاع مل جانی چاہیے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار حکیم محمد حسین قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور، ۱۱رجولائی ۱۹۱۵ء

نقل تحریر جواب الجواب منجانب انجمن تائید اسلام لاہور

بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب نزیل لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب من! آپ کی طرف سے قریشی محمد حسین سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور نے جو جواب دیا ہے اس کے جواب الجواب میں گزارش ہے کہ ہماری طرف سے استدعا مناظرہ مسلمہ نبوت پر تھی آپ بجائے اس کے کہ مناسب شرائط سے مطلع فرماتے ایک طول طویل عبارت خارج از مقصود لکھوا کر بھیج دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ٹالنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا دوبارہ عرض ہے کہ آپ مرزا صاحب کی نبوت میں بحث کریں اور شرعی دلائل سے پہلے امکان وجود نبی بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے ثابت کریں اور ہماری طرف سے ہمارا مناظرہ عدم امکان وجود نبی بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے ثابت کریگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ مناظرہ اسی عالم سے کریں گے جس کو علماء اسلام اس حیثیت سے پیش کریں کہ اس کا ساختہ پرواختہ منظور ہوگا۔ ہم منظور کرتے ہیں بشرطیکہ آپ خود ہی مباحثہ کے واسطے تیار ہوں تا کہ دونوں کا ساختہ پرواختہ سند ہو۔

دوم: مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے واسطے مسئلہ وفات مسیح کو لازم قرار دینا درست نہیں کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دعویٰ نبوت کی دلیل اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کسی نبی کی نبوت دوسرے نبی کی وفات پر منحصر نہ تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جس قدر نبی آئے کسی ایک نے بھی اپنی نبوت کی بنائے دعویٰ دوسرے نبی کی وفات پر نہیں رکھی۔ اگر کوئی نظیر ہے تو فرمائیں اور پھر ہم سے وفات مسیح پر بحث کا مطالبہ

ہوسکتا ہے۔ رہی سند شرعی ونقلی ہر دو امور کو لازم ملزوم قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس لئے یہ شرط ہرگز منظور نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر وفات مسیح بالفرض ہم مان بھی لیں تو پھر بھی بار نبوت آپ کے ذمہ باقی رہے گا کہ مرزا صاحب کس طرح اور کن دلائل سے خلاف نص قرآنی وحدیث نبوی، نبی ورسول کہلا سکتے ہیں۔ وہ دلائل جو آپ بعد منوانے وفات مسیح کے ہم کو دیں گے وہ ابھی دے سکتے ہیں۔ کسی نبی نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ چونکہ فلاں نبی فوت ہوچکا ہے اس واسطے میں نبی ہوں۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے جب دعویٰ نبوت عرب میں کیا تھا تو اپنی بنائے دعویٰ کسی نبی کی وفات پر رکھی تھی؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر فنافی الرسول ہونے کے مدعی کو کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ وفات مسیح پر اپنے دعویٰ نبوت کی بنیاد رکھے۔ سنت اللہ تعالیٰ بھی چلی آئی ہے کہ وہ اپنے نبیوں کو دوسرے شخصوں سے خاص کر کے ان کی نبوت کی دلیل ان کو عطا کرتا آیا ہے اور ایسا معجزہ عطا کرتا آیا ہے کہ منکروں پر حجت ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے جب ان کی نبوت کی دلیل مانگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا اپنے دعویٰ نبوت کی تصدیق میں پیش کئے۔ یہ ہرگز نہیں کہا کہ چونکہ فلاں نبی وصال کر چکا ہے اس واسطے میں نبی ہوں۔ پس آپ کا یہ فرمانا ہرگز درست نہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت کا بنیادی پتھر وفات مسیح ہے۔ کیونکہ اس سے مدعی نبوت کی کمزوری ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنی نبوت کا دعویٰ شرطیہ قرار دیتا ہے جو کہ نبی وغیر نبی کے درمیان ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر وفات مسیح ثابت نہ ہو تو میں مدعی نبوت ورسالت نہیں، جس سے ثابت ہوگا کہ مدعی خود اپنے دعویٰ نبوت میں مذبذب ہے۔ اور یہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ اپنے دعویٰ میں مذبذب ہو اور شرطیہ دعویٰ کرے۔ آپ اس بحث کو الگ رکھیں کیونکہ یہ الگ بحث ہے اگر آپ چاہیں گے تو وفات مسیح پر بحث ہوسکتی ہے۔ فی

الحال آپ ہماری استدعا کے مطابق نبوت مرزا صاحب کا ثبوت دیں کیونکہ پہلے درخواست ہماری ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرو۔

سوم: تحریری مباحثات تو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ آپ کی تشریف آوری سے جو مقصود ہے وہ تحریری مباحثہ میں حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مباحثہ تقریری ہو اور عوام اہل اسلام پر اس کا اثر پڑے اور سچ جھوٹ میں تمیز ہو۔ پس آپ اس شرط کو واپس لیں کہ مباحثہ تحریری ہو۔ اگر تحریری مباحثہ مقصود ہوتا تو آپ قادیان میں بیٹھے بیٹھے کر سکتے تھے اور علمائے اسلام اس کا جواب دے سکتے تھے۔ پھر آپ کی تشریف آوری سے کیا فائدہ ہوا۔ ہاں تقریر فریقین تحریر میں لائی جائیگی اور بعد تصدیق فریقین شائع کی جائیگی۔

چہارم: امن قائم رکھنے کے ہم ذمہ دار ہیں اور مکان مناظرہ وانتظام پولیس وغیرہ قواعد حفظ امن کا ہم انتظام کریں گے۔ یہ شرائط آپ کی منظور ہیں ٹکٹوں کے چھپوانے میں دیر لگے گی۔ اگر آپ زیادہ قیام کا وعدہ فرمائیں تو ان کا انتظام ہوسکتا ہے۔

پنجم: چونکہ مباحثہ تقریری ہوگا اس لئے آپ کے فقرات نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ کا جواب ضروری نہیں ہے۔

ششم: یہ درست اور منظور ہے کہ استدلال قرآن اور احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ہو۔ اور چونکہ حقیقی حدیث علماء حدیث کے نزدیک کوئی اصطلاح نہیں ہے اسلئے اسکو قلم انداز کیا ہے۔ کوئی رائے بلا اسناد شرعی نہ مانی جائیگی۔ اور کسی آیت اور حدیث کے معانی خلاف لغت و محاورات اہل زبان مقبول نہ ہونگے۔ جو شخص غیر معروف معانی کرے اس کو اپنی معانی کی تصدیق میں سند پیش کرنی ہوگی، بلا سند کوئی بات نہ مانی جائیگی۔

ہفتم: پریذیڈنٹوں کا تقرر اور ان کے اختیارات کی بابت جو کچھ آپ نے لکھا ہے، سب منظور ہے۔ مگر فیصلہ وہی کریں گے اور ہار جیت کا اظہار کردیں گے۔ یہ بالکل خلاف قواعد مناظرہ ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ پریذیڈنٹان کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس طرح تو پریذیڈنٹوں کا تقرر بے سود ہے۔ آپ آج ہی جواب باصواب سے مطلع فرمائیں تا کہ انتظام جائے مناظرہ وتقرری مناظران وپریذیڈنٹان کا کیا جائے۔

خاکسار پیر بخش سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(بوقت ۱۱ بجے دن کے بتاریخ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء)

نقل جواب الجواب منجانب صاحبزادہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب سیکرٹری صاحب انجمن تائید اسلام لاہور

آپکا خط دربارہ شرائط مباحثہ ایک بجے کے بعد ملا۔ جواباً لکھا جاتا ہے کہ آپ نے جواب تحریر کرتے ہوئے اپنے پہلے خط کے اس فقرہ کوملحوظ نہیں رکھا کہ در ’’مکرر آنکہ انعقاد مجلس بحث کا انتظام انجمن خود کرے گی اور اس بارے میں آپ کے تمام شرائط کو منظور وملحوظ رکھ کر کارروائی عمل میں لائے جائیگی‘‘ اس فقرہ کے بعد اس کی ہرگز گنجائش نہ تھی کہ آپ ان شرائط میں سے جو کہ ہم نے لکھی تھیں، کسی شرط کا انکار کرتے۔

نبوت مسیح موعود کو نبوت مطلقہ پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت، نبوت موعودہ ہے۔ اور وہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یعنی نبی کریم ﷺ

کے بعد ایک آنے والے کی پیشگوئی ہے جو کہ عیسیٰ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ چونکہ اس موعود کو بعض علمائے اہل اسلام نے مسیح اسرائیل علی نبینا وعلیہ السلام کو اس پیشگوئی سے مراد لیا ہے اور اس کے آسمان پر زندہ موجود بجسد عنصری کے قائل ہیں۔ اس لئے جب ہم مرزا صاحب کی نبوت پر گفتگو کریں گے تو پہلے مسیح اسرائیل کی وفات کا ثابت کرنا ضروری ہے تا کہ اگر ہم اثباتِ نبوت حدیث سے کریں تو اس پر یہ سوال نہ ہو کہ اس سے مراد مسیح اسرائیلی ہے۔ ہاں وہ قوم جو اس بات کا اعلان کردے کہ ہم مسیح اسرائیلی کو متوفی یقین کرتے ہیں اور آنے والے موعود کو اس امت سے مانتے ہیں تو ان سے ابتداء مناظرہ مسیح موعود کے دعویٰ اور ان کی نبوت پر ہوسکتا ہے۔ لیکن اس میں وفات مسیح کا فرض کر لینا کام نہیں دے سکتا۔ یہ کہنا کہ کسی نبی کی نبوت اس سے کسی پہلے نبی کی وفات پر موقوف نہیں ہوتی، صحیح نہیں۔ اور نبی تو درکنار ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا ثبوت اس پیشگوئی کے ماتحت جو کہ مسیح سے سورۂ صف میں بدیں الفاظ منقول ہے **"ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد"** مسیح کی وفات پر موقوف ہے۔ کیونکہ اگر مسیح زندہ ہو تو اس کی بعدیت کا وقت نہیں آیا۔ پس وہ رسول جس کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح کے بعد آئیگا اس کی سچائی ثابت نہیں ہوسکتی جب تک مسیح کو فوت شدہ ثابت نہ کیا جائے۔

تقریری مناظرہ بھی منظور کرتے ہیں جو کہ حسبِ ذیل ہوگا:

۱...... چونکہ حیات مسیح میں آپ مدعی ہیں اس لئے پہلی تقریر آپ کا مناظر کریگا جس کا جواب ہمارا مناظر دیگا۔ اور اس کا جواب الجواب آپ کے مناظر کی طرف سے ہوگا۔

۲...... چونکہ وفات مسیح کے ہم مدعی ہیں اس لئے پہلی تقریر ہمارا مناظر کریگا اس کے بعد آپ کا مناظر ہماری تقریر کا جواب دیگا۔ پھر جواب الجواب کیلئے ہمارا مناظر تقریر کریگا اور اس

پر دوسرا مباحثہ ختم ہوگا۔

۳......تیسرا مباحثہ صداقت مسیح موعود پر ہے اس میں چونکہ ہم مدعی ہیں اسلئے پہلی تقریر ہماری طرف سے ہوگی پھر اس کا جواب آپ کا مناظر دے گا اس کے بعد ہمارا مناظر جواب الجواب کیلئے کھڑا ہوگا اور تقریر کرے گا اور اس پر یہ بحث ختم ہو جائیگی۔

۴......وہ آدمی ان تقریروں کو ساتھ ساتھ قلمبند کرتے جائیں گے جن کی بعد تصدیق و دستخط میر مجلس صاحبان و مناظران و کاتبان شائع کیا جائیگا۔

۵...... ہر تقریر ایک ایک گھنٹہ کی ہوگی۔

مذہبی امور میں فیصلہ کرنے کا کسی میر مجلس کو حق نہیں۔ قواعد مناظرہ میں تو میر مجلس داخل ہی نہیں۔ میر مجلس کا تقرر امن قائم کرنے اور شرائط کی پابندی کرانے کیلئے ہے۔ لہٰذا مفید ہے بے سود نہیں۔

آپ کی طرف سے کسی ایسے عالم کا پیش ہونا جسکا ساختہ پرداختہ تمام علماء کو مسلم ہو اس کو حضرت خلیفۃ المسیح کے برابر قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے بھی ایسا عالم پیش ہوسکتا ہے جسکا ساختہ پرداختہ ان کی ساری جماعت کو مسلم ہو۔ لیکن تمہارے علماء میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت امام ہو۔

ہم نے شخصی رائے کو اپنے استدلال کا ماخذ نہیں قرار دیا اور جو معنی قواعد اور لغت سے ثابت ہونگے وہ مقبول ہونگے خواہ معروف عند السلف ہوں یا نہ ہوں۔ اور چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مناظرہ کیلئے کوئی عالم پیش کیا جائیگا اس لئے ان کے لاہور میں اقامت کرنے یا چلے جانے پر مناظرہ موقوف نہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار حکیم محمد حسین قریشی، سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور۔ ۱۱؍ جولائی ۱۹۱۵ء ۴ بجے شام۔

مزید جواب الجواب منجانب انجمن تائید اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیان نزیل لاہور

جناب کی طرف سے دوسری تحریر موصول ہوئی جو کہ قریشی محمد حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور نے جناب کی طرف سے بجواب میری دوسری تحریر کے ارسال کی ہے جس کے ملاحظہ سے تعجب ہے کہ آپ نے ہماری تحریر کی طرف بالکل توجہ نہیں فرمائی۔ اور آپ وفات مسیح کو ضروری بحث قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کی نبوت کے منکروں کو کافر جان کر ان کو اسلام سے خارج فرماتے ہیں اور نبوت مرزا صاحب کی ثابت کرنے سے پہلوتہی فرماتے ہیں اور وفات مسیح کو اصلی بحث قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے دوسری تحریر میں ثابت کر دیا تھا کہ اثبات دعویٰ نبوت کے واسطے دوسرے نبی کی وفات کی ضرورت نہیں۔ جس پر آپ کی طرف سے جواب ملا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت بھی بغیر وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی جو کہ بالکل غلط ہے۔ ۲۳ کروڑ مسلمان بغیر وفات مسیح کے حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو ۱۳ سو برس سے مانتا چلا آیا ہے۔ آپ قرآنی آیت {وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْم بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ} سے تمسک کر کے بعدیت کے واسطے موت لازم قرار دیتے ہیں جو کہ بالکل خلاف واقعات و مشاہدات کے ہے۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ بعدیت یعنی دوری یا غیر حاضری کے واسطے موت ہی لازم ہے؟ اگر یہ مطلب ہے تو بالکل غلط ہے کیونکہ بعدیت زندگی میں بھی ہوتی ہے جیسا کہ آپ قادیان سے بعدیت

کر کے لاہور میں تشریف لائے ہیں اور خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ حالانکہ آپ میں اور ساکنان قادیان میں بعدیت ہے۔ کوئی ایک شخص ولایت سے بعید ہو تو مر کر ہی بعید نہیں ہوتا۔ زندگی میں جب ایک مکان کو خالی کریں اور دوسرے مکان میں یا شہر میں چلے جائیں تو بعدیت واقعہ ہو جاتی ہے اور زندگی بھی بحال رہتی ہے۔ آپ کی اس دلیل سے تو حیات مسیح ثابت ہوتی ہے یعنی جس طرح آپ قادیان سے بعدیت اختیار کر کے لاہور آئے اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے بعدیت کر کے آسمان پر تشریف لے گئے اور محمد ﷺ کے واسطے جگہ خالی کر گئے جیسا کہ ایک افسر جاتا ہے اور زندہ رہتا ہے اور جگہ خالی کر جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل صرف معتزلے نیچری اور مرزائی ہیں۔ دوسرے تمام فرقے اسلام کے حیات کے قائل ہیں۔

جب آپ نے مبحث ہی قبول نہیں کیا اور اثبات نبوت مرزا صاحب میں بحث نہیں کر سکتے تو تقریری مناظرہ کا قبول کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جب تقریری مناظرہ میں بھی آپ مرزا صاحب کی نبوت پر بحث نہیں کرتے تو صاف گریز ہے۔ اگر آپ کو نبوت مرزا صاحب پر بحث منظور ہو تو صاف صاف فرما دیں، ورنہ ایسے ایسے عذرات رکیکہ سے ہر ایک عقلمند نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ آپ کس غرض سے اصل بحث کی طرف نہیں آتے۔

دوم: ہم کو تو یہ بھی منظور ہے کہ مناظرہ پہلے وفات مسیح پر ہو، تاکہ آپ کو یہ زعم نہ ہو کہ ہمارے علماء وفات مسیح کی بحث سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ علمائے اسلام صرف آپ سے بحث کرنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ بحیثیت ایک جانشین ہونے کے اس قابل ہیں کہ علمائے اسلام آپکو مخاطب کریں ورنہ علمائے اسلام کی علمی فضیلت اجازت نہیں دیتی کہ وہ کسی برائے نام مولوی غیر سند یافتہ مدعی علم کے ساتھ بحث کریں۔ اگر آپ خود بنفس نفیس بحث

سے پہلوتہی فرمائیں گےتو پھر زیادہ خط وکتاب بے سود ہے۔

سوم: ہماری طرف سے ایسا عالم پیش ہوگا جو سند یافتہ عربی علوم کا ہومگر صرف آپ سے بحث کریگا۔ اردوخوان مولویوں کے ساتھ بحث علمائے اسلام کی قرار دینا ان کی ہتک کا باعث ہے۔

چہارم: آپ اس سے کیوں گریز فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کی سند ضرور ہونی چاہیے۔ ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ بغیر سند کے کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ بلکہ علم صرف ونحو ودیگر علوم عربیہ کے قواعد کی پابندی ضروری ہوگی۔ یہ نہیں کہ جودل میں آیا ویسے معنی کردے۔

پنجم: چونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا کوئی عالم بحث کریگا۔ اور آپ کا لاہور میں رہنا ضروری نہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ خود بحث نہیں فرمائیں گے اور قادیان تشریف لے جائیں گے اور ہماری درخواست پر کچھ توجہ نہ ہوگی یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ کے عالم تو ہمیشہ یہاں بحث کرتے رہتے ہیں ان سے کیا کام، صرف آپ کی ذات سے امید تھی کہ آپ جو تمام اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔ جب تک ایک شخص نبی نہ ثابت ہو اس کا منکر یا مکذب کس طرح کافر ہوسکتا ہے۔ اگر آپ کو منظور نہ ہو کہ آپ خود بحث کیواسطے تیار ہیں تو آئندہ خط وکتابت بند فرماویں۔

ملتمس: خاکسار پیر بخش سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(۱۲ر جولائی ۱۹۱۵ء۔ ساڑھے سات بجے صبح)

آخری جواب از طرف صاحبزادہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپکا رقعہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے نام کا انتظار شدید کے بعد ایسے وقت ملا جبکہ حضرت صاحب قادیان روانہ ہو چکے ہیں۔ تاہم وہ ہمیں ہدایت فرما گئے ہیں کہ آپ سے شرائط مناظرہ طے کر کے آپ کو اطلاع دے دیجائی کہ وہاں سے کسی مناظر کو آپ کے پیش کردہ مناظر سے بحث کیلئے بھیج دیں۔ والسلام

خاکسار محمد حسین قریشی لاہور

(۱۲ر جولائی ۱۹۱۵ء ۸ بجے صبح)

اظہار حق وازالہ باطل

جن دنوں صاحبزادہ صاحب قادیانی لاہور میں رونق افروز تھے تو ان کے چند غیر ذمہ دار حاشیہ نشینان لاہور میں ٹانگوں پر سوار ہو کر پہلے مولوی اصغر علی صاحب روحی کے مکان پر آئے، ایک شخص ان میں مصری تھا اور عربی میں گفتگو کرتا تھا۔ مولوی صاحب نے پہلے تو ان کو مسلمان بھائی سمجھ کر لیمونیڈ واٹر کی تواضع کی اور پھر عربی میں گفتگو ہوتی رہی مگر صرف مصر کے حالات پر۔ اسی اثنا میں {وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْم بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ} کا مطلب اور معانی مرزائی صاحبان کی طرف سے پوچھے گئے، جس پر مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ آپ مرزا صاحب کی نبوت اس سے ثابت کرنے کی کوشش

کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس سے پہلے ہم بارہا مرید ین مرزا سے اس موضوع پر گفتگو کر چکے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں اپنے مذہب کا نہایت پکا ہوں۔ نبوت غلام احمد کے متعلق جو دلائل مرزائیہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں بازیچہ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ پھر مرزائی گروہ رخصت ہوا۔ پھر یہی صاحب مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے مکان پر گئے وہاں بھی پہلے مولوی صاحب سے عربی میں گفتگو ہوتی رہی مگر جب مرزا صاحب کی نبوت پر بحث ہونے لگی تو مولوی صاحب نے بغرض افادہ عام یعنی جو لوگ عربی نہیں سمجھتے تھے اور حاضر تھے ان کے سمجھنے کے واسطے اور سچ جھوٹ کے ظاہر کرنے کیواسطے اردو میں بحث شروع کی۔ مرزائیوں کی طرف سے حافظ روشن علی مناظر تھا اور بندہ بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی صاحب کے سوالات جرح جو علمی پہلو رکھتے تھے ان کا جواب حافظ روشن دین صاحب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا بارہا یہی کہتا تھا کہ کوئی عیسائی اگر یہ کہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نام محمد تھا اور ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے، تو آپ عیسائیوں کو کیا جواب دو گے۔ مولوی عبدالحکیم نے کہا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے نبوت کا اعلان کیا تو یہودیوں وغیرہ نے کہا کہ اپنے دعویٰ نبوت پر شہادت پیش کرو تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ توریت وانجیل میں میری نسبت پیشگوئیاں موجود ہیں جو میری نبوت پر گواہ ہیں۔ حافظ روشن علی نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے بذریعہ الہام خبر دی گئی ہے کہ میں نبی ہوں اور انکے فرمانے پر لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو نبی تسلیم کر لیا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد نے اپنے مسیحیت اور نبوت پر اپنا الہام بطور شہادت پیش کیا۔ پس مرزا جی کو بھی مسیح موعود اور نبی اللہ تسلیم کر لینا چاہیے۔

مولوی عبدالحکیم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے الہام کی تائید میں توریت اور انجیل کی شہادت پیش کی اور "وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" قرار دیا جو حکایت عن عیسیٰ علیہ السلام قرآن شریف میں مذکور ہے۔ حافظ روشن علی نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام سے انکی مسیحیت اور نبوت ثابت ہوتی ہے اور ہم اس دعویٰ کے گواہ ہیں۔ مولوی عبدالحکیم صاحب نے کہا کہ مرزا غلام احمد کو آپ جو بطور دلیل دعویٰ پیش کرتے ہیں اور مصادرہ علی المطلوب ہے اور وہ جائز نہیں۔ ہم اسی شخص کو مسیح موعود نبی اللہ تسلیم کر سکتے ہیں جس پر وہ تمام تشخیصات صادق آئیں گے جو احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں جن میں سے ایک تشخیص نبوت بھی ہے، بہتر ہو کہ پہلے مرزا صاحب کی نبوت کا فیصلہ کیا جائے۔ حافظ روشن علی نے کہا کہ نبوت کا فیصلہ اس وقت نہ کیا جائے، اسکا فیصلہ تمام تشخیصات کیساتھ ہوگا جو ہم قادیان سے لکھ کر بھیج دیں گے۔ حافظ روشن علی نے دفع الوقتی کر کے ٹال دیا، اصل واقعات یہ ہیں:

الفضل مورخہ ۸/ جولائی میں جو نوٹ نکلا ہے وہ بالکل خلاف واقع ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

پیر بخش، سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

بابت ماہ مارچ ۱۹۲۰ء

لاہوری مرزائیوں کے

جواب کا جواب

(مسلمان لاہوری مرزائی جماعت کے مغالطہ سے بچیں نمبر ۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادران! شکر کا مقام ہے کہ لاہوری مرزائی جماعت کی طرف سے ٹریکٹ نمبر ۱ ’’مسلمان لاہوری جماعت کے مغالطہ سے بچیں‘‘ کا جواب اخبار ’’پیغام صلح‘‘ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ پر زیر عنوان ’’مسلمانان لاہوری اس مغالطہ سے بچیں‘‘ دیا گیا۔

۱......افسوس کہ یہ اخبار مجھ کو نہیں بھیجا گیا تا کہ اگر ضرورت سمجھتا تو جواب لکھتا جو سراسر مخالف

قاعدہ اہل حق ہے۔

۲......ہمیں جواب دینے والے نے نامہ نگاری کے پردہ میں اپنے آپکو پوشیدہ رکھا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ پبلک کو اپنے درشن کرائیں تاکہ سائل ومجیب کی لیاقت کا پبلک موازنہ کرسکے۔

۳......اس میں سخت کلامی اور افتراء پردازی سے اپنی تہذیب کا ثبوت دیا ہے جسکے لئے گزارش ہے کہ آئندہ ایسے خلاف تہذیب وہتک آمیز الفاظ ترک کریں اور خوش خلقی سے بغرض تحقیق حق بحث کریں اور بحث میں اپنا غیض وغضب نہ نکالیں۔ جو سوال ہو اسکے مطابق جواب دیں۔ مسلمان خود فیصلہ کرلیں گے کہ کون حق پر ہے۔ پہلے تو مرزائی بھائی نے میرے نام پر اعتراض کیا ہے کہ یہ مشرکانہ نام ہے۔ کوئی پوچھے کہ بحث تو حضرت مرزا صاحب کی رسالت ونبوت پر ہے اور بلا ضرورت مسیح بحثی شروع کرکے نام پر اعتراض کیا کہ میاں پیر بخش نامی ایک چودہویں صدی کے مولوی کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت سے ناامید ہوکر اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کو اپنی بخشش کا ذریعہ گردانا ہے آئے دن اپنی جبلت سے مجبور ہوکر اپنا طبعی رجس مسلمانوں پر پھینکتے رہتے ہیں۔ (الخ)۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے پیر بخش کے نام پر اعتراض کیا ہے اور انہوں نے اُسکو شرک سمجھا ہے انکے نزدیک صرف پیر بخش نام ہی محل اعتراض نہیں بلکہ انہوں نے نبی بخش، محمد بخش، پیراں دتا، فرید بخش، غلام محمد، غلام احمد، غلام مرتضیٰ، عطا محمد، نتھو وگھسیٹا وغیرہ وغیرہ کو بھی مشرکانہ نام سمجھا ہے۔ اور جس طرح اس مرزائی صاحب نے سمجھ لیا کہ پیر بخش اللہ کی رحمت سے ناامید ہوکر پیر کی رحمت اور بخشش کا مورد ہے۔ اسی طرح انہوں نے سمجھ لیا کہ جو غلام احمد ہے اور اللہ تعالیٰ سے باغی ہوکر، خدا کی غلامی سے نکل کر احمد کا غلام ہوا

ہے اسلئے مشرک ہے۔ اور ایسا ہی دوسرے ناموں محمد بخش، فرید بخش وغیرہ پر قیاس کرلیا۔ اب ہم اس اپنے معترض سے دریافت کرتے ہیں کہ کبھی اس نے مرزا صاحب پر بھی مشرک ہونے کا اور اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا الزام لگایا ہے کہ جسکا نہ صرف اپنا نام مشرکانہ تھا بلکہ انکے باپ مرزا غلام مرتضی اور دادے مرزا عطا محمد کا نام بھی مشکرانہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی غلامی چھوڑ کر مرتضیٰ کے غلام تھے اور مرزا صاحب کے دادا جنکا نام عطا محمد تھا وہ بھی خدا تعالیٰ کے عطا کردہ نہ تھے بلکہ حضرت محمد ﷺ کے عطا کردہ تھے۔ اور اللہ کی رحمت سے محروم تھے۔ مرزائی بھائی کو چاہیے تھا کہ اپنے گھر اور پیر خانہ کی اصلاح کرتا اور پھر پیر بخش کی اصلاح کے درپے ہوتا۔ باقی رہی میری جبلت اور رجس چھینکنا وغیرہ بدزبانی اسکا جواب اگر میں دوں تو بحث سے بہت دور چلا جاؤں گا اور مرزائیوں کا تو یہ عام قاعدہ ہے کہ اصل بحث پر ہرگز چل نہیں سکتے ان کے منہ سے ہمیشہ رجس و گندو بدبو وغیرہ الفاظ نکلتے رہتے ہیں۔ اور انکا مطلب اس بدزبانی سے صرف یہی ہوتا ہے کہ فریق ثانی غصہ میں آ کر ہم کو جواب ترکی بہ ترکی دے گا اور اصل بحث طویل ہو کر مطلب خبط ہو جائے گا۔ اور اصل بحث میں جوابدہی نہ کرنی پڑے گی۔ مگر میں ان ہتھکنڈوں سے واقف ہوں اس لئے میں بحث چھوڑ کر اس سخت کلامی کا جواب فی الحال بجز "**عطائے شما بلقائے شما**" کے کچھ نہیں دیتا اور اصل بحث مختصراً جواب الجواب لکھتا ہوں۔

مرزائی صاحب کا جواب (۱): حال ہی میں آپ (پیر بخش) نے انبیاء عظام اور مجددین کرام کی ذات پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے کہ وہ انکی کتابوں کو محرف اور مبدل نہیں مانتے اور (نعوذ باللہ) ان کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ بائبل میں حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت داؤد علیہم السلام جیسے انبیاء کو (نعوذ باللہ) زانی اور حضرت سلیمان اور حضرت

ہارون علیہما السلام جیسے انبیاء کو بت پرست لکھا ہے۔

جواب الجواب: کج بحثی مرزائیوں کی عادت ہے۔ سوال کچھ ہوتا ہے جواب کچھ اور دیگر خلط مبحث کر دیتے ہیں۔ میرا ٹریکٹ دیکھا جائے۔ میں نے کسی نبی علیہ السلام یا مجدد علیہ الرحمۃ پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ میری عبارت نقل کی جائے یا سطر و صفحہ کا حوالہ دیا جائے۔

مرزائی صاحب کا جواب (۲): میاں پیر بخش کے نزدیک مجاز اور استعارہ کا استعمال خدا پر قطعاً حرام ہے۔ خدا نے جو فرمایا: ”ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی“ جنگ میں جو کچھ آنحضرت ﷺ نے پھینکا وہ محمد ﷺ نے نہیں پھینکا تھا۔ (الخ)۔ ”ید اللّٰہ فوق ایدیھم“ میں تو خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا کہ محمد رسول اللہ خدا نہ تھے جس طرح محمد رسول اللہ خدا نہ تھے اسی طرح مرزا صاحب رسول نہ تھے۔ استعارہ کے طور ان کو رسول کہا گیا۔

جواب الجواب: استعارہ اور مجاز کی واقعی کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح سرہوش و پائے فکر کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح مرزا صاحب بھی سچے رسول نہ تھے۔ اگر یہی مطلب ہے تو **دل ماشاد و چشم ما روشن**۔ یہ تو آپ کا اور ہمارا لفظی تنازعہ ہوا کے ہم مرزا صاحب کو کاذب نبی کہتے ہیں اور آپ بھی غیر حقیقی نبی کہتے ہیں۔ تو بات ایک ہی ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت و رسالت میں سچے نہ تھے اور کاذب مدعی باجماع امت کافر تھے۔ مگر یہ بات پھر بھی حل نہ ہوئی کیونکہ مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے کہ ”انک لمن المرسلین“ کہ اے مرزا تو مرسلین میں سے ہے۔ کیا آپ کے اعتقاد میں تمام مرسلین جنکا قرآن شریف میں ذکر ہے سب مجازی تھے یا مرزا صاحب ہی مجازی رسول تھے اور وہ سب سچے رسول تھے۔ ان میں اور مرزا صاحب میں کیا فرق ہے۔ سورۂ یٰس کی آیت جو پیش کی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے اور نزول قرآن

اور حضرت خاتم المرسلین سے پہلے رسول کہلاتے تھے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رسول نہ کہلائے اور نہ امت محمدی میں سے کسی نے لقب رسل کا پایا۔ جب صحابہ کرام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح رسول کہلانے کی اجازت نہیں تو ایک امتی ہرگز رسول کا لقب نہیں پاسکتا۔

مرزائی صاحب کا جواب (۳): پیر بخش صاحب کا یہ اعتقاد کہ مجدد خدا کا مامور نہیں ہوتا (نعوذ باللہ) خائن ہوتا ہے کس قدر لعنتی اعتقاد ہے۔

جواب الجواب: میں نے کہیں ایسا نہیں کہا۔ مرزائی صاحب کو چاہیے کہ میری عبارت نقل کرے یا اپنی لعنت واپس لے۔ کیونکہ میں نے کسی مجدد کو خائن نہیں لکھا اور نہ میرا اعتقاد ہے۔

مرزائی صاحب کا جواب (۴): جب آنحضرت ﷺ مخاطب ہوں اور خدا متکلم اور وہ کہے: ''ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی'' تو بتائیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کیوں خدا نہیں جن کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا گیا ہے'' الخ۔

جواب الجواب: خدا تعالیٰ اور اسکی مخلوق میں فرق ہے خدا تعالیٰ ہر ایک کام کی نسبت بہ سبب علت العلل ہونے کے اپنی طرف کرتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے معجزہ کو اپنی طرف منسوب کیا: {فلما جاء الحق من عندنا قالوا اھذا سحر مبین} یعنی جب ہماری طرف سے حق بات (معجزہ) پہنچا تو کہا کہ یہ جادو ہے (سورۂ یونس، ع ۷)۔ اسی طرح جنگ میں جو کنکر رسول اللہ ﷺ نے پھینکی ان کی خدا تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کی کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ خدا کی مرضی کے ماتحت تھے اور حکم خدا سے پھینکے تھے۔ یہ عام محاورہ ہے مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں بادشاہ نے ملک یا قلعہ فتح کیا حالانکہ فتح کرنے والے لشکری ہوتے ہیں۔ اسی

طرح رسول اللہ ﷺ نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزہ کے طور پر کنکر پھینکے اور ان کنکروں سے کفار اندھے ہوگئے تو یہ خدا کا فعل تھا جس کا ظہور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے ہوا۔ اس فرمانِ خداوندی سے محمد رسول اللہ ﷺ خدا نہیں ہوسکتے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ تو رسول ہے تو پھر ان کے رسول ہونے میں کچھ شک نہ رہا۔ سوال تو یہ تھا کہ جب خدا تعالیٰ متکلم اور مرزاجی مخاطب اور خدا فرماتا ہے کہ مرزا ہم نے تم کو رسول مقرر کیا تو پھر وہ کیوں رسول نہیں۔ مرزائی صاحب نے الٹا جواب دیا۔ جی جناب! محمد رسول اللہ ﷺ پر جب یہی آیت نازل ہوکر انہیں سچا رسول بناتی ہے تو پھر مرزاجی پر وہی آیت نازل ہوکر انہیں کیوں سچا نبی نہیں بناتی۔ حالانکہ الہام سے آپ اس کو سچا مکالمہ الٰہی بھی کہتے ہیں۔ پس یا تو یہ مکالمہ الٰہی نہیں یا مرزاجی نبی ماننے پڑیں گے۔ آپ نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ استعارہ وغیرہ کا مسئلہ چھیڑ کر (جسے عوام نہ سمجھیں) ہمارے اعتراض کو ٹالنے کی کوشش کر کے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق بنے ہیں۔ پھر سن لو کہ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو کہتا ہے: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا'' (اے مرزا تو ان لوگوں کو کہدے کہ اے لوگو! میں رسول بن کر تمہاری طرف آیا ہوں)۔ یہ وہی حکم جس نے محمد رسول اللہ کو کامل نبی و رسول بنایا۔ جب وہی خدا (بقول آپ کے) وہی الفاظ مرزا جی کو فرماتا ہے تو پھر مرزاجی کیوں کامل نبی نہیں۔ کیا محمد ﷺ بھی حقیقی نبی نہیں بلکہ بطور استعارہ اس آیت سے نبی ہوئے تھے؟ اور یا مرزاجی پر یہ آیت نازل کرنے میں خدا نے کوئی لفظی یا معنوی فرق بتایا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر دو متضاد معنوں کو ایک آیت میں کس طرح جمع کرتے ہیں؟ یا صاف کیوں نہیں کہتے کہ یہ مرزا صاحب سے خدا کا مکالمہ نہیں بلکہ مرزا جی کا خدا پر افتراء ہے۔ اور یا یہ کہو کہ مرزاجی نبی و رسول تھے جیسا کہ تمہارے قادیانی بھائی

کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب کے پاس ایم اے کی ڈگری ہے جس سے وہ کامل ایم اے کہلاتے ہیں۔ اور نبی بخش کے پاس بھی ایم اے کی ڈگری ہے اور ڈگری دہندہ بھی ایک ہی یونیورسٹی کا افسر ہے اور دونوں ڈگریوں کے الفاظ بھی ایک ہی ہیں تو پھر یہ کہنا کہ نبی بخش ایم اے نہیں اور محمد علی ایم اے ہے کیسی بلا دلیل بھدّی جہالت آمیز اور ملعون بات ہے۔ مرزائی صاحب اس کا جواب دیں کہ جب خدا مرزا جی کو رسول مقرر کرتا ہے تو باوجود۔۔۔ ہونے کے آپ ان کو کیوں رسول نہیں مانتے یا کیوں یہ نہیں کہہ دیتے کہ مرزا جی نے خدا پر افتراء کیا؟

مرزائی صاحب کا جواب (۵): باقی رہا حضرت صاحب کا ایمان اپنی وحی پر یعنی اس کے منزہ عن الخطا پر، سنئے ماسٹر صاحب اس کا جواب کیسا صاف ہے۔ مجھے آپ کے دشمنِ مرزا ہونے پر ایسا ہی یقین ہے جیسے شیطان کے دشمنِ انسان ہونے پر تو اس سے کیا آپ اور شیطان دونوں برابر ہونگے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت صاحب کو اپنے الہامات پر اسی طرح یقین تھا جس طرح قرآن شریف پر۔ یقینی طور پر منزل من اللہ ہونے میں...... (الخ)۔

جواب الجواب: میں مرزا صاحب کا دشمن نہیں ہوں البتہ جھوٹے رسول نبی کا بیشک دشمن ہوں۔ مجھ کو اس دشمنی میں یہ انعام ملا کہ حضرت محمد ﷺ سچے رسول اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی نصیب ہوئی کہ جس طرح انہوں نے مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت ورسالت کے تکفیر اور اس کے دشمن ہو کر اسکو اور اسکے مریدوں کو قتل ونابود کیا اسی طرح میں بھی مرزا جی اور انکی جماعت کا دشمن ہوا صرف اس واسطے کہ اسلام کا خیر خواہ ہوں اور اسلام کے دشمنوں اور جھوٹے مدعیان رسالت ونبوت کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ آپ غور

فرمائیں کہ مجھ کو کاذب مدعی کی دشمنی نے کہاں تک پہنچایا۔ اور آپ کو مرزا صاحب کی دوستی میں یہ انعام ملا کہ آپ مسیلمہ کذاب کی امت میں داخل اور اسلام سے خارج ہوئے۔ آپ کے یقین میں میرا شیطان کے برابر ہونا، آپ نے خود ہی ''ہرگز نہیں'' کہہ کر رجوع کر لیا ورنہ عذاب الٰہی آپ پر نازل ہوتا اور میں ایسا جواب دیتا کہ قیامت تک یاد رکھتے۔ مگر جب آپ نے ڈر کر خود ہی رجوع کر لیا اور شیطان کا لقب واپس لے لیا تو اب میرے جواب کی حاجت نہیں۔ **افسوس!** آپ نے مرزا جی سے یہی تعلیم پائی ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کا زعم کہ ان کے الہام قرآن کی مانند خطا سے پاک ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ جب الہاموں کے مضامین خلاف قرآن مجید ہیں جیسے کہ الہام ''انت منی بمنزلة ولدی وانت منی بمنزلة اولادی'' وغیرہ تو خطا سے پاک نہ تھے اگر ایسے الہام خطا سے پاک سمجھے جائیں تو مفتری فی الالہام کس کو کہا جائے گا۔ اگر یہ شیطان کی طرف سے نہ سمجھے جائیں تو آپ ہی انصاف فرما دیں کہ پھر شیطانی الہام کس قسم کے ہوں گے۔ مرزا صاحب کا بلا دلیل کہنا کہ میں اپنے الہاموں کو قرآن کی مانند خطا سے پاک سمجھتا ہوں حجت شرعی نہیں۔ آپ کوئی معیار مقرر کریں جس سے الہام شیطانی اور الہام رحمانی میں تمیز ہو سکے۔ پھر یہ ثابت کرنا ہمارا فرض ہوگا کہ مرزا جی کے الہامات رحمانی نہ تھے اور ان کا یہ کہنا غلط تھا کہ میرے الہام قرآن کی طرح خطا سے پاک تھے۔ آپ کا یہ منطق غلط ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات قرآن کی مانند تھے مگر صرف خطا سے پاک تھے قرآن کی مانند نہ تھے۔ جب مرزا صاحب کے الہامات خطا سے پاک ہیں اور خدا انکو حکم دیتا ہے کہ ''کہو لوگوں کو میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں'' جب اس الہام میں مرزا کو خدا حکم دیتا ہے تو کہو میں اللہ کا رسول ہوں تو پھر وہ ضرور رسول ہیں۔ یا یہ الہام خطا سے پاک نہیں۔

اگر آپ قبول کرتے ہیں کہ الہام خطا سے پاک ہے اور الہام سے رسول ہونا ثابت ہے تو پھر آپ کا بلا دلیل کہ ہم مرزا صاحب کو نبی ورسول نہیں مانتے ابلہ فریبی ہے اور بالکل جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ یا خدا پر جھوٹ کا الزام کہ خدا ایک غیر رسول کو کہتا ہے کہ تو کہہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں حالانکہ وہ رسول نہیں۔ غیر رسول کو کوئی شخص رسول کہے تو وہ جھوٹ ہے اسی طرح خدا بھی اگر ایک غیر رسول کو رسول کہے تو جھوٹا ہے۔ پس یا خدا کو جھوٹا کہو یا مرزا صاحب کو رسول مانو۔

مرزائی صاحب کا جواب (۲):

آنچہ داد است ہر نبی را جام ۔۔۔ داد آں جام را مرا بتمام

ہر ایک نبی کو اسلام کا جام دیا گیا اور حضرت مرزا صاحب کو بھی بوساطت آنحضرت ﷺ وہ کامل دین ملا اس سے مرزا صاحب کا افضل الرسل ہونا ثابت کرنا کسی غبی کا کام ہوسکتا ہے (الخ)۔

جواب الجواب: شکر ہے یہ تو مانا کہ مرزا صاحب کا شعر ہے ورنہ ہمکو تو امید تھی کہ شعر سے ہی انکار کر دیتے یا تحریف کا الزام لگا دیتے جیسا کہ گیتا کے بارے میں کہد یا کہ تناسخ اس میں بعد میں داخل کیا گیا ہے اور گیتا محرف ہے۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ جب گیتا کو اہل اسلام میں سے کسی نے آسمانی کتاب ہی تسلیم نہیں کیا تو تحریف کیسی؟ آپ جام سے مراد اسلام لیتے ہیں، بالکل غلط ہے کیوں اسلام ایک ایسی عام نعمت ہے کہ جو ہر ایک مسلم کو ملی ہے۔ ہر ایک مومن کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والا مسلم ہے۔ اس سے تو مرزا صاحب کی خصوصیت نہ رہی ہر ایک مسلمان کو جام اسلام دیا گیا ہے۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ امت محمدی میں سے صرف میں ہی نبی کا نام پانے کے واسطے مخصوص کیا گیا جس سے معلوم

ہوا کہ وہ خصوصیت نبوت ورسالت کا دعویٰ ہے نہ کہ جام اسلام پانے کا۔

دوم: مرزا صاحب ''حقیقت الوحی، ص ۶۲'' پر فرما چکے ہیں ''میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو دی گئی تھی الخ۔اب بتاؤ آپ کا جواب غلط ہے یا نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ نبیوں اور رسولوں کی نعمت سے میں نے حصہ پایا ہے نبیوں اور رسولوں کی نعمت تو نبوت ورسالت ہی ہے۔ جب تمام نبیوں اور رسولوں کی نعمت جو ہر ایک نبی ورسول کو دی گئی وہ تمام ملا کر مرزا صاحب کو دی گئی تو سب سے افضل ہوئے۔ بلکہ اس جگہ مرزا صاحب نے حضرت خاتم النبیین کی شرط متابعت بھی اُڑادی اور صاف لکھدیا کہ ''خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے'' ہنر تو یہ تھا کہ متابعت کامل کرتے مگر خدا کے فضل سے جب نعمت نبوت پائی تو مرزا صاحب کو نبوت وہبی ہوئی جسکے معنی براہ راست نبوت پانے کے ہیں۔ جب براہ راست نعمت نبوت پائی اور بغیر وساطت محمد ﷺ کے پائی اور ایسی نعمت پائی جو سب نبیوں کی نعمت کا مجموعہ تھا تو مرزا جی سب سے افضل ہوئے یا نہ؟ سوچ کر جواب دو۔

مرزائی صاحب کا جواب(۷): محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک نشان شق القمر اپنی صداقت میں دکھایا اور اسی مخبر صادق نے مہدی موعود کے واسطے دو نشان کسوف وخسوف شمس وقمر کے بطور پیشگوئی بیان فرمائی اس سے حضرت صاحب کی فضیلت کس طرح نکل آئی؟ الخ

جواب الجواب: مرزا صاحب کا شعر غور سے پڑھو شعر

له خسف القمر والمنير و ان لی　　　خسفا القمران المشرقان أتنكره

یعنی محمد ﷺ کے لئے صرف چاند کو گہن لگا تھا اور تحقیق میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو

گہن لگا۔اب تو کیا انکار کرے گا۔شعر کے یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ مرزائی صاحب کا جواب بالکل غلط ہے کیونکہ جب مقابلہ صفات میں کیا جاتا ہے توجس کی صفات حسنہ زیادہ ہوتی ہیں وہی افضل سمجھا جاتا ہے۔کم صفات والے سے۔اب غور کرو جب فقط چاند گہن لگنا باعث فضیلت محمد ﷺ تھا جوایک ہی فضیلت تھی۔مگر جب مرزاجی کیلئے چانداور سورج دونوں کوگہن لگے تو دو فضیلتیں ظہور میں آئیں۔جسطرح خود آپ نے بھی اقرار کیا ہے کہ محمد ﷺ کے واسطے ایک نشان شق القمر کا ظاہر ہوااور یہ معجزہ تھااور باعث فضیلت تھااور مرزاصاحب کے وقت دونشان ظاہر ہوئے۔یعنی چانداور سورج دونوں کو بطور معجزہ گہن لگا تو ثابت ہوا کہ محمد ﷺ کی فضیلت کے واسطے اگرایک معجزہ ظاہر ہوا تو مرزاصاحب کے واسطے دونشان بطور معجزہ ظاہر ہوئے۔جس سے روزِ روشن کی طرح مرزاصاحب کی فضیلت (نعوذ باللہ) محمد ﷺ پر ثابت ہوئی جس طرح دوکوایک پر فضیلت ہے اسی طرح مرزاجی کو محمد ﷺ پر فضیلت ہوئی یہ نہ فقط فضیلت بلکہ محمد ﷺ کی مرزاجی نے سخت ہتک کی کہ اپنی فضیلت ظاہر کرنے کے واسطے حضرت محمد ﷺ کے معجزہ شق القمر سے انکار کر کے اسکا نام گہن (خسف) رکھا حالانکہ شق کے معنی گہن کسی طرح درست نہ تھے۔چاند کا شق ہونا اور بات ہے اور گہن لگنا اور۔دیگر گہن تو چاند کو ہمیشہ لگتا ہے اگر شق القمر کو چاند گہن کہا جائے تو معجزہ شق القمر سے انکار ہوا۔مرزاجی نے اپنی فضیلت جتانے کے لئے شق القمر کو چاند گہن کہا اور پھر مسلمان؟

افسوس!

مرزائی صاحب کا جواب (۸): پیر بخش کا یہ اعتقاد معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو خدا کی شکل میں خواب۔۔۔۔۔۔۔نہیں دیکھ سکتا۔سنئے ماسٹر صاحب! قرآن مجید میں آپ نے کبھی اس آیت کو بھی پڑھا ہے یا نہیں ”**قل یا عبادی الذین اسرفوا علی**

انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا‘‘۔فرمایئے! یہ خدا کے بندے ہیں یا محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ یہ عبدہ کو حکم ہوتا ہے کہ لوگوں کو کہواے میرے بندو! آپ کی معیار سے اس سے بڑھ کراور کیا خدائی کا دعویٰ ہوگا‘‘۔

جواب الجواب: اگر یہی قرآن دانی اور حقائق ومعارف مسیح موعود لایا ہے تو پھر اسلام کا خدا حافظ۔ انسان کے خدا ہونے کا قرآن مجید سے خوب استدلال کیا ہے۔ اب تو اس آیت کو پیش کر کے ہر ایک جاہل مشرک خدائی کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ کیونکہ خدا نے یا عبادی رسول اللہ ﷺ کو فرمایا۔ مگر افسوس آپ نے یہ نہ سمجھا کہ یہ تو حضرت محمد ﷺ کو حکم خداوندی ہوتا ہے کہ قل یعنی اے محمد ﷺ آپ میری طرف سے میرے بندوں کو کہو کہ ’’اے میرے بندو‘‘ نہ کہ خود خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) شرک وکفر کا حکم دیتا ہے کہ ’’اے محمد تم اپنے بندوں کو کہدو‘‘ مرزائی صاحب کا استدلال تب درست ہوتا جب آیت میں ’’محمد اپنے بندوں کو کہہ دے۔ ہوتا۔ مگر وہاں تو صاف ’’قل‘‘ لکھا ہے۔ یعنی ’’اے محمد میرے بندوں کو کہہ دو‘‘۔ ایک بادشاہ اپنے افسر کو لکھتا ہے میری رعایا کو کہدو میرے حکم مانے‘‘ تو اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ رعیت اس افسر کی رعیت ہے۔ اسی طرح جب حضرت محمد ﷺ کو خدا فرماتا ہے کہ اے محمد کہو کہ ’’اے میرے بندو‘‘ یعنی اے خدا کے بندو۔ نہ کہ محمد کے بندو۔ اس سے یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ خدا نے جو محمد ﷺ کو ’’قل‘‘ فرمایا کہ کہدو اے محمد تیرے بندو اس سے محمد کے بندے مراد ہے۔ کوئی باحواس انسان اسے خوش فہمی نہیں کہہ سکتا سوائے مرزائی صاحب کے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ع بریں علم و دانش بباید گریست

خدا تعالیٰ چونکہ {لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ} ہے لہٰذا خواب میں کوئی شخص اپنے آپ کو

خدا نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ واجب الوجود ہستی ممکن الجود ہستی میں تنزل کر کے انسان کو خدا نہیں بنا سکتی اسکے لئے کوئی شرعی دلیل ہونی چاہیے کوئی آیت قرآن شریف یا حدیث نبوی دکھاؤ۔ محمد ﷺ نے بھی اپنے آپ کو خدا دیکھا اور خالق زمین وآسمان اور انسان بنے تو وہ حدیث پیش کرو بلا دلیل دعویٰ مقبول نہیں۔

مرزائی صاحب کا جواب (۹): انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون یہ حضرت مرزا صاحب کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی شان میں الہام ہے......(الخ)

جواب الجواب: یہ مہمل جواب ہے۔ اس جواب سے تو آپ نے مرزا صاحب کی تمام عمارت گرادی۔ یعنی یہ قرآن مجید کی آیت صرف مرزا صاحب پر یونہی بے معنی دوبارہ نازل ہوئی۔ مرزا صاحب اس کے مخاطب نہیں صرف عادت کے طور پر قرآن مجید کی آیات مرزا صاحب کی زبان پر جاری ہوتی تھیں۔ حقیقت کچھ نہ تھی۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی نظیر آپ نے غلط دی ہے کیونکہ وہ دعا سکھائی گئی ہے۔ سوچ کر جواب دو۔ اس سے تو ثابت ہوا کہ دوسری آیات بھی جیسا کہ {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ} جو مرزا صاحب کو الہام ہوئی اس میں بھی مرزا صاحب مخاطب نہ تھے۔ یہ آیت بھی مرزا صاحب کی زبان سے حضرت عیسیٰ کی شان میں الہام ہوئی۔ اور مرزا صاحب مسیح موعود اور ابن مریم غلطی سے اپنے آپ کو سمجھتے تھے کیونکہ قرآن مجید کی آیات بے معنی ان پر الہام ہوتی تھیں۔

دوم: آپ کا اعتقاد صرف اسی آیت کی نسبت ہے یا دوسری آیتوں کی نسبت بھی یہی اعتقاد ہے۔ اگر دوسری آیات بھی بے معنی الہام ہوتی تھیں تو پھر مرزا صاحب کو یہ زعم غلط ہوا کہ میں مریم ہوں اور ابن مریم ہوں۔ کیونکہ یہ الہام بھی کہ ”یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة“ (الخ)، ”انما امرک“ (الخ)، کی طرح مرزا صاحب کی زبان سے مریم کی شان

میں ہے۔اور ایسا ہی مرزا صاحب کا فرمانا کہ اب خدا نے میرا نام محمد رکھا ہے غلط ہوا کیونکہ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق"...(الخ) حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان میں الہام ہوئی۔آپ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔جب خدا متکلم ہے اور مرزا صاحب مخاطب اور کاف خطاب کا موجود ہے تو پھر خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ اے مرزا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے پس کہدے ہوجا وہ ہوجائے گی۔ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہوسکتا۔ہاں یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ آیت مرزا صاحب پر الہام نہیں ہوئی اور نہ دوبارہ نازل ہوئی۔صرف دوسرے مسلمانوں کی طرح عالم خواب مین انکی زبان پر جاری ہوئی اور مرزا صاحب کی یہ غلطی تھی کہ وہ اسکو الہام جانتے تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے تھے اور زعم کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان سے باتیں کرتا ہے وہ غلطی پر تھے کہ ان آیات کو دوبارہ نازل شدہ سمجھتے تھے۔اس جواب سے تو آپ نے مرزائیت کا بیڑا ہی غرق کردیا ہے۔

مرزائی صاحب کا جواب (۱۰): یریدون ان یروا طمثک پر تمسخر اُڑایا ہے۔ ماسٹر صاحب مرزا صاحب کا حیض تو آپ نہ دکھا سکے بلکہ اس جگہ آپ کا حیض ظاہر ہوگیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مؤمنوں کو دو قسموں میں تقسیم کرکے انکو دو عورتوں سے تشبیہ دی ہے ایک مؤمن تو فرعون کی بیوی کی مانند ہیں اور دوسرے مریم صدیقہ کی مانند۔ اور یہی دوسری قسم کے مؤمن ہیں جو مریم کی طرح اپنے فروج کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں کے اندر اطفال اللہ کی روح پھونکی جاتی ہے"......(الخ)

جواب الجواب: بلا دلیل آپ کی جو مرضی ہو کہہ دیں اسکی کچھ وقعت نہیں میرا حیض ظاہر کرتے کرتے خود ہی اپنے مرشد کا حیض ظاہر کردیا اور قرآن مجید کی آیت {وَ ضَرَبَ اللّٰہُ

مَثَلًا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (الخ)}، {وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (الخ)} سے مرزا صاحب کا صاحبِ فرج اور صاحب حیض ہونا ثابت کر دیا۔ پس حیض اسی کو آ سکتا ہے جس کو فرج ہو۔ میں تو خدا کے فضل سے نہ تو صاحب فرج ہوں اور نہ صاحب حیض۔ پس آپ نے اپنے مرشد کی حمایت کر کے قرآن مجید کی آیات پیش کر کے انکو صاحب فرج وحیض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ **شرم**! اسلام کی بیخ کنی کے واسطے بھی حقائق و معارف جو مسیح موعود نے پیش کئے اور آپ کو سکھائے کافی ہیں۔ غیر مذہب والے ایسے حقائق و معارف سن کر اسلام کے حق میں کیا کہیں گے۔ اور نواب واجد علی شاہ سابق والی لکھنو جس کو حیض آتا اور بچہ پیدا ہوتا تھا کیوں نہ سچا سمجھیں گے جبکہ بقول آپ کے مومنوں کو حیض آنا نص قرآنی سے ثابت ہے

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

اول: تو میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اور صحابہ کرام و مفسرین میں سے بھی کسی ایک نے قرآن شریف کی ان آیات سے یہ مطلب سمجھا، سمجھایا، یا صرف مرزا صاحب کی ہی ’’ایجاد بندہ اگرچہ سراسر خیال گندہ ہے‘‘ اگر کسی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ مردوں کو امراۃ فرعون اور مریم صدیقہ کی طرح فرج عنایت کی جاتی ہے اور اس فرج سے انکو خون حیض آتا ہے اور پھر وہ خون حیض بستہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا طفل اس سے پیدا ہوتا ہے تو دکھاؤ ورنہ ایسے ایسے باطل عقائد کے اظہار سے شرم کرو۔

دوم: یہ تشبیہ جو اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو دی ہے تو اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جس طرح فرعون نے اپنی مومنہ بی بی کو عذاب دیئے اور اس نے صبر سے تمام عذاب برداشت کئے اور دین حق سے منہ نہ موڑا اسی طرح مومن مردوں اور عورتوں کو جو تکالیف بباعث

ایمان لانے کے پہنچائی جاتی ہیں۔فرعون کی بیوی کی طرح وہ انہیں برداشت کریں اور صبر سے ایمان پر مضبوط رہیں۔ یہ نہیں کہ مومن مردوں کو اس تشبیہ سے خدا تعالیٰ فرج اور حیض اور طاقت تولد تناسل بھی دے دیتا ہے۔تمام دنیا جانتی ہے کہ تشبیہ میں صرف ادنیٰ اشتراک مشبہ کا مشبہ بہ کے ساتھ فقط وجہ شبہ میں ہوتا ہے نہ کہ من کل الوجوہ مماثلت تامہ ہو جاتی ہے۔اگر زید کو شیر سے تشبیہ دی جائے تو وجہ شبہ قوت ہے جسمیں زید کو شیر کے ساتھ اشتراک ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ شیر کے ساتھ زید کو تشبیہ دیگر شیر کی طرح زید کے پنجے اور دم اور چار ٹانگیں بھی تجویز کی جائیں یا درندگی اور خوانخواری کا ہونا اس میں تسلیم کیا جائے۔وجہ شبہ میں مرزائی ہمیشہ دھوکہ دے کر مشبہ کو عین مشبہ بہ تصور کر لیتے ہیں۔اس تشبیہ امراۃ فرعون میں خدا تعالیٰ نے صبر وتحمل کی وجہ شبہ میں تشبیہ دی ہے نہ کہ مومن مرد سچ مچ عورتیں بن جاتے ہیں۔اور بچے جنتے ہیں۔ایسا ہی مریم صدیقہ سے ان مومنوں کو تشبیہ دی ہے کہ جو اپنے آپ کو نفسانی شہوات سے روکتے ہیں۔اس میں وجہ شبہ عصمت ہے یعنی صرف پارسائی اور تحفظ فروج میں ان مؤمنوں کو مریم صدیقہ سے اشتراک ہے نہ کہ جو مرزائی صاحب سمجھے۔کہ وہ مفرج ہو جاتے ہیں اور اس میں روح القدس کی مدد سے نفخ روح ہوتی ہے۔تشبیہ صرف عصمت اور پارسائی میں ہے اور اسی قدر اشتراک مومن کا مریم صدیقہ سے ہے۔ بالکل مضحکہ خیز اور فاسد عقیدہ ہے کہ مومن مرد مریم صدیقہ کی طرح حاملہ ہوتا ہے اطفال اللہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔مرزا صاحب کا یہ فقرہ کہ اب حیض نہیں بن گیا ہے ظاہر کرتا ہے کہ یہ روحانی کھیل نہیں جسمانی ہے۔کیونکہ خون حیض جس وقت بچہ بنتا ہے جس وقت مرد کا پانی اس میں ملے۔آگے ہمیں ادب وتہذیب اجازت نہیں دیتے کہ علم طب کے مطابق تشریح کر کے مرزا صاحب کا حاملہ ہونا اور ان سے خدا کا بچہ پیدا ہونا بیان کریں۔عاقلاں خود

میدانند کہ خدا کا پانی کہاں گرا، خدا زادہ کس طرح پیدا ہوا۔ اور عجب یہ کہ خدا کا یہ فعل بچہ جمانے کا اس وجود نے جسکو وہ الہام کہہ چکے ہیں کہ **"انت منی بمنزلة اولادی"** یعنی اے مرزا تو ہماری جا بجا ہے۔ جیسے خدا اپنی اولاد کہے پھر خود ہی اسکا خاوند بن کر اس سے اطفال اللہ پیدا کرے کس قدر کفر و بے دینی ہے۔ کیونکہ کسی مذہب میں جائز نہیں کہ کوئی اولاد سے نکاح کرے اور بچے جنائے۔ **شرم!**

یہ اہل اسلام کی بدبختی کا نشان ہے کہ ان میں ایسے ایسے امام زمان اور زنانے موعود پیدا ہونے لگے کہ اسلام کو آماجگاہ اعتراضات بنایا۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نرے مجددوں کی طرح ایک مجدد تھے۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ کسی مجدد نے ایسی فلاسفی بیان کی ہے جو قادیانی فلاسفر نے بیان کی اور خدا کی اولاد اور بال بچے اور بیوی تجویز کی اور تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا۔ **افسوس!** بڑے بڑے بڑے ڈگری یافتہ گریجویٹ بھی نہیں سوچتے دین اسلام کے ساتھ تمسخر ہے بلکہ **"برعکس نہندِ نام زنگی کافور"** ان کفریات اور ہفوات کا نام دلائل و معارف رکھتے ہیں اور جھوم جھوم کر اپنے قابو یافتوں میں سناتے ہیں۔ اخیر میں جواب دینے والے مرزائی نے اپنے پیغمبر کی سنت کے مطابق لعنت اللہ علی الکاذبین پر اپنے غموں کو ختم کر کے ہتھیار ڈال دیئے کہ باقی اعتراضات کا جواب یہی ہے اور لکھا ہے کہ ہم علماء کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ جسکا جواب یہ ہے کہ علماء کی پرواہ مسلمان کرتے ہیں جنکو رسول خدا ﷺ سے ہدایت ہے: **"من اکرم علماء امتی فاکرمنی"** یعنی جس نے میری امت کے علماء کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ جب آپ کو پیغمبر کی عزت نہیں اور رسول الگ بنالیا تو آپ کو علماء کی کیا پرواہ ہے۔ اگر علماء کی پرواہ نہیں تو اپنی تحریر کا تو جواب دینا تھا۔ اس واسطے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ سوالوں کو پھر

درج کریں تا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ مرزائی صاحبان اپنے مخالفین کے سامنے اس طرح عاجز ہیں اور جواب دینے سے کس طرح گھبراتے ہیں۔ یہ وہ سوالات ہیں جنکا جواب مرزائی نہیں دے سکے:

۱......کیا مرزا صاحب آپ کے اعتقاد میں سچے صاحب وحی تھے یعنی انکی وحی تورات وانجیل وقرآن کی مانند تھی کہ جس کا منکر جہنمی ہوتا ہے؟

۲......جو جو الہام مرزا صاحب کو ہوئے کیا آپ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتے ہیں؟

۳......کیا مرزا صاحب کے الہامات کو وساوس شیطانی سے پاک یقین کرتے ہیں؟

۴......کیا مرزا صاحب کے کشوف سچے اور منجانب اللہ تھے؟

۵......شیطانی الہامات اور شیطانی کشوف کی کیا علامات ہیں؟

۶......مرزا صاحب نے جو حقیقت الوحی، ص ۲۱۱ پر لکھا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر۔ کیا آپکا بھی یہی ایمان ہے؟

۷......اگر مرزا صاحب کے عقائد علمائے اہلسنّت والجماعت والے تھے اور آپ کے بھی ہیں تو پھر مسلمانوں کے ساتھ مل کر نمازیں کیوں نہیں پڑھتے؟

یہ سوالات صفحہ ۷ پر تھے اور اخیر فتویٰ احمدیہ صفحہ ۸۲ کی عبارت نقل کر کے پوچھا تھا کہ جب آپکو مرزا صاحب کا حکم ہے جس ملک میں جاؤ تمہارا فرض ہے کہ مرزائیت کی تبلیغ کرو۔ تو پھر آپ کس اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں؟ مگر آپ نے ان سوالات کا جواب نہیں دیا۔ اب جواب دیں۔

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۰ء

بحث مجدد اور کذبِ مرزا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادران اسلام! واضح ہو کہ مرزا صاحبان کی طرف سے اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ اس کا نام بتاؤ۔ اگر نہ بتا سکو تو مرزا جی کے تابع ہو جاؤ جنہوں نے دعویٰ مجدد ہونے کا کیا ہے۔ چنانچہ آج کل شہر فیروز پور سے ایک کھلی چٹھی بنام مولوی مختار احمد صاحب میرٹھی حال مقیم فیروز پور شائع ہوئی ہے۔ جس کے اخیر لکھا ہے کہ آپ یا کوئی اور شخص جسکی نظر سے یہ چھٹی گذرے جواب دے۔ سوالات یہ ہیں:

۱......آپ کے نزدیک مجدد وقت کو تلاش کرنا کیوں ضروری نہیں؟ اگر عقلی دلائل کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو کیا آپ آنحضرت ﷺ کا فرمان ”من لم یعرف امام زمانہ فقد

مات میتة الجاهلیة'' یعنی جس شخص نے اپنے زمانے کے امام کونہیں پہچانا تحقیق وہ جہالت کی موت مرا۔ (دیکھو درجات امت صفحہ ۸۲) ۔آپ کواس مسئلہ میں توجہ کرنے کیلئے مجبورنہیں کرتا؟

۲......آیا ان لوگوں نے جن کے نام آپ نے بطور مجدد پیش کئے تھے خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یالوگ ان کومجدد بناتے ہیں؟

جواب ۱: آپ کا سوال اور بحث مجدد پر تھی اگر آپ نے جو منصب امامت سے حدیث نقل کی ہے کہ من لم یعرف امام زمانه (الخ) یہ غلط پیش کی ہے کیونکہ امام اور مجدد میں فرق ہے مجدد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان اللہ یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها'' یعنی ہرصدی کے سر پر اللہ تعالیٰ اس امت میں ایک ایسا شخص پیدا کیا کرے گا جو مسلمانوں کے دین کوتازہ کردیا کریگا۔

(دیکھو سنن ابی داؤد، ومستدرک حاکم وبیہقی)۔

اور آپ نے مجدد صاحب سرہندی وشاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کا خود ہی نام لیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص مجدد ہونے کا دعویٰ کرے اور اس میں صفات مجدد نہ ہوں تو وہ ہرگز مجدد نہیں ہوسکتا۔ جس طرح ایک ہجڑا رستم نہیں ہوسکتا چاہے وہ لاکھ دعوے کرے کہ میں رستم ہوں۔ یا ایک کنجوس بخیل حاتم طائی نہیں ہوسکتا چاہے کروڑ دعوے کرے کہ میں حاتم زماں ہوں۔ اگر اول الذکر میں شجاعت اور ثانی الذکر میں سخاوت نہ ہوتو وہ ہرگز ہرگز رستم وحاتم نہیں مانے جاسکتے۔ اسی طرح اگر مدعی مجددیت میں مجدد کے صفات نہ ہوں تو وہ ہرگز مجدد نہیں ہوسکتا چاہے لاکھ دعوے کرے کہ میں مجدد زماں ہوں۔ کیونکہ اس پر تمام عقلاء کا اتفاق ہے کہ دعوے بلادلیل کبھی منظور نہیں ہوسکتے۔ پس سب سے پہلے مسلمانوں کا فرض ہے کہ مجدد کی تعریف اور صفات سے واقف ہوں۔ جب صفات مجدد مدعی میں پائی جائیں تو

وہ دعویٰ میں سچا سمجھا جائے اور جس مدعی میں صفات مجدد نہ پائی جائیں اس کو جھوٹا سمجھیں۔ یہ غلط ہے کہ مجدد خود دعویٰ کر کے مجدد بن جاتا ہے۔ بلکہ علماء امت اس کو سرآمد علماء روزگار دیکھ کر اور ناقد احادیث سمجھ کر اسکو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ (دیکھو مجالس الابرار)

مجدد کی صفات

۱......ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک صدی کے سر پر امت میں سے ایک شخص مبعوث فرمایا کرے گا کہ وہ دین کو تازہ کیا کرے گا۔ پس پہلی صفت مجدد کی یہ ہے کہ صدی کے سر پر ہو اور دوسری صفت یہ ہے کہ دین کو تازہ کرے۔ یعنی وہ دین جو محمد ﷺ اور صحابہ کرام کے وقت تھا اسی دین کو تازہ کرے اور بدعات جو دین میں داخل ہوگئی ہوں ان کو دور کرے۔

۲......ابن حجر عسقلانی نے مجالس الابرار میں فرمایا ہے کہ مراد ہر صد سال سے ابتداء سو سال ہجری سے ہے اور تجدید سے مراد احیائے دین یعنی عمل کتاب وسنت ہے اور حکم کرنا ہر دونوں کے مطابق ہے۔

پس جس شخص میں یہ صفت پائی جائے وہ مجدد ہے اور جس میں یہ صفت نہ پائی جائے وہ ہرگز مجدد نہیں ہوسکتا چاہے وہ کتنا بڑا عالم ہو۔ اور یہ بھی ضرور نہیں کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے واسطے صرف ایک ہی شخص مجدد کافی ہو۔ ہر ایک زمانہ میں مختلف ولایتوں میں کئی ایک مجدد ہوئے ہیں کیونکہ ”من“ کا اطلاق واحد اور متعدد دونوں پر ہوتا ہے اسلئے ہر ایک ملک اور شہر اور ولایت میں ہر ایک زمانہ میں مجدد ہوتے رہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صدرِ اول سے اپنے زمانہ اور اپنے زمانہ سے متاخران اس زمانہ تک ہر ایک مجدد کا نام بقید ولایت تحریر فرمایا ہے۔ یعنی ان میں سے بادشاہ بھی ہیں۔

اور یہ مجدد اقطارِ عالم میں سے ہر ایک قطر ارض میں گذرے ہیں۔ کیا عرب اور کیا عجم اور ہر ایک فن کا مجدد گذرا ہے۔ مثلاً شیخ احمد سرہندی مجدد مسلک صوفیہ سے گذرے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مجدد تقدیم سنن بر فقہ اور ایسا ہی اصحاب کتب صحاح ستہ اپنے اپنے زمانہ میں مجدد گذرے ہیں۔

غرضیکہ بشارت تجدید بر سر ہر صدی حدیث کے مطابق ہے اور حدیث میں تجدید کے معنی خدا اور رسول نے فرما دیئے ہیں کہ زندہ کرنا کتاب اور سنت کا ہے۔ اور مراد تجدید سے نفی تحریف غالین وابطال مبطلین وتاویل جاہلین ہے۔ مبطلین سے مراد علمائے فلسفہ اور انکے پیرو ہیں کیونکہ انہوں نے باوجود دعویٰ اسلام کے حکمت اور معقول کو شریعت میں ملا دیا ہے اور خالص دین کو باطل کے ساتھ ملاتے ہیں اور بہت اعتراض کرتے ہیں۔ اور جاہلین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ جھوٹی تاویلیں کر کے یہ چاہتے ہیں کہ نص صریح کو اصلی مطلب سے پھیر کر اپنے مطلب کے موافق کر لیتے ہیں اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے: **''لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة''** (رواہ الترمذی)۔ یعنی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ جماعت وہی ہے جو کہ کتاب و سنت پر قائم رہے گی اور بدعات سے بچی رہے گی۔ اب ثابت ہوا کہ مجدد وہی ہے کہ جو دین کو تازہ کرے۔ اور تازگی دین کی یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے مطابق مجدد کا قول وفعل ہو۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ مدعی کا قول وفعل دیکھیں اگر وہ کتاب اور سنت کے موافق ہے تو قبول کریں ورنہ مدعی کے دعوے کا بہت زور سے ردّ کریں۔ یہ بالکل غلط راستہ ہے کہ جو مدعی ہو اسی کو مان لو چاہے اسکا دعویٰ سچا ہو یا جھوٹا۔ کیونکہ مدعی سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے۔ یہ بالکل نامعقول دلیل ہے کہ اگر سچا مدعی ہم کو معلوم نہیں تو آنکھیں بند کر کے

جھوٹے مدعی کے ہی پیرو ہو کر وارث جہنم بنیں

کس نیاید بزیر سایۂ بوم   در ہما از جہاں شود معدوم

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر سچا مدعی (جو بمنزلہ ہما کے ہے) نہ بھی ملے تو اُلو کے سایہ کے نیچے نہ آنا چاہیے۔ یعنی خواہ مخواہ جھوٹے مدعی کو نہ ماننا چاہیے۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ جو سچے مدعی اور جھوٹے مدعی میں فرق نہ کرے اور بلا سوچے سمجھے اس کا مرید ہو جائے تو وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سچے اور جھوٹے مدعی میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟ اور سچا وجھوٹا پہچانا کیونکر جائے؟ اس کا جواب خود مخبر صادق ﷺ نے دے دیا ہے **"من یجدد لھا دینھا"** یعنی وہ مدعی سچا ہے جو کہ دین محمدی کو از سر نو تازہ کرے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ حسب ارشاد نبوی سچے اور جھوٹے مدعی کی جانچ پڑتال کریں۔ چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ صدی کے سر پر مرزا صاحب سے پہلے محمد احمد سوڈانی نے ۱۸۸۱ء میں کیا ہے۔ (دیکھو عسل مصفی، ص ۱۵۰)۔ اور کامیاب بھی ایسا ہوا کہ سلطنت قائم کر لی۔ اسی صدی میں ملاسمالی لینڈ، مہدی جاوا، مہدی الجیریا وغیرہم مدعی ہوئے۔ اور ہندوستان میں اسی صدی میں مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مہر علی رحمۃ اللہ علیہ اس صدی چودھویں کے مجدد مانے گئے۔ غرض کہ متفرق ملکوں میں مختلف شخصوں نے مجددیت و مہدیت کا دعویٰ کیا اور مانے گئے۔ مگر چونکہ بحث مرزا جی قادیانی اور انکے دعاوی پر ہے۔ اس لئے فی الحال ہم کو دوسرے مدعیان سے کچھ بحث نہیں۔ صرف مرزا جی کے افعال واقوال کا امتحان حدیث نبوی کے مطابق کرتے ہیں۔ اگر اس امتحان میں مرزا جی پاس ہو گئے تو انہیں مجدد مان

لیا جائے گا۔ اور اگر مرزا جی کے افعال واقوال سے بجائے دین محمدی کو تازہ کرنے کے ثابت ہوگیا کہ دین محمدی کو ہلاک کرنے والے تھے تو پھر انکے جھوٹے ہونے میں کوئی شک نہ ہوگا۔ اب ہم ذیل میں مرزا جی کے وہ الہامات جن پر انکے دعویٰ کی بنیاد ہے درج کرتے ہیں اور مرزائی دوستوں سے انصاف چاہتے ہیں کہ یہ مجددانِ دین کا حال ہے یا دشمنانِ دین مبین کا؟

مرزا جی کا الہام، ۱...... ''رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''۔

مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ میں حقیقت روحانی کی رو سے کرشن ہوں جو ہندو مذہب کا راجہ اور اوتاروں میں سے بڑا اوتار تھا۔ (دیکھو لیکچر سیالکوٹ، مصنفہ مرزا جی مورخہ ۲ ادسمبر ۱۹۰۲ء)

یہ ہندوؤں کے اوتار کا مسئلہ جس کی تصدیق مرزا جی نے خود کرشن جی کا اوتار بن کر کی اس میں ہندو مذہب کی تجدید ہوئی نہ کہ دین محمدی کی۔ لہٰذا مرزا جی دین محمدی کے مجدد نہیں ہو سکتے۔

مرزا جی کا الہام، ۲...... ''برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں''۔ (دیکھو حقیقت الوحی، مصنفہ مرزا جی ص ۹)۔ بتاؤ کوئی مجدد برہمن اوتار ہوا ہے؟ یہ دین محمدی کی ہلاکت ہے کہ تجدید؟

مرزا جی کا الہام، ۳...... ''تو ہی آریوں کا بادشاہ''۔ (دیکھو حقیقت الوحی، مصنفہ مرزا جی ص ۸۵)۔ یہ تینوں الہام مرزا جی کو ہندو مذہب کا پیرو بناتے ہیں۔ کیونکہ مرزا جی نے خود ایک اصول مقرر کیا ہے کہ میں متابعت تامہ محمد رسول اللہ ﷺ سے عین محمد بن گیا ہوں اور فنا فی الرسول کے مرتبہ تک پہنچ کر خود رسول بن گیا ہوں۔ میرا دعویٰ نبوت خاتم النبیین کے برخلاف نہیں۔ اور اسی اصول کے مطابق مرزا جی کرشن جی مہاراج کے پیرو ثابت ہوئے کیونکہ انہوں نے اوتار کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کرشن جی مہاراج ہندو تھے تو مرزا جی بھی فنا

فی الکرشن ہوکر ہندو ہوئے جب ہندو ہوئے تو تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر ثابت ہوئے اور قیامت کا منکر کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ پس مرزا جی کا مجدد ہونا تو درکنار وہ مسلما ہی نہ رہے۔ یا بتاؤ کہ فلاں مجدد نے بھی کرشن ہونے کا دعویٰ کیا؟

مرزا جی کا الہام، ۴...... جو انکو عیسائی بناتا ہے "انت منی بمنزلة ولدی" (حقیقت الوحی، ص۸۶)۔ یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جابجا ہے۔ اس الہام سے مرزا جی نے بجائے تجدید دین محمدی کے دین عیسوی کی تجدید کی اور جس ابن اللہ کے مسئلہ کو بانی اسلام ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین نے مٹایا تھا اسے سوا تیرہ سو برس کے بعد مرزا جی نے خود ابن اللہ بن کر زندہ کردیا اور قرآن کریم کی آیت کی صریح مخالفت کی جن میں لکھا ہے کہ خدا کسی کو اپنا بیٹا نہیں بناتا اور وہ بیٹا یا باپ ہونے سے پاک ہے۔

مرزا جی کا الہام، ۵...... جو مرزا جی کو رسول بناتا ہے: "قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا" یعنی کہو اے مرزا کہ لوگوں میں اللہ کا رسول ہوکر تمہاری طرف آیا ہوں۔ (دیکھو اخبار الاخیار ص ۳، مصنفہ مرزا جی)۔ مدعی نبوت ورسالت تو خارج از امت ہوتا ہے اور اس پر اجماع امت ہے۔ **"من اعتقد وحیا من بعد محمد ﷺ کان کافرا باجماع المسلمین"** (دیکھو فتاویٰ ابن حجر مکی)۔ یعنی جو شخص وحی اور نبوت کا دعویٰ بعد محمد ﷺ کرے وہ اجماع مسلمین سے کافر ہے۔ یعنی اسلام کے سب فرقوں کے نزدیک وہ کافر ہے۔ مرزائی صاحبان غور فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیلمہ کذاب کے دین کی تجدید کی یا دین محمدی کی؟ مسیلمہ پر تو حضور ﷺ نے خود کفر وقتال کا فتویٰ دیا تھا۔ اگر مجدد کے یہی کام ہیں تو مولانا روم نے کئی سو برس پہلے ہی لکھ رکھا ہے۔

کارِ شیطاں میکند نامش ولی   گر ولی ایں است لعنت بر ولی

کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ کسی مجدد نے رسالت کا دعویٰ کیا؟

مرزا جی کا الہام، ۶...... جو مرزا جی کو خدا کی بیوی بنا تا پھر ان سے اطفال اللہ پیدا ہونے ثابت کرتا ہے۔ "یریدون ان یروا طمثک" یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپا کی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے...... (الخ)۔ (دیکھو تتمہ حقیقت الوحی، ص ۱۴۳)

اب مسلمان خود فیصلہ کرلیں کہ جس کے حیض سے اطفال اللہ پیدا ہوں وہ یقینا خداوانی یعنی خدا کی بیوی ہوگی۔ یہ ہے تجدید دین محمدی جو مرزا جی نے کی! اور یہ ہے احیائے سنت جو چودھویں صدی کے مجدد نے کر کے اسلام پر دوسرے مذاہب کو ہنسایا!

افسوس! عمل تو نہیں دیکھا جاتا اور بلا دلیل مجدد مجدد کہہ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ اگر سچا مجدد نہ ملے تو حیض والے مجدد کو مان لو۔ جب مرزا جی میں مجددی اوصاف نہیں بلکہ انکے افعال واقوال سے ان کا شرک اور کافر ہونا ثابت ہے تو پھر انہیں مجدد ہونا کس طرح مانا جا سکتا ہے۔

دعوے اسلام کفر کی باتیں ساری شیطان کی ہیں یہ گہاتیں

جس مرزائی اشتہار کا ابتداء رسالہ میں حوالہ دیا گیا ہے اس میں مرزائی مشتہر نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا خود ہی نام لکھا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مرزا جی اور مجدد الف ثانی کے عقائد کا مقابلہ کیا جائے تا کہ طالبانِ حق پر صداقت ظاہر ہو۔ مقابلہ میں اگر مرزا جی کے اور مجدد صاحب کے عقائد یکساں ہوئے تو مرزا جی بھی مجدد۔ اور اگر برخلاف ہوئے تو پھر دونوں مجددوں میں سے وہی حق پر ہوگا جسکے عقائد کتاب وسنت کے

معیار سے برابر اتریں۔اب سنئے!

مرزا جی کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور آنے والا مسیح میں ہوں۔(دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲)۔الہامی عبارت ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اسکے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے''۔مجدد صاحب الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہی بجسد عنصری آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل فرمائیں گے۔اصل عبارت مترجمہ یہ ہے ''جب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے'' (صفحہ ۳۶، مکتوب ۱۷، دفتر سوم اردو)۔ چونکہ مجدد صاحب سرہندی اور مرزا صاحب میں اختلاف ہے اور اس واسطے مسلمانوں کا فرض ہے کہ دونوں کے اقوال وعقائد کو کتاب یعنی قرآن اور سنت یعنی حدیث پر پیش کریں۔مجدد صاحب کا قول قرآن اور حدیث کے موافق ہوگا تو مجدد صاحب سچے اور اگر مرزا جی کا کلام کتاب وسنت کے موافق نہ ہوگا تو مرزا جی ہرگز ہرگز اپنے دعویٰ میں سچے نہ ہونگے۔کیونکہ امت محمدی میں صحابہ کرام سے لے کر تبع تابعین تک کسی ایک کا بھی مذہب نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور انکا نزول بروزی رنگ میں ہوگا۔مرزا صاحب اور انکے مرید وفات مسیح ثابت کرنے پر زور دیتے ہیں کہتے کہ حضرت ابن عباس وامام مالک کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے۔آگے انکا مذہب نہیں بتاتے حالانکہ انکا مذہب یہ ہے کہ فوت ہوکر پھر زندہ کئے گئے اور اُٹھالئے گئے جیسا انجیلوں میں ہے کہ مسیح تین دن کے بعد زندہ ہوکر اٹھایا گیا۔

قرآن مجید کی آیت {وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ} مجدد

صاحب الف ثانی کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بعد نزول ہوگی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ اسی جگہ مرزا جی "موتہ" کی ضمیر پر ناحق جھگڑا اپنے مطلب کے واسطے کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے اور حدیث ہے بھی بخاری کی جو کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب ہے۔

"عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لایقبلہ احد وتکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا و ما فیہا ثم یقول ابوہریرۃ فاقرأوا ان شئتم {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ}"

ترجمہ: روایت ہے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہونگے پس توڑ دیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی۔ اور ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر ایک اس چیز سے کہ دنیا میں ہے پھر حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اگر اس میں شک کرتے ہو یعنی اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام میں تو پڑھو قرآن کی آیت کہ "نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لائیگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے مرنے عیسیٰ کے اور عیسیٰ ہوگا گواہ ان پر دن قیامت کے۔ (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے)۔ (مظاہر حق جلد ۴، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

غور کرو کہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کا مذہب قرآن اور حدیث کے مطابق ہے اس واسطے سچا ہے۔ اور مرزا صاحب کا مذہب کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور بروزی

رنگ میں مسیح موعود میں ہوں۔ من گھڑت ڈھکوسلہ ہے جیسے کہ مرزا جی سے پہلے کئی ایک کاذب مدعیوں نے دعوے کئے ہیں جنکے نام درج ذیل ہیں:

یحییٰ بن مارس، ابراہیم بزلہ، شیخ □ محمد خراسانی، ایک شخص نے جزیرہ جمیکہ میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا جو حبشی تھا۔ ایک شخص نے سندھ میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ ڈوئی صاحب نے امریکہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ انکی دیکھا دیکھی مرزا صاحب نے بھی کہا کہ عیسیٰ فوت ہو گئے اور میں مسیح موعود ہوں۔ مگر مرزا جی نے اسی ایک دعویٰ پر بس نہ کی بلکہ متعدد دعوے کئے، یعنی مثیل عیسیٰ ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ رجل فارسی ہوں۔ مریم ہوں۔ محمد ہوں۔ ابراہیم ہوں۔ آدم ہوں۔ کرشن ہوں۔ مصلح موعود ہوں۔ مہدی ہوں۔ مجدد ہوں وغیرہ وغیرہ۔ پس ان متعدد دعاوی سے ثابت ہے کہ مرزا جی کا دعویٰ صرف مجدد ہونے کا نہ تھا جو ہر ایک صدی کے سر پر ہوتا ہے کیونکہ مسیح موعود و مہدی بڑے عظیم الشان عہدے ہیں اور علامات قیامت سے ہیں انکے بعد قیامت آ جائے گی۔ اور مجدد صرف امتی ہوتا ہے کسی مجدد نے اپنے آپ کو مسیح موعود و مہدی و کرشن وغیرہ وغیرہ نہیں کہا۔ ہاں یہ چال جھوٹے مدعیانِ نبوت کی ہے جو کہ مرزا جی نے اختیار کی ہے۔ اگر مرزا جی مجدد ہوتے تو مجددوں اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کی چال چلتے۔ لیکن مرزا جی جتنی چالیں چلے ہیں وہ چالیں سب کذابوں اور جھوٹوں کی ہیں مثلاً:

۱..... **متعدد دعاوی کرنا:** یہ چال ''کرمنہ'' کاذب مدعی نبوت کی ہے جو کہ خلیفہ معتمد کے زمانہ میں ہو گزرا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں عیسیٰ ہوں۔ داعیہ ہوں۔ حجت ہوں۔ ناقہ ہوں۔ روح القدس ہوں۔ یحییٰ بن زکریا ہوں۔ مسیح ہوں۔ کلمہ ہوں۔ مہدی ہوں۔ محمد بن حنفیہ ہوں۔

جبرائیل ہوں۔ (دیکھو حرز الخصائص، ص ۱۷۵)

۲...... **نبوت کے دو قسم مقرر کر کے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کرنا:** یہ چال مسیلمہ کذاب کی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ نبوت میں اس طرح شریک ہوں جس طرح موسیٰ کے ساتھ ہارون تھا۔ (دیکھو بستان مذاہب)

۳...... **اپنے شعروں کو معجزہ قرار دینا:** یہ احمد بن حسین کوفی کاذب مدعی نبوت کی چال ہے اپنے عربی شعروں کو معجزہ کہتا تھا۔ ''دیوانِ متنبی'' اسکا مشہور دیوان ہے۔ اسی طرح مرزا جی بھی اپنے اشعار ''اعجاز عیسوی حمامۃ البشریٰ'' کو معجزہ کہتے ہیں حالانکہ کسی سچے مجدد نے اپنے کلام کو معجزہ نہیں کہا۔ **محمد علی باب** بھی اپنے اشعار کو معجزہ کہتا تھا۔ **صالح بن طریف** بھی اپنے کلام کو معجزہ کہتا تھا۔ اور قرآن بنایا تھا۔ **مسیلمہ کذاب** بھی مدعی وحی تھا اور اپنے کلام کو معجزہ کہتا تھا۔ اس نے ''فاروق اعظم'' دو جلدوں میں بنایا تھا۔

۴...... **تکفیر اہل اسلام:** یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ اخرس کذاب کہتا تھا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ خدا اور محمد کو بھی نہیں مانتا۔ سید محمد جونپوری (کاذب مہدی) کہتا تھا ''فمن اتبعنی فھو مومن'' یعنی جو مجھ کو مہدی نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔ مومن وہی ہے جو مجھ سے بیعت کرتا ہے۔ مرزا جی بھی یہی کہتے ہیں کہ جو مجھ کو نہیں مانتا کافر ہے۔ (حقیقت الوحی، ص ۱۶۳)

۵...... **قرآن شریف کے معانی اور تفسیر اپنے رائے سے کرانا اور من گھڑت باتیں بنا کر اپنا مطلب نکالنا:** یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ **مغیرہ** نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ قرآن کی تفسیر اپنے رائے سے کرتا اور مرزا جی کی طرح اپنے مطلب کے معنی بنالیتا۔ چنانچہ عبدالکریم شہرستانی نے اپنی بسیط تصنیف ''الملل والنحل'' میں لکھا ہے کہ مغیرہ کہتا تھا ''وحملھا الانسان انہ

کان ظلوما جھولا'' یہاں ظلوم وجہول سے مراد حضرت عمرو ابوبکر ہیں (نعوذ باللہ نفس بڑے دھوکے دیتا ہے۔) ایسا ہی مرزا جی لکھتے ہیں کہ أخرجت الارض اثقالھا سے مراد انسان اور علوم وفنون کا ظاہر ہونا ہے۔ جو کچھ عمدہ عمدہ دلی ودماغی لیاقتیں وطاقتیں اس میں مخفی ہیں سب کی سب ظاہر ہوجائیں گی...... (الخ)۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۲ حصہ اول)

۶......**رمضان میں چاند وسورج کے گہنوں کو اپنی صداقت کی دلیل بنانا:** یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ۱۷۲ھ و ۱۷۷ھ میں رمضان میں چاند وسورج کو گہن لگے۔ اور عباس مدعی نبوت ومہدویت ہوا۔ ۱۰،۹۱۱ھ میں دونوں گہن ہوئے اس وقت محمد بن عبداللہ مصری مدعی ہوا۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ، ص۔۔۔۔۔)۔ عیسٰی بن مہرویہ کے وقت ۔۔۔۔۔ میں چاند وسورج کو رمضان میں گہن لگا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۸۵)۔ بغرض اختصار اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ایسی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ القصہ یہ کذابوں کا دستور چلا آتا ہے کہ جب کبھی رمضان میں گہن ہوا مہدی بن بیٹھ۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ حضرت مجدد سرہندی یا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے چاند گہن اور سورج گہن کو اپنی صداقت کی دلیل پیش کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کس قدر ظلم عظیم ہے کہ مرزا جی کو مجدد کہا جاتا ہے جبکہ ان میں مجدد کی کوئی صفت نہیں۔ بلکہ مرزا جی نے مسائل باطلہ کو اسلام میں داخل کر کے اسلام کو نشانہ اعتراضات بنایا اور بدعات سے بھر دیا۔ دیکھو ہندوؤں کا مسئلہ اوتار اور بروز ومکون کا مسئلہ فلاسفہ یونان اور عیسائیوں کا مسئلہ ابن اللہ اور تجسم خدا وغیرہ وغیرہ اباطیل داخلِ اسلام کئے۔ مسیح کو صلیب پر لٹکا کر عذاب اسکو دیا جانا تسلیم کر کے کفارہ کی تائید کی۔ اپنی تصویر ذاکر مریدوں کو اسکو رکھنے کی ہدایت کی۔ مسیح کو اجماع امت کے خلاف فوت شدہ مانا۔ رسالت کا دعویٰ کیا۔ بلکہ

لکھا کہ میری وحی میری تعلیم میری بیعت کو مدارِ نجات ٹھہرایا گیا ہے۔ (اربعین ۴ و ۶)۔ جو حدیث میرے الہام کے مطابق نہ ہو رڈی ہے۔ (اعجاز احمدی، ص ۳۰)۔ غرض باوجود اس قدر خرابی وفتنہ پردازی اسلام میں برپا کرنیکے کہا جاتا ہے کہ مرزا جی اس صدی کے مجدد تھے

ع زہے تصور باطل مجھے خیال محال

پیر بخش، سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

ضمیمہ رسالہ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۰ء

قسطنطنیہ کی نسبت پیشینگوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانِ عالم کے دل اس وقت نہایت مغموم اور رنج آلودہ ہیں بلکہ ہر ایک مسلم گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے مگر واضح رہے کہ جب مشیت رب العلمین وحکمِ احکم الحاکمین اسی طرح پر ہے تو پھر کس کی طاقت ہے کہ دم مارے

ما پروریم دشمن و ما میکشیم دوست کس را مجال نیست کہ چون و چرا کند

یہ نشان خداوندی ہے کہ جس نے دولت واقبال کو اپنی مرضی کے مطابق بے قرار

و بے ثبات بنایا ہے اور دائی وابستگی کسی قوم کے ساتھ خصوصیت سے نہیں رکھی ؎

طائر اقبال را ہرگز نہ باشد اعتبار ❁ ایں کبوتر ہر زمان مشتاق بام دیگر است

حضرت مخبر صادق محمد ﷺ نے ان واقعات کا نقشہ ۱۳ سو سال آج سے پہلے ہی کھینچ رکھا ہے اور اپنی امت کی تسلی کے واسطے صاف صاف فرمایا ہوا ہے کہ قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور اسلامی ممالک، کفار آپس میں تقسیم کرینگے۔ ذیل میں وہ پیشگوئی نقل کی جاتی ہے جو شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''علامات قیامت'' میں درج فرمائی ہے تاکہ اہل اسلام امن اور صبر اور تحمل سے کام لے کر وقت کا انتظار کریں اور پختہ ایمان رکھیں کہ جب تین حصے پیشگوئی کے پورے ہوئے تو چوتھا حصہ بھی ضرور پورا ہوگا۔ یعنی جب قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا ہے اور ممالک اسلام تقسیم ہو گئے ہیں تو پیشگوئی کے مطابق قسطنطنیہ پھر مسلمانوں کے قبضہ میں ضرور آئے گا۔ وہ قادر مطلق جس نے تمام کائنات کو صرف ایک امر کن سے عالم عدم سے پیدا کیا اسکی لامحدود قدرت کے آگے کچھ مشکل نہیں کہ مسلمانوں کے اقبال کا زمانہ عود کرے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ اپنے پیغمبر مخبر صادق ﷺ پر ایمان رکھ کر کمال سکون اور حوصلہ سے انتظار کریں اور بے صبری میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے برخلاف ہو۔ وہ پیشگوئی یہ ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامی پر قابض ہونے کے لئے اس طرح مدعو کریں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت ہماری تعداد قلیل ہوگی؟ فرمایا نہیں بلکہ تم اس

وقت کثرت سے ہو گے۔لیکن بالکل ایسے بے بنیاد جیسے رو کے سامنے خس وخاشاک اور تمہارا رعب داب دشمنوں کے دلوں سے اٹھ جائے گا اور تمہارے دلوں میں سُستی پڑ جائے گی۔ایک صحابی نے عرض کیا حضور ﷺ سُستی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم دنیا کو دوست رکھو گے اور موت سے خوف کرو گے۔اس حدیث کو ابوداؤد وامام احمد بن حنبل اور بیہقی کے حوالہ سے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور صحیح ہے۔(حاشیہ مندرجہ ص ۴ علامات قیامت مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مطبوعہ پرنٹنگ ورکس دہلی)۔اگر وقت آ گیا ہے تو اس حدیث کے مطابق ممالک اسلامی کا تقسیم ہونا ضروری تھا جو اس زمانہ میں ہوا۔پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ مخالف فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں آ جائے گا اور پھر لکھا ہے کہ امام مہدی ان مہمات سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ کے لئے کوچ فرمائیں گے۔بحیرۂ روم کے ساحل پر پہنچ کر قبیلہ بنواسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں معین فرمائیں گے۔جب یہ فصیل شہر کے نزدیک نعرہ اللہ اکبر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے منہدم ہو جائے گی۔مسلمان ہلہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔(صفحہ ۷ علامات قیامت)

پس مسلمانوں کو درگاہ رب العالمین سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔جو جو واقعات حضرت مخبر صادق ﷺ نے ظاہر فرما دیئے ہیں وہ ضرور ہونگے۔قیصر وکسریٰ کے خزانوں اور کنگن (کرون) پر مسلمانوں کا قبضہ ہونا رسول پاک ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ اسلام ابتدائی حالت میں کمزور تھا اور عقل ہرگز قبول نہ کرسکتی تھی کہ یہ مومنین کی تھوڑی سی جماعت کس طرح اتنی بڑی جماعت پر غالب آ کر اس کے ملک اور خزانوں پر قابض ہوگی۔مگر مشاہدہ ہے کہ جسطرح مخبر صادق ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح وقوع میں آیا۔تو

اب کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی مخبر صادق ﷺ کا فرمان پورا نہ ہو۔ پس اب بھی جب ہم نے دیکھ لیا کہ چار باتوں میں سے تین باتیں پوری ہوگئی ہیں یعنی ممالک اسلامی بھی تقسیم ہو گئے اور کفار کے دلوں سے رعب داب بھی مسلمانوں کا جاتا رہا قسطنطنیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ تو اب چوتھی بات بھی یعنی ''قسطنطنیہ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام فتح کریں گے'' ضرور پوری ہوگی۔ اور امام آخر الزمان مہدی معہود ضرور قسطنطنیہ واپس لیں گے کیوں کہ جب تین باتیں پوری ہوگئی ہیں تو چوتھی بھی ضرور پوری ہوگی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نہایت حوصلہ اور صبر وتحمل سے وقت کا انتظار کریں ''**مردے از غیب بروں آید و کارے بہ کند**'' پر یقین رکھیں اور درگاہ قاضی الحاجات میں رو کر دعائیں کریں اور حسبِ تعلیم قرآن شریف نماز اور صبر پر عامل ہوں یہ ہماری شامتِ اعمال ہے کہ ہم میں ایسے شخص پیدا ہو گئے جنہوں نے گستاخی اور دلیری سے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا۔ مہدی ومسیح ہونے کی بڑھ ہانکی کوئی یوسف موعود بنا کوئی کرشن بنا۔ کوئی مصلح موعود بنا اور دین اسلام میں تفرقہ ڈالا اسی شامت اعمال کی سزا مل رہی ہے کہ دنیا میں ذلیل اور عاقبت میں خوار ہو گئے اب توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو گناہ سے توبہ کرو۔ اور جھوٹے مدعیان نبوت ورسالت ومسیحیت ومہدویت ومجددیت کے عقائد فاسدہ باطلہ سے باز رہو۔ کیوں کہ اب تو روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز سچے مہدی وامام آخر الزمان نہ تھے کیونکہ سچے مہدی علیہ السلام نے قسطنطنیہ کو فتح کرنا ہے۔ اور مرزا صاحب کے وقت میں قسطنطنیہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ اور مرزا صاحب کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا۔ اور اب جو مہدی کے ہاتھ پر مسلمانوں کے قبضہ میں آنا حضرت مخبر صادق ﷺ نے فرمایا ہے تو ثابت ہوا کہ سچا مہدی حدیثوں کے مطابق سید آلِ فاطمہ سے آنے والا ہے جو

دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ ظلم اور بے دینی سے بھری ہوئی ہے۔ پس مسلمان صدق دل سے سچے مہدی کا انتظار کریں

ع واین دل شوریده باز آید بساماں غم مخور

اب بھی اگر کوئی مرزا جی کو سچا مہدی مانے تو وہ صریح رسول پاک مخبر صادق ﷺ کے جھٹلانے والا ہوگا۔ کیونکہ مہدی کی صفت آپ نے یہ فرمائی ہے کہ بہادر ہو قسطنطنیہ کو فتح کرے۔ مرزا جی سے جب مہدی کا کام نہ ہوا تو وہ سچے مہدی ہرگز نہ ہوئے یعنی یہ بھی ایسے ہی مہدی تھے جیسے کہ ساٹھ ستر کذاب مہدی پہلے گذر چکے ہیں ہم منتظر ہیں کہ مرزائی صاحبان قسطنطیہ کو بھی بروزی وظلی طور پر فتح کر کے مرزا جی کو سچا مہدی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں۔ والسلام

خاکسار پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر (سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور بھاٹی دروازہ)

نمبر (۱) بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء

مولوی ابوالکلام آزاد کا فتویٰ احمدی جماعتوں کی نسبت

علمائے دیوبند کی طرف سے مرزائیوں کی عدم تکفیر پر

مولوی ابوالکلام آزاد سے سوالات

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

برادرانِ اسلام! مرزائیوں کی طرف سے استفتاء ہوا تھا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کافر ہیں یا نہیں؟ دوم: کسی مسلمان کا حق ہے کہ انکو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکے؟

مولانا ابوالکلام آزاد کا جواب یہ تھا کہ ''بلاشبہ اس جماعت کے بعض عقائد صحیح نہیں۔ ہم ان عقائد و مسائل میں انہیں حق پر نہیں سمجھتے اور ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں کافر کہا جائے''۔ اس پر علمائے اسلام اور عام اہل اسلام کی طرف سے جواب دیا گیا تھا اور اشتہارات کے ذریعہ مولانا ابوالکلام آزاد سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ آپکی ذاتی رائے ہے یا نصوص شرعیہ کی رو سے یہ آپکا فتویٰ ہے؟ اگر آپکی ذاتی رائے ہے تو قرآن و حدیث، اجماع امت، صحابہ، تابعین و تبع تابعین وائمہ دین کے برخلاف ہونے کے باعث قابل عمل نہیں۔ کیونکہ مدعی نبوت و رسالت بعد آنحضرت ﷺ کافر ہے۔ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی مدعیان نبوت پر حضور خاتم النبیین نے خود کفر کا فتویٰ دیا اور صحابہ کرام نے تعمیل کی۔

پھر حضرت مولانا آزاد صاحب نے اخبار زمیندار مورخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۲۳ء میں اپنے دوسرے فتوے میں تحریر فرمایا ہے: **نمبر ۱:** ''ختمِ نبوت کا انکار اور توہین انبیاء علیہم السلام قطعاً کفر ہے''۔ اب یہ ضروری ہوا کہ تحقیق کی جائے کہ مرزا صاحب یا انکے مریدین واقعی ختم نبوت کے منکر ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ختم نبوت کا منکر قطعی کافر ہے...... (الخ)۔

لہٰذا ہم ذیل میں مرزا کی تحریریں بمعہ انکے الہامات کے درج کرتے ہیں کہ یہ ثابت ہوجائے کہ مرزا صاحب فی الواقع مدعی نبوت و رسالت تھے جس سے انکار ختم نبوت لازم آتا ہے۔ وھو ھذا:

نمبر ۱: ''سچا خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دیکھو دافع البلاء ص ۱۱۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر ۲: ''تم سمجھو کہ قادیان اسلئے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں

تھا‘‘ (دافع البلاء، ص ۵)

نمبر ۳: طاعون گو ستر برس دنیا میں رہے خدا قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اسکے رسول کی تخت گاہ ہے‘‘۔ (دافع البلاء، ص ۱۰)

نمبر ۴: ’’پس میں جبکہ اس وقت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف صاف طور پر پوری ہو گئیں تو اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کروں اور جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں تو میں کیونکر رڈ کروں۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ اس کھلی کھلی وحی پر ایمان رکھتا ہوں جو مجھے ہوئی‘‘۔

(دیکھو اشتہار مرزا صاحب، مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء اسلام قادیان)

نمبر ۵: الہام مرزا صاحب ’’قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا‘‘ یعنی اے مرزا کہدے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تم سب کیطرف آیا ہوں۔

(اخبار الاخیار، ص ۳، مصنفہ مرزا صاحب)

نمبر ۶: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ انا انزلناہ قریبا من القادیان‘‘ یعنی وہ خدا جس نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ اسکو غالب کرے تمام دینوں پر۔ تحقیق اتارا ہم نے اسکو قادیان کے قریب۔ یہ پیشگوئی ہے جو پہلے سے قرآن میں انہی دنوں کے لئے کہی گئی ہے۔

(دیکھو ازالہ اوہام ص ۱۶۲، حصہ اول، تقطیع خورد)

یہاں مرزا صاحب کا دعویٰ رسول ہونے کا ہے اور ایسا رسول کہ دین حق کے ساتھ آیا ہے اور قادیان میں آیا۔ جس سے صاحبِ شریعت نبی ہونے کا صاف صاف دعویٰ ہے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو ایسی صاف تحریریں ہونیکے باوجود کہتے ہیں کہ مرزا

صاحب کا نبوت ورسالت کا دعویٰ نہ تھا اور نہ ہم انکو نبی ورسول مانتے ہیں۔

نمبر ۷: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی ورسول ہیں''۔ (دیکھو اخبار بدر، ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)۔ اس دعویٰ کے بعد بغیر توبہ کئے مئی ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔

نمبر ۸: ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے''۔ (دیکھو تتمہ حقیقت الوحی، ص ۶۸)

نمبر ۹: ''جس قدر مجھ سے پہلے اولیا ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا''۔ (حقیقت الوحی، ص ۳۹۱، مصنفہ مرزا صاحب)

مولانا ابو الکلام صاحب کو کس قدر دھوکہ دیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا۔ وہ اولیائے امت میں سے ایک ولی اور مجدد تھے۔ حالانکہ مرزا صاحب صاف صاف لکھتے ہیں کہ اولیاء اور اقطاب نبی کا نام پانے کے مستحق نہ تھے امت میں سے صرف میں ہی ایک نبی کا نام پانے کے واسطے مخصوص کیا گیا ہوں۔

نمبر ۱۰:

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام

یعنی ہر ایک نبی کو جو جام نعمت نبوت ورسالت وفضیلت کا دیا گیا ہے وہ تمام جام مجھ کو دیا گیا ہے۔ (دیکھو درثمین، جس میں مرزا صاحب کی تمام نظمیں جمع ہیں)

مرزا صاحب اپنی فضیلت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ظاہر کرتے ہیں ان کا یہ شعر دیکھو ؎

له خسف القمر المنير وان لی　　خسف القمران المشرقان أتنكر

یعنی محمد ﷺ کے واسطے تو صرف چاند کو گہن ہوا تھا اور میرے واسطے چاند وسورج دونوں کو۔ کیا اب بھی تو میرے مرتبہ کا انکار کرے گا۔

''ہمارے نبی کریم ﷺ کے واسطے تین ہزار نشان ظاہر ہوئے اور میرے واسطے تین لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر ہوئے'' اس شعر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنا افضل ہونا ثابت کیا ہے کیونکہ جس قدر فرق تین ہزار اور تین لاکھ میں ہے اس قدر مرزا جی کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت ہوگی۔

مندرجہ بالا دس حوالہ جات سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ورسالت تھے اور ایسے نبی ورسول تھے کہ انکے آنے سے (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کی پیروی ذریعہ نجات نہیں رہی اور وہ معزول ہوئے ایسا ہی انکی شریعت اور انکی وحی اور قرآن شریف بھی ذریعہ نجات نہیں۔ دیکھو مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''اب خدا تعالیٰ نے میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت کو مدار نجات ٹھہرایا ہے''۔

(دیکھو اربعین نمبر ۴، ص ۶، مصنفہ مرزا صاحب)

مولانا ابوکلام صاحب غور فرمائیں کہ ایسا شخص اور اسکے پیرو خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری یا اروڑی یا تیماپوری، دکھنی یا کیمل پوری یا گناچوری یا معراجکی۔ سب کے سب بہ سبب انکار ختم نبوت کافر ہیں یا نہیں؟

مولانا آزاد صاحب جب فتوے دے چکے ہیں منکر ختم نبوت بلا شبہ کافر ہے اور مرزا صاحب کی مندرجہ بالا دس تحریریں ثابت کر رہی ہیں کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ورسالت ہیں۔ اور منکر ختم نبوت باجماع امت کافر آپ لاہوری مرزائی جماعت کی ''گندم نمائی اور جو فروشی'' پر دھوکہ کھائیں کہ وہ نبی ورسول کی تاویلات کرتے ہیں اور مرزا صاحب

کو حقیقی نبی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ان کا یہ بیان بالکل غلط اور انکے اپنے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو جب مسیح موعود یقین کرتی ہے۔ اور ہر ایک فرد لاہوری جماعت مرزائیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب سچے مسیح موعود تھے۔ اور وہ مسیح موعود جس کی خبر حضرت مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہوئی ہے مرزا صاحب وہی مسیح موعود ہیں۔ تو اب مطلع صاف ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو مسیح موعود یقین کرتا ہے وہ انکو نبی اللہ ورسول اللہ بھی یقین کرتا ہے کیونکہ مرزا صاحب اگر نبی اللہ نہیں تو مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ بن مریم نبی اللہ ہے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور انکا نزول قیامت سے ایک نشان ہے پڑھو قرآن کی آیت {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} اور ذیل کی حدیثیں:

حدیث ۱: ”عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل لخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لایقبل احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة فاقرو ان شئتم {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ}“ (متفق علیہ)۔

ترجمہ: روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم اس خدا کی کہ بقا جان میری کا اسکے ہاتھ میں ہے تحقیق اتریںگے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریںگے خنزیر کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی اور ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر ایک چیز سے کہ دنیا میں ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پڑھو قرآن کی آیت کہ ”نہ ہوگا کوئی اہل کتاب سے

کہ ایمان نہ لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی موت سے پہلے اور عیسیٰ ہوگا گواہ ان پر دن قیامت کے''۔(روایت کی حدیث بخاری اور مسلم نے)

مسلمانوں! یہ اسی بخاری کی حدیث ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس حدیث صحیح میں حضرت محمد ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ابن مریم کون ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ ابن مریم جسکا ذکر قرآن شریف کی سورۂ نساء ودیگر مقامات میں ہے وہ آنے والے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مریم کے نزول کا ذکر فرما کر خود ہی آیت {وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ} فرما کر حصر کردیا کہ وہی عیسیٰ بن مریم جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے وہی نازل ہونے والا ہے۔ الفاظ حدیث بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ بن مریم نبی اللہ اور رسول اللہ ہے ۔مگر لاہوری احمدی جماعت کہتی ہے کہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود تو مانتے ہیں مگر نبی اللہ نہیں مانتے۔ جسکا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب اگر نبی اللہ نہ تھے تو سچے مسیح موعود بھی نہ تھے۔ پس جیسے امت میں سے پہلے کاذب مسیح گذرے ایسے ہی مرزا صاحب تھے۔ دیکھو فارس بن یحییٰ امت محمدیہ میں سے مدعی مسیحیت ہوا اور کہتا تھا کہ آنے والا مسیح جو تھا وہ میں ہوں۔ ابراہیم بزلہ نے خراسان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جزیرہ جمیکا میں ایک حبشی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ سب جس معیار سے جھوٹے سمجھے گئے اسی معیار سے مرزا صاحب بھی مسیح کاذب ہیں، سچے مسیح ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نبی اللہ و رسول اللہ نہ تھے۔

حدیث ۲: جو ثابت کرتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود نبی اللہ ہے: عن أبی هريرة ان النبی ﷺ قال الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحد وانی اولى الناس بعيسى ابن مريم لانه لم يكن بينی وبينه نبی وانه نازل''۔

(الحدیث، رواہ احمد وابو داؤد، بسند صحیح)

ترجمہ: یعنی سب علاتی بھائیوں کی طرح ہیں انکی مائیں یعنی انکے فروعی احکام الگ الگ ہیں اور دین واحد ہے اور میں قریب تر ہوں عیسیٰ بیٹے مریم کے اسلئے کہ میرے اور اسکے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ ہی اترنے والا ہے۔ (روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے ساتھ صحیح سند کے)۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین علامتیں اور خصوصیتیں سچے مسیح موعود کی بیان فرمادی ہیں:

اوّل: عیسیٰ بیٹا مریم کا فرمایا۔ اس سے خصوصیت مسیح ناصری کی ثابت ہے کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا اور اسی واسطے اسکو ابن مریم کہتے تھے کیونکہ اسکا باپ نہ تھا اور یہ عیسیٰ بن مریم اسم علم ہے اور اسم علم کبھی نہیں بدلتا۔

دوم: نبی احمد فرمایا اور ایسا نبی اللہ جو محمد ﷺ سے پہلے تھا۔ کیونکہ لم یکن نبی بینی و بینہ فرمایا یعنی وہ عیسیٰ بن مریم آنے والا ہے کہ جسکے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ وہ نبی اللہ عیسیٰ بن مریم نبی ناصری تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔

سوم: انہ نازل فرمایا یعنی وہ ہی عیسیٰ بن مریم نبی ناصری آنے والا ہے نہ کوئی اور شخص امت محمدیہ میں سے ان خصوصیات وشخصیات کے ہوئے پھر اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری کے اصالتاً نزول سے انکار کرے اور خود مسیح بنے اور اسکے مرید اس کو مسیح مان لیں اور رسول اللہ ﷺ کے قسمیہ بیان اور حلفیہ شہادت سے انکار کریں۔ اور تمام امت کے برخلاف مرزا صاحب کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی بات پر ترجیح دیں، وہ کیونکر مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ کیا حضرت خلاصہ موجودات ﷺ کی کسر شان اور ہتک نہیں کہ حضور ﷺ

جن پر قرآن شریف نازل ہوا انکو عیسیٰ بن مریم کا صحیح مفہوم معلوم نہ ہوا اور نہ ۱۳ سو برس تک کسی کو علم ہوا کہ عیسیٰ بن مریم کے معنے غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ اور کس قدر گستاخ اور دشمن رسول اللہ ﷺ وہ شخص ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حلفیہ بیان کو جھٹلاتا ہے وہ اپنے علم قرآن وفہم وحی الٰہی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بتاتا ہے کس قدر غضب ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو فرمائیں وہ ہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ ورسول اللہ کہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی آنیوالا ہے۔ مگر مرزا صاحب اور انکے مرید کہیں کہ نہیں جی آنے والے تو امتی نبی مرزا صاحب ہیں۔

افسوس! اتنی سمجھ نہیں کہ جب جدید نبی حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد آ نہیں سکتا تو مرزا صاحب سچے موعود مسیح کس طرح ہو سکتے ہیں جس طرح سے پہلے مسیح موعود ہونیکے مدعیان گذرے۔ اور چونکہ ان کے وقت اسلام کا غلبہ نہ ہوا تو وہ جھوٹے سمجھے گئے اسی طرح مرزا صاحب بھی مدعی ہوئے اور انکے ہاتھ سے بھی اسلام غالب نہ ہوا بلکہ ایسا مغلوب ہوا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ تو امتی ہو کر نبی اللہ ہونے کے باعث کیونکر سچے مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔

حدیث ۳: ثابت کرتی ہے کہ آنے والا سچا مسیح موعود نبی اللہ ہے: ”عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللّٰہ ویحصر نبی اللّٰہ عیسیٰ وأصحابه فیرغب نبی اللّٰہ وأصحابه ثم یهبط نبی اللّٰہ عیسیٰ وأصحابه فیرغب نبی اللّٰہ عیسیٰ وأصحابه الی اللّٰہ (الخ)“ اس میں چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ حدیث طویل لہٰذا بالتمام درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔۔۔۔۔ جائیگا نبی اللہ عیسیٰ اور اسکے ساتھی۔ اتریگا نبی اللہ عیسیٰ اور اسکے ساتھی بس لوٹے گا نبی اللہ عیسیٰ اور اس کے ساتھی پھر آئے گا نبی اللہ اور عیسیٰ اور اسکے اصحاب اللہ کی طرف۔ (دیکھو مسلم شریف)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چار جگہ آنے والے مسیح کو ’’نبی اللہ‘‘ فرمایا اور ساتھ ہی ’’عیسیٰ واصحابہ‘‘ فرمایا جس سے کسی مومن کو ذرہ بھی شک نہیں رہتا کہ آنے والا وہ ہی عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ ورسول اللہ نبی ناصری ہے۔ کس قدر نامعقول منطق ہے کہ بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے کوئی نبی نہیں آسکتا اور مسیح موعود نبی اور رسول اللہ ہے ہم اسکو مسیح موعود تو مانتے ہیں مگر نبی اللہ ورسول اللہ نہیں مانتے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی رسول اللہ کے قسمیہ بیان کی تکذیب ہوسکتی ہے کہ وہ تو فرمائیں کہ آنے والا نبی اللہ ہے۔ اور لاہوری مرزائی جماعت کہے کہ ہم تو غیر نبی اللہ کو مسیح موعود مانتے ہیں۔

مولوی ابوالکلام آزاد صاحب کو مغالطہ دیا گیا کہ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی۔ کیونکہ جب وہ مرزا صاحب کو آنے والا مسیح مانتی ہے جسکی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہوئی ہے اور قرآن شریف نے اسکو قیامت کا نشان بتایا ہے تو پھر وہ مرزا جی کو نبی اللہ اور رسول اللہ بھی ضرور مانتی ہے صرف کسی مصلحت سے زبانی انکار ہے کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے جب مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو نبی اللہ بھی ضرور مانتے ہیں۔

حدیث ۴: ثابت کرتی ہے آنے والا مسیح ناصری نبی اللہ ہی ہے: ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء‘‘ (کنزالعمال)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بھائی عیسیٰ بیٹے مریم کے نازل ہونگے آسمان سے‘‘ اس حدیث نے صاف کر دیا ہے کہ آنیوالا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری ہی ہے جو آسمان سے نازل ہوگا کیونکہ اس کا رفع بھی آسمان

پر ہوا تھا۔ اخی کا لفظ بتا رہا ہے کہ آنے والا نبی ہے اور جدید نبی بعد خاتم النبیین کے آ نہیں سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ آنے والا حضرت عیسیٰ ہی ہے نہ کوئی فرد امت محمدیہ سے۔

حدیث۵: ثابت کرتی ہے کہ آنے والا نبی اللہ ہے: ''انّ روح اللّٰہ نازل فیکم... (الخ)۔ یعنی ''روح اللہ عیسیٰ تم میں نازل ہوگا''۔ روح اللہ سوا حضرت عیسیٰ بن مریم نبی ناصری کے کسی کا لقب نہیں۔ کسی امتی کا لقب روح اللہ نہیں ہے اس لئے مرزا صاحب آنے والے مسیح نہیں ہو سکتے۔ اور جو انکو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے جو کہ مولانا ابوالکلام کے نزدیک بھی کافر ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ مرزائی گروہ کس قسم کا کافر ہے؟ تو اسکا جواب بھی مولانا ابوالکلام نے دے دیا ہے کہ وہ گروہ دوسرے بدعتی اور گمراہ اور ضالہ فرقوں کی طرح ہے کہ صرف نام کے مسلمان ہیں اور حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں۔ چنانچہ اصل عبارت مولانا ابوالکلام کی درج ذیل ہے:

''لاہوری جماعت ان تمام باتوں کا کچھ دوسرا ہی مطلب بتاتی ہے ایسی حالت میں کیونکر یہ جائز ہوگا کہ ان پر ملت سے خارج ہوجانے کا حکم دیدیا جائے میرے نزدیک ان کا شمار یعنی لاہوری جماعت کا اسلام کے گمراہ فرقوں میں ہے اور جو ان میں غالی ہیں انکی گمراہی کمال درجہ ضلالت تک پہنچی ہوئی ہے یعنی (قادیانی جماعت کی) تاہم میں کسی ایسے فرد جماعت کو جو شہادتین کا اقرار کرتی ہو، یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتی ہو۔ اس معنے میں کافر نہیں کہہ سکتا جس سے مقصود ملت اسلامیہ سے خارج ہوجانا ہے۔ میرے نزدیک اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ان سے معاشرتی مقاطعہ کا حکم دیا جائے، ایسا کرنا نہ صرف یہ کہ بیجا تشدد ہوگا بلکہ انکی جماعتی تقویت کا موجب ہوجائے گا۔

(ابوالکلام)

برادران اسلام! مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ انکی ذاتی رائے ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ جب مولانا ابوالکلام کے نزدیک بھی منکر ختم نبوت قطعی کافر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص مدعی نبوت ہوگا وہ امت سے خارج ہوگا۔ کیونکہ امتی تب ہی تک امتی ہے جب تک خود نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ جس وقت کوئی نبوت کا مدعی ہوگا اسی وقت وہ امت سے خارج ہوجائے گا۔ کیونکہ نبی متبوع ہوتا ہے تابع نہیں ہوتا۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی مدعیان نبوت کی مثال موجود ہے کہ جب انہوں نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا تو امت سے خارج ہوگئے اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے انکا قلع قمع کیا گیا۔ پھر مولانا کا قادیانی جماعت کو خارج از امت نہ کہنا کسی مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ قادیانی جماعت بلاخوف کہتی ہے کہ کسی ایک نبی کا منکر کافر ہے خواہ وہ نبی، خاتم النبیین کے پہلے ہو یا بعد میں۔ جس سے ثابت ہے کہ قادیانی پارٹی کھلم کھلی ختم نبوت کی منکر ہے اور مولانا ابوالکلام کے فتویٰ سے کافر ہے۔ کیونکہ انکے اعتقاد میں محمد ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں اور یہی ختم نبوت کا انکار ہے جو کفر ہے اور جن مسلمانوں نے مرزا صاحب کی نبوت ورسالت کو نہیں مانا وہ انکے نزدیک کافر ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب بھی مرزا جی کی نبوت ورسالت کے دوسرے مسلمانوں کی طرح منکر ہیں تو وہ بھی تمام مسلمانانِ عالم کی طرح کافر ہیں۔ مرزائیوں نے جو تمام مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے اور اسی پر انکا عمل ہے تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ آپ اور ہم کس قسم کے کافر ہیں۔ اور مرزائیوں نے جو مسلمانوں سے مقاطعہ کیا ہوا ہے کہ مسلمانوں کے جنازے میں شامل نہیں ہوتے۔ انکو رشتے ناطے نہیں دیتے۔ مسلمانوں کے ممالک مفتوح ہونے سے خوشیاں مناتے ہیں۔

مقامات مقدسہ جس دن مفتوح ہوئے ان کے ہاں چراغاں کی گئی۔ تحریک خلافت کے باعث تمام مسلمانوں کو گورنمنٹ کا باغی بتایا اور صرف اپنی جماعت کو وفادار ثابت کرنے کی کوشش کی۔ شہزادہ ویلز صاحب کو جو ایڈریس دیا اس میں صاف لکھ دیا کہ ”ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض و بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں انکے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کو تیار ہیں“۔ (دیکھو ایڈریس جو شہزادہ صاحب کی تشریف آوری لاہور پر ان کو قادیانی جماعت کی طرف سے دیا گیا تھا)۔ دار الخلافہ اور خلافت اسلامیہ کو چشم زخم پہنچنے پر خوشیاں منائیں۔ افغانستان کی بدخواہی پر کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ایک مرزائی (عبداللطیف) کے قتل کے عوض تمام افغانستان کی بربادی پر تلے ہوئے ہیں بلکہ یہاں تک کہتے تھے کہ آٹھ دس برس تک کوئی پٹھان انگریزوں کے ہاتھ سے نہ بچے گا۔ اس لئے کہ عبداللطیف جس نے حج کے واسطے روپیہ مسلمانوں سے لیا اور بغیر حج کئے قادیان سے واپس جا کر مشہور کیا کہ حج کر آیا ہوں“۔ اور کہا کہ ”میرا حج یہی ہے کہ میں قادیانی مسیح کا مرید ہو آیا ہوں“ اور باطل پرستی اور مسیلمہ کیشی سے باز نہ آیا اس لئے سنگسار کرایا گیا تھا۔ اور ”خس کم جہاں پاک“ کا مصداق بنا۔ تحریک خلافت میں تمام جہاں کے مسلمانوں کے برخلاف ہو کر کہدیا کہ سلطان ٹرکی ہمارا خلیفۃ المسلمین نہیں۔ بلکہ میاں محمود صاحب نے نہایت دلیری سے ”چھوٹا منہ بڑی بات“ کا مصداق بن کر کہدیا کہ ”میں خلیفۃ المسلمین ہوں“۔ چنانچہ بیدار مغز لاٹ صاحب نے انکے ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ تم کیسے مسلمان ہو کہ سب کے برخلاف ترکوں کی مخالفت کرتے ہو۔

غرض یہ جماعت قادیانی نہ تو عقاید اسلام میں مسلمانوں کے ساتھ متفق ہے اور نہ سیاسی امور میں ان کے ساتھ میل جول رکھتی ہے بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ یہ تمام

روئے زمین کے مسلمانوں کو بر سبب انکار مرزا صاحب کے کافر جانتی ہے اور مرزا صاحب کا مذہب منوانے کی جان توڑ کوشش کرتی ہے۔ جان بوجھ کر مسلمانوں کو انکے ساتھ میل جول کی اجازت دینا اور ان کو مسلمان کہنا مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہے اور الحاد و کفر و ضلالت کو ترقی دینا ہے۔

مولانا ابوالکلام صاحب خود ہی قادیانی خلیفہ سے دریافت فرما کر لکھیں کہ جس مسلمان نے مرزا صاحب کو نبی و رسول و مسیح موعود نہیں مانا اور قرآن شریف اور شریعت محمدیہ ﷺ کا پابند ہے اور نماز روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ فرائض اسلام ادا کرتا ہے آپ اسکو حقیقی مسلمان یقین کرتے ہیں یا کافر۔ جب وہ لکھ دیں کہ ہم ہر ایسے مسلمان کو کافر سمجھتے ہیں جو مرزا صاحب کو نبی نہ مانے۔ پھر بھی آپ انکو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھیں گے تو کیا اپنا اور جملہ اہل اسلام کا کافر ہونا تسلیم کر لیں گے؟

مقاطعہ کی نسبت آپکی رائے درست نہیں کیونکہ جب آپ اس مرزائی جماعت کو دوسرے گمراہ فرقوں کی طرح ضلالت اور گمراہی پر سمجھتے ہیں تو مسلمانوں کو ان کے ساتھ مخالطت کا حکم اور ان کو مسجدوں میں آنے دینا اور ان کو باطل عقائد کی تبلیغ کا موقعہ دینا جان بوجھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ کیونکہ ناواقف مسلمان ان کے جھوٹے اور خلاف واقعہ حالات سن کر مذبذب ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ گروہ قرآن اور حدیث کا نام لیکر غلط معنوں سے تحریف معنی کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو ضرور گمراہ کریں گے کیونکہ ان سے بیعت کے وقت ساتھ ہی یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ مرزائی عقیدہ کی تبلیغ اوّلین فرض ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک مرزائی نہایت کوشش اور جدوجہد سے مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک، مسلمان کو دھوکہ دیتا پھرتا ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں حالانکہ مرزائیت کی تبلیغ

کرتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا ان سے الگ رہنا بہتر ہے ورنہ گمراہی اور ضلالت بڑھنے کا یقین ہے۔ مسجدوں میں یہ لوگ نماز باجماعت کے لئے ہرگز نہیں آتے یہ صرف بحث مباحثہ اور شر وفساد کیلئے آتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اس واسطے ان کو مسجدوں میں نہ آنے دینے میں مصلحت اور حفظ امن کا باعث ہے۔ اور فریقین کو فوجداری مقدمات سے بچانا مقصود بالذات ہے۔

لہٰذا آپ ہر ایک پہلو پر غور فرما کر اور سوچ سمجھ کر فتویٰ صادر فرمائیں۔ تمام دیار وامصار کے علمائے اسلام کے برخلاف اپنی رائے سے ایک طرف تو ان کو گمراہ بدعتی ضال وغیرہ ناموں سے موسوم کرنا اور دوسری طرف یہ کہنا کہ ہم انکو ملت سے خارج نہیں کرتے یہ متعارض اور متضاد عبارات انکی دلیری کا باعث ہورہی ہیں۔ اور دوسرے علمائے ملت کی ہتک اور دل آزاری کا موجب۔ حالانکہ جن کے واسطے آپ لکھتے ہیں وہ آپ کو مخالف ہی سمجھتے ہیں۔ بھلا کسی مرزائی سے آپ نے دریافت فرما کر اخباروں میں شائع فرمائیں کہ وہ آپ کو الہند جو لکھتے ہیں واقعی آپ کو اپنا ہی امام مانتے ہیں یا صرف مطلب برآری کے واسطے خلاف واقعہ لکھ رہے ہیں تاکہ صرف آپ کو خوش رکھیں۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے کفر واسلام کا مسئلہ معمولی نہیں کہ آپ واحد رائے سے فیصلہ کرسکیں۔ یہ بڑا ذمہ داری کا کام ہے۔ آپ دوسرے علماء سے مشورہ کر کے فیصلہ کریں ساتھ ہی انکو گمراہ بدعتی ناحق پر کہتے جانا۔ اور ساتھ ہی یہ کہدیا کہ منکر ختمِ نبوت قطعی کافر ہے۔ اور پھر یہ بھی کہہ دینا کہ تاویلات کرنے والے کافر نہیں۔ اور مدعی نبوت کو میں کافر نہیں کہتا۔ اس قدر اجتماع نقیضین جائز نہیں۔ ایک شخص فرشتوں کا اقرار کرتا ہے۔ قیامت کا اقرار کرتا ہے میزان روزِ جزا کا اقرار کرتا ہے مگر تاویلات باطلہ کر کے کہتا ہے کہ فرشتوں اور قیامت میزان دوزخ بہشت وغیرہ امور کو ان معنوں میں نہیں مانتا جس طرح

تمام مسلمان مانتے ہیں۔ کیا آپ ایسے مؤول کو مسلمان کہیں گے؟ ایسا ہی ایک شخص ختم نبوت کو تو مانتا ہے مگر خود نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو کیا وہ مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں۔ فقط

(پیر بخش سیکرٹری انجمن ہذا)

علمائے دیوبند کے نزدیک

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ملت اسلامیہ سے خارج ہیں یا نہیں؟

مرزائیوں کی تکفیر اور مولانا ابوالکلام آزاد [1]

(مرقومہ مولوی حبیب الرحمن، مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند، ۴؍دسمبر ۱۹۲۳ء)

---

[1] جناب بابو پیر بخش صاحب نے ماہنامہ تائید الاسلام کے دسمبر ۱۹۲۳ء کے رسالے میں ابوالکلام آزاد کے موقف کے متعلق اپنے مضمون کے بعد مولوی حبیب الرحمن (مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند) کا یہ مضمون بھی شائع کیا ہے۔ مولوی حبیب الرحمن کی اس تحریر میں ایک طرف تو ابوالکلام آزاد کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کی عدم تکفیر پر وضاحت پیش کی گئی ہے اور ساتھ ہی اس بات کی امید بھی ظاہر کی گئی ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد اس تحریر کو پڑھنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق جو رائے رکھتے ہیں اس کی اصلاح کریں گے۔ لیکن ابوالکلام آزاد ہمیشہ اپنے موقف پر قائم رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر نہیں کی۔ اردو کے نامور ادیب اور معروف اخبار نویس عبدالمجید سالک بٹالوی (۱۸۹۴ء-۱۹۵۹ء) اپنی تاریخی تصنیف "یاران کہن" میں ابوالکلام آزاد سے متعلق لکھتے ہیں:

"بہر حال مولانا ابوالکلام مرزا صاحب کے دعوائے مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے ...... (باقی آئندہ صفحہ پر)

باقی حاشیہ ......

جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ (یاران کہن ،صفحہ ۲۹ ،تصنیف: عبدالمجید سالک بٹالوی)

۱۳ فروری ۱۹۵۶ء کے ہفت روزہ ''چٹان'' کے شمارے میں ابوالکلام آزاد کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خاں نے ایک مکتوب کے ذریعے اس کی تردید چھپوائی۔ جس پر عبدالمجید سالک نے اپنے ایک مکتوب میں برہمی کا اظہار کرتے ہوئے تصریحی جواب لکھا جو ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو ہفت روزہ ''چٹان'' میں شائع ہوا:

''مذکورہ مکتوب سے مجھ پر حضرت مولانا کی شان میں غلط بیانی کا الزام عائد ہوتا ہے جو میرے لئے بے حد کرب واذیت کا باعث ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال پر ۴۸ برس گزر چکے ہیں اور احمدیوں نے سینکڑوں دفعہ اس شذرہ کو جو مرزا صاحب کے انتقال پر ''وکیل'' میں چھپا تھا شائع کر کے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن نصف صدی کی اس مدت میں مولانا کی طرف سے کبھی یہ ارشاد نہ ہوا کہ یہ شذرہ آپ کا لکھا ہوا نہ تھا۔ اور چونکہ حضرت مولانا اس زمانے میں ''وکیل'' کے مدیر تھے اس لئے اخبار بینوں کے نزدیک اس کے ادارتی مندرجات کی مسئولیت بھی آپ پر تھی''۔ (یاران کہن ،ضمیمہ ۲ ،صفحہ نمبر ۱۵۶-۱۵۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال پر ابوالکلام آزاد کی جانب سے جو شذرہ اخبار ''وکیل'' میں چھپا تھا اسے بعد میں ''محضر نامہ'' نامی اس تاریخی دستاویز میں شامل کیا گیا جسے قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کی وضاحت میں پیش کیا۔ اس محضر نامہ کے صفحہ ۱۳۸ پر اخبار ''وکیل'' کے حوالے سے یہ تعریفی نوٹ موجود ہے:

اخبار ''وکیل'' امرتسر: مسلمان اخبارات میں سب سے زوردار، مؤثر اور حقیقت افروز ریویو اخبار ''وکیل'' امرتسر کا تھا جو مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے نکلا۔ انہوں نے لکھا:

''وہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔''

''مرزا غلام احمد قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔''

''غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی (باقی آئندہ صفحہ پر)

زمیندار مطبوعہ ۱۸؍نومبر ۱۹۲۳ء میں مولانا ابوالکلام کا ایک فتویٰ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیروؤں کے بارے میں شائع ہوا ہے۔ بہتر ہوتا کہ فتویٰ لکھنے یا اسکے شائع کرنے سے قبل جناب مولوی صاحب موصوف اس مسئلہ میں جو نہایت اہم ہے علماء سے مبادلۂ خیالات کر لیتے لیکن باوجود کوشش کے ایسا نہ ہوا اور ایک فتویٰ شائع ہو گیا جو علماء ہندوستان کے فتاوے کے خلاف ہے تو ضرور معلوم کہ چند معروضات بذریعہ اخبار زمیندار وسیاست مولانا موصوف کی خدمت میں پہنچا دیئے جائیں۔

باقی حاشیہ ......

جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔'' (محضر نامہ، صفحہ ۱۳۸-۱۳۹، ناشر: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

عبدالمجید سالک کے مذکورہ بالا مکتوب کے علاوہ ایک اور مکتوب سید انیس الدین جیلانی نے اپنی تالیف نوازش نامہ میں شائع کیا جو ۹ فروری ۱۹۵۶ء کا ہے۔ اس مکتوب میں عبدالمجید سالک نے ''یاران کہن'' میں اپنی تحریر کو درست وحق قرار دیا ہے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل حقیقت ہے۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔ مولانا ابوالکلام آزاد سے بار بار لوگوں نے استفتاء کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ مرزا صاحب کافر نہیں، مؤول ضرور ہیں۔ اور مؤول کو گمراہ کہا جا سکتا ہے، کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ واقعہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد جب اخبار ''وکیل'' کے ایڈیٹر تھے اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ بیس سال کے تھے، مرزا غلام احمد کے انتقال پر ان کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے تھے اور انہوں نے مرزا صاحب کے انتقال پر ''وکیل'' میں ایک تعریفی نوٹ لکھا تھا۔ جس کو مرزائی سینکڑوں دفعہ دہرا چکے ہیں۔ لیکن مولانا نے کبھی اس کی تردید نہیں کی، نہ یہ لکھا کہ یہ نوٹ میرے قلم سے نہیں ہے...... میں نے جو کچھ دیکھا، لکھ دیا ہے۔ اس کے غلط وصحیح ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہ ہوں۔'' (نوازش نامے، مرتبہ سید انیس شاہ جیلانی، صفحہ نمبر ۱۵-۱۶)

(از محمد عثمان برکاتی)

۱......مولانا کو تسلیم ہے کہ ختم نبوت کا انکار اور توہین انبیاء علیہم السلام قطعاً کفر ہے۔

۲......یہ بھی تسلیم ہے کہ انکی تمام تاویلات باطل ہیں اور بدع وضلالت پر مبنی ہیں۔

۳......مولانا مانتے ہیں کہ توہین عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انکا بیان اہل حق کے نزدیک قابل قبول نہیں۔

۴......اور یہ بھی مانتے ہیں کہ عامۂ اہل اسلام کی تکفیر اشد شدید ضلالت ہے۔

۵......مولانا اس گروہ کا شمار اسلام کے باطل فرقوں میں کرتے اور ان میں غالی جماعت کو کمال ضلالت تک پہنچا ہوا جانتے ہیں۔

لیکن بایں ہمہ بوجوہ ذیل انکو کافر بمعنی خارج از ملتِ اسلام نہیں مانتے۔

۱......مؤول کا حکم منکر کا نہیں۔

۲......لزوم التزام میں فرق ہے۔

۳......مولانا کو انکی کتابیں دیکھنے یا زبانی انکے عقائد کے سننے سے معلوم ہوا کہ گو ان کی تاویلات باطلہ سے انکار ختم نبوت لازم آجاتا ہے۔ لیکن انکو اس کے التزام سے قطعاً انکار ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا اقرار نہیں کرتے کہ انہیں آیت ختم نبوت یا اس کی مسلم منطوق سے انکار ہے۔

۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس معنی میں تسلیم نہیں کرتے جو ہمارے نزدیک لازم آجاتا ہے الزام توہین کو رفع کرنے کے متعلق اگرچہ انکا بیان قابل قبول نہیں تاہم اس بیان کے بعد ہم ان پر توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم نہیں لگا سکتے۔

۵......عامہ مسلمین کی تکفیر اشد شدید ضلالت ہے لیکن اس بنا پر بھی انکو ملت سے خارج نہیں

کر سکتے۔ خوارج بھی نام کے مسلمان تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتوی شاہد ہے۔ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ میں فرمایا کہ گو تمہارے عقائد اس طرح کے ہیں لیکن جب تک تم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہو میں تمہیں مسلمانوں سے خارج نہیں کروں گا۔

۶......مولانا کسی ایسے فرد یا جماعت کو جو شہادتین کا اقرار کرتی ہو، یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتی ہو اس معنی میں کافر نہیں کہتے جس سے مقصود ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جانا ہے۔

امور مذکورہ بالا وہ ہیں جنکی بنا پر اس جماعت کو کافر بمعنی خارج از ملت اسلام فرمانے میں مولانا کو تامل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ چند امور مولانا کے پیش کروں جن کے تصفیہ کے بعد انشاء اللہ یہ مسئلہ پوری روشنی میں آ جائے گا اور حق و باطل میں اشتباہ باقی نہ رہے گا۔

۱......میں مولانا سے استفسار کرتا ہوں کہ کیا ضروریات دین کے انکار کی صورت میں کوئی تاویل منکر کو حکم کفر سے بچا لیتی ہے کیا ہر جگہ تاویل مسموع ہوتی ہے بالخصوص جبکہ تاویل قطعا باطل خلاف متبادر اور خلاف نص و صراحت ہو۔

۲......میں مولانا کی خدمت میں عرض کرتا ہو کہ بیشک لزوم اور التزام میں فرق ہے لیکن کیا صریح دعویٰ نبوت اور اعتراف بھی التزام نہیں ہے؟ اگر یہ بھی التزام میں داخل نہیں ہے تو کیا مولانا اسکی تصریح فرما دینگے کہ وہ کونسا درجہ اعتراف اور اقرار یا دعویٰ کا ہے کہ جس کو التزام کہا جا سکتا ہے۔

۳......میرے خیال میں مولانا نے مرزا صاحب اور انکے پیروکاروں کی وہ عبارتیں نہیں دیکھیں جن میں صریح دعوے نبوت موجود ہیں۔ اور جن میں ہرگز کسی قسم کی تاویل کی گنجائش

نہیں ہے۔ اگر مولانا وہ عبارتیں دیکھ لیتے یا اہل حق کی زبانی سن لیتے تو ہرگز نہ فرماتے کہ انکو اس کے التزام سے قطعاً انکار ہے۔ رہا مولانا کا یہ فرمانا کہ ”وہ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کا اقرار نہیں کرتے کہ انکو آیت ختم نبوت یا اسکے مسلمہ منطوق سے انکار ہے کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں ہے۔ مرزائی اگرچہ الفاظ {وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} کو آیت کلام اللہ مانتے ہیں اور اسکے الفاظ کلام الٰہی ہونے سے انکار نہیں کرتے لیکن اسکے مفہوم و مدلول کا جس پر اجماع ہو چکا ہے اور جو تواتر سے ثابت ہے، قطعاً انکار کرتے ہیں خاتم النبیین کا مدلول باجماع امت و بدلائل متواترہ ”لانبی بعدی“ ہے اور مرزا صاحب اپنی نبوت کو ثابت کرتے ہیں۔ پس کیا یہ آیت کے مدلول اجماعی کا انکار نہیں ہے۔ اور کیا محض الفاظ کلام الٰہی کو تسلیم کرنا اور اس کے معنی اجماعی سے انکار کر دینا کسی طرح بھی قابل التفات ہے؟

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے متعلق مرزا صاحب کی تصانیف میں ایسی عبارتیں موجود ہیں جن میں اس باطل تاویل کی بھی گنجائش نہیں جس کی نسبت مولانا لکھتے ہیں کہ ”انکا بیان قابل قبول نہیں ہے لیکن تاہم اس بیان کے بعد ہم ان پر توہین عیسیٰ علیہ السلام کا حکم نہیں لگا سکتے“۔ توہین عیسیٰ علیہ السلام مولانا کے نزدیک بھی قطعاً کفر ہے اور مرزا صاحب کی تصانیف میں ایسی عبارتیں موجود ہیں جن میں مذکورہ بالا غیر قابل قبول تاویل بھی نہیں چل سکتی تو پھر مولانا کو حکم توہین لگانے میں کیا عذر ہے؟

۵..... خوارج کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کو بحوالہ تاریخ ذہبی پیش کیا گیا ہے، اگرچہ ابن اثیر وغیرہ میں جو الفاظ اس واقعہ کے متعلق دیکھے گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے جو الفاظ نقل کئے انکا مفہوم یہ نہیں جو مولانا نے بیان کیا ہے۔ تاہم اسکو اسی طرح تسلیم کرنے کے بعد عرض ہے کہ کیا مولانا اسکو واضح کر دینے کی تکلیف گوارا

فرمائینگے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت خوارج کی موجودہ جماعت کے عقائد کیا تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد انکے عقائد کفریہ یا تکفیر جمیع امت پر مطلع ہونے کے بعد تھا یا محض انکی خروج علی الامام الحق کی بنا پر یہ فرمایا تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ مولانا ''مسوّیٰ شرح مؤطا'' میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ کی تحقیق کو ملاحظہ فرما لیتے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس امر کو ایسا واضح فرمایا ہے کہ اس کے بعد کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہتا۔

۶...... کیا جو لوگ ضرورت دین مثل حشر اجساد، حدوث عالم، ختم نبوت وغیرہ کے منکر ہیں، حکم اہل قبلہ میں داخل ہیں۔ اور کیا باوجود انکار ضروریات دین کے کلمۂ شہادتین ادا کرنے، قبلہ کیطرف نماز پڑھنے کی وجہ سے ان پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ میں مولانا کو ''شرح مقاصد'' کی عبارت ذیل کی طرف توجہ دلاتا ہوں: ''**والا فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذالک وکذا الصدور شئی من موجبات الکفر عنه**'' یعنی عدم تکفیر مخالف اہل حق کا حکم اس وجہ سے ہے جبکہ وہ ضروریات دین میں اہل حق کے ساتھ متفق ہوکر دوسرے اصول میں جو ضروریات دین میں نہیں اختلاف رکھتا ہو۔ مثل مسئلہ صفات خلق اعمال وغیرہ۔ ورنہ اس میں کچھ بھی نزاع نہیں کہ جو اہل قبلہ ضروریات دین کے منکر ہیں اگرچہ وہ ساری عمر طاعات وعبادات میں مشغول رہیں کافر ہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ان کو کفر سے نہیں بچاتا۔

۷...... مولانا کے نزدیک ختم نبوت کا انکار اور توہین انبیاء علیہم السلام یقیناً موجب کفر ہیں لیکن کسی خاص جماعت یا شخص کی نسبت حکم کفر لگانے میں بوجوہ مذکورہ بالا تامل ہے لیکن کیا اس

قاعدہ کے رو سے کسی جماعت یا فرد کی بھی تکفیر ہوسکتی ہے۔ اور کیا یہی وجوہ ان جماعتوں میں قائم نہیں کئے جاسکتے جنکے کفر پر امت کا اجماع ہے۔

۸..... جن فرقوں کا انتساب ملت اسلام کی طرف سے ہے کیا ان میں سے ایک یا چند فرقے ایسے بھی ہیں جن کو جمیع فرقِ اسلام سے خارج تسلیم کیا گیا ہے یعنی اسلامی فرق باطلہ میں شمار نہیں کیا گیا۔ اگر ہیں تو وہ کیا عقائد تھے جن کی بنا پر انکو خارج اور فرق اسلام سمجھا گیا اور کیا ان عقائد میں کوئی وجہ فرق کی بیان کی جاسکتی ہے اور کیا جو وجوہ مرزائی جماعت کو خارج از اسلام ہونے سے بچاتے ہیں وہ وجوہ ان فرقوں میں پیدا نہیں کئے جاسکتے اور اگر کوئی ایسا فرقہ نہیں جو اسلامی فرقوں سے خارج سمجھا گیا ہو تو کیا مولانا براہ مہربانی بتلائیں گے کہ باطنیہ ،سبانیہ، خرسیہ، یزیدیہ، سمونیہ بھی باوجود اعتقادات کے جو اہل حق نے نقل کئے ہیں اور جن کی بنا پر وہ جملہ اسلامی فرقوں سے خارج سمجھے گئے۔ اور اسلام کے فرق باطلہ میں بھی شمار نہیں کئے گئے۔ ملت اسلامیہ میں داخل ہیں ان کی نسبت کفر کا فتویٰ دینا یا انکو خارج از ملت اسلامیہ بتلانا بیجا تشدد ہے؟

۹..... مولانا، مرزائی جماعت کو فرق باطلہ اسلامیہ مثل خوارج، جبریہ، مجسمہ وغیرہ میں داخل مانتے ہیں لیکن کیا انہیں احکام کے اجراء کی اجازت بمقابلہ مرزائی جماعت کے دے سکتے ہیں جو اہل حق نے بمقابلہ ان فرق باطلہ کے دی ہے۔ بالخصوص ان میں سے غالی فرقوں کیلئے۔

۱۰..... یہ امر بھی قابل استفسار ہے کہ فرق باطلہ اسلامیہ مثل خوارج وغیرہ کے اندر بھی فرق مراتب ہے یا نہیں۔ کیا وہ سب ایک ہی درجہ میں ہیں اور ان سب کا ایک ہی حکم ہے یا ان کے اندر بھی تفریق ہے اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنکی تکفیر علماء اہل اسلام نے بالاتفاق کی ہے۔ اگر ان فرق باطلہ میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی تکفیر کی گئی ہے تو پھر صرف

یہ کہہ دینا کہ ''اس گروہ کا شمار اسلام کے باطل فرقوں میں ہے اور ان میں سے غالی جماعت کا ضلال انتہائی حد تک پہنچا ہوا ہے'' کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جس طرح خوارج وغیرہ فرق باطلہ کی جماعتوں میں فرق مراتب اور فرق احکام ہے اسی طرح مرزائی جماعت کے اعتقادیات ان کو کس درجہ میں قائم کرتے ہیں اور ان میں غالی جماعت کا غلو کیسا ہے اور آیا وہ اس غلو کے بعد بھی تکفیر سے بچ سکتی ہے۔

۱۱...... حضرت علی کا معاملہ خوارج کے ساتھ کیا تھا اور ان سے انجام کا مقاطعہ کی نوبت آئی یا نہیں اور بیجا تشدد تھا یا نہیں۔ اگر بیجا تشدد نہیں تھا اور وہ مقاطعہ لازمی اور ضروری تھا تو اس وقت اہل حق کو کیا کرنا چاہیے تھا اور کیا مولانا اس معاملہ کی اجازت دیتے ہیں تامل فرمائیں گے۔

۱۲...... بیشک اسلام میں یہ پہلا ہی فتنہ نہیں ہے۔ بہت سے باطل فرقے پیدا ہوئے بعض فرقوں کا زور صدیوں رہا۔ ان فرقوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بیحد نقصان پہنچے۔ کیا باطنیہ کا فتنہ کچھ کم تھا جنہوں نے مطاف میں حجاج کا قتل عام کیا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر لے گئے۔ یہی وہ فتنہ تھا جس کی نسبت لکھا ہے کہ بعض اعتبار سے اس فتنہ کی مضرت مسلمانوں کے لئے فتنہ دجال سے زیادہ تھی۔ باطنیہ کے زور شور کے زمانہ میں مسلمانوں کے بعض بادشاہ، امرآء اور وزراء مرعوب ہو کر ان کے ساتھ مل جاتے یا سازش کر لیتے تھے یا دب جاتے تھے۔ لیکن اہل حق نے اس وقت بھی لسانی وسنانی مقاومت پوری طرح سے کی اور بال آخر صدیوں کے زور وشور کے بعد اس فتنہ کا استیصال ہو گیا۔

۱۳...... مولانا، مرزائی فرقہ کو اس معنے میں کافر نہیں کہتے جس سے مقصود ملت اسلامیہ سے خارج ہو جانا ہے لیکن یہ باقی رہ جاتا ہے کہ کس معنے کے کافر کہتے ہیں۔ اور انکے لئے کیا حکم دیتے ہیں۔

میں نے بہت اختصار کے ساتھ چند ضروری امور کی طرف مولانا کو توجہ دلائی ہے امید ہے کہ ان کو بغور ملاحظہ فرما کر پوری وضاحت کر دی جائے گی۔

میں اب بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کو اخباروں میں لانے کے بجائے علماء کے ساتھ مبادلہ خیالات کر لیا جائے اور خواہ تقریراً یا تحریراً امور مذکورہ کی تنقیح کر لی جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ اور باسلوب احسن مسئلہ کی تنقیح ہو جائے گی۔ کیونکہ مولانا کو یہ تسلیم ہے کہ دعویٰ نبوت اور انکار ختم نبوت قطعاً کفر ہے۔ توہین عیسیٰ علیہ السلام قطعاً کفر ہے۔

صرف یہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزائیوں کے کلام سے التزام ثابت ہے یا نہیں۔ تو ایسی عبارتیں پیش کر دی جائیں جن سے صراحتاً دعویٰ نبوت اور توہین عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے۔ اور ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مسئلہ منقح ہو جائے گا اور کوئی خلاف مابین باقی نہ رہے گا۔ (احقر حبیب الرحمن از دیوبندی۔ ۴؍دسمبر ۱۹۲۳ء)

☆☆☆☆☆

(حاشیہ: انجمن حمایت اسلام کے گذشتہ سے پیوستہ سالانہ بھرے جلسہ میں لاہوری مرزائی جماعت کے چشم و چراغ و مشہور مبلغ مولوی صدرالدین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہجڑا بتایا (نعوذ باللہ)۔ ثبوت کے لئے جلسہ کی سالانہ رپورٹ موجود ہے۔ اس پر بھی مولوی ابوالکلام کو ان پر حسن ظنی باقی رہتی ہے تو بس حد ہو چکی۔ بجز انا للہ کے کیا کہا جائے۔ محمد پیر بخش)

نمبر (۳) بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

عقائد باطلہ قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! قادیان کے خلیفہ نے ریویو آف ریلیجنز ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء میں اپنے عقائد شائع کئے ہیں اور قبول کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کے عقائد سے ہمارا اختلاف ہے جس سے ان کا بدعتی ہونا ثابت ہے۔ یعنی آمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ الخ پر جس طرح مسلمان ایمان رکھتے ہیں مرزائی اس طرح ایمان نہیں رکھتے۔ اور خلیفہ جی نے نمبر وار بتایا ہے کہ ہمارا تمام مسلمانوں سے عقائد میں اختلاف ہے، وھو ھذا:

قولہ ۱: ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کے کلام کو روک دیا ہے حالانکہ کلام شریعت کے سوا کسی قسم کے کلام کے

رکنے کی کوئی وجہ نہیں کلام شریعت کے کامل ہوجانے سے کلام ہدایت اور کلام تفسیر کی ضرورت معدوم نہیں ہوجاتی...... (الخ)۔

جواب: جب رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور کلام معجز نظام ساتھ لائے اور خلق خدا کی ہدایت کے واسطے ہدایت نامہ کامل ہوچکا تو پھر بعد میں نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی کلام الٰہی ہدایت کی قسم سے نازل ہوسکتا ہے۔ ہاں امت محمدیہ کے واسطے الہام ہے جو کہ حجت شرعی نہیں۔ اگر کوئی الہام قرآن شریف کے برخلاف ہوتو وہ نص قرآنی کی رو سے القاء شیطانی ہے اور قابلِ عمل نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے {وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِهِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ} یعنی شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ کج بحثی کریں (سورہ انعام ۸)۔ لہٰذا شیطانی القاء کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔

جب معلوم ہوا کہ وحی الٰہی کا دروازہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے مسدود ہے اور کوئی کلام حضرت خاتم النّبیین کے بعد حجت شرعی ہونے کی حیثیت سے نازل نہیں ہوسکتا تو پھر یہ خیال باطل ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے کسی امتی کو وحی ہو۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے الہامات موجود ہیں جن کو قرآن شریف القاء شیطانی قرار دیتا ہے۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: ”انت منی بمنزلة بروزی“ کہ اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے۔ (تجلیات الٰہیہ، ص ۶۳، مصنفہ مرزا صاحب)

صریحاً یہ الہام نصِ قرآنی کے برخلاف ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بے مثل و مثال ہے اور واجب الوجود ہستی ہے جس کا کوئی شریک و ہمتا نہیں۔ {وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ} اس کی صفت ہے وہ انسانی وجود میں ظہور نہیں کرتا۔

نیز اوتار کا مسئلہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ اہل ہنود کا مسئلہ ہے۔ اوتار کہتے ہیں خدا تعالیٰ کا مخلوقات کی ہدایت کے واسطے شکل انسانی میں ظہور کرنا۔ چنانچہ گیتا میں لکھا ہے (جو ہندوؤں کے نزدیک الہامی کتاب ہے)

چو بنیاد دیں ست گردد بسے نمائیم خود را بشکلِ کسے

یعنی جب دہرم کی بربادی ہوتی ہے تو پرمیشر یعنی خدا کسی انسان کی شکل میں ظہور کرتا ہے جیسے کہ (ان کے نزدیک) رام چندر اور کرشن اوتار گذرے ہیں اور ہندوؤں کے مذہب میں نبوت کے اوپر اور خدائی سے کم درجہ کا ایک عہدہ ہے، مگر قرآن شریف نے اس مسئلہ یعنی اوتار یا بروز کی تردید فرمائی ہے۔ اور صاف کہدیا کہ {لَیسَ کَمِثْلِه شَیئٌ} یعنی خدا تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ پس جب مرزا جی میں خدا تعالیٰ نے اوتار لیا اور مرزا صاحب کو کہا کہ اے مرزا تو اس قدر بلند مرتبہ انسان ہے کہ تو خدا ہی بن گیا ہے۔

اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ مرزا جی نے جو خدا کے اوتار ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ الہام شیطانی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ جب خدا انسان بن کر دنیا میں آئے گا تو کھانے پینے اور جماع کا محتاج ہوگا۔ پس مرزا کے خلیفہ ثانی (میاں صاحب) کا اعتقاد خاتم النّبیین پر نہیں۔ اس لئے انکے اور ان کے مریدوں کے اعتقاد میں ہمیشہ نبی آتے رہینگے اور کلام الٰہی لاتے رہیں گے۔ اور یہی ختم نبوت کا انکار ہے جو کہ اجماع امت اور مولوی ابوالکلام صاحب کے نزدیک بھی کفر۔ جب جدید کلام الٰہی آئے گا تو بالضرور دیرینہ کلام یعنی قرآن مجید منسوخ ہوگا اور شریعت محمدی بھی منسوخ ہوگی جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اب نجات میری تعلیم پر ہے۔ دیکھو مرزا جی کی اصل عبارت: ’’اب خدا تعالیٰ نے میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت کو مدار نجات ٹھہرایا ہے‘‘ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، مصنف مرزا صاحب)۔ میاں

صاحب کا یہ فرمانا بالکل غلط اور من گھڑت ہے کہ غیر تشریعی نبی بعد از حضرت خاتم النبیین آتے رہیں گے۔ یہی تو ختم نبوت کا انکار ہے جو باجماعِ امت کفر ہے۔

میاں صاحب نے یہ بھی غلط لکھا کہ جدید کلام کی روک نہیں ہوئی جو کہ بغیر شریعت کے ہو۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ ''میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے'' اور یہی شریعت والی وحی کی تعریف ہے۔ پس مرزا صاحب کی وحی شریعت والی ہے۔ بقول میاں صاحب جس دلیل سے شریعت والی کلام جو افضل و اکمل ہے اس سے امت محمدی ﷺ محروم کی گئی۔ اسی دلیل سے دوسری کلام بھی ردّ کی گئی۔ جب قرآن شریف ہی مقدم اور قابل عمل کلام الٰہی ہے تو پھر شیطانی القاء والی کلام فضول ہے۔ کیونکہ اگر اس پر عمل کریں گے تو جہنم کے وارث ہوں گے۔ جیسا کہ مرزا جی کا الہام ہے ''انت منی بمنزلة ولدی'' کہ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ یہ الہام شیطانی القاء اس واسطے ہے کہ اسمیں مرزا کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اور جب اس الہام پر اعتراض کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہم اس الہام کو نہیں مانتے۔

سبحان اللہ! ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم کلام الٰہی مانتے ہیں اور دوسری طرف اس سے انکار ہے مصرعہ

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

میاں صاحب خود لکھتے ہیں کہ کلام الٰہی تو یقین اور وثوق کیلئے آتا ہے۔ سنیے میاں صاحب! خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ {لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ} کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ جب خدا کا کلام یقین اور وثوق کے واسطے آتا ہے تو مرزا صاحب کو وہ خدا کا بیٹا کیوں یقین نہیں کرتے؟ جب مرزا صاحب کو ان کے الہام کے مطابق سچا نبی یقین

کرتے ہو تو خدا کا بیٹا بھی یقین کرو۔ اگر کہو کہ خدا کا بیٹا ہونا قرآن کے خلاف ہے اس واسطے ہم نہیں مانتے تو ہم کہتے ہیں کہ سچا نبی ورسول ہونا بھی تو قرآن کی آیت ختم النبیین کے برخلاف ہے مرزا صاحب کو سچا نبی ورسول بھی نہ مانو۔

قولہ ۲: ''لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس امت کی اصلاح کے واسطے موسوی سلسلہ کا مسیح آسمان سے نازل کیا جائیگا اور ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کسی آدمی کے منگوانے میں رسول کریم ﷺ کی ہتک ہے'' (الخ)۔

جواب: حضرت محمد ﷺ کے قسمیہ فرمان کے مقابلہ میں آپکا من گھڑت ڈھکوسلا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ دیکھو بخاری شریف کی حدیث جس میں آنحضرت ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں:

''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا'' ... (الخ) یعنی ''قسم ہے مجھ کو اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے حاکم عادل ہوکر''۔ آگے حدیث طویل ہے اور بارہا پیش کی گئی ہے جس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا جاتا۔ ہاں جاہلوں والے ڈھکوسلے لگائے جاتے ہیں کہ اس سے مرزا صاحب ہی مراد ہیں۔ اور وہی ابن مریم تھے۔ جب کہا جاتا ہے یہاں حدیث میں ''ینزل'' کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں ''آئیگا''۔ جس سے ثابت ہے وہ ہی ابن مریم اترے گا جیسا کہ انجیل سے ثابت ہے۔ دیکھو **انجیل اعمال باب ۱ آیت ۱۲:** ''یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آئے گا'' (الخ)۔ تو پھر ایسا نامعقول جواب دیتے ہیں کہ ہنسی آتی ہے کہ نزول کے معنی پیدا ہونے کے ہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ پھر تو ''منکم'' چاہیے تھا۔ ''فیکم'' کیوں ہے تو لاجواب ہوکر سخت کلامی اور بدزبانی پر اتر آتے ہیں۔ دوسری حدیث نے تو فیصلہ ہی کر دیا

ہے۔یعنی وہ نبی عیسیٰ بن مریم جسکے میں قریب تر ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اترنے والا۔تو پھر نادم ہو کر ہٹ دھرمی وضد سے جاہلانہ جواب دیتے ہیں کہ بیشک سب ضمیریں تو عیسیٰ بن مریم کی طرف پھرتی ہیں مگر ''انه نازل'' کی ضمیر مرزا صاحب کی طرف پھرتی ہے لاحول ولا قوۃ۔مرزا صاحب تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے ۱۳ سو برس بعد پیدا ہوئے تو نادم ہو جاتے ہیں اور کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کی ہتک نہیں بلکہ عالی مرتبہ کا اظہار ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر عیسائیوں کا خدا (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کی امت میں ہو کر آتا ہے۔ہتک تو اس میں ہے کہ ایک غلام نمک حرام ہو جائے اور مقابلہ کرے۔نبوت و رسالت کا دعوے کر کے بذریعہ رسالت و نبوت کاذبہ جھوٹا مسیح موعود بنے۔جھوٹا اس واسطے کہ جب حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی سچا نبی آنا ہی نہیں اور خاتم النبیین آیت قرآن شریف اور حدیث صحیح ''لانبی بعدی'' کے ہوتے ہوئے جب کوئی نبوت و رسالت کا مدعی سچا ہو ہی نہیں سکتا تو ضرور جھوٹا ہے۔جب مرزا جی سے پہلے آٹھ نو شخصوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ فارس بن یحییٰ، ابراہیم بزلہ، ابو محمد خراسانی وغیرہ اور وہ جھوٹے سمجھے گئے تو مرزا صاحب بھی جھوٹے ہی ہیں کیونکہ آنے والا نبی اللہ و رسول اللہ ہے اور حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی اللہ اور رسول اللہ ہو نہیں سکتا۔پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ ۳: ہمیں ان لوگوں سے یہ بھی اختلاف ہے کیونکہ ہم ایمان رکھتے کہ مامور کے آنے کی غرض محض شریعت کا لانا نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کلام الٰہی کی صحیح تفسیر اور یقین اور وثوق کا پیدا کرنا ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس کا کام ہوتا ہے۔یہ کیسی حماقت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد بیماری تو ہوگی لیکن آپ اتنے

بڑے طبیب ہیں کہ آپ کے بعد طبیب نہیں ہوگا'' (الخ)۔

جواب: بیشک حضرت خاتم النبیین ﷺ ایسے بڑے طبیب ہیں کہ آپ نے ہر ایک بیماری کا علاج فرمادیا ہے اور کسی طبیب کی قیامت تک ضرورت نہیں چھوڑی ثبوت یہ ہے کہ تیرہ سو برس تک ہزاروں فتنے برپا ہوئے۔ کئی جھوٹے مسیح نبی ہوئے، مگر اس طبیب کامل کی تعلیم سے سب جھوٹے ثابت ہوئے۔

جب کفر الحاد کی بیماری کسی شخص کو ہوجاتی ہے تو اس کو ہر ایک مسلمات دین سے انکار ہوجاتا ہے۔ میاں صاحب کے اس ایمان سے معلوم ہوا کہ وہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کے بھی منکر ہیں صرف اپنے من گھڑت ڈھکوسلے لگاتے ہیں جب قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین اور صحیح حدیث ''لا نبی بعدی'' سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی مامور من اللہ بحیثیت نبی و رسول نہیں آسکتا تو پھر کس قدر حماقت وشقاوت ہے کہ کسی امتی کو مامور من اللہ اور نبی و رسول مانا جائے۔ جبکہ نظیر موجود ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ ''لا نبی بعدی'' کہ تو نبی نہیں اور ہارون غیر تشریعی نبی تھا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت ہارون غیر تشریعی نبی تھے۔ پس اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

لفظ ''صحیح تفسیر'' ظاہر کرتا ہے کہ قرآن شریف کی اب تک جس قدر تفسیریں کی گئی ہیں وہ سب میاں صاحب کے اعتقاد میں غیر صحیح ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ سے لے کر ۱۳ سو برس تک کل امت محمدی ﷺ گمراہی پر تھے اور خدا تعالیٰ نے بھی (نعوذ باللہ) اس امت کو ''خیر امة'' فرمانے میں غلطی کی کیونکہ صحیح تفسیر تو ۱۳ سو برس تک کروڑوں بندگانِ خدا امت محمدیہ کے غیر صحیح تفسیروں کی پیروی کرتے رہے اور باوجود کہ

رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور خدا کا وعدہ تھا ان {اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ} خدا نے صحیح تفسیر نہ بتائی اور سب کو گمراہ رکھا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہفوات الجاہلین سے بچائے، آمین۔

نمونہ بننے کی خوب کہی! جس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو عیسائیوں کے نمونہ، آریوں کے نمونہ، ہندوؤں کے نمونہ، دہریوں کے نمونہ کی پیروری سے بچائے اور فرعونی تعلیم کی پیروی سے محفوظ رکھے۔ مرزا صاحب عیسائیوں کا نمونہ اس واسطے تھے کہ عیسائیوں کا ابن اللہ کا مسئلہ اسلام میں داخل کرتے ہیں اور ان کو الہام ہوتا ہے کہ ''انت منی بمنزلة ولدی'' (حقیقۃ الوحی ص۸۶) ''انت منی بمنزلة اولادی'' (الحکم دسمبر ۱۹۰۰ء)۔

آریوں کے نمونہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ آپ باطل مسائل بروز و مکون اوتار کے معتقد تھے اور کرشن کا اوتار بنے جو تناسخ کا قائل اور قیامت کا منکر تھا۔ اور مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ ''انت منی بمنزلة بروزی'' کہ اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے۔ ہندوؤں کے نمونہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ مرزا صاحب نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی اور اپنی فوٹو یعنی عکسی تصویر کئی دفعہ بنوائی اور انکے مرید بت پرستوں کی طرح اس تصویر کی تعظیم کرتے۔

دہریوں کے نمونہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ ''تخت رب العالمین'' چاندی کا ہوگا یا سونے کا یا لکڑی کا اور عذاب قبر پر ہنسی اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں بچھو اور سانپ قبر کھول کر دکھاؤ۔ معراج جسمانی سے بھی انکار ہے۔ مرزا صاحب کے نمونہ پر چلنے کی تاثیر ہے کہ آپ نے صحابہ کرام اور اولیائے عظام اور سلف صالحین (نعوذ باللہ) سب کو احمق کہہ دیا کہ جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد غیر تشریعی نبی بھی نہیں آسکتا جس پر ۱۳ سو برس سے اجماع امت چلا آتا ہے سب کو احمق کہہ دیا۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بے دینی اور دجالی تعلیم سے بچائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے آمین۔ چونکہ آپ کا یہ عقیدہ بھی جمہور امت کے خلاف ہے لہٰذا مردود اور غلط ہے۔

قولہ ۴: پھر ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن شریف اپنے معارف اور مطالب ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے مگر ہمارے مخالف لوگ یہ کہتے ہیں کہ سب معارف پچھلے لوگوں پر ختم ہوگئے۔ یہ کلام ایسی ہڈی کی طرح ہے جس سے سارا گوشت کھایا گیا ہے" (الخ)۔

جواب: کسی مسلمان نے نہیں کہا کہ (نعوذ باللہ) قرآن شریف ہڈی کی طرح ہے میاں مرزا زادہ صاحب کسی مسلمان کا لکھا ہوا دکھادیں۔ ہاں رسول اللہ ﷺ نے تفسیر بالرائے چونکہ منع فرمائی ہے دیکھو حدیث "من قال فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار" یعنی جو شخص اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے۔ اگر قرآن شریف کے معارف ومطالب اس ذات ستودہ صفات پر نہ کھلے جس پر قرآن شریف نازل ہوا تھا اور دوسرے امتی شخص پر کھلنے کا اعتقاد رکھنا رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ باوجود صاحب قرآن پیغمبر ہونے کے اور باوجود اہل زبان ہونے کے آپ تو قرآن نہ سمجھے اور ایک آپ کا امتی کہلانے والا سمجھ جائے (نعوذ باللہ) {کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ}۔ اس ملعون اور مردود بات کے کہنے سے تو ابلیس بھی شرماتا ہے چہ جائے کہ آپ کے امتی ہونے کا مدعی ایسے کلمات کہے۔

اور یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن شریف نازل تو ہو عربی زبان میں اور اسکے معارف تمام سلف صالحین کے خلاف ایک پنجابی پر کھلیں جسکے حافظہ کا یہ حال ہے کہ کبھی لکھتا ہے "مسیح کی قبر جلیل میں ہے"۔ کبھی لکھتا ہے کہ "مسیح کی قبر بلدہ قدس میں ہے"۔ کبھی لکھتا ہے

''مسیح کی قبر کوہ لبنان پر ہے جہاں ایک گرجا بنا ہوا ہے اور اسکے اندر مسیح و مریم کی قبر ہے''۔ اور کبھی لکھتا ہے کہ ''مسیح کی قبر کشمیر میں ہے''۔ یہ اصولی بحث کا حال ہے۔ کبھی لکھتا ہے کہ ''آنیوالا مسیح میں ہی ہوں''۔ اور کبھی لکھتا ہے کہ دس ہزار مسیح اور بھی میرے بعد آ سکتا ہے۔ جس شخص کے حافظے کا یہ حال ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ قرآن شریف کے معارف بیان کر سکے؟ ہرگز نہیں۔ اختصار منظور ہے ورنہ قادیانی معارف کے پرخچے اڑادوں اور دنیا کو دکھادوں کہ ایسے لوگ بھی معارف دانی کے مدعی ہیں شعر

بت بھی کریں آرزو خدائی کی　　　شان ہے تیری کبریائی کی

خدا تعالیٰ اپنے کرم سے ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے کہ رسول اللہ ﷺ کا انہوں نے اپنے ڈھکوسلوں اور دجالی تعلیم سے دین ہی بدل ڈالا اور یہ معارف دانی نئی نہیں۔ جملہ مدعیان نبوت کاذبہ وبانیان فرق ضالہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ سبحان اللہ! ذرا مرزائی معارف دانی ملاحظہ ہو:

''مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت بعد آنحضرت ﷺ کے نہ ہوگا اور شیخ جونپوری مہدی موعود پیغمبر کے متبع ہیں پس اب ہونا مہدی کا ان اوصاف یعنی متبع اس شرع شریف کا ہو کر نہیں مخالف ہے کتاب وسنت واجماع کے''۔ (رسالہ اعتقادات فرقہ مہدویت)

میاں محمود صاحب جواب دیں کہ آپ کا باپ تو اب مدعی مہدویت ہوا ہے جب اس کے پہلے سید محمد جونپوری مہدی ہو چکا ہے اور الہام کی روشنی میں اس نے تفسیر کی ہے تو مرزا صاحب نے اس کو کیوں نہ سچا مہدی مانا۔ اور کیوں خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر مرزا صاحب کو حق ہے کہ وہ اپنے الہام کی روشنی میں تفسیر کر کے سچے مہدی ہوں تو سید محمد

جونپوری مہدی کو زیادہ حق ہے کیونکہ وہ سید ہے اور اس کا نام بھی حدیث کے مطابق محمد ہے اور بیعت بھی جا کر اس نے مکہ و مدینہ کے درمیان مقام رکن میں لی جیسا کہ حدیثوں میں ہے۔ اور مرزا صاحب کی تو ہر ایک بات اور ہر دعویٰ کی بنیاد مجاز اور استعارہ پر ہے۔ پس اگر زید کو اپنی رائے طبع زاد معارف لکھنے کا اختیار ہے تو بکر کو بھی ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح سب افراد ملت کو حق ہوگا۔ تو پھر نتیجہ یہ کہ نہ قرآن قرآن رہے گا اور نہ تفسیر تفسیر۔ ہر کس و ناکس مطلق العنان ہوگا جو اسکے دل میں آئے گا کہے اور کرے گا۔ اور پابندی اسلام چھوڑ دے گا۔ پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ ۵: ہم لوگ یہ یقین کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور ہم میں سے بہتوں سے کرتا ہے یعنی مرزائیوں سے۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر کوئی اس امت میں ہونا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے "**عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک احد فی امتی فانہ عمر رضی اللہ عنہ** (متفق علیہ)

ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ تحقیق تھے الہام کئے گئے بیچ ان لوگوں کے کہ تھے تم سے پہلی امتوں میں سے پس اگر ہو میری امت میں کوئی پس تحقیق وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوگا۔ (نقل کی یہ بخاری و مسلم نے، مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۶۹)۔ جب حضرت خاتم النبیین کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت منقطع ہے تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ عوام سے ہمکلام ہو۔ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص کرتی ہے کہ حضرت کی امت میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص محدث نہیں ہوسکتا۔ اور ظاہر ہے کہ جب حضرت عمر

ﷺ جیسے خادم اسلام محدث نہ ہوئے تو دوسرے امتی کی کیا حقیقت ہے کہ محدث ہو سکے جو قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔

عوام کی ہمکلامی خدا کا حال یہ ہے کہ ایک مرزائی نے اشتہار دیا ہے **دیکھو اعلان نمبر ۲:** ''پھر اس عاجز کو پکارا گیا یا ایھا الصدیق یوسف انی معک اسی طرح بار بار حکم ہوتا رہا پھر سمجھایا گیا کہ نبوت کا سلسلہ اسی طرح سے جاری ہے۔ دنیا کے الزاموں سے نہ ڈرو نہ غم کر تجھے روحانی تاج پہنایا گیا ہے۔ نبوت کا تاج تیرے سر پر رکھ دیا گیا ہے''۔

(یوسف الصدیق المعروف نبی بخش ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو جو الہام ہوا کہ ''مرزا مسرف و کذاب و عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا'' یہ الہام سچا بھی ہوا کہ مرزا صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی زندگی میں فوت ہو گئے اور خدا کے فعل نے اپنا قول بھی سچا کر دیا۔ تو پھر آپ کیوں اس الہام کی پیروری نہیں کرتے میاں محمود صاحب (پسر مرزا) کا جب اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کلام کرتا رہتا ہے اور ساتھ ہی انکا یہ اقرار ہے کہ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے تو پھر میاں نبی بخش مدعی نبوت کے ساتھ جو کلام خدا کرتا ہے اس کو کیوں نہیں مانتے۔ اور جب ان کا یہ اعتقاد ہے کہ ایک نبی کا منکر کافر ہے خواہ وہ نبی حضرت خاتم النبیین کے بعد ہی ہو تو پھر اب قادیانی جماعت دو نبیوں کی منکر کیوں ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نبوت بعد حضرت محمد ﷺ کے دی ہے اس پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ اگر میاں محمود صاحب کا یہ عقیدہ درست ہے تو وہ میاں نبی بخش ساکن معراجکے اور مولوی عبدالطیف ساکن گناچور ضلع جالندھر کو سچے نبی تسلیم کریں یا جواب دیں کہ وہ کیوں سچے نبی نہیں۔ پھر ہم بھی اسی پیمانہ اور معیار سے ثابت کر دینگے کہ مرزا صاحب بھی نہ سچے نبی اللہ تھے اور نہ مسیح موعود تھے۔

قولہ۶: ہمارا یہ اختلاف ہے کہ ہم بعث بعد الموت کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس زندگی میں انسان اپنی طاقتوں کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے اور اسی روح میں نشوونما پاکر اس حالت کو حاصل کرتا ہے لیکن یہی ذرات اور یہی جسم وہاں نہیں جاتا۔ ہمارے منکر کہتے ہیں کہ ہم حشر اجساد کے منکر ہیں''۔

جواب: بیشک اگر یہ عقیدہ ہے تو آپ حشر اجساد کے منکر ہیں کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے {ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ O ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ O ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ} یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر نیکی وبدی کا راستہ آسان کردیا پھر ایک وقت خاص تک زندہ رکھ کر ماردیا۔ پھر اس کو قبر میں لے جا داخل کیا پھر جب چاہے گا اس کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا۔

(سورۂ عبس، پارہ ۳۰)

{اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ O وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ O اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ O} یعنی انسان کو اتنی بات معلوم نہیں کہ وہ لوگ جو قبروں میں مدفون ہیں جب اٹھائے جائینگے اور لوگوں کے دلوں میں جو باتیں مخفی ہیں وہ سب ظاہر کردیجائینگی اس دن ان کا پروردگار ہی ان کے حال سے بخوبی واقف ہوگا۔ (سورۂ عادیات)۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ جو جسم قبر میں دفن ہوا وہ ہی پھر دوبارہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا نہ کوئی اور وجود جدید ملے گا۔ اگر جدید وجود مانا جائے تو یہی تناسخ ہے جو کہ باطل ہے۔ پس اس اعتقاد میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ۷: ہم یقین رکھتے ہیں کہ جنت کی تعیین بعینہٖ اسی رنگ میں ظاہر ہونگی کہ جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں لیکن ساتھ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ چونکہ وہاں کا عالم ہی اور ہے اس لئے جس مادے کی چیزیں یہاں ہیں اس مادے کی چیزیں وہاں نہیں

ہونگی‘‘ (الخ)۔

جواب: جب کیفیت اور ماہیت جنت کی نعمتوں کی مذکور نہیں تو یہ آپ کا مہمل بیان ہے مادے کے بغیر تو کوئی چیز ظہور میں آتی ہی نہیں وہاں کا مادہ کس قسم کا ہے جس کے آپ معتقد ہیں۔

قولہ۸: ’’ہم یقین رکھتے ہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے لیکن ساتھ ہی ہم یقین رکھتے کہ وہ اس دنیا کی آگ کی قسم نہیں بلکہ وہ اس آگ سے کئی باتوں میں ممتاز ہے وہ اپنی سختی میں اس سے بہت زیادہ اور وہ انسان کے قلب کو صاف کرسکتی ہے۔ یہ آگ قلب کو صاف نہیں کرتی‘‘۔

جواب: کیا آپ دوزخ سے ہو آئے ہیں کہ اس آگ کی قوت وحدت بتارہے ہیں دوزخ کی آگ تو بطور سزا ہوگی۔ اس آگ سے قلب کا صفا ہونا قریب قریب آریوں ہندوؤں کا مذہب ہے کیونکہ تناسخ ماننے والے ہی یہ کہتے ہیں کہ ادنیٰ جونوں میں جا کر سزا بھگت کر صاف ہر کر پھر بھیجے جاتے ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے کہ صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں آنا ہے۔ اگر دوزخ کی آگ قلب کی صفائی کرتی ہے تو بعد صفائی قلب پھر دنیا میں آنا ہوگا۔ اور بذریعہ اس صفائی قلب کے اعمال حسنہ کرنے ہونگے تو یہ وہی تناسخ ہے۔ دیکھو کرشن جی فرماتے ہیں ’’متعدد جنموں میں صاف دل اور پاک باطن ہوکر مجھ میں ملجاتے ہیں‘‘۔ (اشلوک ۱۹۔ لوھیائے ۷۔ گیتا مترجمہ دوارکا پرشاد افق)

جب دوزخ کی آگ قلب کو صفا کرتی ہے تو جو لوگ صفائی قلب کے مدعی ہیں وہ دوزخ سے ہوکر آتے ہونگے۔ افسوس ایسے من گھڑت عقائد کی بنیاد جب دین اسلام میں نہیں ہے تو مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے اور اسلام کے مدعی کیوں ایسے باطل اعتقاد

ایجاد کرتے ہیں۔ دوزخ کی آگ تو قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔ کیا قرآن شریف میں کبھی {وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ} نہیں دیکھا۔ ہاں صاحب! تو پھر یہ صفائی قلب کس غرض کے واسطے ہوگی کیا دوبارہ دنیا میں آؤ گے۔ کیونکہ قیامت کے بعد تو کوئی جدید عمل مفید نہیں پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ ۹: ہمارا یقین ہے کہ آخر اپنی سزاؤں کو بھگت کر اور خدا تعالی کی نعمتوں کو پانے کی قابلیت حاصل کر کے انسان دوزخ سے نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اور سب کے سب آخر خدا تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو جائیں گے" (الخ)۔

جواب: یہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کے برخلاف ہے۔ دیکھو ذیل کی آیات: {اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا} ترجمہ: بیشک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے دین حق سے انکار کیا وہ آخر کار دوزخ کی آگ میں ہونگے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البینہ، پارہ ۳۰)

آپ نے جو اعتقادات ظاہر کئے ہیں یہ وہ ہی باتیں ہیں جو اہل سنت والجماعت کے برخلاف دوسرے فرقوں نے لکھیں ہیں اور ضالہ فرقوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے آریوں کے اعتراضات کے جوابات دینے کے نا قابل ہو کر اور ان سے ڈر کر انہی کی پیروی کی ہے یعنی محدود زندگی کے محدود اعمال کے بدلہ میں غیر محدود عرصہ تک سزا دینا خدا کے انصاف کے برخلاف ہے۔ حالانکہ یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ جیسے بُرے اعمال محدود ہیں ویسے ہی نیک اعمال محدود ہیں۔ جب نیک اعمال کا بدلہ بہشت دائمی ہے تو بُرے اعمال کا بدلہ بھی دائمی جہنم ہونا عین انصاف ہے اور ظلم نہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگ گناہوں سے بچیں اور نیک کام کریں۔ یہ مشاہدہ ہے کہ جس جرم کی سزا سخت ہو وہ کم ہوتا ہے۔ پس

اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ ۱۰: ''ہم قرآن کریم کو الہام کی روشنی میں دیکھتے ہیں پس یہ ہمارے اور انکے درمیان فرق ہے''۔

جواب: یہ آپ کی اصولی غلطی ہے کیونکہ الہام تو شرعاً حجت نہیں۔ اگر آپ الہام کو حجت مانتے ہیں تو میاں نبی بخش اور عبداللطیف کو جو الہام ہوتا ہے کہ ''تم نبی ورسول ومہدی ہو'' ان کو بھی مانو۔ کیونکہ ان کا دعویٰ نبوت و رسالت بھی الہام کی روشنی سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی طرح کل مدعیان نبوت و رسالت کو معہ مرزا صاحب کے کاذب و کافر یقین کرو جنہوں نے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کا کیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ الہام پر عمل نہ کرتے تھے جب تک قرآن سے اس کی تصدیق نہ کرلیں۔ اور تمام سلف صالحین کا یہی اعتقاد ہے کہ الہام شرعی حجت نہیں۔ حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ الہام پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہو جائے۔ (دیکھو احیاء العلوم)

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ قرآن اور حدیث اور نیز اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔

حضرت علی ہجویری معروف گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ اسکی معرفت یعنی خدا کی معرفت الہامی ہے تو یہ بھی محال ہے کیونکہ معرفت کے واسطے جھوٹی سچی دونوں دلیلیں ہوسکتی ہیں اور خطا اور صواب پر اہل الہام کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خداوند مکان میں ہے اور دوسرا کہتا ہے مجھے

الہام ہوا ہے کہ خدا کا مکان نہیں پس ضرور ہے کہ ان دو دعووں میں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں حق ایک ہی طرف ہوگا۔ پس کوئی دلیل ضروری ہے اور جب دلیل ہوگی تو اس وقت دلیل سے جاننے والا حق ہوگا اور الہام کا حاکم باطل ہو جائے گا۔ (کشف المحجوب اردو صفحہ ۳۰۸)

لہٰذا تفسیر قرآن شریف وہ ہی صحیح اور قابل اعتبار ہوگی جو حدیثوں سے کی گئی ہو الہام کی روشنی کے ماتحت جو تفسیر ہوگی وہ ظنی اور قابلِ عمل نہیں جیسا کہ آپ نے بالکل غلط تفسیر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے {وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ} سے مرزا صاحب کی وحی مراد ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آخرت کی ت مؤنث کی ہے اور وحی مذکر ہے عربی سے جاہل کو آپکا ڈھکوسلا پسند آئے گا مگر اہل علم کے نزدیک مردود ہے۔ قرآن شریف میں سب جگہ لفظ "یوم" آخرت کے معنوں میں آیا ہے کیا {بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ} کے معنی بھی یہی کرو گے کہ مرزا صاحب کی وحی کے معنی ہیں {اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ} کیا یہاں بھی آخرت کے معنے مرزا صاحب کی وحی ہے؟ **افسوس!** یہ تفسیر ہے یا قرآن کے ساتھ تمسخر کرنا ہے! اور پھر آپ نے یہ نہ خیال کیا کہ ایسی تفسیر سے تو قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت بھی جاتی ہے کیونکہ اسکے پہلے {بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ} ہے اسکے مقابل من بعدک چاہیے تھا نہ کہ آخرۃ۔ کیونکہ آخرۃ کے مقابل اول ہوتا ہے نہ کہ قبل۔ پس تفسیر بالرای چونکہ ناجائز ہے اس لئے آپکی طبع زاد تفسیر قابل اعتبار نہیں۔ لہٰذا آپ اس عقیدہ میں بھی حق پر نہیں ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اور آپ لوگ الہام کی حقیقت سمجھنے میں نہایت سخت دھوکا کھائے ہوئے ہیں کہ اپنے استغراقی خیالات کو جو ایک فطری امر ہے جسے قوت متخیلہ بھی کہتے ہیں جس سے کوئی انسان خالی نہیں۔ اسی کو مرزا جی مکالمہ الٰہی زعم کرتے تھے

حالانکہ اس قوت نے مسلم وکافر وفاسق وفاجر شریف ورذیل کوئی بھی خالی نہیں۔ اسی قوت کے عمل کو اگر بحالت نیند ہوتو اس کو کشف ورؤیا کہتے ہیں۔ اور مرزا صاحب خود لکھتے ہیں: ''فاسقہ عورت کنجری یار بہ بروبادہ بسر حرام کاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے (ملاحظہ ہو توضیح مرام)۔ جب یہ حالت ہے تو پھر ان خیالات کو وحی والہام زعم کرنا غلطی ہے۔ کیسا غضب ہے کہ الہام ہوتا ہے ''انت منی بمنزلة ولدی کہ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے'' اور اس شیطانی القاء حدیث النفس کو خدا کا کلام کہتے ہیں ساتھ ہی اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد اور بیٹوں سے پاک ہے مگر یہ کلام الٰہی بطور استعارہ ہے۔ **افسوس!** دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا ہو مگر چونکہ دعویٰ کر چکے ہیں اس لئے اڑے بیٹھے ہیں۔ بھلا مرزا صاحب کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ ان کے الہامات دخل شیطانی سے پاک تھے جبکہ الہامات کے مضامین بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسکی تفسیر ''لانبی بعدی'' سے فرمائی۔ مگر مرزا جی کو الہام اس کے برخلاف ہوتا ہے۔ ''یٰس، اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ'' کہ اے سردار (مرزا) تو مرسلوں سے ہے یعنی رسول ہے۔ مرزا جی نے اس خلاف قرآن وحدیث الہام کو سچا یقین کیا حالانکہ حکم یہ تھا کہ اس الہام کا قرآن سے مقابلہ کرتے اور اس کو قرآن کے خلاف پاکر رد کرتے۔ اس اصولی غلطی کا ان کے مرید اور جانشین کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مرزا جی خدا کا بیٹا ہونے کے مدعی تھے اور ان کا الہام پیش کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے اور تاویل کرتے ہیں مگر جب یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب رسالت ونبوت کا

دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے الہامات پیش کئے جاتے ہیں تو پھر نہایت دلیری سے کہتے ہیں کہ ہم ان کو رسول و نبی مانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک الہام خلافِ قرآن کو ردّ کرتے ہیں اور دوسرے الہام خلافِ قرآن کی تصدیق کرتے ہیں تمام امت کے خلاف مرزا کو نبی رسول مانتے ہیں غضب یہ ہے کہ اس خود ساختہ رسول کے کلام کے مقابل قرآن وحدیث کی تکذیب کرتے ہیں یہی باعث ہے کہ مرزا جی اور ان کے مریدوں وجانشینوں کو مسلمان کافر سمجھتے ہیں اور فرقہ ضالہ یقین کرتے ہیں۔

اب یہاں محمود صاحب (پسر وجانشین مرزا صاحب) خلیفہ ثانی قادیانی نے خود قبول کرلیا ہے کہ بے شک ہم اللہ اور رسول پر اس طرح یقین نہیں کرتے جس طرح دوسرے مسلمان کرتے ہیں۔ اور نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان معنوں میں خاتم النّبیین مانتے ہیں جن معنوں میں باقی مسلمان مانتے ہیں ایسا ہی قیامت وعلاماتِ قیامت حشر اجساد، دوزخ وبہشت ومیزان وحساب وغیرہ کا بھی ہم مسلمانوں کی طرح ایمان نہیں رکھتے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ ان سب امور کے منکر ہیں اور {وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ} اور {وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ} کے تحت میں ہیں اپنے اقبال سے ریویو کا فر اور فرقہ ضالہ میں ہیں۔ اللّٰھم احفظنا (محمد پیر بخش)

نمبر (۴) بابت ماہ مارچ ۱۹۲۴ء

اولیائے امت کے ملفوظات کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واضح ہو کہ جب مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی نبوت ورسالت وکرشنیت وغیرہ پر مسلمانوں کی طرف سے اعتراضات ہوئے اور مرزا صاحب ختم نبوت کے منکر ثابت ہوئے تو ان کے مریدوں میں سخت حیرت پھیلی اور نصوص شرعی سے جواب دے سکنے کے ناقابل ہوکر مرزا صاحب کے کفریات کا جواب یہ دینا شروع کیا کہ اولیائے امت میں سے پہلے بھی کئی بزرگانِ دین نے ایسے ایسے کلمات منہ سے نکالے ہیں۔ جن کے جواب کئی دفعہ علمائے اسلام کی طرف سے دیئے گئے ہیں کہ مرزا صاحب اور ان بزرگان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مرزا صاحب کے کلمات کفر لوگوں کو اپنا مرید بنانے کی خاطر ہیں اور ان

بزرگان نے حالتِ سکر میں ایسے کلمات منہ سے نکالے اور بعد میں تائب ہوئے بلکہ بعض نے حکم دیا کہ ہم کو اس حالت میں ہلاک کردو۔ اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میرے مرید نہ ہوگے تو تمہاری نجات نہ ہوگی

مصرعہ ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بہ کجا

وہ بزرگ تو فرمائیں کہ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشار اور اس پر اجماع امت ہے کہ ختم نبوت کا منکر اور مدعی نبوت ورسالت بلا اختلاف احدے کافر ہے اور مرزا صاحب لکھتے ہیں

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آن جام را مرا بتمام

یعنی جو کچھ نعمت نبوت کا پیالہ ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے ان سب کے مجموعہ مجھ اکیلے کو دیا گیا۔ یہ شعر مرزا صاحب کا ان کو افضل الانبیاء بناتا ہے۔ بلکہ حضرت خاتم النّبیین محمد ﷺ سے بھی افضل ہونے کا بین ثبوت دیتا ہے کیونکہ جب جو کچھ پہلے نبیوں کو نعمت ومعرفت دی گئی وہ سب ملا کر اکیلے مرزا صاحب کو دی گئی تو ظاہر ہے کہ جو کچھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا وہ بھی مرزا صاحب کو دیا گیا۔ تو مرزا صاحب محمد ﷺ سے افضل ہوئے اس دلیل سے کہ محمد ﷺ کو صرف پہلے نبیوں کے کمالات دیئے گئے تھے اور مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کے علاوہ محمد ﷺ کے کمالات بھی دیئے گئے تو وہ محمد ﷺ سے بھی افضل ثابت ہوئے۔

اسی بناء پر مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اب خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو مدار نجات قرار دیا ہے (دیکھو اربعین ۴، ص ۱۶، مصنفہ مرزا صاحب)۔ اب قرآن شریف کی پیروی اور محمد ﷺ کی متابعت سے نجات نہیں مل سکتی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مرزا

صاحب کے آنے سے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ (نعوذ باللہ) معزول کردیئے گئے۔اب ضروری ہوا کہ مسلمان مرزا صاحب کی وحی وتعلیم کی پڑتال کریں کہ آیا وہ اس قابل ہے کہ ذریعہ نجات ہوسکے کیونکہ یہ قانونِ الٰہی ابتدائے آفرینش سے انسانوں میں جاری ہے کہ سچ کے مقابلے میں جھوٹ، اصل کے مقابلہ میں نقل، سچے نبی ورسول کے مقابلہ میں جھوٹے نبی ورسول، سچے اولیائے اللہ کے مقابلہ میں بناوٹی اولیاء اللہ، کھرے سونے کے مقابلے میں کھوٹا سونا، سچی تعلیم کے مقابلہ میں جھوٹی تعلیم، توحید کے مقابلہ میں شرک، اسلام کے مقابلہ میں کفر، خدائی الہام کے مقابلہ میں شیطانی الہام، غرض کہ ہر ایک امر دو پہلو رکھتا ہے ایک صحیح اور دوسرا غلط کیونکہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے

ہست دریں قاعدۂ ہزل وجد   ضد مبین نشود جز بضد

ترجمہ: اس دنیا ہزل وجد میں قاعدہ مقرر ہے کہ ضد بغیر ضد کے ظاہر نہیں ہوسکتی۔راستی ہوگی تو اس کے مقابل ناراستی بھی ہوگی۔ جب کوئی سچا رہبر مصلح پیغمبر ورسول ظاہر ہوا تو اس کے مقابل جھوٹے مدعیان نبوت ورسالت وحی والہام کھڑے ہوئے جیسا کہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی حضور ﷺ کی زندگی میں ہی کھڑے ہوگئے تھے۔جنہوں نے اپنی اپنی جماعت الگ کرلی تھی۔قرآن شریف بھی جھوٹے مدعیان الہام کی خبر دیتا ہے {وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا} ترجمہ: پس اسی طرح ہم نے کل نبیوں کے مقابل ان کے دشمن بنادیئے تاکہ دھوکہ دینے کی غرض سے وہ غرور کی باتیں شیطان کی طرف سے وحی کئے جاتے ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ نے شیطانی وحی کی علامت یہ فرمادی ہے کہ جو وحی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے وہ جھوٹی ہوتی ہے۔{هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى

كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيمٍ } ترجمہ کیا میں تجھے بتادوں کس پر شیطان اترا کرتے ہیں۔ اترا کرتے ہیں جھوٹے بدکار پر سنی سنائی بات شیطان ان پر القاء کر دیتے ہیں اور ان میں بہتری جھوٹی ہوتی ہیں۔ (الشعرآء،۱۹)

جب نص قرآنی سے ثابت ہے کہ مدعی سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ کوئی معیار ہو جس پر سچا اور جھوٹا مدعی پرکھا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ جھوٹے کی پیروی کر کے انسان جہنم کی راہ اختیار کرے اسی واسطے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم رو ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت انسان شکل اور شیطان صفت بزرگوں کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں پس ہر ایک مدعی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے یعنی بیعت نہ کرنی چاہیے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ وہ معیار کون سا ہے جس پر جھوٹا اور سچا مدعی پرکھا جائے تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس قرآن شریف وحدیث نبوی معیار ہے اور مسلمان ہر ایک مدعی کو انہیں معیاروں سے پرکھ سکتے ہیں پس جس مدعی کا قول یا فعل خلاف قرآن وحدیث ہوگا وہ جھوٹا ہے چاہے رسی کے سانپ بنا کر دکھائے اور ہوا پر اڑ کر اعجاز نمائی کرے۔

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں ''اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور دیوار کو حکم دے کہ چل اور دیوار چل بھی پڑے تو مسلمان اسکی نبوت کی ہرگز تصدیق نہ کریں گے۔ اور اس کی اعجاز نمائی کی تصدیق کریں گے کیونکہ دعویٰ نبوت قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین اور صحیح حدیث ''لانبی بعدی'' کے برخلاف ہے۔ پس اولیائے امت اور مرزا صاحب کے دعاوی وکلمات کفر وشرک ہیں چونکہ۔۔۔۔ کا فرق ہے اس واسطے یہ بالکل غلط

اور سخت مغالطہ دہی ہے کہ اولیائے امت نے بھی ایسے کلمات منہ سے نکالے۔ مرزا صاحب کو اولیاء اللہ سے کیا نسبت وہ تو نبی ورسول ہیں۔ (نعوذ باللہ)

کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ کسی اولیاء اللہ نے یہ بھی دعویٰ کیا ہو کہ میں کرشن جو کہ ایک ہندو مذہب رکھتا تھا اس کا اوتار ہوں۔

مولوی میر مدثر شاہ صاحب پشاوری نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''ملفوظات اولیائے امت'' ہے۔ اور شاہ صاحب نے اپنی طرف سے کوشش کی ہے کہ مرزا صاحب کو ایک اولیاء امت محمدیہ ثابت کریں مگر نہایت افسوس کہ وہ یا تو مرزا صاحب کی تحریروں اور الہاموں سے واقفیت نہیں رکھتے یا جان بوجھ کر خاص وعام کو دھوکہ دیکر جو فروشی اور گندم نمائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس واسطے ان کی کتاب کا جواب اختصار کے ساتھ دیا جاتا ہے ان کی تحریر کے خلاصہ کو قولہ لکھا جائے گا اور جواب کو اقول سے پیش کیا جائے گا۔

قولہ: جب کبھی کوئی مصلح یا مذہبی پیشوا آیا اور نسل انسانی کی اصلاح اور تزکیہ نفوس کیلئے مبعوث ہوا تو حریفان روحانی اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے'' (الخ)۔

اقول: شاہ صاحب! رونا تو اسی بات کا ہے کہ مرزا صاحب بجائے اصلاح اور تزکیہ نفس کے شرک وکفر کی تعلیم دیتے ہیں۔ عاجز انسان کو خالق زمین وآسمان بتاتے ہیں اور واجب الوجود ہستی جو کہ بے انتہا اور غیر محدود ہے اسکو ایک انسانی وجود میں محدود فرماتے ہیں اہل ہنود کے مسئلہ اوتار کو اور آریوں کے مسئلہ ندامت مادہ وروح کو اور عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کو اسلام میں داخل کرتے ہیں۔ **افسوس!** آپ نے جو آیات قرآن شریف ابتداء میں لکھی ہیں غیر محل ہیں کیونکہ یہ تو رسولوں اور نبیوں کے حق میں ہیں اور آپ مرزا صاحب کو

رسول نہیں مانتے جب مرزا صاحب رسول نہیں تو یہ دونوں باتیں آپ نے غلط پیش کی ہیں یا مرزا صاحب کو رسول مانتے ہو صاف کہو پھر ہم بھی جواب دیں فی الحال تو میرا فرض ہے کہ مرزا صاحب پر میں نے جو الزام قائم کئے ہیں ان کا ثبوت دوں۔

اول: حلول باری تعالیٰ مرزا صاحب کے وجود میں، دیکھو الہام ''انت منی بمنزلة بروزی'' (تجلیات الہیہ ص)۔ یعنی خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے کہ اے مرزا کہ تو ہمارے اوتار کے جا بجا ہے۔ یہ الہام مرزا صاحب کی کتاب ''تجلیات الہیہ'' کے ص ۶۳ پر درج ہے اس الہام نے ہندوؤں کے مسئلہ اوتار کی تصدیق کردی اور مرزا صاحب نے لیکچر سیالکوٹ والے میں فرمایا ''ایسے ہی میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سب سے بڑا اوتار تھا''۔ (دیکھو لیکچر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء)

جب مرزا صاحب کو خدا کہتا ہے کہ تو میرے اوتار کی جا بجا ہے تو مرزا صاحب کرشن اوتار ہوئے۔ اور اسلام سے خارج ہوئے کیونکہ کرشن جی کا بھی مذہب تھا جو آجکل آریوں کا ہے یعنی تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر۔ پس مرزا صاحب اگر کرشن ہیں تو مسلمان نہیں، اولیاء اللہ ہونا تو درکنار۔ سو کرشن جی گیتا میں جو ان کی الہامی کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں: ''جو صاحب کمال ہو گئے جنہوں نے فضیلتیں حاصل کرلیں اور میری ذات میں مل گئے ہیں ان کو جینے مرنے کی تکلیفات سے پھر سابقہ نہیں ہوتا''۔

(اشلوک ۱۵۔ ادھائے ۸ گیتا مترجم دوارکا پرشاد افق)

چونکہ اختصار درکار ہے اس واسطے ایک ہی حوالہ کافی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ کرشن جی تناسخ کے معتقد تھے اور یوم قیامت وحشر اجساد کے منکر تھے اور ہرگز مسلمان نہ تھے جب مرزا صاحب کرشن کا اوتار تھے تو مسلمان نہ تھے کیونکہ حلول کا

مسئلہ باطل ہے۔

شاہ صاحب فرمائیں کہ مرزا صاحب اسی تزکیہ نفس کے واسطے تشریف لائے تھے کہ مسلمانوں کو حلول اور اوتار کے باطل مسائل سکھائیں۔ **خدارا!** انصاف فرمائیں کیا مولوی رومی نے سچ نہیں فرمایا شعر

کار شیطان میکند نامش ولی   گر ولی این است لعنت برولی

یعنی کام تو کرے شیطان کے اور کہے کہ میں ولی ہوں۔ اگر ولی ہونا یہی ہے تو لعنت ہے ایسے ولی پر۔ کیا یہی تزکیہ نفس ہے اور اسی تعلیم باطل کی مخالفت کرنے والوں کو آپ دشمن اولیاء سمجھتے ہیں۔

دوم: انسان کا خدا ہونا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا وہی ہوں پھر نے زمین آسمان بنائے اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکی خلق پر قادر ہوں'' (الخ)۔ بطور اختصار۔ (مفصل دیکھنا ہوتو دیکھو ''کتاب البریہ، ص۷۹ مصنفہ مرزا صاحب'')

شاہ صاحب غور فرمائیں کہ یہی اصلاح امت ہے جو مرزا صاحب نے کی کہ خود خدا بن گئے۔ اگر کہو کہ یہ خواب کا معاملہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کی بنیاد بھی تو ان کے اپنے کشفوں اور الہاموں پر ہے اگر انکو خدا نہیں مانتے تو مسیح موعود کیوں مانتے ہو۔ جب الہاموں کے رو سے مسیح موعود ہیں تو خدا بھی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

قولہ: اہل اسلام میں شاید ہی کوئی ایسا ولی گذرا ہوگا جس کو مسلمانوں ہی نے نہ ستایا ہو۔ ائمہ اربعہ میں سے کوئی ظلم وتعدی سے نہ بچا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید خانہ میں ہی زہر دی گئی وغیرہ وغیرہ۔ اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے چودھویں صدی کے عین

سر پر بموجب حدیث نبوی مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اس واسطے آپ کی بھی مخالفت کی گئی اور آپ کے دعاوی کو کلمات کفر قرار دیا گیا بلکہ انکی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا گیا حالانکہ جہاں تک میں نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں ان سے کوئی کلمہ کفر و دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا۔ (الخ) بطور اختصار۔

اقول: شاہ صاحب! مرزا صاحب اور اولیاء اللہ یا اولیائے امت میں بُعد المشرقین ہیں۔ مرزا صاحب کو اولیاء اللہ کی فہرست میں لانا نہایت ظلم کی بات ہے۔ مرزا صاحب کا دعویٰ اولیائے امت ہونے کا ہرگز نہیں۔ وہ خدا اور رسول ہونے کے مدعی تھے۔ بلکہ نجات کے بھی ٹھیکیدار واحد تھے۔ آپ ان کو بری کرنے کے واسطے اولیاء اللہ کی آڑ لیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اولیاء امت کی طرف جو باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ وہ انہوں نے ہرگز نہیں کہیں۔ صرف مریدوں نے ان کے مرید بڑھانے کے واسطے غلو کیا ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے خود ہی ''تذکرۃ الاولیاء'' وغیرہ کتابوں کے حوالے دیکر لکھا ہے۔ اولیاء اللہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے درست ہے اب ہم کو بھی حق ہے کہ اولیاء اللہ کی کتابوں سے حالات کا موازنہ کر کے آپ کو دکھائیں کہ مرزا صاحب ہرگز ہرگز اولیاء کے زمرہ سے نہ تھے۔ پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی لیجئے کہ وہ اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم روح اللہ اور رسول اللہ کے معتقد تھے اور ان کا نزول بموجب نص قرآنی {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} ایک نشان قیامت کا یقین کرتے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اصالتاً نزول کے واسطے حیات لازم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حیات مسیح و اصالتاً نزول جسمی کے بموجب انجیل و قرآن کے قائل تھے۔ (دیکھو فقہ اکبر و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء) یعنی ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اس بات پر ایمان رکھے کہ قیامت برحق ہے اور قیامت کی نشانی یہ ہے

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ مگر مرزا صاحب بلا سند شرعی اجماع امت کے برخلاف کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر چکے ہیں اور نہیں آئیں گے اور وہ عیسیٰ آنے والا میں ہی ہوں۔ آپ ایسے شخص کو جو خدا کے برخلاف، اناجیل کے برخلاف، قرآن شریف کے برخلاف، کل اولیائے امت کے برخلاف جاتا ہے اور من گھڑت بات کی پیروی کرتا ہے اس کو اولیاء اللہ سے کیا نسبت دے سکتے ہیں۔ آپ کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اولیاء امت کی طرح مجاہدات کئے، چلے کاٹے، نفس کشی کی، ریاضات شاقہ نفس کی تادیب کے واسطے کیں؟ جہاں تک مشاہدہ ہے اور مرزا صاحب کی تاریخ بتاتی ہے وہ یہ ہے کہ ابتدائی عمر تعلیم عربی و فارسی میں خرچ کی جوانی کا وقت انگریزوں کی ملازمت میں کاٹا۔ کچھ حصۂ عمر علم رمل کے سیکھنے میں صرف کیا کچھ حصہ عمر کا مختاری اور قانون انگریزی کے امتحان کی تیاری میں لگایا۔ ہاں خشک ملاں کی طرح نمازیں ضرور پڑھتے تھے وہ بھی غیر مقلدوں کے طریقہ پر جن کو مسلمان وہابی کہتے ہیں۔ جب کبھی عبادت الٰہی اور ذکر واذکار کا ذکر آتا تو یہ فرما کر ٹال دیتے لا رھبانیة فی الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے نہ کسی پیر طریقت کی خدمت کی اور نہ کسی بزرگ سے فیض روحانی حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے ہر ایک دعویٰ کو شاعرانہ الفاظ، استعارہ، مجاز وتشبیہ وغیرہ سے مبالغہ کا رنگ دیکر ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ اور جھوٹ کو سچ کر دکھاتے جیسا کہ انہوں نے ''کشتی نوح'' میں اپنا ابن مریم ہونا لکھا ہے کہ بچے ہنسی اڑاتے ہیں کہ مرزا صاحب کو استعارہ کے طور پر حمل ہوا اور دردزہ ہوا اور نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا جو عیسیٰ تھا اور میں مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (دیکھو کشتی نوح ص ۴۷)

جب پوچھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب تو مریم تھے بموجب ان کے الہام کے ''یا

مریم اسکن انتَ وَ زَوُجک الجنَة" کہ "اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں رہو"۔ (حقیقت الوحی، ص ۷۶)

جب مرزا صاحب مریم تھے تو پھر خود ہی ابن مریم کیسے ہوئے غرض کہ مرزا صاحب تھرڈ کلاس شاعر تھے طبیعت کی موروثی سے مضمون نویسی کرتے تھے روحانی برکات سے بے بہرہ تھے یوں تو ان کے مریدوں کا اختیار ہے جو چاہیں بنالیں۔ "**پیراں نمی پرند مریداں مے پرانند**" مشہور ضرب المثل ہے۔ مرزا صاحب تو محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے حیرت خانہ میں مقیم تھے۔ ان کو اولیائے اللہ سے سمجھنا سخت غلطی ہے اولیاء اللہ تو صاحب کرامت ہوتے ہیں۔ اور یہی سچے اور جھوٹے مدعی کے فرق کرنے والی بات ہے۔ چونکہ آپ نے اولیاء اللہ کی باتیں پیش کی ہیں، میں بھی ایک حکایت "کشف المحجوب سے پیش کرتا ہوں۔

"حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا ایک شخص عیسائی راہب آیا میں نے اس کا آنا مکروہ سمجھا مگر اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس رہوں گا میں نے کہا میرے پاس کھانے پینے کے واسطے کچھ نہیں۔ اس نے کہا کہ جہاں میں تیری بزرگی کا شہرہ ہے اور تو ابھی کھانے پینے کی فکر سے آزاد نہیں۔ میں نے کو قبول کرلیا کہ دیکھوں اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچا ہے۔ جب سات راتیں اور سات دن ہم چلے تو ہمیں پیاس لگی۔ راہب کھڑا ہوگیا اور کہا اے ابراہیم کچھ دکھا کیونکہ تیرا جہاں میں شہرہ ہے۔ میں نے زمین پر سر رکھا اور کہا کہ اے اللہ مجھے اس بیگانہ کے سامنے خوار نہ کر کیونکہ وہ عین بیگانگی میں مجھ پر نیک ظن رکھتا ہے۔ میں نے سر اٹھایا تو ایک طبق دیکھا جس پر دو روٹیاں اور دو شربت کے پیالے رکھے تھے ہم نے اسے کھایا جب سات دن اور چلے تو میں نے اس کو کہا

کہ اب تیری باری ہے تو کچھ لا۔ راہب سجدہ میں گیا اور کچھ کہا، ایک طبق پیدا ہوا چار روٹیاں اور چار شربت کے پیالے اس پر رکھے تھے میں متعجب ہوا۔ راہب نے کہا کہ اے ابراہیم غم نہ کر تیرا مرتبہ عالی ہے اور میں مسلمان ہو گیا ہوں اسی واسطے یہ کرامت ظاہر ہوئی‘‘۔ قصہ طویل ہے میں نے بہت اختصار سے نقل کیا۔ (دیکھو کشف المحجوب اردو، ص ۲۴۸)

یہ ہے اولیاء اللہ کی کرامت! اب مرزا صاحب کا حال سنئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے ہی انکار ہے اور خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح اسباب کا محتاج یقین کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر خدا رزق نہیں دے سکتا تصور کر کے خدا کا عجز ثابت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کے واسطے باورچی خانہ اور پاخانہ وغیرہ کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اب آپ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر بتائیں کہ آپ کا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ بغیر اسباب ظاہری کے پکا پکایا کھانا اپنے بندوں کو دے سکتا ہے؟

حکیم محمد حسین معروف مریم عیسیٰ نے مولوی اصغر علی صاحب روحی سے مسجد میں گفتگو کرتے ہوئے تمسخر اڑایا تھا کہ قرآن میں جو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آسمان سے دسترخوان اترا تھا اس میں چٹنی بھی تھی۔ بھلا صاحب ایسے شخصوں کو جو محال عقلی جال میں پھنسے ہوئے ہوں انکو اولیا اللہ سے کہنا کہاں تک خلاف واقعہ امر ہے۔ یوں تو ماننے والے اپنے پیشوا کو سچا ہی مانتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کو اس کے پیرو اس کو سچا نبی کہتے تھے بلکہ عزیز جانیں اس کے فرمان پر قربان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حالت پر رحم کرے کہ آپ نے جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت کے مقابلہ میں سب دینداروں کو جنہوں نے عقائد اسلام کی حمایت کر کے کذاب مدعیان کا مقابلہ کیا ظالم سمجھتے ہیں حالانکہ اجماع امت اس پر ہے کہ مدعی نبوت بعد حضرت خاتم النبیین کے کافر ہے۔

آپ حق پوشی کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔
کیونکہ مرزا صاحب کی تحریروں نے قادیانی جماعت کو اور مولوی ظہور الدین اروپی کی جماعت کو جو مرزا صاحب کو مستقل نبی مانتی ہیں گمراہ کیا۔ اب میں مرزا صاحب کی وہ تحریر لکھتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ مرزا صاحب اولیاء اللہ سے نہ تھے۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر تیرہ سو برس تک کے عرصہ میں جس قدر مدعیان نبوت گذرے ان میں سے تھے۔ اگر اولیا اللہ تھے تو پھر مسیلمہ سے لے کر مرزا صاحب تک جو کذاب مدعیان گذرے وہ بھی اولیاء اللہ ہونگے اور جن صحابہ کرام نے مسیلمہ کو قتل کیا وہ بقول آپ کے خطا کار تھے کیونکہ انہوں نے ایک مصلح کو ستایا۔

پہلا الہام مرزا صاحب: ''قل یا ایھا النّاس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا''۔ اے مرزا تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔

(دیکھو اخبار الاخبار، ص ۳)

دوسرا الہام: ''انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا کما ارسلنا الی فرعون رسولا''۔

(حقیقت الوحی، ص ۱۰)

تیسرا الہام: ''یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم'' یعنی اے سردار تو مرسلوں سے ہے۔ (حقیقت الوحی، ص ۸۲)

چوتھا الہام: ''قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد''

(حقیقت الوحی، ص ۱۰۷)

پانچواں الہام: ''وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین''۔ (حقیقت الوحی، ص ۱۰۷)

چھٹا الہام: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین

کلہ"۔ (حقیقت الوحی، ص ۷۱)

یہ چھ الہام ہیں جو مرزا صاحب کو رسول بناتے ہیں اگر آپ کا اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوئے تو ضرور مرزا صاحب سچے رسول صاحب کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے تھے۔

اب مرزا صاحب کے اقوال نقل کرتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ سخت غلطی پر ہیں جو مرزا صاحب کو مدعی نبوت یقین نہیں کرتے جب وہ خود مدعی ہیں اور انکی تحریریں موجود ہیں تو پھر آپ کیوں ان کو محمد رسول اللہ ﷺ جیسا رسول نہیں مانتے جبکہ یہی آیات محمد ﷺ کے حق میں نازل ہوئیں۔

قول مرزا صاحب: میں خدا کے فضل سے نبی و رسول ہوں۔

(دیکھو اخبار بدر، مارچ ۱۹۰۸ء)

قول مرزا جی: جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۶) یہاں مرزا جی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔

قول مرزا جی: الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور اسکا دشمن جہنمی ہے۔ (دیکھو انجام ص ۶۲) شاہ صاحب! خدا تو آپ کو فرماتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اسپر ایمان لاؤ اور وہ کہتا ہے کہ میں خدا کے فضل سے نبی و رسول ہوں تو آپ کسطرح کہتے ہیں کہ وہ نبی نہ تھا؟ کیا آپ اس کو خدا کا کلام تسلیم نہیں کرتے اور مرزا کو مفتری یقین کرتے ہو؟

قول مرزا جی: سچا خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء، ص ۱۱)

قول مرزا جی: جبکہ مجھ کو اپنے وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۹۸)

قول مرزا جی: خدا وہی ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶)

قول مرزا صاحب: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جسطرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ (حقیقت الوحی، ص ۲۱۱)

قول مرزا جی: جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقت الوحی، ص ۳۹۱)

قول مرزا جی: (شعر عربی کا ترجمہ) ''اے لعنت کرنے والے تجھے کیا ہوگیا بیہودہ بک رہا ہے اور تو اس پر لعنت کر رہا ہے جو خدا کا مرسل یعنی فرستادہ اور عزت یافتہ ہے''۔ (دیکھو اعجاز احمدی، ص ۵۲)

مرزا صاحب اپنی فضیلت تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی بتاتے ہیں۔ دیکھو اخبار بدر، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء مرزا صاحب کہتے ہیں: ''جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں''۔ اور اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ، ص ۴۰'' پر حضرت نبی کریم ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں: ''تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم ﷺ سے ظہور میں آئے''۔ میر مدثر شاہ صاحب جواب دیں کہ کون افضل ہے۔ جس کے تین لاکھ معجزے یا

جسکے صرف تین ہزار؟ اور سنو! دیکھو مرزا صاحب کا عربی شعر جو ان کی کتاب اعجاز احمدی میں ہے ؎

له خسف القمر المنير وان لی　　　خسفا القمران المشرقان أتنكر

یعنی محمد ﷺ کے واسطے تو صرف چاند گہن ہوا تھا اور میرے واسطے چاند و سورج دونوں کا گہن ہوا۔ کیا اب بھی تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی، ص ۷۱)

غرض مرزا صاحب اپنے نفس دھوکہ خوردہ تھے اور {زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا} کے مصداق تھے۔ اور جس کو وہ وحی الٰہی زعم کر کے افضل الرسل ہونے کے مدعی ہوئے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کر گئے۔ قادیانی جماعت جو اپنی تعداد چار پانچ لاکھ بتاتی ہے مرزا صاحب کے ان دعاوی کے باعث ان کو مستقل نبی مانتی ہے۔ ایک اور جماعت مرزا صاحب کے مریدوں میں سے ہے جو مرزا صاحب کو افضل الرسل یقین کرتی ہے اور ناسخ دین محمدی تسلیم کرتی ہے اور مرزا صاحب کو تشریعی نبی مانتی ہے وہ کہتی ہے کہ جب مرزا صاحب نے اپنی امت کے لئے امر بھی کئے اور نہی بھی کی اور اپنی کتاب ''اربعین نمبر ۴ ص ۶'' میں صاف صاف لکھ دیا کہ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا اور میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ یہ تیسری جماعت اسی واسطے مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی مانتی ہے اور یہ جماعت مولوی ظہیر الدین ساکن اروپ ضلع سیالکوٹ کی ہے۔ ایسا ہی چھوٹی چھوٹی اور جماعتیں ہیں جو سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے منکر اور مدعی نبوت ہیں جیسا کہ میاں نبی بخش صاحب ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ جس کی نسبت ''عسل مصفی'' میں آپ کی جماعت کے سرکردہ ممبر حکیم خدا بخش نے بدیں الفاظ لکھے ہیں: ''کم گو

اور گوشہ نشین شخص ہیں۔ اس بزرگ کو پنجابی و اردو، عربی و فارسی زبان میں بکثرت الہام ہوتے ہیں اور رؤیا اور مکاشفات بھی بہت ہوتے ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں انہوں نے اشتہار دیا تھا''۔ (دیکھو عسل مصفیٰ، حصہ دوم، ص ۲۸۲، مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

۲...... دوسرے ایک شخص میاں عبداللطیف صاحب ساکن گناچور ضلع جالندھر ہیں۔ یہ بھی مرزا صاحب کیطرح مدعی نبوت و مہدیت ہیں۔

۳...... تیسرے شخص عبداللہ تیاپوری ہیں۔

۴...... چوتھے ماسٹر محمد سعید صاحب کیمل پوری ہیں جو شریعت محمدی کو منسوخ شدہ سمجھ کر ختنہ حرام سمجھتے ہیں۔

۵...... پانچویں ایک شخص محمد اکبر ہیں جو مصلح موعود ہونے کے مدعی ہیں۔ اور

۶...... چھٹے قاضی یار محمد صاحب کانگری ہیں۔ اور ہر ایک کے پیرو بھی ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ ایمان سے بتادیں کہ یہ تمام فرقے کس نے بنائے اور کس شخص کی تحریروں اور الہاموں نے ان کو گمراہ کیا۔ بلکہ انکار ختم نبوت کے مرتکب ہوئے اجماع امت سے کافر ہوئے اس کا کون ذمہ دار ہوا ہے؟ اگر مرزا صاحب کے یہ الہامات وتحریریں نہ ہوتیں تو لاکھوں مسلمان گمراہ نہ ہوتے۔ پس جتنا قصور ہے یہ سب مرزا صاحب کا ہے جنہوں نے خود وحی والہام کا دعویٰ کیا۔ اور اسی وحی کے مطابق پہلے خود نبوت ورسالت و مسیحیت و کرشنیت کے مدعی ہوئے اور انکے بعد ان کے پیرو بھی مدعی نبوت ہوئے۔ اگر مرزا صاحب حد سے تجاوز نہ کرتے اور ایسے دعاوی نہ کرتے اور جماعت الگ نہ بناتے تو کوئی فتنہ امتِ محمدیہ میں برپا نہ ہوتا اور مخالفین غالب نہ آتے۔ یہ خوب مسیح موعود آیا ہے کہ بجائے امت کے ترقی دینے کے مسلمانوں کو بھی کافر بنا کر اور اختلاف اور

شرک وکفر کا بیج بو کر چل دیا۔ آپ اولیائے امت کو ناحق بدنام کرتے ہیں۔ کسی اولیاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ لاکھوں مسلمانوں کو اپنی نبوت ورسالت منوائی جیسا کہ مرزا صاحب نے منوائی۔ یہ قیاس مع الفارق ہے جو کہ اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ کجا مرزا صاحب کا اپنے دعویٰ نبوت ورسالت پر قائم ہونا۔ دلائل شرعیہ سے اپنی نبوت ورسالت کا ثبوت دینا اور کجا اولیاء اللہ کا بحالت سہو توبہ کرنا۔ مرزا صاحب کو اولیائے امت سے کوئی نسبت نہیں۔ ہاں بموجب حدیث رسول ﷺ اس گروہ سے مرزا صاحب کو نسبت ہے۔ وہ حدیث یہ ہے: ”سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انه نبی اللّٰہ و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ یعنی ”میری امت میں سے ۳۰ جھوٹے ہونگے کہ گمان کرینگے کہ وہ نبی اللہ ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں کوئی نبی بعد میرے نہیں“۔ پس یہ سبب دعاوی نبوت ورسالت وکرشنیت ومہدویت مرزا صاحب انہیں امتی نبیوں سے نسبت رکھتے ہیں جو پہلے گذر چکے ہیں اور کیوں نہ گذرتے جبکہ دو اولوالعزم پیغمبروں کی پیشگویاں ہیں کہ جھوٹے نبی آئیں گے سچا نبی کوئی نہ آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ”جو چیز مجھکو تسلی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اس رسول (محمد ﷺ) کے دین کی کوئی حد نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسکو درست رکھے گا اور محفوظ رکھے گا۔ کاہن نے جواب میں کہا کیا رسول اللہ (محمد ﷺ) کے بعد اور رسول بھی آئیں گے؟ رسول یسوع نے جواب دیا اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے۔ مگر جھوٹے نبیوں کی ایک جماعت بڑی بھاری تعداد میں آئے گی“ (الخ)۔ (دیکھو انجیل برنباس، فصل ۹۷ آیات ۷،۸،۹)۔ سب سے پہلے حسب پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ومحمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے مقابل انکی زندگی میں مسیلمہ کذاب کھڑا ہوا۔ پھر ”اسود عنسی، طلحہ بن خویلد، لا“ یہ شخص مرزا صاحب کی طرح حدیثوں کی

تاویلات کر کے امتی نبی ہونے کا مدعی تھا اور کہتا تھا کہ ''لا نبی بعدی'' کے یہ معنی ہیں کہ میرے بعد نبی ''لا'' ہوگا یعنی ایسا شخص نبی ہوگا جس کا نام ''لا'' ہوگا اور میرا نام ''لا'' ہے۔ پس میں نبی ہوں۔

مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ پس ''لا'' کے ساتھ انکی نسبت ہے۔ یا مسیلمہ کذاب وغیرہ کے جو غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے۔ پھر خالد بن عبداللہ کے زمانہ میں ایک شخص مدعی نبوت ہوا اور قرآن شریف جیسی عربی لکھنے کا مدعی بھی تھا۔ اور مرزا صاحب کی طرح اپنی غلط عربی کو معجزہ کہتا تھا۔ اور کچھ عربی لکھی ہوئی دکھائی۔ خالد نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ میر مدثر شاہ صاحب فرمائیں کہ خالد نے بقول آپ کے ایک مصلح کو قتل کرایا، یا دشمن دین محمد ﷺ کو قتل کرا کر فتنۂ عظیم کا انسداد کیا۔ **افسوس!**

مختار ثقفی، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وعبدالملک کے زمانہ میں مدعی نبوت ہوا اور نبوت بھی مرزا صاحب والی یعنی بغیر شریعت وکتاب کے جس طرح مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں بروزی وظلی نبی ہوں اصلی نبی نہیں اور لاہوری جماعت ان کو ایسا نبی مانتی ہے یہ شخص بھی یہی کہتا تھا کہ میں ''محمد ﷺ کا ایک مختار ہوں'' اور مرزا صاحب کی طرح مسئلہ حلول کا قائل تھا۔ دیکھو مرزا لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی وشیرینی اور حرکت وسکون سب اسی کا ہوگیا'' (الخ)۔

(آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴)

(باقی آئندہ)

نمبر (۲۴) بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء

تکفیر اہل قبلہ کی نسبت مرزا کی نصیحت اور خود مسلمانوں کی تکفیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرزا صاحب اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' حصہ دوم کے صفحہ ۵۹۷ پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ''مسلمانوں آؤ خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اور اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تحریروں سے باز آؤ۔...... (الخ)

یہ کیسی عمدہ نصیحت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب خود اس عیب سے

پاک ہیں۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر نہ کرو۔ اور خود تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو بہ سبب اپنے انکار کے کافر قرار دیتے ہیں اور اپنی جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ نہ مسلمانوں کے جنازے پڑھو نہ انکے ساتھ نمازیں پڑھو۔ {اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ} یعنی لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہیں اور اس کے خلاف کرتے ہیں۔ جو اس فعل کا عامل ہو وہ کبھی راستباز نہیں کہلا سکتا۔ دیکھو ذیل کی عبارات:

۱.....**سوال:** حضور عالی نے یعنی مرزا صاحب نے ہزاروں جگہ فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں''۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ ''تریاق القلوب'' وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے ''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ'' (سورۂ انعام، آیت ۲۱)۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ

اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ (الخ) (حقیقت الوحی، ص ۱۶۳)

۲..... اگر تم اُلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا پاک جماعت الگ ہو تو پھر اسمیں ترقی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ، حصہ اول، ص ۲۷۶)

۳..... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں کہنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاالٰہی کے مخالف ہے۔ (ص ۲۷۷)

۴..... میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کا انکار ہے۔ (ص ۲۸۰)

۵..... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ **الحمد** سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا پھر سوچو۔ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ (ص ۲۸۱)

۶..... جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔ (ص ۳۰۴)

۷..... خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔

خلیفہ نورالدین صاحب کا فتویٰ: میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان یعنی تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے درمیان اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے

یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، اسکے ملائکہ پر، کتب سماویہ پر، اور اسکے رسل پر، خیر و شر کے اندازہ پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی امر مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور انکا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں لکھا ہے ''لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ''لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تفرقہ ہوتا ہے۔ (دیکھو فتویٰ احمدیہ ص ۲۷۴، بحوالہ الحکم، مارچ ۱۹۱۱ء)

برادان اسلام! مذکورہ بالا سات حوالجات مرزا صاحب اور ایک حوالہ مولوی نور الدین صاحب سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانوں کو جو انکے مرید نہیں ہوئے دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ کیونکہ انہوں نے مرزا صاحب کو سچا مسیح مہدی نہیں مانا جسکی خبر حدیثوں میں حضرت محمد ﷺ نے دی تھی۔ مگر **افسوس!** مرزا صاحب یہاں ایک سخت مغالطہ دیتے ہیں اور بناء فاسد علی الفاسد کے رو سے مسلمانوں پر کفر کا فتوے دیتے ہیں۔ اور دھوکا یہ دیتے ہیں کہ فرد جرم لگانے میں خود غلطی کرتے ہیں کہ یہ لوگ مسیح موعود اور مہدی کا انکار کرتے ہیں اس واسطے کافر ہیں۔ حالانکہ مسلمان غلام احمد کے مسیح اور مہدی ہونے کے منکر ہیں۔ مسلمان مرزا صاحب کو سچا مسیح موعود تسلیم نہیں کرتے کیونکہ قرآن اور حدیث وانجیل اور صحابہ کرام واولیائے عظام واجماع امت کے برخلاف ہے مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے برخلاف جھوٹے مدعی کو ماننا مخبر کو جھٹلانا ہے۔

اول انجیل سے۔ جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اسکے شاگردوں نے خلوت میں اُس کے پاس آ کر کہا ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے اور زمانے کے اخیر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئینگے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔ اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (انجیل متی باب ۲۴، آیت ۳و۴)۔ انجیل سے ثابت ہے کہ اصل عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں۔

انجیل کے اس حوالہ کی تصدیق قرآن شریف نے کردی اور فرمایا کہ {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول علامات قیامت سے ایک علامت ہے۔ قرآن شریف کی تفسیر حضرت افضل الرسل واکمل البشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی۔ دیکھو مظاہر حق جلد ۴، ص ۳۵۷: وطلوع شمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم یعنی چڑھنا سورج کا اپنے غروب ہونے کی جگہ سے اور نازل ہونا عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے۔ (روایت کیا مسلم نے)۔ بخاری کی حدیث میں فرمایا: ”عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لايقبله احد“ (الخ)

ترجمہ: روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقا جان میری کا اسکے ہاتھ میں ہے اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے پس توڑ دیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خزیر کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا کوئی اسکو۔

مسلمانوں نے جب دیکھا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف انجیل وقرآن

وحدیث شریف واجماع امت ہے کیونکہ نہ وہ حاکم عادل بنے نہ صلیب کوانہوں نے توڑا بلکہ صلیب غالب آئی اور نہ مرزا صاحب نے جزیہ یعنی ٹیکس معاف کیا اور نہ مال لوگوں کو دیا بلکہ خود لوگوں سے مانگتے رہے اور نہ جامع دمشق کے مینارہ پر نزول فرمایا وغیرہ۔ بلکہ اپنی تحریر مندرجہ براہین احمدیہ کے بھی خلاف کیا۔ تب ان مسلمانوں نے خدا اور رسول کے خوف سے ڈر کر مرزا صاحب کو نہ مانا تو وہ حق پر ہیں۔ تعجب ہے منکر تو ہوں مرزا صاحب بہ سبب انکار آسمانی کتابوں انجیل وقرآن واحادیث واجماع امت کے اور تمام روئے زمین کے مسلمان کافر ہو جائیں یہ منطق کوئی ذی علم تسلیم نہیں کرسکتا کہ وجہ تکفیر تو پائی جائے مرزا صاحب میں اور وہ خود بجائے توبہ کرنے کے عقائد باطلہ سے مفتی بن کر تکفیر کریں تمام مسلمانوں کی۔ کسی امتی محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ منصب ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرے اور اس تکذیب کے جرم کی سزا کے عوض یہ مرتبہ پائے کہ نبی ورسول بلکہ افضل الرسل بن جائے۔ ؎

ع ایں خیال است ومحال است وجنون

انجیل اور قرآن اور احادیث میں اصالتاً حضرت مسیح کا آنا مذکور ہے دیکھو ذیل کے حوالہ جات:

اول: انجیل سے۔ یسوع نے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے جس کا مطلب صاف ہے کہ بہت جھوٹے مسیح آئیں گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کی پوری ہوئی۔ اور تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے نو(۹) جھوٹے مسیح گذر چکے ہیں۔ اور بہتوں کو مرید بنا کر گمراہ بھی کر گئے۔ جن کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب نے کوئی نیا کھیل

نہیں دکھایا ؎

ع پہلے بھی بہت گذرے ہیں نقالِ محمد ﷺ

۱......فارس بن یحییٰ نے مصر میں دعویٰ کیا۔

۲......ابراہیم بزلہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳......شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴......بھیک نامی ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۵......صالح بن طریف نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ایسا کامیاب ہوا کہ بادشاہ بن گیا اور تین سو برس تک سلطنت انکی اولاد میں رہی۔ کسی جنگ میں نہیں مارا گیا۔ ۴۷ برس تک دعویٰ نبوت ومہدویت کے ساتھ زندہ رہا اور اپنی موت سے مرا۔ (تاریخ ابن خلدون، ص ۲۰۸)

۶......مجمع البحار میں لکھا ہے کہ سندھ میں ایک شخص نے مسیح ابن مریم کے ہونے کا دعویٰ کیا وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ مسیح ومہدی کے جو کام رسول اللہ ﷺ نے فرمائے تھے وہ ان لوگوں سے نہ ہوئے اس واسطے وہ جھوٹے سمجھے گئے اور اب مرزا صاحب نے دعویٰ مسیح ومہدی ہونے کا کیا اور کوئی کام انکے وقت اور ان کے ہاتھ سے اسلام کے غلبہ کا نہ ہوا اس واسطے یہ بھی جھوٹے سمجھے گئے۔ مگر مرزا صاحب ایسے مغرور اور گستاخ ہوئے کہ انہوں نے الٹا فتویٰ دیدیا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ایسا کافر جو خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ علماء اسلام نے جب کہا آنیوالا مسیح تو عیسیٰ بن مریم ہے۔ دوم: وہ نبی اللہ ہے۔ سوم: وہ بادشاہ ہوگا۔ چہارم: وہ عادل ہوگا۔ پنجم: وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ ششم: وہ شام میں نازل ہوگا۔ ہفتم: اس سے پہلے دجال ہوگا جس کو وہ قتل کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ جواب دیتے ہیں:

۱...... مجھے الہام ہوا ہے کہ مسیح فوت ہو چکا ہے اس کے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے۔

(ازالہ اوہام، ص ۵۶۱)

۲...... میرا نام بھی خدا نے ابن مریم رکھا ہے۔ میں دو برس مریم بنایا گیا اس کے بعد عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور اس میں استعارةً حاملہ ہوا۔ اور نو مہینے کے بعد مجھ کو بچہ پیدا ہوا۔ اس واسطے میں ابن مریم ہوں۔ اور مجھ کو دردِ زہ کھجور کے تلے لے گئی۔

(بطور اختصار از کشتی نوح ص ۴۷)

۳...... میں نبی اللہ اس طرح ہوں کہ میں محمد ﷺ کا بروز ہوں اس واسطے میرا دعویٰ نبوت ورسالت کا جائز ہے۔ مجھ کو خدا نے نبی ورسول بنایا ہے دیکھو ذیل کے الہامات وتحریرات:

پہلا الہام: ”قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم“ یعنی اے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ (اخبار الاخیار ص ۳)

دوسرا الہام: ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا“ یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے اس رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ (حقیقت الوحی، ص ۱۰۱)

تیسرا الہام: ”یس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم“ اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحیم ہے۔ (حقیقت الوحی)

چوتھا الہام: ”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد“ کہو کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے۔

(حقیقت الوحی، ص ۸۶)

پانچواں الہام: ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے

رحمت کر کے بھیجا ہے۔ (حقیقت الوحی، ص۸۶)

چھٹا قول مرزا صاحب: جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقت الوحی، ص۳۹۱)

برادران اسلام! حوالے تو بہت ہیں بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ الہاماتِ مرزا صاحب قرآن مجید کی آیات ہیں جن کے رو سے حضرت محمد ﷺ سچے نبی و رسول ہوئے تھے۔ جب مرزا صاحب کے مریدوں کے اعتقاد میں یہ خدا کا پاک کلام اب مرزا صاحب پر دوبارہ نازل ہوا تو اظہر من الشمس ہے کہ وہ ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یعنی حقیقی نبی و رسول۔ مرزا صاحب جو اپنی نبوت و رسالت کے نام جو ظلی و بروزی و غیر مستقل و نفلی، و غیر حقیقی و طفیلی و استعاری و کسبی وغیرہ وغیرہ رکھتے ہیں سب غلط ہے ایسی تاویلوں سے تو نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت بھی جاتی ہے کیونکہ انہی آیات سے انکی رسالت و نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا صاحب حقیقی نبی ان آیات کے دوبارہ نازل ہونے سے نہیں ہیں اور ان میں کوئی ترمیم بھی نہیں یعنی ظلی بروزی کا لفظ نہیں تو ثابت ہوا یہ آیت مرزا صاحب پر دوبارہ نازل نہیں ہوئیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ آیت اب وحی رسالت کی حیثیت میں نہیں ہیں الہامات مرزا صاحب ہیں تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وحی جو یقینی امر ہے اس کو الہام جو ظنی ہے بنایا جائے۔ پس دو طریق ہیں اول یہ کہ یقین کیا جائے کہ یہ آیت مرزا صاحب پر دوبارہ نازل نہیں ہوئیں یا مرزا صاحب کو مدعی نبوت و رسالت صادقہ مستقلہ حقیقیہ سمجھا جائے اور حضرت محمد ﷺ کا عدیل مسیلمہ کذاب کی مانند تسلیم کیا جائے۔ اور منکر ختم نبوت و مدعی نبوت و رسالت مانا جائے۔ مگر چونکہ مرزا صاحب کی

تحریروں سے ثابت ہے کہ وہ مدعی نبوت ورسالت ہیں سب نبیوں کے برابر ہیں اور بعض حالت میں محمد ﷺ سے بھی افضل ہیں اور کافر ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　　داد آں جام را مرا بتمام

یعنی جو کچھ ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے وہ سب مجھ اکیلے کو دیا گیا ہے۔

۲......اعجاز احمدی میں ؎

له خسف القمر المنير وان لی　　　خسفا القمران المشرقان أ تنكر

یعنی حضرت محمد ﷺ کے واسطے تو صرف چاند کو گہن لگا۔ اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کو۔ کیا اب بھی میرے مرتبہ کا انکار کرے گا۔

۳......جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ (اخبار بدر ۹ جولائی ۱۹۰۶ء) اور حضرت محمد ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں: تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔ (تحفہ گولڑویہ)

۴......محمد کو مسیح موعود، ودجال، دابۃ الارض، یاجوج وماجوج وطلوع شمس من مغربہا کی حقیقت معلوم نہ ہوئی تھی مجھ کو معلوم ہوئی۔ (ازالہ اوہام، حصہ دوم)

۵......خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۶)

مسلمان غور کریں کہ جب نجات کا مدار مرزا صاحب کی وحی پر ہے تو قرآن منسوخ اور حضرت محمد ﷺ معزول۔ لاحول ولاقوۃ۔

۶......جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

(اربعین نمبر ۴۔ ص ۶)

یہاں مرزا صاحب مستقل نبی ورسول صاحب شریعت ہونے کے مدعی ہیں۔ کیونکہ شریعت کی تعریف جو وہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ میری وحی میں وہ تعریف ہے یعنی اوامر ونواہی کا ہونا۔ تو روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا صاحب پر جو علماء اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا وہ تو حق پر ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اسی فتویٰ پر عمل چلا آیا ہے کہ جس کسی نے امت محمدیہ میں ہوکر نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ مسیلمہ کذاب واسود عنسی پر حضرت خلاصہ موجودات محمد ﷺ نے خود فتویٰ صادر فرمایا۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی نے دعویٰ نبوت کا کیا اور نبوت بھی وہی جسکے مدعی مرزا صاحب ہیں یعنی غیر تشریعی نبوت کے اگرچہ بعد میں شریعت والی نبوت کا بھی دعویٰ کیا۔ مسلمانوں کو کافر بھی پہلے مسیلمہ نے کہا۔ مسیلمہ کے مرید اسکے نام کے بعد ''علیہ السلام'' لکھتے تھے جیسا کہ مرزا صاحب کے مرید لکھتے ہیں۔ جب مرزا صاحب مدعی نبوت ورسالت ہیں تو وہ بے شک کافر ہیں۔ کیونکہ سلف صالحین سے یہ فتویٰ متفقہ چلا آتا ہے کہ بعد محمد ﷺ خاتم النّبیین کے نبوت کا دعویٰ کرنے والا باجماع المسلمین کافر ہے۔ اب مرزا صاحب نے جو تمام جہاں کے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیدیا انکے پاس کونسی دلیل شرعی ہے۔ یہ تو کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں اس واسطے وہ خود کافر ہوگئے۔ کیونکہ مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ اگر ہم مفتری نہیں تو وہ کفران پر پڑے گا۔ مگر جب مرزا صاحب بسبب دعویٰ نبوت ورسالت کے مفتری ثابت ہیں تو بے شک کافر ہیں۔ آپ کے پاس مسلمانوں کی تکفیر کی کیا دلیل ہے؟ تمام جماعتوں کے احمدی (مرزائی) علماء مل کر، یا فرداً فرداً جواب دیں۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

پیر بخش سیکرٹری تائید اسلام

نمبر (۲۷) بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

پیغام صلح کا چیلنج منظور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ دلا وراست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء لاہوری مرزائی جماعت کی طرف سے زیر عنوان ''تکفیر اہل قبلہ اور حضرت مسیح موعود'' رسالہ تائید اسلام لاہور ماہ نومبر ۱۹۲۵ء کے جواب میں شائع ہوا ہے جس میں مضمون نویس نے بقول شخصے سوال دیگر جواب دیگرے پر عمل کر کے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا اور مرزا صاحب کی خدمات اسلام کا راگ الاپا ہے۔ اور پھر میاں محمود صاحب خلیفہ قادیانی پر خفگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے مرزا صاحب کی تحریروں اور الہامات کے مطابق کیوں مرزا صاحب کو نبی و رسول مانا۔ اور دوسرے اپنے مریدوں کو منوایا۔ اور معترضین کو موقع دیا کہ وہ مرزا صاحب پر اعتراض کریں۔ اور مجھ کو چیلنج

دیا ہے کہ میں ثابت کروں کہ مرزا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے مرید مسلمانوں کے جنازے نہ پڑھیں الخ۔ اخیر مرزا صاحب کے کفریہ الہامات وخلافِ شرع کلمات کفر وشرک کا بھی جواب دیا ہے جس کا میرے مضمون میں ذکر تک نہ تھا۔ مگر افسوس کہ میرے اعتراض کا جواب تو نہ دیا اور ناحق چھ کالم سیاہ کرڈالے۔ پہلے مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کا جواب دیتا ہوں کہ مرزا صاحب سے بڑھ کر مسلمانانِ سلف وحال نے خدمتِ اسلام کی ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ کوئی دعویٰ نبوت ورسالت اور خدائی وخالقیت کا نہیں کیا جیسا کہ مرزا صاحب نے کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے تمام عمریں خدمت اسلام میں سرف کیں۔ حضرت ابن جوزی نے ستر برس میں قرآن شریف **الحمد** سے **والناس** تک ہزاروں کے مجمع میں بطور وعظ سنایا۔ اور ستر برس کے عرصہ میں مسلسل وعظ کے ذریعہ سے قرآن ختم فرمایا۔ حضرت مام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور خادم اسلام ہیں جنہوں نے فلسفی دلائل کو اسلامی اصولوں کے ماتحت کیا۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے نوے جلدیں قرآنی نکات میں تحریر فرمائیں اور کشف الہام کی نعمت سے ایسے مالا مال ہوئے کہ کشف والہام کے امام کہلائے۔ مرزا صاحب کے زمانہ میں مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ردِ نصاریٰ میں وہ کمال کیا اور پادری فنڈر کو ایسی شکست دی کہ جس کی نظیر نہیں۔ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی اور علمائے دیوبند جنکے مدارس عربیہ سے ہزاروں عالم فاضل تیار ہوتے ہیں۔ سرسید احمد نے دنیاوی خدمتِ اسلام کے لیے مسلمانوں کی خاطر کالج جاری کیا۔ اور دنیاوی خدمت کے ساتھ مرزا صاحب کی استادی کا فخر بھی حاصل کیا۔ عیسائیوں کے ردّ میں کتابیں لکھیں اور انگلینڈ جا کر انگریزی زبان میں شائع کیں جنکی خوشہ چینی مرزا صاحب اور

حکیم نورالدین صاحب نے کی۔ اور وفاتِ مسیح اور محالاتِ عقلی اور خلافِ قانون قدرت کے الفاظ تو سیکھے مگر کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ غصے میں آ کر علماء کو گالیاں دیں اور نہ وقار اور تمکنت کو چھوڑ کر اہل اسلام کی تکفیر کی۔ کیونکہ سرسید احمد خان جانتے تھے کہ علماء اسلام حق پر ہیں۔ یہ ہمیشہ بدعت اور کفر کا قلع قمع کرتے آئے ہیں۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف میں حضرت قبلہ مولانا مولوی سید محمد علی صاحب نے تردید نصاریٰ میں کتابیں لکھیں اور عیسائیوں کی تردید کے مجدد مانے گئے۔ علماء بنگالہ نے ہزاروں عیسائیوں اور ہنود اور بدھ مذہب والوں کو مسلمان کیا۔ (دیکھو رپورٹ علماء بنگال ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۴ء)۔ ہندوستان و پنجاب میں بھی ہزاروں اسلامی انجمنیں خدمت اسلام کر رہی ہیں مگر کسی نے مرزا صاحب کی طرح دعویٰ نبوت ورسالت نہیں کئے۔ جب مرزا صاحب نے خدمتِ اسلام کا دعویٰ کر کے ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کا وعدہ فرمایا تو تمام مسلمان ان کے ساتھ ہو گئے اور کوئی مسلمان انکے خلاف نہ تھا۔ اسی زمانہ میں مسلمانوں کی طرف سے ایک انجمن حمایت اسلام لاہور میں قائم ہوئی جو کہ عرصہ چالیس سال سے خدمتِ اسلام کر رہی ہے۔ چنانچہ آج کل اخبار اہلسنّت والجماعت امرتسر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۵ء نے کچھ حالات لکھے ہیں جن کا خلاصہ مختصراً ہدیہ ناظرین ہے:

''انجمن حمایتِ اسلام کا سنگ بنیاد ۱۸۸۵ء میں رکھا گیا تھا اس نے لڑکوں کے واسطے درسگاہیں کھولیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کیا۔ ایک عظیم الشان یتیم خانہ کی بنیاد رکھی۔ ایک اعلیٰ درجہ کے کالج کا اہتمام کیا جو نہ محض پنجاب بلکہ ہندوستان کی چند نہایت منتخب اعلی تعلیم گاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس وقت شہر لاہور میں انجمن کے تین ہائی اسکول ایک مڈل اسکول اور آٹھ نوادنی درسگاہیں موجود ہیں۔ علاوہ بریں ضلع لاہور، گورداسپور اور

آگرہ کے حلقۂ ارتداد میں ساٹھ سے زائد اس کے ابتدائی مدارس ہیں۔ مردانہ وزنانہ یتیم خانے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چل رہے ہیں جن کے ساتھ عمدہ کارخانے قائم ہیں۔ تالیف وطبع واشاعت اسلام کے شعبے ان کے علاوہ ہیں۔ انجمن کی عام درسگاہوں میں مجموعی طور پر سات ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں اور اسکے سالانہ مصارف کا تخمینہ کم وبیش سوا چھ لاکھ روپیہ ہے''۔ (ماخوذ از اخبار اہلسنّت والجماعت، ۱۶ رنومبر)

مرزا صاحب نے خدمت اسلام یہ کی کہ ''براہین احمدیہ'' کی قیمت پیشگی وصول کی اور ساتھ ہی انجمن بھی قائم کی۔ جس کا ایک اسکول شاید ہائی کلاسز تک بھی نہیں پہنچا اور کتاب ''براہین احمدیہ'' بھی صرف ۴ جلد تک شائع کر کے لکھ دیا کہ اب اسکی تکمیل خدا نے اپنے ہاتھ لے لی ہے۔ لوگوں نے طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیں اور مرزا صاحب نے جواب دینے کے لائق نہ ہو کر قیمت واپس دینے کا اشتہار دیا۔ مگر شرطیں ایسی ناقابل التعمیل کیں کہ کسی کو قیمت نہ ملی اور دوسرے ''سراج منیر'' کی قیمت وصول کی اور کتاب شائع نہ ہوئی۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ اس کتاب کا روپیہ کہاں خرچ ہوا؟ نہایت افسوس کہ مرزا صاحب نے یہ خدمت اسلام کی کہ اہل ہنود کے مسئلہ اوتار بروز کو اسلام میں داخل کیا۔ عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کی تجدید کی جو ۱۳ سو برس سے مسلمانوں نے مٹایا تھا انہوں نے خالص چشمہ توحید میں پھر شرک کی نجاست ڈال دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا اور صریح قرآن کی آیت {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} کی مخالفت کی نبوت ورسالت کے مدعی ہوئے۔ اور لاکھوں روپے مسلمانوں کے بجائے قوم کی بہتری کے واسطے خرچ کرنے کے اپنی نبوت ورسالت ومسیحیت وکرشنیت ومہدیت میں خرچ کی جو اصل ان کی ذاتی خدمت تھی، نہ اسلام کی۔ جب سے مرزا صاحب نے اپنے دعاوی باطلہ کی اشاعت شروع کی تب

سے تمام عقلمند ذی ہوش وعلم ان سے الگ ہو گئے اور چاروں طرف سے تکفیر کا بازار گرم ہوا اور انکی وہ عزت وحرمت نہ رہی۔ صرف پیری مریدی کی دوکان رہ گئی جواَب تک ہے۔ دعویٰ بلا دلیل تو ہر ایک کرسکتا ہے مگر آج دنیا دلیل مانگتی ہے کوئی بتا سکتا ہے کہ کس قدر اہل کتاب مرزا صاحب پر ایمان لائے بلا دلیل وثبوت دعویٰ آسان ہے ایک شاعر نے خوب کہا ہے

مسیح باش و از اعجاز لافہا میزن میانِ دعویٰ وحجت ہزار فرسنگ است

جب کوئی ثبوت خدمت اسلام نہیں تو یہ غلط بلکہ اغلط ہے کہ مرزا صاحب نے خدمت اسلام کی۔ بتاؤ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ خادم اسلام خدمت اسلام کرتے کرتے بنی ورسول ہو جاتا ہے۔

دوم: قولہ ''ہمارے مخالفین ایسی تحریروں کے پڑھنے کے وقت علم وعقل سے کام نہیں لیتے'' الخ۔

جواب: یہ سچ ہے کہ قادیانی علم وعقل تمام روئے زمین کے مسلمانوں میں نہیں ہے کیونکہ وہ قادیان کے معنی دمشق نہیں کرتے۔ نہ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کے معنی عیسیٰ بن مریم مانتے ہیں۔ یہ علم وعقل آپ ہی کو مبارک ہو۔ ہم تو دنیا کے مسلمہ اصول کے پابند ہیں کہ معنی لفظوں کے ہوا کرتے ہیں۔ ایسا کوئی ملک نہیں کہ جہاں لفظ کچھ ہوں اور معنی کچھ ہوں۔ مثلاً خدا مرزا صاحب کو کہے کہ انت منی بمنزلۃ ولدی کہ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ اور ہم معنی کریں کہ مرزا صاحب خدا کے بیٹے کی جا بجا نہ تھے۔ خدا کہے کہ اے مرزا تو مرسلوں میں سے ہے اور ہم معنی کریں کہ مرزا رسولوں میں سے ایک رسول نہ تھا۔ لفظ تو ہوں کہ ہم خدا کے فضل سے نبی ورسول ہیں مگر ہم معنی کریں کہ مرزا خدا کے نبی ورسول نہ تھے۔

لفظ تو ہوں سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ اور معنی کریں کہ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول نہیں بھیجا۔ لفظ تو ہوں قادیان جو پنجاب (ہندوستان) میں ہے اور معنی ہوں دمشق جو شام میں ہے۔ لفظ ہوں کہ مہدی سید آل رسول سے ہوگا مگر معنی کریں کہ مہدی مغل چنگیز خان کی اولاد سے ہوگا۔

سوم: قولہ ''پھر اس جھوٹ کو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے تکفیر کی''۔

جواب: الزام نہیں حقیقت ہے۔ مرزا صاحب کی عبارت غور سے پڑھو: ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں''۔ اس عبارت کے الفاظ روز روشن کی طرح ظاہر کر رہے ہیں کہ جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔ جب ایسا شخص مسلمان نہیں تو کافر ہے۔ جب مرزا صاحب خود فرماتے ہیں اور خدا کے الہام سے فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ جب مسلمان نہیں تو کافر ہیں۔ کیونکہ ایک امر کے ثابت کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ متکلم براہِ راست کہہ دے کہ تو کافر ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ تو مسلمان نہیں۔ ہر ایک عقلمند کے نزدیک دونوں فقروں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کس نے پہلے تکفیر کی۔ سو یہ مرزا صاحب کی پہل ہے۔ کیونکہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ختم نبوت کو توڑا اور اس دعویٰ کے نہ ماننے کی پاداش میں تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہا اور ایسا کافر کہا کہ وہ خدا اور رسول کا منکر ہو کر جیسا کہ کوئی کافر ہوتا ہے۔ دیکھو انکے الفاظ:

''علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا''۔ (حقیقت الوحی، ص ۱۶۳)

چہارم: قولہ ''ہم چیلنج دیتے ہیں کہ آپ کسی تصنیف کسی تقریر یا ڈائری وغیرہ مرزا صاحب

سے یہ ثابت کریں کہ آپ نے بلا استثناء تمام مسلمانوں کو جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہو''۔

جواب: یہ فقرہ غلط معلوم ہوتا ہے کاتب کی غلطی سے بجائے لفظ ''تمام مسلمانوں کے'' ''تمام مسلمانوں کو'' لکھ دیا۔ دوسرے مسلمانوں کے جنازے نہ پڑھو یعنی شریک نہ ہو۔ دیکھو ذیل کی عبارت۔ **افسوس**! آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں یا تجاہل عارفانہ ہے۔

مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون بہت ہے اور اکثر مخالف مکذب فرقے ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھا جائے یا نہ؟ جواب میں مسیح موعود نے فرمایا ''یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جائے تو ادا ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں تو طاعون زیادہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے۔ دوسرے وہ مخالف ہے۔ خواہ نخواہ کیوں تداخل کیا جائے تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ وہ اگر چاہے گا تو ان کو دوست بنا دے گا یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم کیا ہے۔ مداہنت سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اپنے ایمان کا حصہ بھی گنوا دو گے''۔ (فتویٰ احمدیہ ص ۳۴۰)

لو صاحب! مرزا صاحب کی اس عبارت سے تکفیر مسلمانان بھی ثابت ہے اور مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بلکہ جو مرزائی ہو کر کسی مسلمان کا جنازہ پڑھے گا تو اس کا اپنا ایمان بھی جاتا رہے گا۔ انصاف!

باقی رہی وہ عبارات جو آپ نے نقل کی ہیں جس میں لکھا ہے کہ میاں فضل صاحب بیرسٹر کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ یہ مرزا صاحب کی دورنگی تو ان کے کاذب اکبر ہونے کی دلیل ہے کہ انکے کلام میں تعارض بہت ہے کبھی کہتے ہیں کہ میں مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان

نہیں۔غرضکہ آپس میں متضاد عبارات ان کی دوحالت سے خالی نہیں۔ یا تو ان کو اپنا لکھا یاد نہیں رہتا یا لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر ایسا کرتے ہیں کہ جیسا موقعہ ہو اس پر عمل کرلیا۔ یا مریدوں کے واسطے تفریق کا آلہ چھوڑ کے جس قدر فرقے ان کی جماعت کے ہوئے سب کے گمراہ کرنے والے وہ خود ہی ہیں۔ کس قدر پایہ دانش سے گرا ہوا جواب ہے کہ صرف نفس پرستی کر کے نفس کا بدلہ لینے کی خاطر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ وہ میری تکفیر کرتے ہیں میں ان کی تکفیر کرتا ہوں۔ اصل وجہ تکفیر پر غور نہ کیا کہ مسلمان میری تکفیر خلاف شرع دعاوی پر کرتے ہیں اور چونکہ میرے دعاوی قرآن وحدیث کے برخلاف ہیں اس واسطے وہ تو مجھ پر فتویٰ کفر لگانے میں حق بجانب ہیں اور میرے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں کہ میں ان پر فتویٰ صادر کروں۔ اگر علماء اسلام نے دعاوی نبوت ورسالت کے نہیں کئے تو پھر آپ کو کس طرح حق حاصل ہوا کہ آپ سب کی تکفیر کریں۔ ابتدا سے علماء اسلام تو شرع کے برخلاف چلنے والوں پر کفر کے فتوے دیتے آئے ہیں۔ مگر کسی شخص نے بھی از راہ بدلہ لینے اور نفس پروری کے علماء پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ کوئی ایسا مغرور گمراہ کنندہ گذرا ہے کہ جس پر جب علماء نے فتویٰ دیا تو اس نے بھی بجائے توبہ کرنے کے الٹا علماء پر کفر کا فتویٰ دیا ہو؟ کس قدر پھیکی بات ہے ایک شخص بت پرستی کی بنیاد ڈالتا ہے۔ مثلاً اپنی تصویر بنواتا ہے۔ جب علماء منع کرتے ہیں تو یہ مغرور ہستی خلاف شرع جواب دیتا ہے کہ اس میں مصلحت وقت ہے اور اپنے کفر کے جواب میں مضامین کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر دیتا ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو کہتا ہے اگر تم مجھ کو نہ مانو گے تو تمہاری نجات نہیں اور خود ایسا باغی کہ قرآن کی تنسیخ کر کے کہتا ہے میں نے جہاد حرام کر دیا۔

پنجم: قولہ ’’میاں محمود صاحب نے مخالفین کو امداد دی‘‘ الخ۔

جواب: اس کا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں اور الہامات نے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مرزا صاحب کی تحریروں کے ہوتے ہوئے میاں صاحب کا کیا قصور ہے۔ مرزا صاحب کے مرید بھی بعض حقیقی اور بعض مجازی ہیں۔ جو ان کو ان کی تحریروں کے رو سے نبی مانتے ہیں وہ حقیقی مرید ہیں اور جو ان کو مجازی نبی مانتے ہیں وہ مجازی مرید ہیں۔ اور جو فرق مجاز اور حقیقت میں ہے وہی فرق قادیانی مرزائیوں اور لاہوری مرزائیوں میں ہے۔

ششم: قولہ ''جو شخص حضرت مرزا صاحب کی ان تحریروں کو پڑھے گا جو آپ نے خدا کی قسم کھا کر لکھی اور شائع کی ہوئی ہیں وہ شخص ضرور ہی ان مولویوں کو ایمان اور اسلام کی دولت سے بالکل بے نصیب اور محروم ہی پائے گا''۔ الخ۔

جواب: ایک برتن پاک پانی کا بھرا ہوا ہے اور اس میں نجاست یا پیشاب کا بہت قلیل حصہ ڈالا جائے تو وہ پاک پانی بھی پلید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص ہمیشہ نیک کام کرتا رہے مگر ایک دفعہ چوری کرے یا ڈاکہ مارے تو وہ جرم سے بری نہیں ہو سکتا۔ صرف اس دلیل سے اس کے پہلے اعمال حسنہ ہیں۔ مرزا صاحب کے اعمال حسنہ جس قدر فرض کریں جو کہ بقول ''پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند'' وہ تب تک اعمال حسنہ تھے جب تک ختم نبوت کے منکر اور خود اپنی نبوت کے مدعی نہ تھے۔ جب کوئی شخص شامت اعمال سے مدعی نبوت ہوا امتی ہونے کی نعمت اور فخر موجودات حضرت خاتم النبیین محمد رسول ﷺ کی متابعت کی نعمت سے محروم ہوا۔ پس اجماع امت اس پر ۱۳سو برس سے چلا آیا ہے کہ موجب آیت خاتم النبیین وحدیث ''لانبی بعدی'' مدعی نبوت ووحی رسالت کافر ہے خواہ محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت کا لاکھ دم مارے۔ کیونکہ حضرت خلاصہ موجودات افضل الانبیاء کا اور آپ کی پاک جماعت صحابہ کرام جن کی صفت خدا تعالیٰ نے قرآن

شریف میں کی ہے سب کا عمل اس پر رہا ہے کہ جب کوئی مدعی نبوت ہوا امت سے خارج کیا گیا اور خلفائے اسلام نے بموجب حکم شرع شریف اس کاذب کو بمع اس کے پیرووں کے صفحہ ہستی سے نابود کردیا۔ مگر آج تک ایسا گستاخ متکبر اور کاذب مدعی نہیں ہوا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا ہو۔ اور یا وہ سرائی کی ہو جس نے اسلامی فتویٰ کے مقابل اپنا فتویٰ جاری کیا ہو۔ کہ میری تکفیر سے اور میرے انکار سے سب مسلمان کافر ہوگئے۔ یہ مرزا صاحب کا ہی حصہ ہے کہ ادعائے نبوت سے کافر تو خود ہوتے ہیں مگر الٹا اپنے منکروں اور مکفروں کو کافر کہتے ہیں۔ اصل انصاف تو یہ تھا کہ مرزا صاحب اور انکے مرید غور کرتے کہ وجہ تکفیر کیا ہے۔ اگر وہ وجہ مرزا صاحب میں نہیں یعنی انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تو علماء جھوٹے۔ اور اگر مرزا صاحب کی ایک نہیں دو نہیں بہت تحریریں موجود ہیں جن میں صاف الفاظ دعوے نبوت ہیں تو مرزا صاحب ضرور جھوٹے ہیں۔ اور کافر ہیں۔ خواہ وہ شب بیدار عابد ہوں اور تقویٰ اور توحید کے بھی قائل ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے دربار سے راندے گئے تو انکی کوئی عبادت کوئی نیکی کوئی خدمت قبول نہیں اور اہل اسلام کے نزدیک ان کی کوئی عزت نہیں خواہ وہ رسی کے سانپ بنا کر دکھائیں۔ اور ہوا پر پرواز کر کے اپنی ہزار اعجاز نمائی کریں کاذب و کافر ہی ہیں۔ پھر ایسے شخص کی قسموں کا کیا اعتبار ہے۔ خاص کر وہ شخص جس نے کئی دفعہ خدا پر جھوٹ بولا۔ آسمان پر نکاح کا افتراء کیا۔ عبداللہ کی موت کی خبر کا افتراء عیسیٰ پرستی کے ستون کے توڑنے کا افتراء کیا کیونکہ عیسیٰ پرستی کی روز افزوں ترقی ہے۔ ایسے شخص کی قسم کا کیا اعتبار ہے جو ایک طرف کہتا ہے کہ میں نبی و رسول ہوں۔ اب خدا نے نجات کا مدار میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت پر رکھا ہے۔ (اربعین ص ۶،۴)

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف بیکار ہے اور ذریعہ نجات نہیں اور

رسول اللہ ﷺ معزول ہیں۔ کیونکہ انکی پیروی میں اب نجات نہیں۔ مگر دوسری طرف کہتا ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں۔ اور امت سے خارج ہوکر جماعت کافرین سے جاملوں۔ آپ ہی غور فرمائیں کہ کس بیان کو سچا سمجھا جائے اور کس کو جھوٹا سمجھا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسا شخص اول درجہ کا جھوٹا ہوتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ مدعی نبوت ہے اور نجات کا ٹھیکیدار ہے تو یہ بالکل غلط اور منافقانہ تحریر ہے کہ یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہوجاؤں۔ اور جماعت کافرین سے جاملوں۔ بہرحال یا نبی ہونا جھوٹ ہے یا امتی ہونا غلط ہے۔ دونوں باتوں میں جھوٹا ہے۔ قسم کھاکر جھوٹ بولنے والا سخت دلیر ہے اور منافق ہوتا ہے۔

ہفتم: قولہ ''ختم نبوت پر قسمیں کھانا''۔

جواب: چونکہ اوپر ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت بھی ہیں اور اپنے دعویٰ نبوت سے ان کو انکار بھی ہے جس کا نتیجہ مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ہے۔ دونوں تحریریں مرزا صاحب کی اپنی ہیں اور دونوں میں تضاد ہے اس لئے دونوں تحریریں ناقابل اعتبار اور لکھنے والا کاذب ہے۔

ہشتم: قولہ ''اس قسم کے عقائد پہلے نہ مرزا صاحب کے تھے نہ ان کے پیروں کے تھے جو آج کل قادیان کے ہیں''۔

جواب: یہ بالکل غلط ہے میں نے خلیفہ نورالدین کا اعتقاد لکھ دیا تھا کہ ان کے مذہب میں مرزا صاحب کو نہ ماننے والا ایسا ہی کافر ہے جیسا تمام انبیاء علیہم السلام کا منکر کافر ہوتا ہے۔ آپ کی خاطر لکھتا ہوں تاکہ آپ انصاف کریں: ''ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا

بعد میں۔قرآن میں لکھا ہے "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" لیکن مسیح موعود کے انکار میں تفرقہ ہوتا ہے"۔ حکیم صاحب کے یہ تین فقرے ہیں، پہلے فقرے میں تمام مسلمانوں کی تکفیر ہے، دوسرے فقرہ میں ختم نبوت کا انکار ہے اور مرزا صاحب کی رسالت کا اقرار ہے، تیسرے فقرہ میں مرزا صاحب کا ایسا ہی رسول ہونے کا اقرار ہے جیسا کہ حضرات موسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیہم السلام تھے۔اور مرزا صاحب کا منکر ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا۔ پس مرزا کی نبوت ورسالت لاہوری جماعت پہلے خود مانتی تھی۔ خلافت ثانیہ میاں صاحب کے وقت لاہوری مرزائی الگ ہوئے اور اپنے عقائد بھی بدلے۔ یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب پہلے مسلمان تھے اور بعد میں کافر ہوئے۔انسانی حالت بدلتی رہتی ہے۔

نہم: قولہ "علماء سوء اور مشائخ دنیا پرست سلسلہ کے بہت دشمن بن گئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی حق پرستیاں بہت گراں گذریں" الخ۔

جواب: یہ بحث خارج از سوال ہے۔سوال صرف تکفیر اہل قبلہ کا تھا۔مگر اس کا جواب بھی مختصر دیا جاتا ہے کہ مشائخ وعلماء کی مخالفت بھی "الحب للہ والبغض للہ" کے مطابق تھی۔ جب مرزا صاحب نے اسلام کی حمایت اور عقائد اسلام کی تائید کا دعویٰ کیا تو سب مشائخ وعلماء نے مرزا صاحب کی امداد کی بلکہ مرزا صاحب گندم نمائی پر ایسے عاشق ہوئے کہ اپنا اندرونی اختلاف مقلد وغیر مقلد وغیرہ کا بھی مٹا کر مرزا صاحب کے ساتھ ہو گئے۔مولوی محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی نے "براہین احمدیہ" کا ریویو اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں پُرزور اور مبالغہ آمیز الفاظ میں کیا جس کو مرزائی دھوکہ دینے کی خاطر پیش کرتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب کی حالت بدلی تو وہ ریویو رڈی ہو گیا ہے۔ میں نے خود جب ابتدا میں اپنے مکرم دوست بابو چراغ دین صاحب مرحوم کے ساتھ انجمن حمایت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی

اور ابتدا میں سکرٹری کی خدمت میرے ذمے کی گئی۔ اور اسسٹنٹ سکیرٹری بابو چراغ دین صاحب مقرر ہوئے اور پریزیڈنٹ مولوی غلام اللہ صاحب مرحوم تھے۔ تب مرزا صاحب نہایت گمنامی کی حالت میں تھے۔ اور اخباروں میں ان کے مضمون نکلا کرتے تھے۔ اس وقت میں نے مرزا صاحب کی امداد کی اور جب پنڈت اندرمن نے لاہور میں آکر اشتہار دیا کہ مرزا صاحب کے ساتھ میں بحث کے واسطے آیا ہوں۔ مرزا صاحب آئیں اور بحث کریں۔ میں اس وقت بحیثیت سکیرٹری انجمن حمایت اسلام معہ چند دیگر صاحبان کے بابو پرتول چندر کے مکان پر گیا اور کہا کہ ہم مرزا صاحب کی طرف سے آئے ہیں تا کہ پنڈت صاحب سے مباحثہ کی بابت گفتگو کریں۔ وہاں سے پتہ لگا کہ اندرمن ریاست نابہہ میں گیا ہوا ہے ہم نے فوراً تردیدی اشتہارات لاہور میں چھپا کرادیئے اور مرزا صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ لاہور کے معززین ورؤساء وعلما سب مرزا صاحب کے حامی تھے اور براہین احمدیہ کے واسطے پیشگی قیمت وصول کرنے میں کوئی مسلمان انکے خلاف نہ تھا۔ براہین احمدیہ کے لکھتے لکھتے مرزا صاحب کے دماغ میں خلل پیدا ہوا اور خلافِ شرع دعادی شروع کردیئے۔ اور براہین احمدیہ لکھنے کے بجائے خودستائی اور اپنے کشف وکرامات لکھنے اور مشتہر کرنے میں مصروف ہوگئے اور جس دینی خدمت کے واسطے روپیہ جمع ہوا تھا وہ اشتہار بازی اور اپنے نشان ومعجزات ثابت کرنے میں خرچ کیا۔ جب علماء مشائخ ومعاونین مسلمانوں نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیکر ٹال دیا کہ چونکہ منکرین معجزات وکرامات محالات عقلی کی بنا پر انبیاء علیہم السلام پر ناممکن الوقوع وخلاف قانون قدرت ہونے کے اعتراضات کرتے ہیں اس لئے میں ان کو اپنی کرامات ومعجزات دکھاتا ہوں تا کہ مشاہدہ کے رنگ میں معجزات دیکھ کر ایمان لائیں مگر افسوس عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی کی اور

وہ جھوٹی ہوئی اور سخت رسوائی ہوئی۔ اور کہا کہ میں خود نبی و رسول ہوں اس واسطے مجھ کو اپنے معجزات کا اظہار کرنا چاہیے تا کہ ان پر حجت ہو اور مجھ کو مانیں۔ تب علماء و مشائخ مسلمانوں کی طرف سے مرزا صاحب پر کفر کے فتوے لگائے گئے کہ مرزا نے جھوٹی پیشگوئی کر کے مسلمانوں کو رسوا کیا۔ آپ ایمان سے بتائیں ابتداء کفر کیکس کی طرف سے ہوئی مرزا صاحب کی طرف سے جنہوں نے دعویٰ نبوت و رسالت کا کیا۔ مرزا صاحب نے پھر چال بدلی اور نبوت و رسالت کے دعویٰ سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ ''نبیا و لست نبیا'' کا ورد شروع کیا۔ اگر دس جگہ لکھا کہ نبی و رسول ہوں تو چار پانچ جگہ یہ بھی لکھ دیا کہ مدعی نبوت کو کافر جانتا ہوں۔ اور حضرت محمد ﷺ کو خاتم النّبیین یقین کرتا ہوں ایسی متضاد تحریروں کا ایسا برا اثر ہوا کہ مسلمانوں نے تو مرزا صاحب کو مدعی نبوت و رسالت سمجھ کر کافر کہا اور لاکھوں کے بجائے ایک جماعت نے نبی مان لیا اور مسیلمہ پرستی کو رونق دینی شروع کی بلکہ ایسی جانکاہ محنت و مشقت زرکشی اور زردہی کی کہ طالبانِ دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ تو قادیانی جماعت ہے جو دوسری جماعت مرزائیہ آپ کی ہے اور مرزا صاحب کے کلمات کفریہ کی تاویلیں کرتی ہے۔ اور عذر گناہ بدتر از گناہ کرتی ہے۔ ہم نہایت عجز سے درخواست کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت ہماری تسلی کرے کہ جب آپ کے اعتقاد میں خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا، وانک لمن المرسلین'' یعنی تو کہدے اے لوگو میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں اے مرزا تو رسولوں میں سے ہے۔

اگر مرزا صاحب مفتری نہیں ہیں تو دوسرے رسولوں موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام جیسے ہیں جیسا کہ حکیم نور الدین صاحب نے لکھا ہے کہ ایک رسول کا انکار کفر ہے اور تمام مسلمان

مرزا صاحب کے انکار سے کافر ہیں۔ اور ان کا ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ اور اگر مفتری ہیں تو بیشک رسول نہیں اور ہمارا آپ کا اتفاق ہے تو پھر مسلمانوں سے آپ کی جماعت الگ کیوں ہے؟

جواب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ چاہا لکھ دیا اور مطلب کی بات کی طرف رخ نہ کیا۔ سوال کا جواب دو۔ صفحہ ۵ کالم ۳ میں جو لکھا ہے اور اب قتل وصلب تک نوبت پہنچانے پر اتر آئے۔ یہ مضمون نویس کی قابلیت کا ثبوت ہے کہ صلب کو سلب لکھا یعنی بجائے ص کے س سے لکھا۔ آئندہ ہوش سے لکھا کریں۔ (محمد پیر بخش، سیکرٹری)

نمبر (۴) بابت ماہ اپریل ۱۹۲۶ء

انجمن احمدیہ قادیان کے ٹریکٹ نمبر ۶ کا جواب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام!

ٹریکٹ نمبر ۶ میں مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل مرزائی جالندھری نے لکھا ہے کہ اسلام کے تمام فرقوں میں سے صرف احمدی (یعنی مرزائی) فرقہ ہی ناجی ہے۔ چونکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ و نیز مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی میاں محمود صاحب کے برخلاف ہے جنہوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت نئی ہے اور تھوڑی ہے۔ اس اقرار سے ثابت ہوا کہ

احمدی جماعت ہرگز ناجی نہیں۔ کیونکہ یہ اسلام سے تیرہ سو(۱۳۰۰) برس کے دراز عرصہ کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین میں کل نئی چیزیں بدعت ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار ہے۔ دیکھو''صحیح مسلم'': ''فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الهدی هدی محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار''۔ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے احمدی جماعت کا بدعتی اور فی النار ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ انکے خلیفہ نے خود لکھا ہے جسکی بعینہ عبارت یہ ہے: ''حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے''۔

(دیکھو ایڈریس جو مرزائیوں کی طرف سے شاہزادہ ویلز کو دیا گیا۔)

جب احمدیوں کے اپنے اقرار سے انکا بدعتی ہونا ثابت ہے تو انکے غیر ناجی ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ مولوی اللہ دتا نے لاہوری احمدی جماعت اور دیگر احمدی جماعتوں کو بھی ناجی نہیں کہا۔ شکر ہے کہ مولوی صاحب نے خود ہی ایک حدیث لکھ دی ہے۔ اب ہر عقلمند کے لئے فیصلہ آسان ہے۔ اور ہم اس حدیث سے ثابت کردینگے کہ قادیانی جماعتیں یقیناً اس حدیث کے رو سے جہنمی ہیں۔ اور وہ حدیث یہ ہے: ''ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنتین و سبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی'' (ترمذی، جلد۲، ص۸۹)

ترجمہ: ''تحقیق بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں پر تقسیم ہوئے اور میری امت ۷۳ فرقوں پر تقسیم ہوگی۔ سب فرقے دوزخ میں جائیں گے صرف ایک ہی فرقہ نجات پائے گا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا فرقہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں''۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ صرف وہی ایک فرقہ ناجی ہے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اب جس قدر فرقے اسلام میں ہیں سب کا دعویٰ یہی ہے کہ ہم ہی وہ ناجی فرقہ ہیں۔ چنانچہ مولوی اللہ دتا صاحب نے بھی لکھ دیا ہے کہ وہ ناجی فرقہ احمدی جماعت کا ہے اور اسکے علاوہ سب کو جہنمی فرماتے ہیں۔ اس واسطے اسی فرقہ پر بحث کی جاتی ہے اور ثابت کیا جاتا ہے کہ احمدی (مرزائی) جماعت فرقہ ناجیہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انکے اپنے اندر کئی جماعتیں بن گئی ہیں۔ لاہوری جماعت جو مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کو نبی نہیں مانتی۔ اروپی جماعت جو مرزا صاحب کو کامل نبی اور صاحب شریعت نبی مانتی ہے۔ گناچوری جماعت جو مولوی عبداللطیف صاحب کی جماعت ہے جو مولوی عبداللطیف صاحب کو نبی و رسول و امام مہدی یقین کرتی ہے۔ میاں نبی بخش ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ کی جماعت جو میاں نبی بخش کو نبی مانتی ہے۔ مولوی محمد سعید صاحب قمر الانبیا کی جماعت۔ قاضی یار محمد کانگڑی کی جماعت۔ عبداللہ تماپوری کی جماعت۔ غرض کہ یہ تمام احمدی کہلاتے ہیں اور سب ایک دوسرے کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ لاہوری جماعت قادیانی جماعت کو بہ سبب منکر ختم نبوت اور مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے کے اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔ اور قادیانی جماعت لاہوری جماعت کو بہ سبب انکار نبوت مرزا صاحب کے کافر جانتی ہے۔ ایسا ہی دوسری جماعتیں اپنی اپنی مخالف جماعتوں کو کافر سمجھتی ہیں۔ حالانکہ سب مرزا صاحب کے مرید ہیں۔

پس مولوی اللہ دتا صاحب جواب دیں کہ کیا یہ سب جماعتیں اس حدیث کے رو

سے ناجی ہیں؟ اور ''مَا اَنَا عَلَیہِ وَ أَصْحَابِی'' والے مبارک گروہ میں سے ہو سکتی ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے مرید ہو کر وہ ہرگز ہرگز مذہب پر نہیں رہے جو مذہب محمد رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کا مذہب تھا۔ بوجوہات ذیل۔ بلکہ مرزا صاحب اور انکے مریدوں نے یہود والے کام کئے اور صراطِ مستقیم سے بہت دور ہو گئے۔

اول: مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسکو نبی قرار دیں''۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)۔ جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا ویسے ہی مرزا صاحب اور اسکے مرید کرتے ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب جواب دیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی جیسا کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے۔ جنکی قرآن شریف نے بدیں الفاظ تعریف کی ہے: {وَجِیھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ} کیا کبھی کسی صحابی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ایسے گندے الفاظ کہے جو مرزا نے کہے کہ وہ کنجریوں سے میل جول رکھتا تھا۔ حرام کی کمائی کا عطر اپنے پیروں پر ملواتا تھا (نعوذ باللہ) اسکی تین دادیاں' نانیاں حرام کار زانیہ تھیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر مرزا صاحب اور انکے مرید ''مَا اَنَا عَلَیہِ وَ أَصْحَابِی'' کی شرط سے باہر ہیں۔ اور ہرگز ان میں فرقہ ناجیہ کی علامتیں نہیں اور نہ فرقہ ناجیہ ہو سکتے ہیں۔

دوم: مرزا صاحب نے قرآن شریف کو چھوڑ کر اپنے کشوف والہامات پر عمل کر کے اپنی جماعت الگ بنالی۔ اور نہایت شوخی اور گستاخی سے رسول اللہ ﷺ کی ہتک کی اور لکھا کہ ''اب میری بیعت میری تعلیم اور میری وحی کو خدا نے مدار نجات ٹھرایا''۔ (اربعین نمبر ۴' ص ۶)۔

گویا اب قرآن شریف مدار نجات نہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور نبوت کا اقرار مدار نجات نہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔ اس لئے مرزا صاحب ”مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ أَصْحَابِی“ کے پاک گروہ سے خارج ہوگئے۔ اپنے کشفوں اور الہاموں کو قرآن شریف کی مانند خطاء سے پاک زعم کیا اور لکھا:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا ۔ بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآں منزہ اش دانم ۔ از خطا ہا ہمیں است ایمانم

یعنی جو کچھ کہ میں سنتا ہوں خدا کی وحی سے۔ خدا کی قسم اس اپنی وحی کو خطا اور غلطی سے پاک جانتا ہوں۔ اور قرآن کی مانند اسکو خطا سے پاک یقین کرتا ہوں۔ حالانکہ مرزا صاحب جو کچھ سنتے ہیں اس میں شرک اور کفر ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مذہب اور صحابہ کرام کے عقائد کے برخلاف ہیں۔ دیکھو ذیل کے کشوف والہامات:

الف: انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون۔ ترجمہ: یعنی اے مرزا اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف کہدے کہ ہوجا' تو وہ چیز ہوجائے گی۔ (حقیقۃ الوحی' ص ۱۰۵)

ب: انت منی بمنزلة بروزی۔ ترجمہ: یعنی اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے۔
(تجلیات الٰہیہ' ص ۶۳)

ج: میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا۔ اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا۔ اور اس حالت میں میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں

کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب وتفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا...... (الخ)۔
(آئینہ کمالات اسلام' مصنفہ مرزا صاحب' ص ۵۶۴ و ۵۶۵)

اے مولوی فاضل صاحب ذرا انصاف اور عقل وہوش سے جواب دو کہ کبھی عاجز انسان بھی خدا ہوسکتا ہے اور خالق زمین وآسمان بن سکتا ہے؟ اور واجب الوجود ہستی، ممکن الوجود ہستی فانی وجود مرزا صاحب میں تنزل کر کے اوتار یعنی بروز ہوسکتی ہے؟ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر جواب دینا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام میں سے بھی کسی ایک کا یہ مذہب تھا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر آپ نے کیسے بلا دلیل لکھ دیا کہ احمدی فرقہ "مَا اَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِی" میں سے ہے۔ کسی صحابی نے کہیں فرمایا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے۔ انت منی بمنزلة ولدی (حقیقۃ الوحی' ص ۸۶)۔ انت من مائنا و هم من فشل اے مرزا تو ہمارے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔ (اربعین نمبر ۳' ص ۳۴)۔ حالانکہ ایسے الہامات قرآن شریف کے برخلاف ہیں اور شرک کی نجاست سے بھرے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: {وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ} ترجمہ: یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ انکے منہ کی باتیں ہیں بلکہ ان کافروں کی جوان سے پہلے ہوگزرے ہیں (التوبہ)۔ کیا رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کا یہی مذہب تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر احمدی جماعت نہ "مَا اَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِی" کے مذہب پر ہے اور نہ ہی وہ ناجی ہوسکتی ہے۔

سوم: مرزا صاحب اور انکے مرید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول از آسمان کے منکر ہو کر

"مَا اَنَا عَلَیہِ وَ أَصْحَابِی" سے خارج ہو کر حیات مسیح سے انکار کرتے ہیں۔ اور بروزی نزول کے معتقد ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا اور کل امت کا اجماع حیات مسیح پر اور اصالتاً نزول پر ہے۔ بلکہ یہ ایسا متفق علیہ عقیدہ تھا کہ مرزا صاحب خود بھی پہلے اسی عقیدہ پر تھے۔ چنانچہ "براہین احمدیہ" میں اب تک لکھا ہوا ہے:

"جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا"۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۴ و ۴۹۵، مصنفہ مرزا صاحب)

اسی واسطے مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس کتاب پر ریویو کیا تھا اور تعریف کی تھی۔ مگر بعد میں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو مولوی محمد حسین نے انکی تکفیر کی اور اپنا ریویو واپس لے لیا۔

چونکہ نزول مسیح کا عقیدہ رکھنا ہر ایک مومن کا فرض ہے اس لئے کہ یہ علامات و اشراط قیامت سے ہے۔ اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ **اذا فات الشرط فات المشروط** نزول مسیح کا منکر قیامت کا منکر ہو جاتا ہے۔ بدیں اصول مرزائی مسلمان نہیں ہیں۔ اور نہ وہ "مَا اَنَا عَلَیہِ وَ أَصْحَابِی" کے گروہ سے ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب نے تین معیار جو لکھے ہیں کہ ان معیار کے رو سے احمدی فرقہ ناجیہ ہے' یہ بھی غلط ہے۔ ذیل میں انکے ہر ایک معیار کا جواب ملاحظہ ہو:

معیار اول: عقائد کے لحاظ سے فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بیان فرمائی: {هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ} ترجمہ: "ہم نے رسول پاک محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے

تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگر چہ مشرکین اسے ناپسند کریں''۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ محمد عربی ﷺ کے دین اور عقائد کی یہ علامت ہے کہ وہ دیگر ادیان باطلہ پر غالب آئے گا اور دوسرے مذاہب انکے سامنے مغلوب ہوجاتے ہیں...... (الخ)۔

جواب: یہ معیار خود ہی مرزا صاحب کے مذہب کا بطلان کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اسلام محمدی تمام ادیان باطلہ پر تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے اپنی خوبیوں کے سبب غالب آتا رہا۔ مگر مرزا صاحب کوئی دین نہیں لائے اور نہ کوئی ہدایت نامہ لائے۔ تو وہ اس آیت کے مصداق ہرگز نہیں ہوسکتے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

ع من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

کہ میں نہ رسول ہوں اور نہ کوئی کتاب لایا ہوں۔ مرزا صاحب نے اسلام کے صافی چشمہ توحید میں شرک وکفر کی نجاست اپنے کشفوں اور الہاموں سے ڈال کر قادیانی اسلام ایسی بدنما شکل میں ظاہر کیا کہ سب ادیان باطلہ اسپر یعنی اس قادیانی اسلام پر غالب آتے ہیں۔ یہ ناپاک جھوٹ ہے کہ احمدی ہر ایک بحث میں مخالفین پر غالب آتے ہیں۔ ذیل کے واقعات اس جھوٹے دعوے کی تردید کرتے ہیں۔

مرزا صاحب نے عیسائیوں سے مباحثہ کیا اور ایسے مغلوب ہوئے کہ عبداللہ آتھم عیسائی کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے انکو ذلیل کیا کہ جب عبداللہ نہ مرا اور پیشگوئی جھوٹی نکلی جس میں مرزا صاحب نے خود اقرار کیا تھا کہ اگر عبداللہ عیسائی میعاد کے اندر نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں گا اور میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے اور پھانسی دیا جائے۔ جب عبداللہ آتھم میعاد کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب کی وہ ذلت ہوئی۔ اور عیسائیوں نے

عبداللہ کو ہاتھی پر بٹھا کر شہر امرتسر میں پھرایا اور فتح اور نصرت کے نعرے لگائے اور اسلام کی بھی ہتک کی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو اسلام کی صداقت کا معیار مقرر کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ ؎

پیشگوئی کا جو انجام ہو برا ہوگا　　کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

پس جب مرزا صاحب کی ذلت ہوئی اور عیسائیوں کی عزت ہوئی تو مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر بے حیائی سے کہا جاتا ہے کہ ہر میدان میں مرزائی فتح پاتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک میدانِ مناظرہ میں شکست کھاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی تمام عمر وفات مسیح ثابت کرنے میں گزری، مگر نامراد ہی رہے۔ کسی قرآن کی آیت اور نہ کسی حدیث نبوی سے ثابت کر سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہو چکی ہے۔ ہاں یہ ایک جاہلانہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس ٹریکٹ نمبر ۱ میں آپ نے مرزا صاحب کی زٹلیات میں سے ایک زٹل نقل کی ہے ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند　　مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

یعنی مسیح کو قیامت تک زندہ مانتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ فضیلت نہ دی۔ ان جاہلوں سے کوئی پوچھے کہ مرزا صاحب نے اس زندگانی وحیاتی دنیا کو فضیلت کیسے سمجھ لیا۔ قرآن شریف اور احادیث میں تو حیاتی دنیا کی کچھ قدرت ومنزلت نہیں۔ صرف عیسائیوں کے ڈھکوسلوں کی نقل کرتے ہیں اور {وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی}، {وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ} قرآن شریف کی مخالفت کر کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حیاتی ایک قید ہے اور جو شخص فوت ہو جاتا ہے وہ اس منزل دار فانی سے خلاصی پا کر دار البقا میں چلا جاتا ہے۔ ؎

ع نشنیدہ کہ ہر کہ بمیرد تمام شد

پس دنیاوی زندگی کو فضیلت دینی اور عاقبت کی حیاتی دائمی کو باعث ہتک سرور دو عالم ﷺ کہنا نہایت درجہ کی جہالت ہے۔ پس یہ بالکل ناپاک جھوٹ کی نجاست کھانی ہے جو عیسائیوں کی طرح کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں محمد ﷺ سے۔ کیونکہ وہ زندہ ہیں اور حضور ﷺ فوت ہوگئے۔ حالانکہ جو فوت ہوجاتا ہے وہ اپنی منازل دنیا کو طے کر جاتا ہے اور جب تک انسان زندہ ہے رنج وتکالیف کے پھندے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ ہرگز افضل نہیں ہوسکتا۔ کیا مولوی اللہ دتا افضل ہے مرزا صاحب سے۔ کیونکہ وہ مرگئے اور اللہ دتا زندہ ہے۔ اور یہ بھی بالکل غلط اور واقعات کے برخلاف ہے کہ صحیح مقابلہ اور غلبہ احمدیوں کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ بھلا ایسا شخص کس طرح عیسائیوں کا مقابلہ کر کرے ان پر غالب آسکتا ہے جسکے اپنے اندر یہ گندہ عقیدہ ہے کہ خدا نے مرزا صاحب کو فرمایا: انت منی بمنزلۃ ولدی (حقیقت الوحی ص ۸۲)۔ یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں مثیل مسیح علیہ السلام ہوں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے اعتقاد میں خدا کا بیٹا ہے۔ جب مرزا صاحب کو خدا نے بمنزلۃ ولدی کہا تو عیسیٰ علیہ السلام کا ولد اللہ ہونا مرزا صاحب کے الہام سے ثابت ہوگیا۔ کیونکہ خدا نے اس الہام یا شیطان کے اس وسوسہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابن اللہ ہونا ثابت کردیا۔ ایک مرزائی کسی عیسائی سے کیا خاک بحث کرسکتا ہے جب مرزائی عیسائی کو کہے گا کہ آپ مشرک ہیں کہ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن اللہ تھے۔ تو عیسائی کہے گا کہ آپ ہم سے ڈبل مشرک اور کافر ہیں کہ آپ مرزا صاحب کو ابن اللہ مانتے ہیں۔ اور پھر غضب یہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو خدا کا صلبی بیٹا مانتے ہیں۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: انت من مائنا وھم من

فشل (اربعین نمبر ۳، ص ۳۴، مصنفہ مرزا صاحب)۔ تو مرزائیوں کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس مرزائی ہمیشہ مغلوب ہی رہیں گے۔ اور آریہ سماجیوں سے بھی بحث نہیں کر سکتے کیونکہ مرزا جی کو کرشن جی کا اوتار بھی مانتے ہیں (دیکھو لکچر سیالکوٹ، دسمبر ۱۹۰۴ء)۔ پہلے مرزا صاحب نے باسدیو و دیوکی کے گھر گوکل میں جنم لیا۔ اور پھر قادیان میں جنم لیا جو کہ تناسخ ہے۔ جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر جو چاہو لکھو، آپ کا اختیار ہے۔ مرزا صاحب تو اپنے الہاموں سے جھوٹے ہیں کہ انکے الہامات شیطانی وساوس ثابت ہوئے کیونکہ وہ قرآن و احادیث کے برخلاف ہیں۔ مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ ”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور وعدہ کے موافق اسکے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے“۔ بموجب اصول اسلامی اس الہام کی تصدیق و تطبیق قرآن و حدیث سے کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور حضور کے صحابہ نے اس آیت سے مسیح پر موت کا وارد ہونا نہیں سمجھا اور نہ دوسرے مسلمانوں کو جو قرون اولیٰ کے تھے سمجھایا: ”**عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ قال خروج عیسی علیہ السلام**“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور ایمان لائیگا ساتھ اسکے پہلے موت اسکی کے۔ کہا ابن عباس نے مراد اس سے نکلنا عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ (روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور بر شرط شیخین کے۔)

”سنن ابن ماجہ مصری جلد ۲ ص ۲۶۸“ پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملا اور قیامت کے متعلق ذکر ہوا۔ پہلے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا انہوں نے کہا ”لا عِلمَ لِیْ“۔ پھر امر موسیٰ علیہ السلام کے حوالے کیا گیا، انہوں نے کہا کہ ”لا عِلمَ

لیٰ"۔ پھر آخر میں یہ امر عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالا گیا' انہوں نے کہا کہ اصل علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ مگر میرے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میں نازل ہوں گا اور اسکو قتل کرونگا۔

"عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبل احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابوھریرۃ فاقرئوا ان شئتم: {وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ}(الایۃ۔ (متفق علیہ)} ترجمہ: روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق اتر ینگے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑ ینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو۔ اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کریگا اسکو کوئی۔ اور بہتر ہوگا ایک سجدہ دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اس میں شک ہو تو پڑھو قرآن کی آیت کہ "نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر وہ ایمان لائیگا عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے مرنے عیسیٰ علیہ السلام کے اور ان پر عیسیٰ علیہ السلام گواہ ہوں گے قیامت کے دن۔ روایت کی بخاری و مسلم نے۔ (مظاہر حق' جلد ۴)

مرزا صاحب نے اس الہام کو قرآن شریف کیساتھ مقابلہ نہ کیا۔ اور بغیر تصدیق قرآن شریف کے، قرآن اور احادیث کے برخلاف اور صحابہ کرام کے مخالف قرآن میں تحریف شروع کردی اور قرآن شریف کی آیات میں تضارب کیا اور یہود کے ساتھ مماثلت شروع کردی۔ اور آیات قرآنی کی غلط اور الٹے معنی کرنے شروع کردیئے۔ ذیل میں نمونہ

کے طور پر چند آیتیں لکھی جاتی ہیں' تاکہ مرزا صاحب کا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِی کے برخلاف ہونا ثابت ہو۔

پہلی آیت: جس سے حیات مسیح ثابت ہے اسکو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برخلاف وفات مسیح پر دلیل گردانا' وہ آیت یہ ہے: {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ} ترجمہ: یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر (عزت کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔ (ازالہ اوہام' ص ۵۹۸)

مرزا صاحب نے خود ترجمہ کیا ہے کہ ''اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں''۔ اسی فقرہ سے حیات ثابت ہے۔ کیونکہ وفات دینے والا ہوں۔ یہ تو وعدۂ وفات ہے اس سے وفات کا مسیح پر وارد ہو جانا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ وعدہ الگ امر ہے اور وعدہ کا پورا ہونا الگ امر ہے۔ یعنی وفات کا وعدہ ہی ثابت کر رہا ہے کہ مسیح پر موت وارد نہیں ہوئی۔ مرزا صاحب نے اس آیت کے معنی اور تفسیر غلط کر کے اپنا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِی سے نہ ہونا ثابت کر دیا۔

اور کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲ (زیر عنوان 'الاکمال' لفظ نمبر ۲۱۴۳) مطبوعہ حیدرآباد میں ہے: ''ان روح اللّٰہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیہ ثوبان ممصران کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویدعو الناس الی الاسلام فیھلک اللّٰہ فی زمانہ المسیح الدجال وتقع الامنة علی اھل الارض حتی ترعی الاسود

مع الابل والنمور مع البقر والذیاب مع الغنم ویلعب الصبیان الحیات لاتضرھم فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون''۔ (ک، عن ابی ھریرۃ)

ان حدیثوں سے اظہر من الشمس ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا یہ مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری اصالتاً نزول فرمائیں گے' جن کا ذکر ''سورۂ نساء'' میں ہے۔ پس چونکہ مرزا صاحب مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی کے برخلاف بروزی نزول کے معتقد ہیں' اس واسطے ناجی جماعت مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی سے خارج ہیں۔ فیکم اور ان عیسیٰ روح اللہ اور ثم یتوفی ثابت کر رہے ہیں کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ جیسا کہ اجماع امت ہے۔ اور اسی مذہب پر پہلے خود مرزا صاحب بھی تھے۔

معیار ثانی: یہی ایک جماعت ہے جو بلاد بعیدہ: جرمنی' انگلستان' امریکہ' نائیجیریا میں خدائے بلند و برتر کی توحید اور رسولِ پاک کی عظمت پھیلا رہی ہے۔ پس معیار ثانی کی رو سے بھی الجماعت الاحمدیہ ہی وہ جماعت ہے جسکو ناجی قرار دیا گیا۔

جواب: مرزائی جماعتیں ہرگز ہرگز تبلیغ اسلام محمدیہ کی نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کاذبہ اور مسیحیت بروزیہ کی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی توحید کی بجائے قادیانی کفریات اور نبوت کاذبہ کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ سخت ناپاک دھوکہ ہے جسکی نسبت قرآن میں {لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ} فرمایا گیا ہے۔ غیر ممالک میں مرزا صاحب کی جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے ان ملکوں میں مسلمانوں کے ذریعہ اسلام پہنچ چکا تھا۔ چین میں آٹھ کروڑ مسلمان کس طرح ہوئے؟ افریقہ کے تمام جزیروں میں کس طرح اسلام پھیلا۔ جرمن و فرانس میں مسلمان' مرزائیوں سے پہلے حقیقی اسلام کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ سلطان صلاح الدین علیہ الرحمۃ کے کارنامے تاریخوں میں درج ہیں۔ بلا دلیل تو ایک ہجڑے کو بھی رستم کا خطاب

دے سکتے ہیں، مگر واقعات جھوٹ اور سچ فرق ظاہر کر دیتے ہیں۔ حال ہی میں برلن میں اسلامی کانفرنس ہوئی ہے، جس میں محمد عبدالجبار خیری نے ایک طویل تقریر فرمائی۔ پھر نمائندہ حلب امین آفندی نے تقریر کی اور انہوں نے وہ خط پڑھ کر سنایا جو جنوبی جرمنی کے مسلم باشندوں کا ایک ولولہ انگیز خط تھا۔ بعدازاں محمد سعید صاحب نے اپنا ترجمہ قرآن مجید جرمنی زبان میں کیا ہوا سنایا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو''اخبار وکیل'' امرتسر ۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء)۔ اس اخبار کے خلاصہ سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مولوی اللہ دتا مرزائی کو معلوم ہو جائے کہ اسلام تمام دنیا میں مسلمان پھیلا رہے ہیں۔ مولوی اللہ دتا کو اگر معلوم نہ ہو تو انکو اس شعر پر عمل کرنا چاہیے:

ذرا بتکدہ سے نکل کر تو دیکھو　　خدا کی خدائی میں کیا ہو رہا ہے

قادیان کے استعارہ ومجاز اور ظل وبروز واوتار کے باطل پرستی کے قلعہ کی قید سے نکل کر جہل مرکب کے پردہ سے باہر آؤ تا کہ جھوٹ اور سچ میں فرق کر سکو۔

ترازوے زخرد پیش آرد نیک بسنج　　کہ تا بگفت و شنید تو اعتبار بود

مثل مشہور ہے: ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا''۔ صحابہ کرام نے تو نبوت کاذبہ کا خاتمہ کر دیا تھا اور مسیلمہ کذاب کو بمعہ اسکی جماعت کے صفحہ ہستی سے نابود کر دیا تھا۔ پس اب بھی وہی گروہ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي میں سے ہوسکتا ہے جو نبوت کاذبہ قادیانی کو نابود کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نبوت کاذبہ کے حامی ہرگز مَا اَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي میں نہیں آسکتے اور نہ ناجی ہوسکتے ہیں۔

معیار ثالث: خدا کی کتاب ایک خزانہ ہے۔ مرزا صاحب کو معارف قرآن کا علم دیا گیا۔ اب یقیناً سب اسلامی فرقوں میں سے وہ فرقہ ہی ناجی ہے جس پر حقائق قرآن بسط اور

تفصیل سے کھولے جائیں۔ مسیح موعود نے دنیا بھر میں چیلنج دیا اور دنیا نے اپنے عجز و سکوت سے آپ کی صداقت پر مہر کردی۔

جواب: قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی تورات کی تفسیر و معانی اپنی رائے سے کرتے تھے اور جو معنی انکے اپنے دماغ میں آتے رہے صحیح سمجھتے اور دوسرے عالموں کو جاہل سمجھتے تھے۔ اسی واسطے ان پر خدا کا قہر نازل ہوا اور وہ مغضوب ہوئے۔ مرزا صاحب کے معارف قرآن کا نمونہ یہ ہے کہ ''سورۂ تحریم'' میں جو خدا نے مومنوں کو مریم سے تشبیہ دی ہے اس واسطے مرزا سچ مچ مریم بن بیٹھا اور لکھا کہ مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ''براہین احمدیہ'' کے حصہ چہارم ص ۵۲۶ میں درج ہے ''مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (کشتی نوح، ص ۴۷)۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۶ پر حقائق قرآنی اس طرح درج ہیں: ''فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا'' یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز (یعنی مرزا) سے ہے۔ دردِ زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا۔ جنھوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں۔ اور ایک طوفان برپا کیا۔ تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا...... (الخ)۔

(کشتی نوح، ص ۴۷ مصنفہ مرزا صاحب)

مولوی اللہ دتا صاحب غور فرمائیں کہ کیا یہی حقائق و دقائق مرزا صاحب کو دیئے گئے کہ اول مرد تھے پھر عورت ہوگئے۔ پھر انکو حیض آنا شروع ہوگیا اور پھر وہ حیض بچہ بن

گیا۔ جیسا کہ انکا الہام ہے: "یریدون ان یرو اتمشک" (حقیقۃ الوحی)۔ پھر مرزا صاحب میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر میعاد حمل ۹ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اور دردِ زہ ہوا۔ اور تنہ کھجور کے پاس انکو لے آئے۔ کیا کلام الٰہی کی یہ توہین نہیں ہے کہ ایسے ایسے گندے خیالات خلاف قانون قدرت سے تفسیر بالرائے کیجائے اور غیر مذاہب والوں کو ہنسی کا موقعہ دیا جائے۔ مولوی اللہ دتا صاحب یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب کو حیض کس راستہ سے آتا تھا۔ اور کس راستہ سے انکے اندر عیسیٰ کی روح پھونکی گئی۔ اور کس بچہ دانی میں بچہ پرورش پاتا تھا۔ اور کس راستہ سے نو ماہ کے بعد باہر نکلا۔ اور یہ بھی فرمائیں کہ اس طرح تو مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ثابت ہوئے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے عیسیٰ کو جنا۔ مگر مرزا صاحب تو مرد تھے۔ یہ خیالی پلاؤ اور ہزیان تمام غلط ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب ابن مریم ثابت نہ ہوئے۔ اور اپنا تمام کھیل مرزا صاحب نے خود بگاڑ دیا۔ کیونکہ بجائے ابن مریم ہونے کے ام مریم ثابت ہوئے۔ اس قسم کے حقائق و معارف پہلے نواب واجد علی شاہ صاحب والی لکھنؤ کو سوجھا کرتے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ ان خیالات فاسدہ کا نام الہام نہ رکھتے تھے اور نہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا صاحب نے علماء کو ساکت کر دیا۔ جناب قاضی ظفر الدین مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج نے مرزا صاحب کے اعجازی قصیدہ کا جواب لکھا تو مرزا صاحب چپ ہو گئے۔ مولانا اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے جواب لکھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری خود خاص قادیان میں تشریف لے گئے مگر مرزا جی ایسے دبکے کہ گھر سے باہر نہ نکلے۔ علامۂ زمان قطب دوران حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے بالمقابل قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر بمقام لاہور

لکھنے کا وعدہ کیا۔ لیکن تاریخ مقررہ پر حضرت شاہ صاحب تو حسب وعدہ لاہور پہنچ گئے مگر مرزا جی نہ آئے اور بہانا یہ کیا کہ پیر صاحب کے ساتھ سرحدی پٹھان ہیں جن سے مجھے جان کا خطرہ ہے۔ حالانکہ یہ بھی انکے الہام کے برخلاف تھا: ''واللّٰہ یعصمک'' میں خدا نے انکو خوشخبری دے رکھی تھی کہ میں تیرا حافظ ہوں تجھ کو کوئی ہلاک نہ کر سکے گا۔ آنحضرت ﷺ چونکہ خدا کے سچے رسول تھے لہٰذا اسی خدائی وعدہ کے بعد آپ نے پہرہ اٹھا دیا تھا۔ مگر مرزا جی چونکہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں اور سچے رسول نہیں۔ لہٰذا ڈر گئے اور حضرت شاہ صاحب کے سامنے لاہور میں نہ آئے۔ سچے اور جھوٹے رسول میں یہی فرق ہے کہ جھوٹے کو اپنے الہام اور خدا پر یقین نہیں۔

اخیر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو مسیلمہ پرستی سے محفوظ رکھے اور کاذب مدعی نبوت ورسالت کی پیروی سے بچائے اور صراطِ مستقیم اسلام مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی پر قائم رکھے۔ کیونکہ ایسے کذاب اشخاص کی نسبت مولانا روم نصیحت فرما گئے ہیں: ؎

اے بسا ابلیس آدم روے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے انسان شکل اور شیطان صفت ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے۔

نوٹ: مولوی اللہ دتا سے درخواست ہے کہ وہ اسی بحث پر لکھیں اور ہمارے اعتراضات کا جواب دیں تا کہ حق وباطل میں فرق ہو جائے۔ ورنہ انکی باطل پرستی ثابت ہوگی۔

(محمد پیر بخش)

نمبر (۷) بابت ماہ جولائی ۱۹۲۶ء

حالات مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذبہ لایعنی

(گذشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مرزا صاحب نے جواب دیا کہ لوگوں کو خوب دور کی سوجھتی ہے۔ مولوی صاحب نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ آپ نے جو اشتہار ''براہین احمدیہ'' کا شائع کرایا ہے کچھ درخواستیں خریداری کی آپ کے پاس آئیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ابھی تک کچھ نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں خود ایک اشتہار شائع کروں کہ یہ کتاب ایسی لاجواب ہوگی۔ اگر کوئی شخص اسکا جواب لکھے گا اسکو ہم دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کے خیال میں وہ کتاب ایسی ہے تو پھر یہ اشتہار کس دن کے واسطے رکھ

چھوڑا ''کار امروز بفردا مگذار'' اور دیگر اصحاب جلسہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ آپ صاحبان بھی اس کار خیر میں سعی فرمائیں اور امدادیں کریں۔ سب صاحبوں نے وعدہ کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

مولوی محمد حسین صاحب کے فرمانے کے مطابق منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ بابو عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار وغیر عمائد لاہور بمعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرزا صاحب کے معاون ہوگئے۔ اور مرزا صاحب کی شہرت اور کتاب ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے اہتمام کے وسائل سوچے جانے کیلئے کبھی آریوں سے مباحثہ کبھی چھیڑ چھاڑ ہے۔ کبھی عیسائیوں کو چیلنج دیئے جارہے ہیں۔ کبھی سکھوں کو مقابلہ کے واسطے ڈانٹا جاتا ہے۔ غرض کوئی حیلہ باقی نہ رہا جو مرزا صاحب کی شہرت کا باعث ہوتا۔ اور اس پر عمل نہ کیا جاتا۔ ''براہین احمدیہ'' کے خریدار بنانے کے واسطے اور پیشگی قیمت وصول کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیجنے کے واسطے منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ و منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ دورہ کے واسطے نکلے۔ میں اس زمانہ میں ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں بعہدہ ہیڈ کلرک معین تھا۔ میرے پاس یہ صاحبان پہنچے اور چونکہ منشی الٰہی بخش صاحب ملتان شہر کے رہنے والے تھے انہوں نے دعوت بھی کی اور مجھ کو خریدار بھی بنایا۔ اور میں بھی سلک معاونین و مداحین مرزا صاحب میں منسلک ہوا۔ غرض مرزا صاحب کو جو کچھ بنایا مولوی محمد حسین بٹالوی اور انکے دوستوں نے مبالغہ آمیز مدح سرایاں کیں۔ مرزا صاحب کو اسلام کا حامی و خیر خواہ مشہور کر دیا۔ اور ہر کہ ومہ مرزا صاحب کو اسلام کا پہلوان اور عقائد اسلام کا حامی کہنے لگا۔ اور مرزا صاحب کا وجود ہر ایک مسلمان اسلام کے واسطے غنیمت یقین کرنے لگا۔ اور مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ ''اشاعت السنۃ'' میں ''براہین احمدیہ'' پر ریویو مبالغہ

آمیز خیالات میں کیا۔ جسکو مرزائی صاحبان پیش کر کے دھوکا دیتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو ''براہین احمدیہ'' کا لکھا تھا۔ (اور یہ نہیں بتاتے کہ یہ ریویو اس وقت لکھا تھا جبکہ مرزا صاحب مسلمان تھے اور انکا دعویٰ نبوت ورسالت ومہدویت اور کرشنیت کا نہ تھا۔ بعد میں جب مرزا صاحب کافر ہوئے اور نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا تو وہ ریویو بھی مولوی صاحب نے واپس لے لیا۔ اور مرزا صاحب کو کافر کہا۔ اور ہر بلاد کے علماء اسلام کے فتوے منگوائے۔) جب کافی شہرت مرزا صاحب کی ہوگئی۔ اور مرزا صاحب اسلامی پہلوان مانے گئے۔ تو مرزا صاحب لاہور سے قادیان تشریف لے گئے۔ جب قادیان پہنچے تو انکے والد صاحب بیمار تھے۔ مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی:

مرزا صاحب: ''السلام علیکم''۔

مرزا صاحب کے والد: ''وعلیکم السلام غلام احمد بیٹا تم آگئے خیر وعافیت ہے خط پہنچ گیا تھا''۔

مرزا صاحب: ''ہاں مجھ کو پیچش نے ہلاک کر دیا۔ اب کل سے کچھ افاقہ ہے۔ افسوس دنیا ناپائیدار ہے''۔

عمر بگذشت ونماند است جز ایامے چند   تا کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

سخت حیرت کا مقام ہے۔ جس قدر میں نے اس پلید دنیا کے لئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث ہوتا۔ دنیا کے بیہودہ خرچوں کے لئے میں نے عمر خاص ضائع کی۔ اب ہمارا وقت قریب ہے اب جو دم ہے دم واپسیں ہے۔ (اپنی نبض پر ہاتھ رکھ) کر ضعف بہت ہوگیا ہے۔

مرزا صاحب: (نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر اور نبض دیکھ کر کہا کہ) ضعف تو ہونا چاہیے

تھا۔ یہ مرض جوان آدمی کو ضعیف بنا دیتا ہے۔ اور آپ کا تو مقتضائے عمر بھی ہے۔ مگر اب افاقہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوتے ہی طاقت عود کر آئے گی۔

والد مرزا صاحب: (نے آہ بھر کر) ''اب تو امید نہیں کہ طاقت عود کرے''۔

مرزا صاحب: ''آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے اسکے نزدیک کوئی بات ان ہونی نہیں ہے۔ وہ قادر مطلق ہے''۔

والد: ''اچھا تم سفر سے آئے ہو گرمی کا موسم ہے تھوڑی دیر آرام کرو''۔

مرزا صاحب: ''بہت بہتر''۔ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک چوبارہ پر چڑھ کر آرام کیا۔ آنکھ لگ گئی۔ شام کو اُٹھ کر پھر باپ کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔ اگلے دن باپ نے وفات کی۔ رسوم کے موافق تجہیز و تکفین کر کے متوفی کی وصیت کے مطابق مسجد کے گوشہ میں دفن کیا گیا۔

چونکہ مرزا صاحب کے والد جو انکے ارادوں کو پورا نہ کرنے دیتے تھے وہ فوت ہو گئے۔ اب کوئی مناع و روک کرنے والا نہ رہا۔ اور مرزا صاحب کی مشہوری بذریعہ مولوی محمد حسین صاحب اور انکے احباب جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کافی ہو چکی تھی۔ اور عرب صاحب کے ورد و ظائف کا اثر بھی ہو چکا تھا۔ رجوعات ہونے لگی اور لوگ مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مرزا صاحب نے ایک ہندو منشی روزنامچہ نویس جو روزمرہ کے الہامات قلمبند کرے نوکر رکھا گیا۔ تا کہ مرزا صاحب کے الہامات کا تذکرہ کرے۔ ہر وقت صبح و شام الہام کا ذکر ہے۔ کوئی دعا کے واسطے آتا ہے۔ کوئی دوا کے واسطے۔ لالہ شرم پت رائے اور ملا وامل بھی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب، منشی عبدالحق صاحب اور بابو الٰہی بخش صاحب منادی میں مشغول ہیں۔ مگر ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا۔

ے

ع کوئی اور ہی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

اور سچ بھی ہے غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے ارادوں کو کوئی نہ جانتا تھا کہ آخر وہ نبوت اور رسالت کا دعویٰ کریں گے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ اشتہاروں سے کچھ نہیں بنتا تو آپ نے دولت جمع کرنے کا اور ڈھنگ اختیار کیا۔ مگر چونکہ غیر مقلد تھے اور پیری مریدی کی دوکانوں کو اختیار کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ آخر جب سوچا کہ دنیا میں کوئی کسب و روزگار ایسا نہیں ہ جس میں پیرخانوں جیسی آمدنی ہو۔ آپ نے بھی پیری مریدی کی دوکان کھولی اور اس دوکان کے چلانے کے واسطے شہرت تو پیدا کر چکے تھے۔ سب سے اول آپ نے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتے ہیں اور پیری مریدی کی دوکان چلانے کے واسطے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ سارا عملہ ہندو اور آریہ رکھے۔ اس میں یہ فائدہ سوچا کہ مخالفین کو ثبوت دیا جائیگا کہ آریہ گولہ ہیں۔ چنانچہ پنڈت شام لعل کو جو کہ ناگری اور فارسی اور اردو جانتے تھے بطور روزنامچہ نویس نوکر رکھا اور جو امور غیبیہ ظاہر ہوتے تھے اسکے ہاتھ سے وہ ناگری اور فارسی میں قبل از وقوع لکھے جاتے اور پھر شام لعل مذکور کے اسپر دستخط کرائے جاتے تھے۔ اور قادیان میں پیرخانہ چلانے کی تدابیر سوچی جاتی تھیں کیونکہ سوا دوکان پیری مریدی کے شاید مقصود کا چہرہ دیکھنا محال تھا۔ مرزا صاحب نے خاص توجہ پیری مریدی کی دوکان چلانے کی طرف کی۔ اور ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت اور طباعت چھوڑ دی۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب نے پہلی جلد میں صرف اشتہار ''براہین احمدیہ'' مبالغہ آمیز عبارات میں شائع کیا۔ دوسری اور تیسری جلدوں میں مقدمہ اور تمہیدات شائع کیں۔ مگر تیسری جلد کی پشت پر اشتہار دیدیا کہ

''چونکہ کتاب تین سوجز تک بڑھ گئی ہے لہٰذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلاتوقف بھیجدیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سوروپیہ ہے اور اسکے عوض دس یا پندرہ روپیہ قیمت قرار پائی۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ ادا نہ کریں تو پھر گویا وہ کام کے انجام سے آپ مانع ہونگے۔ اور اس قدر ہم نے برعایت ظاہر لکھا ہے۔ ورنہ اگر کوئی مدد نہ کرے گا یا کم توجہی سے پیش آئے گا، حقیقت میں وہ آپ ہی ایک سعادت عظمٰی سے محروم رہے گا۔ اور خدا کے کام رک نہیں سکتے اور نہ کبھی رکے ہیں۔ جن باتوں کو قادر مطلق چاہتا ہے وہ کسی کی کم توجہی سے ملتوی نہیں رہ سکتے''۔

-والسلام علی من اتبع الہدیٰ خاکسار غلام احمد-

ناظرین! ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کو فروخت ''براہین احمدیہ'' اور وصول پیشگی قیمت میں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے پیری مریدی کی دوکان چلانے کی کوشش کی اور قادیان میں پیرخانہ قائم کیا۔ اور ''براہین احمدیہ'' جلد چہارم کے اخیر میں لکھ دیا کہ اب ''براہین احمدیہ'' کی تکمیل خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اب وہ جب چاہے گا ''براہین احمدیہ'' شائع ہوگی۔ اور جس قدر قیمت پیشگی وصول ہوگئی تھی۔ اسکا روپیہ اپنے دعاوی کی اشاعت کرنے میں خرچ کیا۔ اور قادیان میں پیرخانہ کی بنیاد ڈالی۔ اور لنگر جاری کیا اور رات دن خودستائی اور اپنے الہاموں کی یہ نعمت غیر مترقبہ کہاں ؎

اے خدا قربان احسانت شوم　　واہ چہ احسان است قربانت شوم

مرزا صاحب کے مصاحب نے کہا کہ حضرت! حضور کا مرتبہ قرب الٰہی میں بڑا ہے (ص ۶۴ چودھویں صدی کا مسیح)۔ دوسرے خوشامدی یکے بعد دیگرے۔ بقول ''پیران نمے پرند

مریداں مے پرانند'' کہ پیر خود نہیں اڑتے مرید اڑاتے ہیں۔ ایک نے کہا اجی قطب کیا بلکہ غوث اعظم ہیں۔ (چودھویں صدی کا مسیح، ص ۶۴)

۱۸۸۸ء میں مرزا صاحب نے خدا سے الہام پا کر چودھویں صدی کے مجدد ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور الہام عربی زبان میں بدیں الفاظ ہوا: ''الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين قل انني امرت وانا اول المسلمين''۔ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھایا اور صحیح معنی تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے کیا تاکہ تو ان لوگوں کو برے انجام سے ڈرائے جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور ساتھ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے۔ اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ پس مرزا صاحب نے کہا کہ میں مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہوں۔ یہ سنتے ہی کئی آوازیں حاضرین جلسہ آمنا و صدقنا اور یکے بعد دیگرے بیعت ہونے کو بڑھے۔ اب مرزا صاحب نے چودھویں صدی کے مجدد ہونے اور دعوت بیعت کا اشتہار شائع کیا۔ ہمیشہ دربار منعقد ہوتا ہے اور مرزا صاحب کے مرید دوسرے لوگوں کو مرید کرتے ہیں اور بیعت کراتے ہیں اور خوابیں بیان ہوتے ہیں اور مرزا صاحب کے مناقب سنائے جاتے ہیں۔

۱...... **شخص**: سبحان اللہ وبحمدہ۔ دربار میں کیا رونق ہے۔ نور مجسم بلکہ نور علیٰ نور ہے۔

۲...... **شخص**: مجھ کو ابتداء عمر میں صوفیاء کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے اور بڑے بڑے مشائخ اور اولیاء اللہ کا دربار دیکھا ہے۔ مگر توبہ توبہ یہ بات کہاں!

۳...... **شخص**: ''چه نسبت خاک را با عالمِ پاک'' وہ لوگ دنیا کے طالب ریائی پر دوکانداری کا ڈھنگ جماتے ہیں۔ دنیا کا دھندا کرنے کو عبادت کے پردہ میں مکر بناتے

ہیں۔ خدا سے اور معرفت سے مہجور۔ نہ قرآن کی سمجھ نہ سنت سے واقفیت۔ انکا یہاں کیا ذکر ہے۔

۴...... **شخص**: "شیر قالیں دگرست وشیر نیستاں وگراست" یہاں ہر دم خدا سے ہم کلامی۔ جو زبان سے نکلتا ہے گویا وہ خدا کا کلام ہے۔

۵...... **شخص**: جو ہمارے حضور مرزا صاحب کے حاشیہ نشینوں کو حاصل ہوا ہے وہ سلف سے آج تک کسی اولیاء اللہ کو نصیب نہیں ہوا۔

۶...... **شخص**: اجی حضرت وہ قصہ کہانیاں ہیں۔ اور یہ چشم دید واقعات ان سے انکو کیا نسبت ہے۔

۷...... **شخص**: بھائی اللہ کے دین کی باتیں ہیں واللّٰہ ذوالفضل العظیم جسکو چاہے دے۔

۸...... **شخص**: اس میں کیا شک ہے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اسی اثناء میں سردار بہادر امیر شاہ صاحب پنشنر رسالدار رئیس لاہور حاضر دربار قادیانی ہوئے اور "السلام علیکم" کہا۔ مرزا صاحب نے "وعلیکم السلام" جواب دیا اور احوال پوچھا۔ سردار بہادر نے عرض کی حضرت کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ احباب سے سن کر مجھ کو کمال اشتیاق قدمبوسی کا پیدا ہوا۔ آخر جذبہ شوق یہاں تک بڑھا کہ کشاں لے آیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ نے بڑی عنایت کی آپ کا مشکور ہوں۔ یہ آپ کا گھر ہے تشریف رکھئے۔ سردار بہادر نے اپنا حال یوں سنایا کہ میں پہلے ایک رسالہ میں رسالدار بہادر تھا۔ اب پنشنر ہوں اور شہر لاہور میں میری سکونت ہے۔ خدا کی عنایت سے سب کچھ کمایا۔ خدا کا دیا بہت روپیہ جمع ہے مگر زمانہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمیشہ نہ کوئی رہا نہ رہیگا۔ بقاسوا

خدا کے کسی کو نہیں۔ آخر ایک دن سب نے جانا ہے۔ اس قدر نقد اور جائداد کو کون سنبھالے گا۔ کون مالک ہوگا۔ یہ غم سینہ میں ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے۔ بے اولاد کا رنج سوہان روح ہے۔ خیر میں تو مرد جہاں گرد ہوں۔ اِدھر اُدھر پھر کر غم غلط کر لیتا ہوں اور ہو بھی جاتا ہے۔ مگر عورتوں کو یہ غم سخت جانکاہ ہے۔ میری بیوی کو اسکا سخت صدمہ ہے۔

مرزا صاحب نے پوچھا کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں۔ رسالدار صاحب نے عرض کیا کہ یہی صدمہ ہے کہ اولاد نہیں ہے۔ اور یہی مطلب یہاں حاضر ہونے کا ہے۔ آپ کے زہد و تقوی اور بزرگی کی لوگوں سے تعریف سنکر آیا ہوں۔ اور آپ کی تصانیف اور اشتہارات بھی دیکھے کہ آپ مستجاب الدعوات اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ اگر دن میں سو مرتبہ پکاریں تو وہ آپکو سو مرتبہ جواب دیتا ہے۔ اگر میرے حال زار پر رحم فرما کر دعا فرمائیں تو گویا دوبارہ زندگی بخش دیں۔ مرزا صاحب نے مذاقیہ لہجہ میں فرمایا کہ اگر آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو جائے تو کیا دلوایئے گا؟ رسالدار صاحب ع **"درم ناخریدہ غلام تو ام"**۔ تمام عمر غلامانہ اور خادمانہ خدمت بجالاؤں گا۔ **"بندہ ام تا زندہ ام"**۔ مرزا صاحب نے فرمایا: سردار صاحب معاملہ صاف اچھا ہوتا ہے ورنہ بعد کو بدمزگی ہو جاتی ہے۔ روپیہ کو مقراض المحبت کہتے ہیں۔ رسالدار صاحب نے عرض کیا جو فرمائیں، بدل و جان حاضر ہوں۔ اور بطیب خاطر بسر و چشم منظور کروں گا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ آپ کی مرضی اور رائے پر منحصر ہے جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ ہم اپنا ایک سال خاص دعا کے واسطے آپ کی نذر کریں گے۔ رسالدار صاحب مبلغ پانچ سو روپیہ نذرانہ ہے اور شکرانہ اس کے علاوہ ہے۔ بعد میں مرزا صاحب نے دل میں خوش ہو کر فرمایا کہ رقم میری اور آپ کی دونوں کی حیثیت سے تھوڑی ہے۔ مگر خیر۔

رسالدار صاحب نے خدمتگار کو آواز دی اور پانصد روپیہ کی تھیلی مرزا صاحب کے آگے رکھ دی۔

ایک دوسرے اجنبی آدمی نے پیش ہو کر بعد سلام علیکم گزارش کی کہ میں ریاست مالیر کوٹلہ کا اہلکار ہوں۔ نواب ابراہیم علی خان صاحب بہادر کے متعلقین کا بھیجا ہوا خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ جناب کو معلوم ہوگا کہ نواب صاحب مرض دماغ میں بیمار ہیں۔ آپ کی تصانیف اور اشتہار میں جو دعاوی درج ہیں دیکھے گئے تو نواب صاحب کی صحت کی دعا کے واسطے خواستگار ہیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھ کو اس قدر فرصت کہاں کہ میں کسی کے واسطے دعا میں اپنے عزیز وقت کو ضائع کروں۔ میری دعا عام آدمیوں کی دعا نہیں۔ اس اجنبی آدمی نے پانچ سو روپیہ کی تھیلی پیش کر کے کہا کہ یہ آپکی نذر ہے۔ مرزا صاحب خوش ہو کر اچھا دعا کرونگا۔ یعنی وقت ضائع کرونگا۔ کیونکہ نہ سردار صاحب کے ہاں فرزند مرزا صاحب کی دعا سے پیدا ہوا۔ اور نہ نواب صاحب کو صحت ہوئی۔ اور مرزا صاحب کی دعائیں ع ”**مغز ماخوردو حلق خود بدرید**“ کی مصداق ہوئی۔ مگر مرزا صاحب کو رقمیں معقول وصول ہو گئیں۔ مردہ خواہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں جائے ملا کو حلوے مانڈے سے کام۔ (دیکھو چودھویں صدی کا مسیح، ص ۷۰ تک)

مرزا صاحب کا سفر

ایک روز مرزا صاحب نے اپنے مصاحب کو فرمایا: ہمارا ارادہ ہے کہ ایک سفر کیا جائے۔ ہم کو الہام کے ذریعے سے خبر دی گئی ہے کہ سفر لودھیانہ اور ہوشیار پور اور پٹیالہ وغیرہ کا مبارک ہوگا۔ مصاحب نے جواب دیا کہ حضور ہمارا تو ایمان ہے کہ آپکا کوئی قول اور فعل بغیر الہام کے نہیں ہوتا۔ نہایت مصلحت ہے۔ اسی دن سے اس جگہ کا انتظام شروع

ہوا۔اور سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔کچھ دنوں میں انتظام اور بندوبست سے فارغ ہوکر سفر کا بندوبست ہوا۔اور شہر وامصار کی سیاحت کے بعد مرزا صاحب کا ورود علیگڑھ میں ہوا۔ رؤسا شہر خاص وعام کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہوا۔لوگ جوق جوق آتے ہیں۔اور مرزا صاحب سے مستفید ہوتے ہیں۔ایک صاحب متشرع وضع عالمانہ قطع جوان صالح سلام علیک نہایت ذوق وشوق کے لہجہ میں کہہ کر داخل ہوئے۔مرزا صاحب نے وعلیکم السلام مصافحہ کر کے مزاج شریف فرما کر پوچھا جناب کا اسم شریف کیا ہے۔نووارد نے فرمایا کہ میرا نام محمد اسماعیل ہے۔میں اسی جگہ رہتا ہوں۔آپ کی تالیفات دیکھ کر مدت سے ملازمت سامی کا مشتاق تھا۔الحمدللہ! کہ تمنائے دل حاصل ہوئی۔آپ کی رونق افزائی اس دیار میں نعمت غیر مترقبہ ہے۔یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کچھ آپ کے ارشادات سے مستفید ہوں۔آپ کسی عام جلسہ میں کچھ مطالب توحید کچھ اسرار رسالت بیان فرمائیں۔مرزا صاحب نے قبول فرما کر فرمایا کہ بسروچشم میرا کام ہی کیا ہے۔میرا فرض منصبی یہی ہے کیونکہ اس عاجز نے اپنے مال وجان کو اس راہ میں وقف کیا ہوا ہے۔پس مولوی صاحب اقرار لیکر مرزا صاحب سے رخصت ہوئے اور اپنے مسکن پر واپس آئے اور جوق جوق وگروہ گروہ مردمان مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مولوی صاحب کے پاس جاتے تھے اور بیان کرتے تھے۔

۱......مرزا صاحب ہر ایک مذہب وملت کے انسان سے اسکی تمنا اور مرضی کے موافق گفتگو کرتے ہیں۔

۲......اہل بدعت سے اسکی منشا ومرضی کے موافق باتیں کرتے ہیں۔اہل سنت سے اسکی طبیعت اور خواہش کے موافق گفتگو کرتے اور اسکو خوش کرتے ہیں۔طرفہ معجون مرکب ہیں۔

نوٹ: بے شک مرزا صاحب میں مداہنت کا عیب تھا کہ ہر ایک کو گول مول بات کہہ کر اسکی ہاں میں ہاں ملا کر اسکو خوش کر دیتے اور خود کسی اصول کے پابند نہ تھے۔ اسکے علاوہ جو بات کرتے بین بین ہوتی۔ نہ آر کی نہ پار کی۔ مثلاً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معراج کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ سیر معراج ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جسکو بیداری کہنا چاہیے۔ اور اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھی۔

۲...... باب نبوت مسدود ہے مگر ایک کھڑکی کھلی ہے۔ کیا کوئی عقلمند تسلیم کر سکتا ہے کہ باب نبوت بند بھی ہو اور کھلا بھی ہو۔ کسی مکان کو کیسا مضبوط تالوں سے مقفل کیا جائے اور تمام دروازے بدن کئے جائیں مگر جب ایک کھڑکی کھلی رکھی جائے تو تمام مکان محفوظ نہ رہے گا۔ کھڑکی سے آمدورفت ہوگی تو پھر وہ مکان بند نہیں کہلا سکتا۔ اس قسم کی مخنث گفتگو سے ساکنان علیگڑھ تاڑ گئے کہ مرزا صاحب دورخی بات کرتے ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ان اعتراضات کا جواب کسی کو بلطائف حیل دیا۔ اور کسی کو کہا صوفیوں کا یہی مشرب ہوتا ہے۔

؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام　　با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

شہر کے گلی کوچہ میں کیا گھر گھر مشہور اور زبان زدِ خاص و عام ہو گئے کہ مرزا صاحب جلسہ عام میں وعظ فرمائیں گے۔ غول کے غول غٹ کے غٹ مردمان مولوی صاحب کی مسجد کی طرف جاتے ہیں۔ ایک مجمع کثیر اور جم غفیر مسجد میں اکٹھا ہے کہ مرزا صاحب کا عنایت نامہ بدیں مضمون آیا کہ ’’مجھے آج صبح کی نماز میں خدا نے منع کیا ہے کہ میں کچھ بیان نہ کروں۔ مجھ کو اشارہ منع کا ہوا ہے‘‘۔ مولوی صاحب اور تمام مشتاقان قال اللہ و قال الرسول کو صدمہ ہوا۔

نوٹ: مرزا صاحب کی عادت تھی کہ اپنے استغراقی خیالات اور دور اندیشی کے خطرات کو

الہام تصور کر کے ہمیشہ بہانہ کر کے کسی وعدہ کو توڑتے تو جھٹ خدا کا نام لیکر کہد یتے کہ مجھ کو خدا نے منع کیا ہے۔ بہت سے واقعات میں سے ایک لاہور کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ مرزا صاحب نے خود علمائے اسلام اور تمام مشائخ اسلام کو مناظرہ کے واسطے لاہور میں بلایا اور بڑا پختہ وعدہ اور پختہ اقرار کیا کہ میں خود لاہور آ جاؤں گا۔ اور حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب (سلمہ اللہ) سجادہ نشین گولڑہ (شریف) بھی لاہور تشریف لائیں۔ میں جلسہ عام میں قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھوں گا اور پیر صاحب بھی لکھیں گے۔ مرزا صاحب کا قیاس تھا کہ پیر صاحب لاہور نہ آئیں گے اور میں مفت کا میدان مارلوں گا۔ مگر شان الٰہی کہ حضرت پیر صاحب (سلمہ اللہ) تاریخ مقررہ پر لاہور تشریف لے آئے۔ مرزا صاحب کے مریدوں کو کہا گیا کہ مرزا صاحب کو بلاؤ۔ مرزا صاحب کے مریدوں نے بعد انتظار کے جب مرزا صاحب وعدہ خلافی کر کے نہ آئے تو تار دیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب لاہور آ گئے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں' آپ ضرور تشریف لائیں۔ تو مرزا صاحب نے ایسا ہی الہام تراشا اور بہانہ کر کے آنے سے انکار کر دیا۔ اور اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کی اور بالکل خدا پر افترا کیا کہ خدا مجھ کو کہتا ہے لاہور نہ جانا کیونکہ تمہاری جان کا خطرہ ہے۔ (مؤلف) ایسا الہام خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا کیونکہ وعظ و نصیحت و تبلیغ سے روکنا شیطان کا کام ہے۔

اس سفر میں مرزا صاحب کی ذلت ہوئی اور علیگڑھ کی پبلک میں بدنام ہوئے اور پہلا الہام جو ہوا تھا کہ یہ سفر مبارک ہوگا' غلط ہوا۔

ا...... مولوی محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ الہام ملہم کی ذات کے واسطے حجت اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ خود اسکا مطلب سمجھ سکے اور غیر کا محتاج نہ ہو۔

(باقی آئندہ)

توبہ نامہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ جناب سیکریٹری صاحب پیر بخش جی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بندہ عرصہ ۱۳ سال سے منڈی سلانوالی ضلع شاہ پور سرگودہا رہتا ہے۔ عرصہ تقریباً ۵-۶ سال ہوتے ہیں کہ سیکریٹری منظور احمد مرزائی منڈی سلانوالی کے اثر سے مرزائی ہوگیا ہوا تھا۔ اس فرقہ کی اصلیت غور کرنے سے پایۂ ثبوت کو پہنچا کہ سراسر مغالطہ میں پڑا ہوا ہوں۔ اس لئے اب سچے دل سے توبہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے رسالہ تائید اسلام میں مشتہر فرمادیں۔ اور دعا فرمائیں کہ بندہ کو پاک پروردگار اہل سنت والجماعت کے طریقے پر تازیست قائم رکھے۔ جھوٹے فرقوں سے نجات بخشے۔ زیادہ سلام۔ ۲۹ جون ۱۹۲۶ء۔

بقلم خود: الٰہ بخش درزی ولد کرم الٰہی سکنہ منڈی سلانوالی

گواہ: مقبول شاہ مددمحرر تھانہ سلانوالی

ایک غلط جواب اور قادیانی فلاسفی

مدت سے مرزا صاحب پر اعتراض ہو رہا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے واسطے بدترین جھوٹ لکھا ہے کہ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ کے اصح الکتب ہے، اس میں لکھا ہے کہ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی۔ جب مرزائیوں سے مطالبہ ہوا تو اناپ شناپ جواب اپنی عادت اور قادیانی سنت کے مطابق ''سوال دیگر جواب دیگر'' کے مصداق بنتے

رہے کہ مرزا صاحب نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں' بھول کر لکھ دیا گیا ہے اور یہ کاتب کی غلطی ہے' مرزا صاحب کی غلطی نہیں۔ اس پر مسلمانوں نے لکھا کہ اس جواب سے تو مرزا صاحب عظیم الشان کاذب ثابت ہوئے کہ ایک طرف لکھتے ہیں کہ بخاری میں ہے اور دوسری طرف لکھتے ہیں بخاری میں نہیں۔ یہ تعارض انکا کذب ثابت کرتا ہے۔ مگر مضحکہ خیز جواب مندرجہ ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۲۶ء ہے جو کہ عقلاً ونقلاً باطل ہے۔

فاضل مجیب صاحب لکھتے ہیں کہ ''سبقت قلم ہے''۔

یہ ایسا ہی جواب ہے کہ کوئی خبیث النفس کسی کو قتل کر دے اور کہدے کہ یہ سبقتِ صمصام ہے۔ اگر اس عذر سے قاتل قتل کے جرم سے بری ہو سکتا ہے تو مرزا صاحب بھی دروغ کے جرم سے بری ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قلم صرف ایک آلۂ تحریر ہے بغیر حرکت دینے اور ارادہ کاتب کے کچھ نہیں لکھ سکتی۔ یہ آج دنیا کو معلوم ہوا کہ قلم خود بخود بغیر قصد وارادہ کاتب کے لکھ سکتی ہے۔

فاضل مجیب صاحب جواب دیں کہ قلم بھی ذی روح ہے اور خود بخود بغیر لکھنے والے کے لکھ سکتی ہے؟۔ اور یہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' نہیں؟ کہ حضرت خلاصۂ موجودات خاتم النبیین ﷺ کا نماز میں سہو فرمانا اور ایک دجال مدعی نبوت کا ذبہ کا اپنے جھوٹے دعوے کے نبوت میں جھوٹ بولکر مسلمانوں کو دھوکا دینا جو کہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکر برابر ہو سکتا ہے؟۔

محمد پیر بخش، بقلم خود

نمبر(۹) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء

حالات مرزا غلام احمد قادیانی

مدعی نبوت کاذبہ لایعنی

(گذشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایسی باتیں اور اعتراضات مسلمان کہلانے والے کر کے دولت ایمان سے محروم ہورہے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے لکھنے کے مطابق ایک کشف کہتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے وقت اس محال عقلی کی بناء پر بیس ۲۰ ہزار مسلمان مرتد ہوگئے تھے۔ مگر آں حضرت ﷺ نے اپنے معراج شریف کو کشف نہ تسلیم کیا۔ اگر حقیقت میں معراج ایک خواب ہی تھا تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ چونکہ خواب کا معاملہ کم وبیش ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ کفار کا اعتراض

صرف جسمانی معراج پر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب کافر نے پوچھا کہ کبھی انسان آسمان پر جا سکتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس کافر نے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ میں آسمان پر شب معراج گیا اور واپس آیا۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ ہے۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ خیال مسلمان تھے اور پکے ایماندار تھے۔ یہ نہیں کہ منہ سے تو متابعت تامہ کا دعویٰ کریں اور عمل میں مخالفت رسول اللہ ﷺ کریں۔

افسوس! مرزائی دعویٰ تو مسلمان ہونے کا کرتے ہیں مگر دین سارا الٹ دیا۔ پس یہ مجدد تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انہوں نے عربی اسلام کی تو تجدید نہیں کی بلکہ انگریزی اسلام کی تجدید کی جو تعلیم یافتہ گروہ کا ہے۔ جسکو۔۔۔ کہتے ہیں۔ لاہوری جماعت تو بالکل سرسید احمد کی پیروی کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے برائے نام مرید ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہوری نے تو مرزا صاحب کے بھی برخلاف تفسیر قرآن کی ہے۔ جیسا کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔ نمرود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا سرد ہونا۔ جو قرآن میں ہے انکار کیا۔ حالانکہ مرزا صاحب مانتے ہیں۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۵۰)

یہ مرزا صاحب کی اصولی غلطی ہے کہ وہ خوابوں اور خیالوں کو وحی الٰہی یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود ہی دوسری طرف لکھتے ہیں کہ سچی خوابیں بدکاروں اور حرام خوروں کو بھی آتی ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے: ''میرا ذاتی تجربہ ہے بعض عورتیں جو قوم کی۔۔۔ بھنگن تھیں۔ جنکا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر' جن کا دن

رات زنا کاری کام تھا انکو دیکھا گیا کہ خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو دیکھا کہ بحالت شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں، بعض خوابیں انکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں"......(الخ)۔

(دیکھو حقیقۃ الوحی، ص ۳، مصنفہ مرزا صاحب)

باوجود اس تجربہ کے پھر مرزا صاحب اپنے خوابوں الہاموں کو قابل عمل جان کر پیروری کرتے ہیں۔ مسلمان کے ہاتھ قرآن شریف ہے جو کہ نیک بد، راہ بتاتا ہے۔ کسی شاعر نے فرمایا ہے

فرستادی بما روشن کتابے بامر و نہی فرمودہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف روشن اور پاک کتاب بھیجی اور جس میں نیکی کا حکم دیا اور برائیوں سے منع فرمایا۔ مگر مرزا صاحب مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور پھر قرآن کے برخلاف اپنا خواب والہام حجت شرعی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ اس پر تمام امت سے الگ ہوتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ خواب والہام شیطان کی طرف سے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "بعض ایسے بھی ہیں کہ جن پر خوابیں اور الہام انکے جوان کے نزدیک سچے ہوگئے ہیں۔ انکی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں"......(الخ)۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۲)

مرزا صاحب کی حالت اس عیار کی سی ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرتا ہے، مگر خود ایسا ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں انہیں لوگوں کے حق میں فرمایا ہے: {أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ} کہ دوسروں کو تو نصیحت کرتے ہو اور اپنی جانوں کو بھلا دیتے ہو۔ مرزا صاحب دوسروں کو تو فرماتے ہیں کہ خوابوں اور خیالوں پر مت

اعتبار کرو، مگر خود خواب دیکھا کہ میرے سر کا پیدا ہوگا اور فطرت انسانی کے مطابق اسکی تعریفیں بھی۔ جو اپنے ہی خیالی پلاؤ تھے۔ انکو وحی الہٰی یقین کر کے اشتہارات شائع کر دینے کس قدر جہل مرکب وعیاری کا ثبوت ہے۔ کیونکہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر دوسرا حمل ہوا تو خدا کی شان لڑکا پیدا ہوا۔ تو اشتہار دیا جس کی نقل یہ ہے:

خوشخبری

”اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں وہ لڑکا جسکے تولد کیلئے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اسکے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶ ذیقعد ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد وہ موعود لڑکا پیدا ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک“۔

خاکسار غلام احمد ۷ اگست ۱۸۸۷ء۔

افسوس! وعدہ تو کر بیٹھتے مگر جب بعد میں نتیجہ انکے برعکس ہوتا تو ایسی ایسی نامعقول باتیں لکھتے ہیں جن کے پڑھنے سے خدا پر الزام آتا ہے۔ بقول شخصے ”ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمکو بھی لے ڈوبیں گے“ کے مصداق ٹھہرے۔ اس اشتہار سے صاف صاف ظاہر اور یقین ہوتا ہے کہ یہ مولود وہ ہی لڑکا ہے جسکی پیشگوئی کی تھی کیونکہ مرزا صاحب کے یہ فقرات موجود ہیں۔ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اسکے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اور ایسا ہوا بھی کہ لڑکی پیدا ہونے کے بعد اور رسوائی اور ذلت اٹھانے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اور قریب کا حمل بھی تھا۔ پس شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ قریب کے حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا مسعود نہ ہوا۔ مگر تقدیر رب میں مرزا کا جھوٹا کرنا منظور تھا، وہ لڑکا فوت

ہوگیا جسکی نسبت جناب مرزا صاحب نے الہامی عبارت میں لکھا اور مشتہر کیا تھا کہ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و آخر' مظہر الحق والعلام ''کان اللّٰہ ینزل من السماء'' گویا خود خدا آسمان سے اتر آیا۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ص ۱۱' تاریخ مرزا)

افسوس! کہ مرزائیوں کا خدا مرزا غلام احمد کا بیٹا جن کو الہام ہوا تھا کہ انت منی و انا منک۔ کہ اے مرزا تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔ وہ لڑکا فوت ہوگیا۔ اور مرزا صاحب پر مصیبتوں کا دروازہ کھولا گیا۔ تمام تاویلیں اور پیشگوئیاں سراسر خالی ثابت ہوئیں۔ اور انسانی بناوٹ مانی گئیں۔ بھلا قرآن شریف کے برخلاف جو شخص غیب دانی کا دعویٰ کرے وہ ضرور خوار ہوتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ تاویلات باطلہ سے سادہ لوحوں کو دام تزویر میں پھانس لے۔ مرزا صاحب ہزار جھوٹے ہوں مگر بات بنا لینے میں رستم ہند تھے۔ اور شرم حیا کے قلعے کو مسمار کر چکے تھے۔ جھٹ کہہ دیا کہ میں نے کب کہا تھا کہ موعود سر کا بھی ہے۔ اب ایسے راستباز کو کون کہے کہ حضرت اپنا اشتہار دیکھو جس میں صاف لکھا ہے کہ آج ۲۱ ذیقعد ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد وہ موعود مسعود پیدا ہوگیا۔ مگر جھوٹے کی زبان کوئی نہیں روک سکتا۔ اصل یہ ہے کہ جھوٹ کبھی سچ نہیں ہوسکتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ علم غیب خدا کا خاصہ ہے۔ کوئی غیب کی خبر نہیں جانتا۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوتا ہے {قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ط} یعنی اے محمد ﷺ جو آسمانوں اور زمین میں ہے کوئی غیب نہیں جانتا' مگر اللہ۔ (سورۂ نمل' رکوع ۵)۔ {عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ} یعنی غیب کی بات جاننے والا صرف اللہ ہی ہے اور وہ غیب سے کسی کو مطلع نہیں کرتا

مگر خاص کر جس رسول کو جسکو پسند کرے۔ (سورۂ جن)۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف کے برخلاف غیب داں ہونے کا دعویٰ کر کے اشتہارات شائع کر دیئے کہ میرے گھر لڑکا ہوگا اور اپنی خواہش نفسانی کے مطابق لڑکی کی صفات کو ایسی مبالغہ آمیز الفاظ میں پل باندہ دیئے کہ کفر تک نوبت پہنچ گئی۔ جیسا کہ ''کان اللّٰہ نزل من السماء'' گویا خدا زمین پر اتر آیا۔ مگر بعد وضع حمل خدا نے بجائے لڑکے کے لڑکی عنایت فرمائی۔ اور مرزا صاحب مفتری علی اللہ ثابت ہو گئے۔ مگر پھر لڑکا پیدا ہوا۔ پھر دوبارہ رسوا ہوئے۔ کیونکہ وہ لڑکا ایک سال چار ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔ مگر مرزا صاحب کب خاموش رہنے والے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے

؎

حیف باشد کہ زبان مرزا در کام　　و ذو الفقار علی در نیام

پھر تاویلات باطلہ کے اشتہارات شائع کر دیئے۔ مگر نتیجہ اس دروغ بافی کا یہ ہوا کہ بہت لوگ مرزا سے نفور ہو گئے۔ تب مرزا صاحب کی وہ عزت وتوقیر ہوئی۔ ادھر مرزا صاحب نے کہا ہم کو بیعت لینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ پھر بیعت لینی شروع کر دی تا کہ مرید ہو کر مرزا صاحب سے بد اعتقاد نہ ہوں۔ اور اپنے فہم کا قصور مان کر مرزا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ ''سیرت مہدی'' میں لکھا ہے ''اسکے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شد ومد سے انتظار نہیں ہوا جو اس سے قبل تھا۔ اسکے بعد یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضور نے خدا کے حکم کے مطابق۔۔۔۔ اس کے قریباً دس ماہ پہلے ہو چکا تھا سلسلہ بیعت کا اعلان فرمایا اور سب سے پہلے شروع ۱۸۸۹ء میں لودھانہ میں بیعت لی۔ مگر اس وقت تک بھی مسلمانوں کا عام طور حضرت مسیح موعود کی ذات کے متعلق خیال عموماً بہت اچھا تھا۔ اور اکثر آپ کو بے نظیر خادم اسلام سمجھتے تھے۔ صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ لوگوں میں جو پسر موعود کی پیشگوئی ایک عام رجوع

ہوا تھا کہ جوان کا جوش لگا تار مایوسیوں نے مدہم کر دیا تھا۔ اور عامۃ الناس پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ہاں کہیں کہیں عملاً مخالفت کی لہر بھی پیدا ہونے لگی تھی۔ اس کے بعد آخر ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پا کر رسالہ ''فتح اسلام تصنیف'' فرمایا۔ جو ابتداء ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس پر ملک میں ایک زلزلہ عظیم آیا ۱۸۹۱ء سے پہلے سب زلزلوں سے برا تھا۔ بلکہ ایک لحاظ سے پچھلے اور پہلے سب زلزلوں سے برا تھا۔ ملک کے ایک کونہ سے لیکر دوسرے کونے تک جوش و مخالفت کا ایک خطرناک طوفان برپا ہوا۔ اور علماء کی طرف سے حضرت صاحب پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور آپ کو واجب القتل قرار دیا گیا۔ اور چاروں طرف گویا آگ لگ گئی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی جو اب تک بچا ہوا تھا اسی زلزلہ کا شکار ہوا۔ اور یہ سب سے پہلا شخص تھا جو کفر کا اشتہار لیکر ملک میں اِدھر اُدھر بھاگا۔ بعض بیعت کنندہ بھی متزلزل ہوگئے''۔ (دیکھو سیرت مہدی' ص ۸۹' مصنفہ میاں بشیر احمد صاحب خلف مرزا صاحب)

ناظرین! اب نہایت صفائی سے ثابت ہوگیا اور بغیر تردید احد روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب نے اپنے کافر ہونے کے سامان خود پیدا کر دیئے۔ اور علماء اسلام کو مرزا صاحب کی تکفیر میں مجبور کیا۔ ادھر مرزا صاحب نے علماء کا مقابلہ کر کے سب کی تکفیر کی اور علماء کرام کو جو مرزا صاحب کے محسن تھے' انکی مخالفت میں تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو جنہوں نے مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ مانا سب کی تکفیر کی اور دلیل یہ پیش کی کہ کسی مسلمان کی تکفیر مسلمان کو کافر بنا دیتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں نے مجھ کو کافر کہا ہے اس واسطے وہ خود کافر ہوگئے۔ اور دہلی میں جا کر اشتہار دیا کہ میں مسلمان ہوں اور از روئے کذب و افتراء شائع کیا۔ جسکی نقل

ذیل میں بمعہ جوابات درج کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں پر مرزا صاحب کا سچ جھوٹ ظاہر ہو جائے۔

تقریر واجب الاعلان ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۰ء

دوسرے الزامات جو مجھ پر یعنی مرزا غلام احمد پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری ہے اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ اور میری کتاب ''توضیح المرام'' اور ''ازالہ اوہام'' سے جو ایسے اعتراضات نکالے گئے ہیں یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے۔ اب میں ذیل میں مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا یعنی جامع مسجد دہلی میں کرتا ہوں کہ ''میں جناب خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتہ فہم نے سمجھ لیا ہے اور ان اوہام کے ازالہ کے لئے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شائع کردوں گا۔ غرض میری نسبت جو بجز میرے دعوے وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشی کئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں'' ......(الخ)۔

اب ہر فقرہ کا نمبر وار جواب دیا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ علماء اسلام نے جو مرزا صاحب کو دجال اور کافر لکھا ہے' حق پر ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے رفیق' جنہوں نے مرزا صاحب کی دوکان چلائی اور امداد کرتے رہے اور کئی ایک پیشگوئیاں

جھوٹی ہونے پر بھی ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ مرزا صاحب کی کتاب ''فتح اسلام''، ''توضیح مرام''، و ''ازالہ اوہام'' دیکھ کر مخالف ہو گئے اور مرزا صاحب کی تکفیر پر کمر باندھی، حق پر تھے۔

اول: مسئلہ ختم نبوت کا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

یہ بالکل غلط ہے اور سخت دجل ہے۔ ایک طرف تو ختم نبوت کے قائل ہیں اور دوسرے طرف نبوت و رسالت اور محمد ﷺ سے افضل ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ بلکہ نہایت گستاخی سے حضور ﷺ کو معزول کرتے ہیں۔

الہام اول مرزا صاحب: جو انکو بغیر کسی استثناء کے رسول بنایا۔ خود لکھتے ہیں: ''قل یاایھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا''۔ یعنی اے مرزا لوگوں کو کہدے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ (اخبار الاخبار، ص ۳، مصنفہ مرزا صاحب)

دوسرا الہام: ''انا ارسلناہ الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلناہ الی فرعون رسولا''۔ خدا نے فرمایا اے لوگوں ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۱۰۱)

تیسرا الہام: ''یسین انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم'' یعنی اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔ (حقیقۃ الوحی، ۱۰۷)

چوتھا الہام: ''قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد'' کہو اے کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں۔ میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۸۲)

پانچواں الہام: "وما ارسلناک الا رحمة للعالمین" ہم نے تجھے دنیا میں رحمت کرنے کے واسطے بھیجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی' ص ۸۲)

چھٹا الہام: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور اپنے سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو یعنی قادیانی دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

(حقیقۃ الوحی' ص ۷۱)

ناظرین! یہ تو عربی الہام ہے اب ہم مرزا صاحب کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں جن میں وہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اول قول مرزا صاحب: میں خدا کے فضل سے نبی ورسول ہوں۔

(اخبار بدر' مارچ ۱۹۰۸ء)

دوم قول مرزا صاحب: اب خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔

(اربعین نمبر ۴' ص ۱۶' مصنفہ مرزا صاحب)

جب مدار نجات اب مرزا صاحب کی وحی اور بیعت پر ہے تو (نعوذ باللہ) قرآن منسوخ اور محمد ﷺ معزول اور مرزا خاتم النبیین۔ لاحول ولا قوۃ۔

سوم قول مرزا صاحب: جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین نمبر ۴)۔ یہاں مرزا صاحب کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔

چہارم قول مرزا صاحب: الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا ہے کہ یہ خدا کا

فرستادہ خدا کا مامور۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اسکا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم، ص ۶۲)

پنجم قول مرزا صاحب: خدا وہی ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز غلام احمد کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

(اربعین نمبر ۳، ص ۳۶، مصنفہ مرزا صاحب)

ششم قول مرزا صاحب: سچا خدا وہی ہے کہ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء، ص ۱۱۴)

ہفتم قول مرزا صاحب: جب کہ مجھ کو اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ (اربعین نمبر ۴، ص ۹۸)

ہشتم قول مرزا صاحب: میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۲۱۱)

یہ ہیں الہام اور اقوال جو مرزا صاحب کو صاحب کتاب شریعت بناتے ہیں۔ غور کرو کہ کس قدر خطرناک یہ دجل ہے کہ باوجود اس قدر الہامات اور اقوال کی موجودگی کے پھر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے کہ میں ختم نبوت کا قائل ہوں۔ ایسے لوگوں کی بابت رسول اللہ ﷺ نے دجال کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث ہم نے لکھ دی ہے۔ یہ تو کوئی مسلمان نہیں مان سکتا ہے کہ مرزا نے بسبب جہالت کے لکھا ہے کہ میں ختم نبوت کو جو نہ مانے کافر اور اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ بلکہ بھاری دھوکہ دیتا ہے۔ ایک طرف دعویٰ رسالت و نبوت کا کرتا ہے اور دوسری طرف سے ختم نبوت کے منکر کو کافر کہتا ہے۔ اس متضاد اور متعارض الہامات اور

اقوال سے جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور دو نبی بھی پیدا ہوگئے۔ ایک مولوی عبداللطیف ساکن گناچوڑ اور ایک موضع معراجکے ضلع سیالکوٹ میں میاں نبی بخش۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا خود نبی ورسول تھا۔ اور ختم نبوت کا بھی قائل تھا۔ کیونکہ مدعی نبوت کے لازمی امر ہے کہ وہ پہلے ختم نبوت کا منکر ہو اور بعد میں دعویٰ رسالت ونبوت کرے۔ پس مرزا چونکہ مدعی نبوت ورسالت ہے اسلئے ختم نبوت کا منکر ہے۔ اور بقول اپنے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور مفتیان اسلام حق پر ہیں جو اسکی اور اسکے مریدوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

دوم: مرزا لیلۃ القدر کا بھی منکر ہے۔ چنانچہ ’’ازالہ اوہام‘‘ میں لکھتا ہے کہ ’’لیلۃ القدر سے تاریکی کا زمانہ مراد ہے‘‘۔

جواب: یہ بھی قرآن شریف کے برخلاف ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: {لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ} یعنی لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بہتر ہے۔

سوم: یہ ہے کہ میں معراج کو بھی مانتا ہوں۔

جواب: بالکل جھوٹ ہے۔ ’’ازالہ اوہام‘‘ کے حاشیہ پر لکھا کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ یعنی جسمانی معراج نہ ہوا تھا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ خدا تعالیٰ ایک انسان کو بمعہ جسم آسمان پر نہیں لے جا سکتا۔ مگر دوسری جگہ لکھتا ہے: ’’جو کچھ ہمارے رسول ﷺ لائے اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اگرچہ ہم اسکی حقیقت کو نہ بھی جانتے ہوں۔‘‘

(آیت کمالات اسلام ترجمہ التبلیغ ۱۸۹۳ء)

ناظرین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر جو اعتراضات کئے، یہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے یا مخالفت؟ یہ ایسا اجماعی عقیدہ تھا کہ خود ’’براہین احمدیہ‘‘ میں لکھ چکے تھے۔

یہ ایک ایسی دلیل تھی جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا اور پھر اصالتاً نزول ثابت ہے۔ اور یہ تحریر مرزا صاحب کے واسطے ہمیشہ برہان قاطع کا کام دیتی رہے گی۔ جتنی مدت وہ جیتے رہے بہت اناپ شناپ جواب دیتے رہے اور انکے بعد انکے مرید دیتے ہیں۔ مگر کوئی صحیح جواب نہیں بن پڑتا۔ ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله“۔ ترجمہ مرزا صاحب: یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائیگا۔

(براہین احمدیہ جلد ۴، ص ۴۹۸، مصنفہ مرزا صاحب)

مگر تعجب ہے کہ جب انکو اپنا مسیح ہونے کا خیال ہوا تو بقول ”بلی کو چھیچھڑوں کے خواب“ آپ کو الہام ہوا کہ مسیح رسول اللہ فوت ہو گیا ہے۔ اور وعدہ کے موافق اسکے رنگ میں ہو کر تو آیا ہے۔ تو آپ کا فرض تھا کہ اس شیطانی الہام کو جو آسمانی کتابوں اور احادیث نبوی اور تعامل صحابہ کرام و اولیائے عظام اور اجماع امت کو دیکھتے جس پر آپ کے بھی بزرگ خاندان تھے۔ بلکہ خود بھی تحریر کر چکے تھے تو رد کرتے۔ مگر مرزا صاحب بجائے شیطانی الہام کے رد کرنے کے اس پر ایمان لائے اور تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے الگ مسلک اختیار کیا۔ اور وفات مسیح خود معتقد ہوئے اور مریدوں کو بنایا۔ بلکہ اس قدر دلیری کی کہ جو وفات مسیح کا قائل نہ ہو اور مرزا صاحب جھوٹے مسیح موعود کی بیعت نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس واسطے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے ”کھانے کے دانت اور تھے اور دکھانے کے اور تھے“۔

یہ جو اشتہار میں لکھا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں جیسے عقائد رکھتا ہوں' بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول انہوں نے قرآن شریف کی مخالفت کی اور مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا۔ حالانکہ قرآن شریف فرما رہا ہے {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل کئے گئے اور نہ صلیب دیئے گئے۔ لیکن شبہ بنائی گئی انکے لئے یعنی یہود واسطے۔ اور یہ جو جواب دیا جاتا ہے کہ جان نہ نکلی تھی بالکل غلط اور لغو ہے' بوجوہات ذیل:

اول: جان کا نہ نکلنا یہود پر حجت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جان نہ نکلی تھی تو زندہ رہا۔ مگر جب صوبیدار نے اور پلاطوس نے امتحان کر کے اور ایک سپاہی نے پسلی چیر کر بھالے یعنی نیزہ سے دیکھ لیا۔ اور سب دیکھنے والوں نے یقین کر لیا کہ مسیح مر چکا ہے۔ اسی واسطے اسکی ٹانگیں نہ توریں اور دفن کر دیا۔ تو اب ۱۹ سو برس کے بعد اپنے مسیح موعود ہونے کے واسطے یہ کہنا کہ جان نہ نکلی تھی' غلط اور مغالطہ ہے۔ چاروں انجیلوں میں لکھا ہے کہ جو مصلوب ہوا تھا اسکی جان نکل گئی تھی۔

دوم: مرزا صاحب نے خود ''توضیح مرام'' میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے خود فیصلہ نزول کا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جیسا ایلیاہ کا دوبارہ آنا' یحییٰ یعنی زکریا کے بیٹے کا تھا۔ جیسا کہ انجیل میں ہے۔ ایسا ہی مسیح کا آنا ہوگا۔ مگر اسی انجیل کی بابت خود ''ضرورۃ الامام'' کے ص ۱۴ پر لکھ چکے ہیں: ''کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں۔ اور نہ انکی تصدیق شدہ ہیں۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوئی'' ......(الخ)۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک کتاب کا جو حصہ مرزا صاحب کے مطلب کا ہو' صحیح ہو۔ اور جو حصہ انکے مفید مطلب نہ ہو وہ غیر معتبر و محرف و مبدل اور غلط ہو۔ بروزی نزول کے واسطے انجیل معتبر اور قابل پیروی اور اصالتاً نزول کے واسطے وہی انجیل غیر معتبر۔ مرزا صاحب کا حافظہ عجیب

قسم کا تھا کہ حافظہ نباشد کا مضمون صادق آتا ہے۔ ''انجیل برنباس'' کی نسبت آپ نے لکھا ہے: ''پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں چاروں انجیلوں میں شامل کر کے عزت کے ساتھ رکھی جاتی تھی'' ......(الخ)۔

(مفصل دیکھو سرمہ چشم آریہ کا حاشیہ مندرجہ ص ۱۸۴ جو کہ طوالت کے باعث قلم انداز کیا گیا ہے۔)

اب مطلب صاف ہے کہ انجیل برنباس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جانا اور واپس آنا جو انجیل برنباس میں لکھا ہے وہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ انجیل برنباس میں جو لکھا ہے اور قرآن مجید نے اسکی تصدیق کی ہے۔ اور مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس انجیل کے مطابق تفسیر کی ہے۔ اور صحابہ کرام اولیاء عظام کا ۱۳ سو برس سے اجماع چلا آتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اسکو مانے کیونکہ اسکا ایمان ہے کہ میں اللہ پر اور ملائکہ پر اور آسمانی کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت وغیرہ امور پر ایمان رکھتا ہوں۔ پس آسمانی کتاب انجیل میں ایک امر پہلے بیان ہوا ہے۔ اور پھر قرآن شریف نے اسکی تصدیق کی ہے۔ اور صحابہ کرام نے اسکی تصدیق کی ہے۔ اور اجماع اسی پر چلا آتا ہے۔ مومن کوئی کہلا کر تو ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں ایمان چھوڑ کر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر جو چاہے کرے۔ مرزا صاحب جو آج ہم کو کہتے ہیں کہ نزول سے مراد بروزی نزول ہے، صرف اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ قرآن شریف کی تفسیر بالرائے کرنی کفر ہے۔ پس طریقہ انصاف اور ایمانداری یہ ہے۔ جس طرح ہم نے آسمانی کتاب انجیل کی عبارات نقل کر کے ثابت کیا ہے۔ مرزائی صاحبان بروزی نزول ثابت کریں۔ مختصر آیات انجیل برنباس دوبارہ رفع و نزول یسوع: ''انجیل برنباس، فصل ۱۱۲، آیت ۱۳'': ''پس اے برنباس تو معلوم کر اسی وجہ سے مجھ پر اپنی

حفاظت کرنا لازمی ہے۔ اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس ۳۰ سکوں کے ٹکڑوں کے بالعوض بیچ ڈالے گا''۔ (آیت ۱۴): ''اور اس بنا پر مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھ کو بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائیگا۔ ۱۵ اسلئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھائے گا اور بیوفا کی صورت بدل دے گا یہاں تک اسکو ہر ایک ہی خیال کرے گا کہ میں ہی ہوں''۔ (آیت ۱۶): ''مگر جب مقدس محمد رسول آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبہ کو مجھ سے دور کرے گا''۔ جیسا کہ قرآن میں اس انجیل کی تصدیق موجود ہے {وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًام ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ط} (اور یقیناً وہ قتل نہیں ہوا بلکہ اللہ نے اسکو اپنی طرف اٹھالیا) سے ظاہر ہے۔ کوئی مرزائی اسی طرح انجیل و قرآن سے دکھائے کہ بروزی نزول ہوگا۔ اس انجیل کے فقرات سے تین امور ثابت ہوئے:

پہلا امر: یہ کہ ایک شاگرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑائے گا اس ارادہ سے کہ وہ صلیب دیئے جائیں۔

دوسرا امر: یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جائیں گے اور وہ شاگرد انکے عوض پکڑا جائے گا اور صلیب دیا جائے گا۔

تیسرا امر: یہ کہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور وہ دنیا کے خاتمہ تک زندہ رہیں گے، بعد نزول فوت ہوں گے۔ جیسا کہ جمہور مسلمانان اہل سنت کا مذہب ہے۔

دوسری طرف قرآن شریف نے اسکی تصدیق بھی کردی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط} کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کہ یہود کا زعم یعنی گمان کرتے ہیں۔ عیسیٰ نہ تو قتل کیا گیا اور نہ سولی دیا گیا۔ لیکن اور شخص پر انکی شبہہ ڈالی گئی۔

یعنی جیسا کہ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ بیوفا کی صورت بدل دی جائیگی۔ صلیب کے واقعات مشبہہ کے ساتھ ہوئے اور حضرت مسیح آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہود کی دست درازیوں اور ظلم وستم سے محفوظ کئے گئے۔ {وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ} سے روشن ہے۔ چنانچہ مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے لکھا ہے۔ دیکھو ذیل کی عبارات:

''فتح البیان'' میں ہے: ''عن ابن عباس قال: لما أراد اللّٰہ أن یرفع عیسی علیہ السلام الی السماء خرج الی أصحابه وهم اثنا عشر رجلا من غیر البیت ورأسه یقطر ماء، فقال لهم: أما ان منکم من سیکفر بی اثنتی عشرة مرة بعد أن آمن بی، ثم قال: أیکم سیلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی، فقام شاب من أحدثهم سنا فقال: أنا، فقال عیسی علیہ السلام: اجلس، ثم أعاد علیهم فقال الشاب فقال: أنا، فقال: نعم أنت ذاک، قال: فألقی علیه شبه عیسی، قال: ورفع عیسی علیہ السلام من روزنة کانت فی البیت الی السماء، قال: وجاء الطلب من الیهود فأخذوا الشبیه فقتلوه ثم صلبوه وکفر به بعضهم اثنتی عشرة مرة بعد أن آمن به، فتفرقوا ثلاث فرق، قال: فقال فرقة: کان فینا اللّٰہ ما شاء، ثم صعد الی السماء، وهؤلاء الیعقوبیة۔ وقالت فرقة: کانت فینا ابن اللّٰہ ما شاء ثم رفعه اللّٰہ الیه، وهؤلاء النسطوریة، وقالت فرقة: کان فینا عبداللّٰہ ورسوله ما شاء اللّٰہ ثم رفعه اللّٰہ الیه وهؤلاء المسلمون، فتظاهرت الکافرتان علی المسلمة فقاتلوها فقتلوها، فلم یزل الاسلام طامسا حتی بعث اللّٰہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فأنزل اللّٰہ علیه {فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ م بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ} یعنی الطائفة التی آمنت فی زمن عیسی، {وَکَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ} یعنی الطائفة التی کفرت فی زمن عیسی علیہ السلام {فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا} فی زمان عیسی {عَلٰی عَدُوِّهِمْ} باظهار محمد صلی اللہ علیہ وسلم دینهم علی دین الکفار''۔

ترجمہ: روایت کیا سعید بن منصور ونسائی وابن حاتم وابن مردویہ نے ابن عباس سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ نے کہ اٹھائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف نکلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یاروں کی طرف اور گھر میں بارہ مرد تھے حواریوں میں سے۔ پس نکلے ان پر ایک چشمہ سے جو گھر میں تھا۔ اور سر سے انکے پانی ٹپکتا تھا۔ پس فرمایا کہ تحقیق بعض تم میں سے وہ ہے کہ کفر کرے گا میرے ساتھ بارہ بار بعد اسکے کہ ایمان لایا مجھ پر۔ پھر فرمایا کہ کون ہے تم میں سے کہ ڈالی جائے اس پر شبہہ میری پھر قتل کیا جائے وہ میری جگہ اور ہو میرے ساتھ میرے درجہ میں پس کھڑا ہوا ایک جوان نوعمر میں سے پس فرمایا واسطے اسکے بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا۔ پھر کھڑا ہوا وہی جوان پھر کہا اس نے کہ میں۔ پھر فرمایا تو وہی ہے۔ پس ڈالی گئی اس پر شبہہ عیسیٰ علیہ السلام کی اور اٹھائے گئے عیسیٰ علیہ السلام روشندان سے جو گھر میں تھا۔ آسمان کی طرف اور آئے تلاش کرنے والے یہود کی طرف سے پس پکڑ لیا انہوں نے شبہہ کو۔ اور پس قتل کیا اسکو۔ پس سولی چڑھایا اسکو۔ پس کفر کیا ساتھ انکے بعض انکے نے بارہ بار۔ بعد اسکے کہ ایمان لایا ان پر اور متفرق ہو گئے تین فرقے پس کہا ایک فرقہ نے: رہا اللہ ہم میں جب تک کہ چاہا اس نے پھر چڑھ گیا آسمان کی طرف۔ پس یہ یعقوبیہ ہیں۔ اور کہا ایک فرقہ نے تھا ہم میں بیٹا اللہ کا جب تک کہ چاہا اس نے پھر چڑھ گیا آسمان کی طرف پھر اٹھا لیا اسکو اللہ نے۔

پیر بخش، سیکریٹری انجمن تائید اسلام لاہور

نمبر (۱۱) بابت ماہ نومبر ۱۹۲۶ء

ختم نبوت اور مرزائی ژاژ خائی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترازوئے زخرد پیش آرد نیک بسنج   کہ تابگفت وشنید تو اعتبار بود

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ دعویٰ بلا دلیل باطل ہے۔ جب کبھی مرزا صاحب کی نبوت کاذبہ کے دعویٰ کی دلیل قرآن شریف اور احادیث نبویہ علیہ الصلوات والسلام سے مانگی جاتی ہے تو مرزائی صاحبان من گھڑت ڈھکو سلے لگاتے ہیں اور تفسیر بالرائے کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں اور بے محل آیات واحادیث کو پیش کرتے ہیں حالانکہ ان کو کئی دفعہ جواب دیئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی بار بار وہی غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام لیکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ریویو آف ریلیجز ماہ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۳۸۶ پر زیر عنوان ''کیا رسول اللہ

ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے'' لکھا ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کے مامور دنیا میں آئے دنیا نے ان کو تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ استہزاء سے کام لے کر اپنے آپ کو مورد عذاب الٰہی بنالیا۔ حالانکہ خود وہ نبیوں سے جو مرزا کے بعد انکے مریدوں میں سے ہوئے منکر ہو کر مورد عذاب الٰہی ہو رہے ہیں۔ بقول انکے جب سلسلہ نبوت جاری ہے تو پھر ان دونوں سے انکار کیوں؟ اسی واسطے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

بے شک حضرت محمد ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے بدیں دلائل:

اول: آسمانی کتابوں سے ثابت ہے کہ سلسلہ وحی و نبوت و رسالت بعد حضرت خاتم النبیین مسدود ہے۔ انجیل برنباس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے بھی رسول آتے رہیں گے تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ وہ اصل عبارت یہ ہے: ''جو چیز مجھ کو تسلی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اس رسول (یعنی محمد ﷺ) کے دین کی کوئی حد نہیں اس لئے کہ اللہ اس کو درست اور محفوظ رکھے گا کاہن نے جواب میں کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے آنے کے بعد اور رسول بھی آئیں گے۔ رسول یسوع نے جواب دیا: اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے مگر جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی بھاری تعداد آئے گی''۔ (دیکھو انجیل برنباس، فصل ۹۷، آیت ۶ سے ۹ تک)

اس انجیل کے مطابق قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمادیا اور بلند آواز سے اعلان کردیا کہ اے محمد ﷺ اب تیرے بعد نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی جدید ہدایت نامہ یہی کتاب قیامت تک ذریعہ نجات ہوگی اور اسی وحی محمدیہ ﷺ کے پیرو نجات پائیں گے۔ وہ آیت شروع قرآن میں ہے: {وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمْ

الْمُفْلِحُوْنَ} ترجمہ: اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے اتریں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔

(سورہ بقرہ)

پھر ایمان والوں کو حکم دیا: {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ} ترجمہ: مسلمانوں اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولوں پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو کتاب قرآن سے پہلے دوسرے پیغمبروں پر اتاریں۔ (نساء رکوع ۹)

پھر فرمایا: {وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ} ترجمہ: اور وہ مسلمان اس کتاب پر جو (اے محمد ﷺ) تم پر اتری اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے اتریں ایمان لاتے ہیں۔ (نساء رکوع ۲۱)

پھر فرمایا: {اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ} ترجمہ: ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس کتاب کے جو اتاری گئی طرف ہماری اور ساتھ اس کتاب کے جو اتاری گئی پہلے ہم سے۔ (مائدہ، ع ۸)

پھر فرمایا: {وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ} ترجمہ: یہ کتاب (یعنی قرآن) ہم نے اس کو اتارا ہے برکت والی کتاب تو تم اسی کے حکم پر چلو اور خدا سے ڈرتے رہو عجب نہیں تم پر رحم کیا جائے۔ (انعام۔ ع ۱۹)

پھر فرمایا: {کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ} ترجمہ: اسی طرح اللہ جو زبردست اور حکمت والا ہے تمہاری طرف اور ان

پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں وحی بھیجتا رہا ہے۔ (شوریٰ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک رسول کی نسبت پیشگوئی فرمائی: {وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ} اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلہ رسل جاری رہتا تو لفظ رُسل چاہئے تھا۔ مگر پیشگوئی میں لفظ رسول ہے جو واحد ہے۔

تمام قرآن شریف میں ”من قبلک“ آیا ہے ”من بعدک“ کہیں نہیں لکھا جس سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی جدید وحی جو ذریعہ نجات ہو سکے من جانب اللہ نازل ہوگی۔

طریق انصاف و دیانت و امانت یہ ہے کہ مرزا صاحب اور انکے مرید کوئی ایک آیت پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ اے محمد ﷺ ہم تیرے بعد نبی بھیجتے رہیں گے۔ اور وحی رسالت تیرے بعد جاری رکھیں گے۔ مگر سب مرزائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور کوئی آیت ایسی نہ دکھا سکے۔ اور کیونکر دکھاتے جبکہ قرآن میں ہے ہی نہیں۔ ہاں کج بحثی کے طور پر بغیر کسی نص قرآنی و حدیثی کے بحث کرتے ہیں اور ہر جگہ مغلوب ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم انکی کج بحثی کے جوابات نمبر وار درج کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ان کے جواب کو قولہ اور اپنے جواب الجواب کو اقول سے بیان کریں گے۔

قولہ: الجواب اول: خاتم بفتح تاء کے معنی ختم کرنے والا کرنا عربی زبان سے سخت جہالت ہونے کا ثبوت ہے (الخ)۔

اقول: آپ کے اس گستاخانہ جواب سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب آپ کے پیر و مرشد سخت جاہل تھے اور اسی جہالت کا نتیجہ ہے کہ آپ خود مرزا صاحب کی کتابوں سے ناواقف اور محض جاہل ہیں یا جان بوجھ کر دھوکا دیتے ہیں۔ دیکھو مرزا صاحب خود خاتم النبیین کے

معنی ختم کرنے والا نبیوں کا کرتے ہیں: ''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ اور ختم کرنے والا نبیوں کا ہے'' (الخ)۔ (ازالہ اوہام، حصہ دوم، تقطیع خورد ص ۶۱۴)

اب مرزائی صاحب آپ سوچو کہ آپ کی جہالت نے آپ کو کہاں تک پہنچایا کہ تمہارا مرشد بھی تمہاری یاوہ گوئی اور دشنام دہی سے محفوظ نہ رہا اور اگر شرم وحیا ہے تو آئندہ سوچ کر لکھا کرو۔ اپنے مرشد کی ہتک کسی مذہب میں جائز نہیں۔

دوم: ''حمامۃ البشریٰ ص ۶۶'' میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''قال عزوجل مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ''۔ ترجمہ مرزا صاحب: ''ہم نے محمد کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کیلئے بیان واضح سے اسکی تفسیر یہ کی ہے ''لانبی بعدی'' کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

کیوں مرزائی صاحب ہوش وحواس قائم ہیں آپ کے مرشد آپ ہی کے قول سے سخت جاہل ثابت ہوئے یا کوئی کسر باقی ہے؟ آسمانی کتاب انجیل اور قرآن شریف اور احادیث نبوی سے تو یہود یا نہ تحریف سے نبیوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری سمجھتے ہیں۔ اب مرزا صاحب کے کلام کو بھی جاٹ لوگے۔

سوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ورسالت بند ہو گیا ہے دیکھو ذیل کی عبارات:

''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا

رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو"۔ (ازالہ اوہام، حصہ دوم، ص ۶۱، مرزا صاحب)

جو مثال خاتم الشعراء کی پیش کی ہے بالکل غلط ہے اور قیاس مع الفارق ہے جو باطل ہے کیونکہ خاتم النبیین کا متکلم خداوند تعالیٰ ہے اور خاتم الشعراء کا متکلم انسان مخلوق خدا ہے۔ پس خالق و مخلوق کے کلام کو ایک جیسا سمجھنا جہالت ہے۔

قوله: الجواب ثانی: قرآن کریم کا دعویٰ ہے "وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا" کہ اگر قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں اختلاف ہوتا۔ پس قرآن شریف میں اختلاف نہیں مگر خدا تعالیٰ قرآن میں متعدد بار فرما چکا ہے کہ انبیاء آتے رہیں گے۔ چنانچہ ہم اس وقت مشت نمونہ از خروار صرف تین آیات پیش کرتے ہیں:
۱۔ "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ"، ۲۔ "اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ"، ۳۔ "يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا"۔

اقول: قرآن شریف کی ان آیات سے سلسلہ نبوت جاری سمجھنا بالکل غلط ہے۔

اول: تو مرزا صاحب جنکا دعویٰ ہے کہ میں قرآن دانی میں سب سے افضل ہوں غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ سلسلہ نبوت و رسالت ختم شدہ مانتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔

دوم: مسیح موعود کا دعویٰ بھی ان کا غلط ہوا۔ کیونکہ جو شخص اپنے مریدوں جیسا بھی قرآن فہم نہیں وہ امام زمان اور مسیح موعود کس طرح ہو سکتا ہے۔

سوم: مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ محمد ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے چنانچہ حضرت خاتم النبیین کی تعریف میں لکھتے ہیں

ہست او خیر البشر خیر الانام　　ہر نبوت را برو شد اختتام

چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، اس واسطے اگر ہزار نہیں لاکھ نہیں کروڑوں جاہل اکٹھے ہوکر رسول اللہ ﷺ کے برخلاف تفسیر اپنے من گھڑت ڈھکوسلوں سے کریں مسلمان کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انما هلک من کان قبلکم بهذا ضرب کتاب اللّٰه بعضه ببعض‘‘ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگ تباہ ہوگئے کہ انہوں نے خدا کی کتاب کے بعض کو بعض سے لڑایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں فرماتے ہیں: ’’میں کہتا ہوں قرآن کے ساتھ تدافع کرنا حرام ہے اور اس کی شکل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب کے اثبات کی غرض سے استدلال کرے اور دوسرا شخص اپنے مذہب کے ثابت کرنے کے لئے اور دوسرے مذہب کے ابطال یا بعض کے بعض پر تائید کرنے کی غرض سے دوسری آیت پیش کرے۔

پس مرزا صاحب قادیانی کے مرید مرزا کو نبی بنانے کے لئے تدافع کرتے ہیں نصوص قطعیہ شرعیہ کا تدافع کرتے ہیں جو حرام ہے۔ قرآن شریف میں کوئی آیت نہیں جس میں لکھا ہو کہ اے محمد ﷺ ہم تیرے بعد وحی اور نبی بھیجتے رہیں گے۔ یا نبوت و رسالت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ اور جاری رہیگا۔ پس قرآن میں تعارض یعنی پہلی آیت {يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ} (سورۃ اعراف)۔ یعنی اے بنی آدم انسانو تم میں ضرور رسول آئیں گے۔ اس آیت میں صاف طور پر خدا تعالیٰ تاکیدی الفاظ میں فرماتا ہے: {اِمَّا

یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ} کہ البتہ ضرور رسول آئیں گے (الخ)۔

الجواب: اس آیت میں خدا تعالیٰ نے چونکہ بنی آدم کو خطاب کیا ہے کہ اے آدم کی اولاد اور محمد رسول اللہ ﷺ یا امت محمدیہ ﷺ کو خطاب خاص طور پر نہیں فرمایا تو یہ آیت بعد محمد ﷺ کے ہمیشہ رسولوں کے آنے کے واسطے نص نہیں ہے۔

دوم: یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ہے اور خدا تعالیٰ نے بطور حکایت بیان کی ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ رکوع ۳ میں فرمایا: {فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ O قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ} پس آدم علیہ السلام نے پروردگار سے معذرت کے چند کلمات سیکھ لئے اور ان کلمات کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ بڑا ہی درگذر کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے اتر جاؤ تو ساتھ ہی سمجھایا کہ اگر ہماری طرف سے تم لوگوں کے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو اس پر چلنا کیونکہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے آخرت میں ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح پر آزردہ خاطر ہوں گے اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ ہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔'' چنانچہ تاریخ عالم ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد سے سلسلہ رسل جاری ہوا اور حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہوا۔ جیسا قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین سے ظاہر ہے۔ اگر کوئی کمبخت خاتم النبیین کے ہوتے ہوئے سلسلہ انبیاء و رسل جاری کہے تو وہ قرآن میں تعارض پیدا کرنے کا مجرم ہوگا۔ کیونکہ قرآن میں تعارض ممکن نہیں اس لئے کہ جس کلام

میں تعارض ہو وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ پھر قرآن شریف میں آدم علیہ السلام کے قصے کی تیسری آیت ذکر فرمائی اور وہ یہ ہے: {قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۔ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى۔ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ}۔

اب روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ یہ خطاب ابتدائی آفرینش میں تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق سلسلہ رسالت ونبوت آدم سے جاری کیا اور حضرت خاتم النبیین پر ختم فرمایا۔

افسوس! مضمون نویس مرزائی صاحب، مرزا صاحب کی تعلیم اور کتابوں کا بھی واقف نہیں۔ ہم ذیل میں مرزا صاحب کی عبارت درج کر کے قادیانی مضمون نویس سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر حضرت محمد ﷺ کے سلسلہ نبوت و رسالت جاری ہے تو انہوں نے ایسا کیوں لکھا۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”اور سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی ﷺ پر ختم ہوگئی“۔ (اشتہار دہلی جو دوبارہ میر قاسم علی مرزائی نے اپنی کتاب دین الحق میں شائع کیا)۔ کیا اب بھی کوئی مرزائی کہہ سکتا ہے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے اور قرآن کی ان آیات سے مرزا صاحب جاہل تھے اور پھر مرید بھی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس آیت {اِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ الخ} کے معنی جو اہل زبان صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ نے کئے اور رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے معنی ”لا نبی بعدی“ کئے اور ہر ایک حدیث میں فرمایا اور ”لانبی بعدی“ پر خود عمل فرما کر پہلے امتی مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب واسود عنسی کو کافر قرار دے کر ان پر فتویٰ کفر صادر فرما کر ان کے ساتھ جہاد کا حکم دیا اور خدا

تعالیٰ نے ان کاذبان کو بمعہ انکے امتیوں کے نابود فرمایا اور خلفائے اسلام نے بھی مدعیان نبوت بعد حضرت خاتم النبیین کو قتل کرایا، کیا ۱۳ سو برس میں کسی مسلمان کو یہ آیت {اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ الخ} یاد نہ آئی جواَب قادیانی علماء کو نظر آئی۔ جنہوں نے قرآن کی شانِ فصاحت وبلاغت کو بھی (نعوذ باللہ) خاک میں ملا دیا۔ کیا مخالفین اسلام اعتراض نہ کریں گے کہ ایسا کلام جس میں تعارض ہو اور جس کے معنی محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تمام سلف صالحین ۱۳ سو برس تک نہ سمجھے اور تمام امتی نبیوں کو قتل کراتے رہے ایسا کلام کیسے فصیح وبلیغ ہوسکتا ہے حالانکہ مرزا صاحب خود اور ان کے مرید خود ہی کہتے ہیں اور اصول مقرر کیا ہے کہ قرآن کی تفسیرِ قرآن وہی صحیح ہوسکتی ہے جو قرآن کی دوسری آیات کے مطابق ہو چونکہ مرزائیوں کی تفسیر، قرآن کی دوسری آیات کے مخالف ہے اس لئے مردود ہے اور قابل قبولیت نہیں اور {اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ الخ} سے اگر ہمیشہ نبیوں کا آنا تسلیم کریں تو مفصلہ ذیل زبردست اعتراضات وارد ہوتے ہیں:

اعتراض اول: {یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ} سے ظاہر کہ وہ رسل صاحب کتاب اور شریعت ہوں گے۔ چنانچہ حضرت خاتم النبیین سے پہلے رسول صاحب کتاب وشریعت آچکے اور سب کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ مرزا صاحب جب خود فرما چکے کہ ”**من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب**“ بتاؤ مرزا صاحب جب کوئی شریعت اور کتاب وہدایت نہیں لائے تو پھر کیوں کر مرزا صاحب اس آیت کے مصداق ہوسکتے ہیں۔

اعتراض دوم: مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود مہدی مسعود ہوں اور چونکہ مسیح نبی ورسول اللہ تھا جو محمد ﷺ کے پہلے مبعوث ہو چکا تھا اور آخیر دنیا پر دوبارہ آنے والا ہے اور اس کے بعد قیامت آجائے گی۔ حالانکہ اس آیت میں ہے کہ رسول آئیں گے اور وہ

سب شریعت و ہدایت لائیں گے۔ جب سلسلہ دنیا ہی نہ رہے گا تو رسولوں کا کتاب اور ہدایت لانا عبث اور فضول ہے اور خدا فضول کام نہیں کرتا۔ پس یہ وہی رسول ہیں جو محمد سے پہلے آنے والے تھے جن کا آنا محمد ﷺ کے آنے سے بند ہو گیا جو قیامت تک بند رہیں گے جیسا کہ حضرت مسیح کی پیشگوئی ہے:

انجیل متی، باب ۲۴، آیت ۳ سے: ''جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا۔ اس کے شاگرد (یعنی یسوع کے) اس کے پاس آئے اور بولے کہ کہو یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور دنیا کے آخیر کا نشان کیا ہے''۔ آیت ۴: ''اور یسوع نے جواب دے کے انہیں کہا خبردار ہو کہ تمہیں کوئی گمراہ نہ کرے''۔ آیت ۵: ''کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے''۔ بتاؤ اگر ہمیشہ رسول آتے رہیں گے تو مرزا صاحب کے بعد جو دو شخص مدعیان نبوت و رسالت ہوئے ان کو قادیانی کیوں نہیں مانتے اور خود بقول خود کافر ہو رہے ہیں۔ ایک مولوی عبداللطیف ساکن گناچور ضلع جالندھر اور دوسرا میاں نبی بخش ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ۔ دو دو نبیوں کے انکار سے قادیانی امت کافر ہو رہی ہے جواب اسناد شریعہ سے ہونا چاہیے من گھڑت ڈھکوسلے مردود ہوں گے۔

قولہ: {یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا} یعنی اے رسولو! پاک کھانے کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ یہ جملہ ندائیہ ہے جو حال اور استقبال پر دال ہے اور رسل جمع ہے جو ایک سے زیادہ پر بولا جاتا ہے پس صاف ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور بھی رسول موجود تھے یا بعد میں آنے والے تھے۔ پہلی صورت تو صحیح نہیں پس دوسری صورت ہی صحیح ہے کہ رسول اللہ کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے۔

الجواب: سخت حیرت سے من گھڑت ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ حالانکہ اوپر کی آیات میں جو ملی ہوئی ہیں ان رسولوں کے نام قرآن شریف میں درج ہیں یعنی حضرات موسیٰ اور ہارون اور عیسیٰ کو یہی حکم آئے ہیں کہ عمل نیک کرو اور ستھری چیزیں کھاؤ۔ **افسوس!** قرآن میں تحریف کر کے اپنی طرف سے اتنی عبارت بڑھادی کہ یہ وہ رسل ہیں کہ جو آنحضرت ﷺ کی وحی قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں حالانکہ مخاطب رسولوں کے گذشتہ رسولوں میں سے ہیں جن کے نام مذکور ہو چکے ہیں موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام ان ناموں کے ہوتے ہوئے یہ مغالطہ دینا کہ یہ رسل وہ ہیں جو رسول اللہ کے بعد قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں، یہ یہودیانہ تحریف ہے مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ کیونکہ ایک طرف خدا نے محمد ﷺ کو خاتم النّبیین فرمایا اور دوسری طرف محمد ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کو مخاطب کرنا یہ اختلاف کثیر کوئی مخبوط الحواس ہی کر سکتا ہے جس کے دل میں نور ایمان نہیں۔ قرآن شریف میں خدا خود فرمادے کہ جس کلام میں اختلاف ہو وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور خود قرآن میں اختلاف کرے ''امتکم'' کا خطاب جو ''الرسل'' کی طرف راجع ہے اس کو ''محمد ﷺ کے بعد آنے والے ہیں کہنا'' بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی رسول آنا ہی نہیں تو انکی طرف خطاب کیسے ہو سکتا ہے۔ بیشک مضارع کا صیغہ حال اور استقبال کے واسطے آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے آگے گذشتہ زمانہ اور حال و استقبال یکساں حاضر ہے اور اس کا علم محیط کل ہے۔ اس واسطے گذرے ہوئے اور آنے والے رسول سب اس کے آگے حاضر ہی ہیں اسی واسطے صیغہ مضارع کا جو حال و استقبال کے معنوں میں آتا ہے، استعمال فرمایا۔ جملہ ندائیہ کے واسطے منادیٰ کا ہونا ضروری ہے تو یہ رسل وہی ہیں جن کا ظہور حضرت خاتم النّبیین کے پہلے اور آدم علیہ السلام کے بعد ہو چکا ہے۔

یہ اصول مسلمہ فریقین ہے کہ قرآن کے معنی اور تفسیر کرنے میں حدیثوں کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کوئی حدیث بظاہر قرآن کی مخالف معلوم ہو تو قرآن کی تائید اور حدیث کی تاویل کرنی چاہیے اگر حدیث کی تاویل قران کے مطابق نہ ہو سکے تو ایسی حدیث کو ترک کرنا چاہیے۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن شریف حضرت خاتم النّبیین ﷺ سمجھے دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ پس قرآن کی آیت خاتم النّبیین کی تشریح وتفسیر جو رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی وہ ہی درست ہوگی اگر ہزار جاہل بلکہ لاکھوں کروڑوں کذاب رسول اللہ ﷺ کے خلاف معنی وتفسیر کریں وہ ہرگز قابل تسلیم نہ ہوں گی۔ خاتم النّبیین کے معنی جب رسول اللہ ﷺ نے خود ”لانبی بعدی“ فرمادیئے تو پھر کسی جاہل کے معنی کوئی مسلمان تسلیم نہیں کر سکتا اور نہ دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔ اب ہم وہ حدیثیں ذیل میں درج کرتے ہیں تا کہ مسلمان خود فیصلہ کر سکیں کہ آج ۱۳ سو برس کے بعد خاتم النّبیین کے معنی جو قادیانی علما کر کے قرآن کی مخالفت کرتے ہیں بالکل مغالطہ دیتے ہیں۔

حدیث اول: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی“۔

ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہونے والے ہیں ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی اللہ ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث دوم: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وسیکون خلفاء۔ (صحیح بخاری ص ۴۹۱)

ترجمہ: مجھ سے پہلے بنی اسرائیل ادب سکھائے جاتے تھے نبیوں سے جس وقت فوت ہوتا ایک نبی قائم مقام اس کے بھیجا جاتا اور قریب ہے کہ میرے بعد میرے خلفاء

ہوں گے۔ یہ حدیث بخاری کی ہے جس کے صحیح ہونے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے خود قرآن کی آیت خاتم النّبیین کے معنی ''لانبی بعدی'' کردیئے تو کسی مسلمان کا حوصلہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور جہنم کا وارث بنے۔ اس حدیث میں فیصلہ ہوگیا کہ غیر تشریعی نبی، مجازی نبی، غیر حقیقی نبی تبلیغی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، فنافی الرسول نبی، استعاری نبی، ناقص نبی، نقلی نبی۔ غرض کسی قسم کی نبوت میرے بعد نہیں ہوگی کیونکہ ایسے نبیوں کے کام علماء امت وخلفائے اسلام کیا کریں گے۔

حدیث سوم: عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی''۔

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو فرمایا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث سے اظہر من الشمس ہے کہ کوئی شخص کیسا ہی فنافی الرسول ہونے کا مدعی ہو ہرگز سچا نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت علی جیسے جاں نثار صحابی جو متابعت میں مرزا صاحب سے ہزار ہا درجہ کامل تھے وہ نبی نہ ہوسکے تو مرزا صاحب جو ڈر کے مارے باوجود استطاعت کے حج ایک فرض بھی ادا نہ کرگئے اور نہ جہاد نفسی کیا اور نہ ہجرت کی کیونکر محبت رسول ﷺ میں کامل ہوسکتے ہیں۔ جب مرزا صاحب نے خود ہی متابعت تامہ کی شرط لگائی ہے تو اپنی شرط سے سچے نہیں۔ کیونکہ ان کی متابعت ناقص ہے جب کامل متابعت والا نبی نہ ہوا تو ناقص متابعت والا کیونکر نبی ہوسکتا ہے؟

حدیث چہارم: ''عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بستة اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب وحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا طهورا وارسلت الی الخلق کافةً وختم بی النبیون''۔ یعنی روایت ہے ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فضلیت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے:

اول: دیا گیا میں کلمے جامع۔

دوم: فتح دیا گیا میں دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنے کے ساتھ۔

سوم: حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں۔

چہارم: اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرینوالی۔

پنجم: بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف۔

ششم: ختم کئے گئے میرے ساتھ نبی"۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تمام قادیانی اعتراضوں کے جواب دے دیئے ہے۔ جو کہتے ہیں کہ مسیح افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیا کہ مجھ کو تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی یعنی نبوت ورسالت مجھ پر ختم کی گئی اور یہ فضیلت ہے مگر قادیانی کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور نبوت جاری ہے، رسول اللہ کا مقابلہ اور تکذیب، یہ قادیانی اسلام ہے۔

حدیث پنجم: قال رسول اللہ ﷺ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ (صحیح مسلم ص ۴۴۶)۔ یعنی میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

حدیث ششم: انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ یعنی میں ختم کرنے والا نبیوں کا ہوں اور میری مسجد نبیوں کی مسجدوں کے ختم کرنے والی ہے۔

(کنز العمال، ص ۲۵۶ ج ۶)

حدیث ہفتم: انہ لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم فاعبدوا ربکم۔ ترجمہ: یعنی میرے

بعد کوئی نبی نہیں اور اے میری امت تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ (کنز العمال جلد ۳)

ان حدیثوں کے جوابات مرزائی لوگ دیا کرتے ہیں وہ بھی سن لو اور ان کے جواب الجواب میں پڑھ لو تا کہ حق اور باطل میں تمیز ہو۔

قولہ: الحدیث اول: آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اب بالکل کوئی نبی نہ آئے گا کیونکہ دوسری طرف آپ خود حضرت عیسیٰ کے آنے کی پیشگوئی فرما چکے ہیں (الخ)۔

جواب الجواب: یہ جواب بالکل غلط ہے میں خود کچھ نہیں کہتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب ہی نقل کرتا ہوں۔ دیکھو تفسیر خازن ج ۳ ص ۴۸۶: ختم اللّٰہ به النبوة بعده و لا معه قال ابن عباس رضی اللہ عنہ یرید لو لم اختم به النبی لجعلت به ابنا یکون بعده نبیاً و عنه قال ان اللّٰہ لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطیه و لدا ذکرا یصیر رجلا و کان اللّٰہ بکل شیء علیما۔ ای دخل فی علمه انه لا نبی بعده و ان قلت قد صح ان عیسی علیہ السلام ینزل فی أخر الزمان ینزل له عاملا بشرعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مصلیها الی قبلته کانه بعض امته۔

ترجمہ: ختم کر دی اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود گرامی پر نبوت تو کسی قسم کی نبوت آپ کے بعد نہیں ہوگی۔ چونکہ لایکون میں لانفی جنس کا حرف ہے اس لئے کسی قسم کا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی کہ اگر میں آپ کے وجود گرامی پر سلسلہ انبیاء کو ختم نہ کرتا تو آپ کے لئے کوئی بیٹا عطا کرتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ اور نیز آپ ہی سے مروی ہے ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو آپ کو نرینہ اولاد نہ دی جو زندہ رہتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ بات پہلے سے تھی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر کوئی اعتراض

کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو وہ نبی ہوں گے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے نبی محمد ﷺ کے مبعوث ہو چکے تھے اور بعد نزول شریعت محمدی ﷺ کے پیرو ہونگے اور بیت اللہ ہی انکا قبلہ ہوگا۔ گویا وہ آپ کی امت کے ایک فرد متصور ہو گے۔ اور مرزائیوں کا یہ جواب بالکل رڈی اور قیامت تک ہنسی کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اب بالکل کوئی نبی نہ آئے گا۔ مطلب یہ کہ چونکہ ''لانبی بعدی'' میں بالکل کا لفظ نہیں اس واسطے نبوت بند نہیں پس نبوت جاری ہے جاہلانہ جواب ہے۔ جیسا کہ کوئی کہے کہ سور کا کھانا حرام نہیں کیونکہ خدا نے بالکل حرام نہیں فرمایا۔

قولہ: الحدیث الثانی: لو کان بعدی نبی فکان عمر۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ (الخ)۔

الجواب اول: ترمذی میں ''ھذا حدیث غریب'' لکھا ہے۔

الجواب ثانی: اگر محمد ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو عمر مبعوث ہوتے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)۔ پس چونکہ آنحضرت ﷺ مبعوث ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مبعوث نہیں ہوئے۔

اقول: دونوں جوابوں میں کہیں ثابت نہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے بعد سلسلہ انبیاء جاری ہے۔ بلکہ ''لانبی بعدی'' سے ثابت ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سپہ سالارِ اعظم جب نبی نہ ہوئے تو ایک پنجابی جوڑر کے مارے حج کا فرض بھی ترک کرتا ہے۔ اور جہاد کا نام سنکر لرزہ براندام ہوجاتا ہے شاعر از مضمون نویسی سے کیوں کر نبی ہوسکتا ہے۔ مرزا صاحب کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی حدیث کا مضمون جب پورا ہوجائے تو وہ حدیث خواہ کیسی ہی ضعیف ہو صحیح مانی جاتی ہے کیونکہ خدا کے فعل نے اس کو صحیح ثابت کر دیا۔ آپ اپنے مرشد کا قول کیوں رڈ کرتے ہیں۔ حدیث لا مھدی الا عیسٰی کو تو محدثین

نے اضعف کہا ہے وہ کیوں مانتے ہو۔ پس جب خدا کے فعل نے محمد ﷺ کو نبوت و رسالت عطا کر کے خاتم النبیین فرما دیا تو سلسلہ نبوت مسدود ہو گیا اور حدیث صحیح ہو گئی۔

قولہ: الحدیث الثالث: انا العاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی الخ۔ ترجمہ: یعنی میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو (الخ)۔ یہ الحاقی فقرہ ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نہیں۔

اقول: ایسے جواب سے تو خاموش رہنا ہی اچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں غیر کا دخل کہنا سخت غلط یہ ہے کیونکہ صرف عاقب ہی نہیں دوسرے فقرات بھی ہیں۔ یعنی انا محمد انا احمد انا ماحی الذی یمحو اللّٰہ الکفر بی و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ بتاؤ ماحی الذی یمحو اللّٰہ الکفر بی یعنی و حاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یہ بھی الحاقی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی کلام میں غیروں کا دخل کہنا مسلمانوں کا کام نہیں۔ مگر شکر ہے کہ آپ نے خود ہی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا نام لے لیا ہے۔ اب سنو حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں: ''زال اسم النبی بعد محمد ﷺ یعنی آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد نام نبی کو اٹھا لیا گیا، یعنی اب کوئی شخص امت محمدیہ ﷺ میں سے نبی نہیں کہلائے گا۔ (فتوحات جلد ثانی ص ۶۴)

قولہ: الحدیث الرابع: لم یبق من النبوۃ الا مبشرات و ھی الرؤیا الصادقۃ یعنی پس اب سچی خواب ہی رہ گئی ہے نبوت بند ہے۔

الجواب: اسکے یہ معنی نہیں کہ اب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ یبق مضارع ہے اس پر لم داخل ہوا۔ پس اس کے معنی ماضی منفی کے ہوئے یعنی نبوت میں سے صرف مبشرات ہی باقی رہ گئی ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح ناصری کے درمیان

میں فطرت کا زمانہ مراد ہے نہ کہ آپ کے بعد کا۔

اقول: یہ ترجمہ جو آپ نے کیا ہے صرف غلط ہی نہیں بلکہ اغلط اور غلو ہے بوجوہات ذیل:

وجہ اول: یہ کہ ادنی طالب العلم بھی جانتا ہے کہ مضارع پر لم آئے تو ماضی منفی کے معنے دیتا ہے جس کے صحیح معنی ہیں اب نبوت سے کچھ نہیں رہا یعنی رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا اجزائے نبوت سے کوئی جز باقی نہیں رہی۔ صرف مبشرات یعنی سچی اور اچھی خوابیں تھیں مراد بالکل غلط ہے کیونکہ ''تھیں'' ماضی بعید ہے۔ اگر ''تھیں'' ترجمہ کریں یا مراد لیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کا وسطی زمانہ مراد لیں تو اس سے حضرت محمد ﷺ کی نبوت بھی جاتی ہے کیونکہ جب نبوت حضرت عیسیٰ کے بعد اور محمد ﷺ کے پہلے مرتفع ہو چکی تھی تو پھر محمد ﷺ کی بعثت کے زمانہ میں اٹھائی گئی تھی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو پھر محمد ﷺ کی نبوت کاملہ ہوئی صرف مبشرات والی جزوی نبوت ثابت ہوگی کیونکہ نبوت کاملہ تو فطرت کے زمانہ میں اٹھائی گئی۔

وجہ دوم: یہ کہ ہر مضارع پر لم داخل ہونے سے فطرت کا زمانہ مراد لیں تو قرآن شریف میں جو حضرت مریم نے فرشتہ جبرائیل کو کہا کہ {وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ} تو وہاں بھی مراد فطرت ہوگی کہ مجھ کو کسی بشر نے چھوا نہیں جو کہ غلط ہے۔

وجہ سوم: وہ لفظ آپ دکھائیں جس کے معنی ''تھیں'' کرتے ہیں۔ چونکہ یہاں کان نہیں جس کے معنی ''تھیں'' ہوتے، لہٰذا آپ کے منگھڑت معنی غلط ہیں۔

قولہ: الحدیث الخامس: بعض غیر احمدی ثلاثون دجالون کذابون والی حدیث بھی پیش کر دیا کرتے ہیں۔ اس حدیث کی سچائی ظاہر ہو چکی ہے اور ۸۲۸ھ پوری ہو گئی۔ پس حضرت مسیح موعود اس حدیث کی زد میں نہیں آتے۔

اقول: جواب الجواب: کسی سنجھو کے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ اس نے کہا چار روٹیاں۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔ چونکہ غلط معانی اور تفسیر بالرائے کے مجرم ہوتے ہیں۔ شرح مسلم کی عبارت کا مطلب (جس کا غلط ترجمہ کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔) یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین نے جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد جھوٹے مدعیان نبوت آئیں گے وہ ہو چکی یعنی ۸۲۸ھ تک وہ کذاب مدعیان گذر چکے اور کئی کذاب مدعیان نبوت امت محمدیہ میں سے اس حدیث کے مصداق ہو چکے ہیں۔ مگر آپ نے جو لکھا ہے کہ مرزا جی اس حدیث کی زد میں نہیں آتے بلکل غلط اور بلا دلیل ہے۔ کیا مرزا صاحب امت محمدیہ میں سے نہ تھے؟ کیا انہوں نے نہیں لکھا کہ میں خدا کے فضل سے نبی و رسول ہوں؟ کیا انہوں نے یہ الہام شائع نہیں کیا: ”یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا“ اور لکھا کہ ”خدا نے اب میری وحی، میری تعلیم اور بیعت کو ذریعہ نجات قرار دیا“۔

(اربعین ۴، ص ۱۶ مصنفہ مرزا)

ثابت ہوا کہ مرزا ناسخِ قرآن بھی ہے، گویا آپ مسیلمہ کذاب سے بڑھ گئے کیونکہ مسیلمہ تو کہتا تھا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں اور تابع محمد ہوں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون تھے۔ اور نصف زمین و امت مانگتا تھا۔ اور مرزا نے تو حضور ﷺ کو نعوذ باللہ معزول کر کے اپنی ہی تعلیم و وحی وغیرہ کو ذریعہ نجات قرار دے دیا، مسلمان اس دھوکہ سے بچیں۔ فقط

خاکسار محمد پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر

سیکریٹری انجمن تائید الاسلام اندرون بھاٹی دروازہ لاہور

نمبر (۳) بابت ماہ مارچ ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب نے اپنا مسیح موعود ہونا اثبات وفات مسیح پر رکھا ہے اور تمام سلف صالحین کے برخلاف قرآن شریف کی آیات کے محرف معنی کر کے ناواقف مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے اور افسوس کہ سادہ لوح مسلمانوں نے یہ نہ سمجھا کہ یہ شخص تو اپنی غرض کے واسطے خلاف واقعہ آسمانی کتابوں کے برخلاف جارہا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح کا آسمان پر صعود کرنا محالات عقلی میں سے ہے۔ کچھ ناواقف مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے جیسا کہ سرسید احمد کے ساتھ ہو گئے تھے۔ مگر چونکہ سرسید احمد کی کوئی اپنی غرض نہ تھی اور نہ ہی وہ مسیح موعود ہونا چاہتے تھے اس واسطے انہوں نے صرف اپنی رائے اس واسطے ظاہر کر دی کہ جو تعلیم یافتہ مسلمان علم دین سے ناواقف ہیں اور مغربی تعلیم کے اثر سے محالات عقلی کے امور نہیں مانتے ان کی خاطر انہوں نے تاویلات کر دیں اور علمائے اسلام نے بھی ان کی تاویلات کا رڈ کر دیا۔ اور سید صاحب چونکہ جانتے تھے کہ میری تاویلات از روئے قواعد عربیہ درست نہیں وہ خاموش رہے اور لکھ دیا کہ جس کا دل چاہے میری تاویلات مانے اور جس کا دل نہ چاہے نہ مانے کیونکہ سرسید کی کوئی اپنی ذاتی غرض نہ

تھی۔صرف ایک ذاتی رائے تھی جو کہ معتزلہ کے موافق تھے۔مرزا صاحب نے سوچا کہ وفات مسیح کا نسخہ میری مسیحیت کے منوانے کے واسطے ابتدائی بحث کے لئے بہت مفید ہے۔ پس انہوں نے وفات مسیح کے ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور سمجھے کہ طبائع چونکہ مغربی تعلیم سے مؤثر ہوکر ایمانیات کے تسلیم کرنے میں متامل ومعترض ہیں۔ چونکہ ایمانیات کے مسائل میں ابتلا ضرور ہوتا ہے تاکہ مومن وغیر مومن میں فرق ہوجائے اس واسطے حیات مسیح کا مسئلہ جو دو بڑی قوموں میں انیس سو برس سے چلا آتا ہے اس سے مرزا صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ چونکہ مسیح مر چکا ہے اس کی امید فضول ہے۔اس کے عوض میں مسیح بنا کر بھیجا گیا ہوں جو مجھ کو نہ مانے گا اس کی نجات نہ ہوگی اور نہ وہ مسلمان ہے۔اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ قرآن مجید کی تیس آیات سے صریح طور پر وفات مسیح ثابت ہے۔مگر چونکہ جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔مرزا صاحب اپنی تمام عمر میں وفات مسیح ثابت نہ کر سکے اور مرتے دم تک ان کی اپنی تسلی نہ ہوئی جس کا ثبوت ہے کہ ان کی کوئی کتاب بحث وفات مسیح سے خالی نہیں۔مگر **افسوس**!کہ ناکامیاب رہے۔آج تک ایک آیتِ قرآن بھی پیش نہ کر سکے جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں یا ان پر موت وارد ہوچکی ہے ان کا جسمانی اصلی نزول نہ ہوگا۔مولوی الہ دتا صاحب مرزائی مولوی فاضل کو میں نے سو روپیہ انعام کا وعدہ دیا کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ قرآن کریم میں صاف طور پر وفات مسیح بیان کی گئی ہے۔وہ آیت دکھاؤ اور سو روپیہ انعام لو۔انعام کا نام سن کر مولوی صاحب میدان میں آئے اور فرمایا کہ انعام کا روپیہ ڈاک خانہ میں جمع کرادو۔میں نے جواب دیا کہ لو روپیہ جمع ہے اور ڈاک خانہ کا حساب بھی یہ ہے۔تو مولوی صاحب نے گریز کر کے لکھا کہ اسی طرح ثابت کروں گا جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وفات ثابت

ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کا وعدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات صاف طور پر دکھانے کا ہے۔ تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ استدلال سے ثابت کروں گا۔ میں نے لکھا کہ یہ آپ کے پہلے وعدے کے برخلاف ہے آپ گریز کیوں کرتے ہیں؟ پھر مولوی صاحب نے قواعد منطقیہ اور عربیہ سے ثابت کرنے کا راگ الاپا غرض یہ فاضل صاحب مرزائی ایک سال اور چار مہینے کے بعد طول طویل کج بحثی کر کے بھاگ گئے۔ خط و کتابت وموجود ہے اور محفوظ ہے۔ اب مولوی تاج دین صاحب مولوی فاضل ساگن گھٹیالیاں نے ریویو آف ریلیجیز ماہ فروری ۱۹۲۸ء ص ۲۷ پر زیر عنوان ''امام ابوحنیفہ اور رسالہ فقہ اکبر'' لکھتے ہیں: ''مخالفین کے سامنے ہماری طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ چنانچہ ''اکمال العلم'' شرح مسلم ص ۲۶۵ پر لکھا ہے: ''قال مالک مات عیسی ابن مریم علیہ السلام یعنی فوت ہو چکے ہیں عیسیٰ علیہ السلام''۔ چونکہ یہ سخت دھوکا دیا گیا ہے اور بالکل جھوٹ ہے، لہٰذا اس کا جواب دینا ضروری ہے، وھو ھذا:

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود ونزول کی نسبت عیسائیوں اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ اور بغیر نطفہ باپ اور بغیر مس باپ حضرت مریم کے پیٹ سے خلاف قانون قدرت جو آدم سے لیکر مریم تک چلا آتا تھا پیدا ہوئے اور خلافِ قانونِ قدرت آسمان پر بجسد عنصری اٹھائے گئے۔ یہ صرف تھوڑا سا اختلاف ہے کہ عیسائی اس کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور مسلمان نہیں مانتے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکاتے ہیں اور مسلمان ان کو مصلوب نہیں مانتے۔ عیسائی مسیح کو بعد صلیب پھر زندہ ہو کر مرفوع مانتے ہیں اور مسلمان حضرت مسیح کو بغیر صلیب کے مرفوع مانتے ہیں۔ پہلے ہم انجیل سے ثابت کرتے ہیں کہ مسیح جو مصلوب ہوا صلیب پر اسکی جان نکل گئی۔

نمبر ۱: انجیل متی باب ۲۷، آیت ۵۰: ''اور یسوع نے پھر بڑے بڑے شور سے چلا کر جان دے دی''۔ جس سے مرزا صاحب کا کہنا کہ جان نہ نکلی تھی غلط ثابت ہوا۔

نمبر ۲: انجیل مرقس باب ۱۵، آیت ۳۷: ''تب یسوع نے بڑے آواز سے چلا کر دم چھوڑ دیا''۔

نمبر ۳: انجیل لوقا، باب ۲۳، آیت ۴۶: ''اور یسوع نے بڑے آواز سے کہا کہ اے باپ میں اپنی جان تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کے دم، چھوڑ دیا اور صوبہ دار نے یہ حال دیکھ کر خدا کی تعریف کی''۔

نمبر ۴: انجیل یوحنا، باب ۱۹، آیت ۳۰، ۳۱: ''تب یسوع نے سرکہ چکھا تو کہا پورا ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی''۔

ان چاروں انجیلوں سے اظہر من الشّمس ہے کہ مصلوب کی جان نکل گئی تھی۔ انیس سو برس کے بعد مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ جان نہ نکلی تھی بے سند و غیر معتبر ہے۔ جس مسلمان کا ایمان ہے آمنت باللّٰہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ (الخ)۔ وہ تو ہرگز ایک جھوٹے مدعی کے کہنے کو قبول نہیں کر سکتا جو اپنے مطلب کے واسطے جھوٹ بولتا اور کہتا ہے کہ یسوع کی جان نہ نکلی تھی زندہ اتارا گیا، دفن کیا گیا۔ جو شخص یہ کہے کہ صلیب بھی دیا گیا اور اس کی جان نہ نکلی تھی کہ اتارا گیا اور دفن کیا گیا ایک لغو اور من گھڑت بات ہے کیونکہ انجیلوں سے جب ثابت ہے کہ جو مصلوب ہوا وہ صلیب پر مر گیا تھا۔ یہ موت وہ موت ہے جس کے عیسائی قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ یسوع صلیب دیا گیا اور مر گیا تھا۔ مگر بعد میں تیسرے دن زندہ ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا۔ مگر قرآن شریف فرماتا ہے کہ {وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ}، {وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًام O بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ} کہ یسوع نہ قتل کیا گیا اور نہ صلیب دیا گیا بلکہ اللہ

نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ پس مفسرین رحمہم اللہ کے دونوں ہی مذہب ہیں ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور پھر زندہ کئے گئے اور آسمان پر اٹھائے گئے اور اخیر زمانہ قرب قیامت میں اصالتاً زمین پر آئیں گے اور جب دجال پیدا ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ چنانچہ اسی موت کے قائل امام مالک تھے چنانچہ مجمع البحار میں لکھا ہے: **وفیہ ینزل حکما ای حاکما بھذہ الشریعۃ بیننا والاکثر ان عیسی لم یمت وقال مالک مات وھو ابن ثلاث وثلاثین سنۃ ولعلہ اراد رفعہ الی السمآء حقیقۃ ویجیء اٰخر الزمان۔ متواتر۔**

ترجمہ: "**ینزل حکما**": یعنی اترے گا حکم کرنے والا شریعت محمدی ﷺ پر۔ اور تمام کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت واقع نہیں ہوئی تھی اور امام مالک نے کہا کہ موت واقع ہوئی تھی اور ۳۳ برس کے تھے کہ اللہ نے ارادہ کیا آسمان کی طرف اٹھانے کا حقیقتاً اور وہ آخر زمانہ میں جیسا کہ حدیث میں ہے حقیقتاً و اصالتاً آئیں گے۔

"**قال مالک** (الخ)": کہ تمام مسلمان تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے مگر مالک نے کہا ہے کہ وہ مرگیا ہے اور پھر وہی آئے گا۔

افسوس! اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کرتا جو مرزا صاحب اور اسکے مرید کرتے ہیں تو اس کو الحاد اور یہودیت کہتے۔ مگر خود جو کرتے ہیں تو انکو اپنا عیب معلوم نہیں ہوتا۔ سچ ہے ؎

برعیب خوشتن ہرگز نمے باشد کسے آگاہ　　　خلیدن نیست در اندام ماہی خار ماہی را

یعنی ہر شخص اپنے عیب پر ہرگز خبر نہیں پاتا۔ جیسا کہ مچھلی کا کانٹا اس کو تکلیف نہیں دیتا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ: **والصحیح ان اللہ رفع عیسی من غیر موت** (تفسیر ابن

سعود، جلد ۱ ص ۳۷)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ: فیبعث اللّٰہ عیسٰی بن مریم ای بدلہ من السماء حاکما بشر عتنا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا یعنی انکو آسمان سے بدل کر ہماری شریعت کا حاکم امام بنائے گا۔ (شرح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۳)

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ: اخبر النبی ﷺ من اشراط الساعۃ ان من علامتھا خروج الدجال ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج ونزول عیسٰی من السمآء وطلوع الشمس من مغربھا۔ (شرح عقائد نسفی ص ۲۴۲)

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: والتاسع رفع اللّٰہ عزوجل عیسٰی ابن مریم الی السمآء۔ یعنی اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر۔ (غنیۃ الطالبین جلد ۲ ص ۴۸)

الغرض ۱۸۷ نام ہیں بزرگان دین صحابہ کرام ومفسرین واولیائے امت کے جو کتاب ''الاستدلال الصحیح فی اثبات حیات مسیح'' میں درج ہیں۔ مولوی فاضل صاحب نے جان بوجھ کر انکی طرف توجہ نہیں کی۔ میں نے بخوف طوالت چھوڑ دیئے ہیں۔ ہر طبقہ کے مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی سچے مسیح ہوں گے۔ ورنہ ۹ جھوٹے مسیح آگے گذرے اور کئی آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ ومحمد علیہما السلام کی پیشگوئی ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی بہت آئیں گے سچا کوئی نبی نہیں آئے گا۔

پس حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں ان کا نزول نہ ہوگا اور کسی امتی محمد رسول اللہ ﷺ کو عیسیٰ بنایا جائے گا اور وہ اسلام اور محمدی امت سے خارج ہوکر تابع تورات یہودی ہوجائے گا کیونکہ حضرت عیسیٰ تابع تورات تھے۔ یہ موت وہی ہے جس کو عیسائی مانتے ہیں کہ مسیح تین دن رات مرا رہا۔

تیسرے دن زندہ ہو کر آسمان پر اٹھایا گیا۔ یہ کسی مسلمان کا اعتقاد نہیں کہ مسیح مر چکا ہے وہ نہیں آئے گا اور امت محمدیہ سے کوئی فرد خارج کر کے یہودی صفت بنایا جائے گا۔ اور وہ مثل عیسیٰ ہو کر مسیح موعود بنے گا۔ کسی مرزائی میں ہمت ہے تو کوئی سند پیش کرے ہم اسکو سو روپیہ انعام دیں گے۔ مولوی فاضل صاحب کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک ۹۰ھ میں صرف دس برس کا فرق ہے مگر باوجود اسکے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ میں یعنی ممات مسیح علیہ السلام میں قطعا اختلاف نہیں کیا۔ اور خاموش ہیں جس سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب تھا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔

الجواب: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ اور چونکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ لہٰذا دونوں اماموں میں اختلاف نہ تھا اس واسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض نہیں کیا۔ دیکھو امام مالک فرماتے ہیں: ”یجیء آخر الزمان“ یعنی حضرت عیسیٰ اخیر زمانہ میں آئیں گے۔

دوم: امام اعظم کا مذہب جو فقہ اکبر میں ہے تو رسول اللہ کی حدیث کے مطابق ہے وہ حدیث یہ ہے: **عن حذیفة بن سعید الغفاری قال طلع النبی ﷺ علینا و نحن نذکر فقال ماتذکرون قالو نذکر الساعة۔ قال انھا لن تقوم الساعة حتی تر د قبلھا عشر آیات فذکر الدخان والدجال ودابة الارض وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی علیہ السلام**“

یعنی ”ہم قیامت کے بارہ میں ذکر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر ظاہر ہوئے اور پوچھا کہ کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی کہ قیامت کا۔ فرمایا قیامت نہ آئے گی جب

تک یہ دس نشان نہ ظاہر ہوں: دھواں، دجال، دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے نکلنا اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا"۔ (کنز العمال ج ۷۔ ص ۱۸۵)

حضرت امام مالک کا ہرگز یہ مذہب نہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت گئے اور مسیح آخر الزمان ایک مغل زادہ ہوگا۔ اگر کسی نص شرعی سے ثابت ہے تو بتاؤ ورنہ خدا کا خوف کرو۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام صاحب نے اعتراض نہ کیا اور نہ اختلاف کیا۔ کیونکہ یہ قول امام مالک کا انجیلوں کے موافق تھا اور عیسائیوں کے مطابق کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین دن رات فوت شدہ رہے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے گئے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ شیخ الاسلام نفراری المالکی نے "فواکہ دوانی" میں تصریح کر دی ہے کہ اشراط الساعۃ سے ہے آسمانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا۔ اور علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب میں بڑی بسط سے لکھتے ہیں: "فاذا نزل سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام فانہ یحکم بشریعۃ نبینا ﷺ بالھام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللّٰہ من استنباط لھا من الکتاب والسنۃ ونحو ذالک"۔ یعنی جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر حکم کریں گے۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ وہ ہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ رسول اللہ صاحب کتاب وشریعت نازل ہوں گے اور اپنی شریعت پر حکم نہ کریں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر حکم کریں گے۔ اگر امام مالک کا یہ مذہب ہوتا کہ عیسیٰ طبعی موت سے فوت ہو گئے ہیں تو پھر انکے اصالتاً نزول کے قائل نہ ہوتے۔ چونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مقلدین علماء جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اصالتاً نزول کے قائل تھے اس واسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر اعتراض نہ کیا۔

دوم: آپ لکھتے ہیں امام اعظم ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک ۹۰ھ میں تو اس حساب سے امام مالک کو اعتراض کرنا چاہیے تھا جو بعد میں ہوئے مگر وہ دونوں عیسیٰ علیہ السلام

کے اصالتاً نزول کے مسئلہ میں متفق تھے اس واسطے اعتراض نہ کیا کیونکہ دونوں کا مذہب ایک تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزائی صاحبان صلیبی موت اور طبعی موت میں فرق نہیں رکھتے۔ یہ موت وہی ہے جو صلیب پر بقول عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ پر وارد ہوئی تھی جس کو مرزا صاحب خود مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا'' الخ (راز حقیقت ص۱۰)۔ مرزا صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور صلیب کی تکلیف ان کو برداشت کرنی پڑی اور ان کا مذہب یہ ہے کہ مصلوب تو ہوئے مگر جان نہ نکلی تھی۔ وہ ایک غشی کا عالم تھا جو ان پر طاری ہوا۔ فی الحال بحث صرف یہ ہے کہ وہ غشی تھی۔ جس سے ثابت ہوا کہ مسیح مرا نہ تھا جب مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بعد واقعہ صلیب زندہ رہے اور شاگردوں سے ملتے رہے تو حیات ثابت ہوئی اور اسی حالت میں انکا رفع ہوا جیسا کہ انجیل میں ہے: ''اور وہ یہ کہہ کے انکے دیکھتے ہوئے اوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اسے انکی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے۔ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا ہے پھر آئے گا''۔ (اعمال باب۱، آیات ۹،۱۰،۱۱)

اس انجیل کے حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری اُٹھایا گیا۔ کیونکہ روح کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اگر صرف روحانی رفع ہوتا تو جس طرح روح نظر نہیں آتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نظر نہ آتے۔ پس ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا تو نزول بھی

جسمانی ضرور ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **وان عیسٰی علیہ السلام حین رفع کان ابن اثنین وثلاثین سنة واشهر وکانت نبوته ثلاثین شهرا وان اللّٰه رفعه بجسده وانه حی الاٰن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکا ثم یموت کما یموت الناس**"۔ (طبقات الکبریٰ، مطبوعہ لیدن، جرمنی ج۔۔۔۔۔)

یعنی "خبر دی ہشام بن محمد بن السائب نے اپنے باپ صالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب حضرت عیسیٰ اٹھائے گئے انکی عمر ۳۲ برس کی تھی اور انکی نبوت کا زمانہ تیس مہینے کا تھا اور اللہ تعالی نے اٹھالیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ساتھ جسم کے درآنحالیکہ وہ زندہ تھے اور تحقیق وہ جلد واپس آنے والا ہے دینا میں اور ہوگا بادشاہ پھر فوت ہوگا جس طرح کہ مرتے ہیں لوگ"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف مرزا صاحب نے بدیں الفاظ کی ہے "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارے میں انکے حق میں آنحضرت ﷺ کی دعا بھی ہے۔" (ازالہ اوہام، حصہ اول، ص ۲۴۷، مصنفہ مرزا صاحب)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذیل کے امور روزِ روشن کی طرح ثابت کردیئے: (نامکمل)

نمبر (٦) بابت ماہ جون ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج کل ہر ایک صاحب فرقہ منافقانہ طور پر مسلمانوں کو ملامت ونصیحت کررہا ہے کہ مسلمان آپس میں سلوک کریں اور مخالفین اسلام سے مقابلہ کے واسطے ایک ہو جائیں اور تبلیغ اسلام کا کام اکٹھے ہوکر کریں۔ اور میاں صاحب خلیفہ قادیانی جماعت نے اشتہار بھی دیا ہے کہ سب مسلمان ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں اور اعدائے اسلام کے مقابلہ میں نکلیں۔ ایک جان ہوکر تبلیغ اسلام میں کوشش کریں۔ یہ خیال تو اچھا ہے مگر اس کے امکان میں کلام ہے۔ کیونکہ پہلے اسی بات کا فیصلہ جب تک نہ ہو کہ کس اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ ایک مرزا صاحب غلام احمد صاحب قادیانی کا مرید ہوکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والوں کو اور خاتم النبیین کا اعتقاد رکھنے والوں کو مسلمان یقین کر کے ان کا ساتھ دے۔ بلکہ لاہوری مرزائی جماعت کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتی کیونکہ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی اور قادیانی اصحاب ایک نبی کا

انکار سے ان کو کافر جانتی ہے۔ مگر افسوس خود دونبیوں کا جنہوں نے مرزا صاحب کے بعد دعویٰ کیا ہے انکی نبوت سے انکار کر کے کافر ہو رہے ہیں۔ جب انکے اعتقاد میں سلسلہ نبوت ورسالت ہمیشہ کے واسطے جاری ہے تو پھر مولوی عبداللطیف گنا چوری اور میاں نبی بخش معراجکے والے کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے اور جس وجہ سے تمام روئے زمین کے مسلمان اور لاہوری جماعت قادیانی اسلام سے خارج ہے۔ قادیانی جماعت مسلمان نہیں۔

درحقیقت اسلام میں فساد ڈالنے والے وہ ہی لوگ ہیں جو اپنی جماعت مسلمانوں سے الگ کر کے اسلام کی جمعیت بکھیرنے والے ہیں۔ اور ضعفِ اسلام کا باعث ہیں۔ سید محمد جونپوری مہدی نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی جماعت الگ بنائی اور کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جو مجھ کو مہدی موعود نہ مانے کافر ہے۔ یعنی ۹۰۵ھ سے اس طرف جس قدر اہل اسلام مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک گذرے ہیں سب بسبب انکار مہدی کے کافر مطلق ہیں۔ مسلمان صرف میرے مرید ہیں اور مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ اور ساتھ ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ایسی جس کے مرزا صاحب مدعی ہوئے یعنی متبع نبی وغیر تشریعی نبی ہونے کا۔ اور لکھا کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت بعد محمد ﷺ کے پیدا نہ ہوگا اور یہی مراد آیت قرآن خاتم النبیین کی ہے اگر نبی متبع شریعت محمدیہ پیدا ہو تو منافی آیت مذکور کا نہیں ہے۔ اور رسالہ اعتقادیات میں جو فرقہ مہدویہ کی معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ شیخ جونپوری مہدی موعود پیغمبر کے متبع ہیں۔ پس اب مہدی کا ان اوصاف یعنی متبع اس شرع شریف کا ہو کر آنا مخالف نہیں ہے کتاب وسنت واجماع کا۔ کیونکہ متشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے نہ نبی متبع اور حضرت جونپوری متبع ہیں۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ)

شیخ جونپوری نے حرم محترم میں جا کر دعویٰ کیا کہ من تبعنی فھو مومن یعنی جس

نے میری تابعداری کی وہ ہی مومن ہے۔ یہ سنتے ہی میاں نظام وقاضی علاؤالدین نے اٰمنا وصدقنا کہہ کر بیعت کرلی اور چونکہ حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ سچا مہدی مقام رکن میں جو ایک مقام ہے درمیان مکہ ومدینہ کے بیعت لے گا اس واسطے وہاں جاکر بیعت لی بلکہ اپنی ماں اور باپ کا نام ہی حضرت محمد ﷺ کے ماں باپ پر رکھا۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۲ حالات شیخ جونپوری)

''شواہد الولایت'' میں لکھا ہے کہ ''مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے: ''اولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم اے سید محمد یہ آیت تیرے گروہ کی شان میں ہے''۔ ان تین امور پر جب دیکھا جاتا ہے تو روز روشن کی طرح ثابت ہوجاتا ہے کہ مرزا صاحب نے سید محمد جونپوری مدعی مہدویت کی نقل کی ہے۔ نبوت ورسالت کا دعویٰ بھی انہیں دلائل سے کیا ہے جن دلائل سے جونپوری مہدی نے کیا تھا۔ اور مرزا صاحب نے خود ایک اضعف حدیث سے تمسک کر کے عیسیٰ علیہ السلام ومہدی ایک ہی شخص کا مانا ہے۔ اور چونکہ حدیثوں میں آنے والے مسیح کی خصوصیت فرمادی کہ وہ نبی اللہ جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے دوبارہ اس دنیا میں آنے والا ہے اس لئے مرزا صاحب قادیانی نے ایک ڈھکوسلا ایجاد کیا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تو مرچکا ہے اور مردے دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتے اس لئے ان کا بروز یعنی مظہر ہوکر میں آیا ہوں۔ چنانچہ ان کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہوچکا ہے اور مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے اگرچہ کئی حدیثوں سے بتایا گیا ہے کہ مہدی الگ ہے اور عیسیٰ الگ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دیکھو ذیل کی حدیثیں:

از جابر مرویست کہ گفت رسولِ خدا ﷺ لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی

الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امیر تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامۃ اخرجہ مسلم (حج الکرامۃ، ص ۴۲۳)۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے اور موذن نماز کے واسطے اذان کہے گا اور سب جمع ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر کہے گا کہ آپ نبی و رسول ہیں امام ہو کر نماز جماعت کرائیں تو حضرت عیسیٰ جواب دینگے کہ نہیں امت محمدیہ کو شرف حاصل ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امام ہوسکتے ہیں۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ نہیں ایک ہی شخص ہے تو مسلمانوں کا امیر کون ہے؟ اور حضرت عیسیٰ کس کو جواب دینگے؟

دوسری حدیث: ینزل اخی عیسی ابن مریم من السماء علی جبل رفیق اماما ھادیا الخ۔ (حج الکرامۃ، ص ۴۳۰)۔ ابن عساکر از ابن سلام آوردہ کہ یدفن عیسی ابن مریم مع رسول اللّٰہ و صاحبہ فیکون قبرہ رابعا۔

ابن المرائی در تاریخ مدینہ و ابن جوزی در منظر از عبداللہ بن عمر مرفوعا آوردہ کہ ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد فیمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت ویدفن معی فاقوم انا وعیسی من قبر واحد وابوبکر وعمر۔

وروی الترمذی عن عبد اللّٰہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ واختلف فی موتہ قبل رفع بظاھر قولہ تعالی {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} من الارض لا یموت الا فی آخر الزمان۔ وقال فی آخر موضع رفع عیسی وھو حی علی الصحیح ولم یثبت ادریس وھو حی من

طریق مرفوعۃ۔ (انتھی)

ابن خلدون از کندی آوردہ کہ وے گفتہ وفات عیسیٰ بعد چہل سال شود وعیسیٰ در مدینہ وفات یابد و بجانب ابن الخطاب دفن شود۔ (حج الکرامہ ص ۴۳۴)۔

در ''رسالہ حشریہ'' گفتہ کہ بعد از انفصال مقدمہ دجال حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آں بلاد سیر فرمائیند و بلاکشیدگان دجال را بہ بیان درجات ایشاں تسلی دہند۔ یعنی ''رسالہ حشریہ'' میں لکھا ہے کہ دجال کے قتل کے بعد حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ان ولایتوں میں دورہ فرمائیں گے اور جن جن لوگوں کو دجال کے ہاتھ سے تکلیفیں پہنچی ہوں گی ان کی تسلی فرمائیں گے یعنی مراتب اللہ اور رسول مقبول ﷺ کے نزدیک جوانکو ملیں گے بیان فرما کر انکو خوشخبریاں سنا کر ان کو تسلی دینگے۔

اس عبارت حج الکرامہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ ہیں۔ اور مرزا صاحب کا کہنا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے بالکل غلط ہے اور حدیثوں کے برخلاف ہے۔

دوم: اسی صفحہ پر لکھا ہے: ''**دریں اثنا حضرت امام مہدی برحمت پیوستہ شوند وحضرت عیسی علیہ السلام بریشاں نماز گذارند**''۔ جس سے ثابت ہوا کہ امام مہدی مسلمانوں کا امیر اور حضرت عیسیٰ بن مریم نبی اللہ دو الگ الگ آنے والے ہیں۔ اور لامھدی الا عیسیٰ والی حدیث کا یہ مطلب لینا کہ دونوں ایک ہی شخص ہے غلط ہے۔ کیونکہ حضرت امام مہدی سید آل رسول فاطمی ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے پہلے نبی و رسول ہو گذرا ہے نازل ہوگا جو حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ سے پہلے نبی و رسول ہو چکا ہے وہ ہی اصالتاً نازل ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہے۔ مرزا صاحب

نے اپنے مسیح موعود ہونے کے واسطے تاویلات باطلہ سے کام لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی انکو اپنی غلطی معلوم ہو جاتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ انکے خاص الخاص مرید تعلیم یافتہ آج نہایت دلیری سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا انکار کسی نبی کا انکار نہیں اور نہ ہی انکو نبی مانتے ہیں جس کا نام لاہوری جماعت ہے جسکے امیر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ لاہوری جماعت کہتی ہے کہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود تو مانتے ہیں مگر نبی ورسول نہیں مانتے حالانکہ مرزا صاحب کو بھی یہی دھوکا لگا ہوا تھا کہ وہ بھی اپنی نبوت مقید بقید مسیحیت مہدیت زعم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہا ہے اس واسطے میں نبی اللہ ہوں اور نواس والی حدیث پیش کرتے حالانکہ نواس والی حدیث میں صاف عیسیٰ نبی اللہ واصحابہ لکھا ہوا ہے۔ اور جس قدر فسادات میں ڈالا ہوا ہے اسی نبوت کے مسئلہ نے ڈالا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ نازک مسئلہ ہے اجماع امت اس پر ہے کہ امتی شخص جب دعویٰ نبوت کا کرے اسی وقت امت سے خارج ہو جاتا ہے۔ بلکہ اگر صرف وحی کا اعتقاد رکھے چاہے نبوت کا دعویٰ بھی نہ کرے تب بھی کافر ہو جاتا ہے **من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ کان کافرا باجماع المسلمین** یعنی جس شخص نے اعتقاد کیا کہ سلسلہ وحی رسالت جاری ہے وہ اجماع امت سے کافر ہے۔ (دیکھو فتاویٰ ابن حجر مکی)

اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب پہلے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے اور مسلمان تھے اور مدعی نبوت کو کافر جانتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا'' (الخ)۔ (اشتہار ۲۰ رشعبان ۱۳۱۴ھ)

اب ظاہر ہے کہ جب حضرت خاتم النّبیین کے بعد کوئی سچا نبی آ ہی نہیں سکتا تو

مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا باطل ہوا۔ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو مسیح موعود کس طرح مان سکتی ہے جبکہ وہ محمد ﷺ کے بعد پیدا ہوئے اور امت محمدیہ میں پیدا ہوئے۔ کس قدر نامعقول بات ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود مانے جائیں اور نبی اللہ نہ مانے جائیں۔ یعنی مرزا صاحب کے ان الہامات کو تو منجانب اللہ مان کر ایمان لایا جائے کہ وہ مسیح موعود تو تھے مگر دوسرے الہامات کو جن میں مرزا صاحب کو خدا نے نبی اللہ کہا ہے یہ نہیں مانتا۔ ایسا اعتقاد تو مرزا صاحب کو مفتری علی اللہ یقین کراتا ہے اور مفتری کافر ہوتا ہے۔ لاہوری جماعت اکثر مسلمانوں کو دھوکا دیتی ہے اور کہتی ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ لہذا میں ذیل میں مرزا صاحب کے اقوال بمعہ نام کتاب وصفحہ درج کرتا ہوں تا کہ مسلمانوں کو لاہوری جماعت مرزائیوں کی جوفروشی اور گندم نمائی پر یقین نہ ہو جائے۔

اے ہنرہا نہادہ برکف دست عیبہا را نہفتہ زیر بغل
توچہ خواہی خریدن اے مغرور زور در ماندگی بسیم دغل

یعنی اے مغرور انسان تو نے اپنے ہنروں کو ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے اور عیبوں کو بغل کے نیچے چھپایا ہوا ہے۔ تو قیامت کے دن کیا خرید سکے گا کھوٹی چاندی سے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہوری جماعت کو نصیحت کی ہے جو آئے دن اپنے عقائد شائع کر کے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے جبکہ مرزا صاحب کے کشوف والہامات اور انکی اپنی تحریرات موجود ہیں جن میں انہوں نے نبی و رسول ہونے کے دعوے کئے ہیں۔ کیا لاہوری جماعت کو حق حاصل ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کو جن میں خدا نے ان کو نبی و رسول کہہ کر مخاطب کیا منسوخ کر دیں؟ دیکھو ذیل

کے الہامات:

پہلا الہام: جو مرزا صاحب کو بغیر کسی استثناء کے مستقل رسول بناتا ہے اور قرآن کی وہی آیت ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا'' ترجمہ: ''اے مرزا تو کہدے کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تم تمام لوگوں کی طرف آیا ہوں'' (اخبار الاخیار ص ۳)۔ اس الہام میں ظلی و بروزی وغیر حقیقی کا کوئی لفظ نہیں۔

دوسرا الہام: ''یٰسٓ۔ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل الرحمن الرحیم'' ترجمہ: ''اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو رحمن اور رحیم ہے''۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱)

تیسرا الہام: جو مرزا صاحب کو حضرت موسیٰ جیسا صاحب شریعت رسول بناتا ہے: ''انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا'' ترجمہ: یعنی ''اے مسلمانوں ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جس طرح رسول بھیجا تھا ہم نے فرعون کی طرف''۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱)

اس الہام سے مرزا صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رسول بنائے گئے اور مسلمان فرعون بنائے گئے۔ کیا اب بھی لاہوری جماعت کہہ سکتی ہے کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کی تکفیر نہیں کی؟

چوتھا الہام: ''قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد'' ترجمہ: کہو اے مرزا میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ (حقیقت الوحی ۸۲)

پانچواں الہام: ''وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین'' ترجمہ: ''ہم نے تجھے تمام

دنیا پر رحمت کرنے کے واسطے بھیجا ہے''۔

چھٹا الہام: ''هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله'' ترجمہ: ''خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو اپنی ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے''۔ (حقیقت الوحی ص ۷۱)

اگر مرزا صاحب دین حق لے کر آئے تو صاحب شریعت نبی ہوئے۔ لاہوری جماعت کس دلیل سے مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی اصل بات یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کے دماغ میں خلل تھا۔ قرآن شریف کی جو آیت خواب میں انکی زبان پر جاری ہوتی وہ اسکو اپنی وحی زعم کرتے اور اسکی پیروی کرتے کیونکہ وہ (غلط فہمی سے) کلام الٰہی کا اپنے آپ کو مخاطب یقین کرتے بلکہ بعض مواقع پر اس غلط فہمی سے پیشگوئیاں بھی کر دیتے اور غلط ہونے پر تاویلات باطلہ کر کے عذر گنا، بدتر از گناہ کے مصداق بنتے۔ مرزا صاحب کو خلل دماغ ہوتا مرزا صاحب نے خود لکھا ہے۔ دیکھو انکی اصل عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

''میں ایک دائم المریض آدمی ہوں دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ وہ زرد چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے یہ کہ ہمیشہ سر درد اور دورہ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر ہے جو میرے نیچے کے حصے بدن میں ہے وہ بیماری ذیابطیس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں''۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴، مطبوعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء ضیاء اسلام قادیان)

مسلمان غور کریں کہ مسیح اور دائم المریض! کیسا لغو دعویٰ ہے۔ عیسیٰ خود بیمار کس قدر بد بخت ہے وہ قوم جس کا عیسیٰ خود دائم المریض ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مریضوں کو اچھا کرتے تھے اور جو مثیل عیسیٰ ہو اسکے مس سے تو مریض تندرست ہونے چاہیے نہ کہ خود عیسیٰ ہی شب و روز پیشاب کرتا اور پلید بدن رہے۔ یہ ایسی ہی مماثلت ہے جیسے دو زرد چادروں کی مماثلت دو بیماریوں میں۔ پنجابی مثل مشہور ہے کہ ''اکھیں دی انھی تے ناؤں نور نیشاں'' دائم المریض اور نام عیسیٰ۔

عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا جیسا کہ کتاب المختار میں لکھا ہے کہ فارس میں یحییٰ نے مصر میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس طرح مرزا صاحب کو عبداللہ آتھم نے بحث میں کہا تھا کہ آپ مثیل مسیح بنتے ہیں۔ مسیح کا معجزہ تھا بیماروں کو شفا بغیر دوا کے ان کے ہاتھ سے ہوتی تھی آپ بھی بیمار اچھے کر کے دکھائیں۔ تو مرزا صاحب لاجواب ہوئے۔ فارس بن یحییٰ نے مصر میں ایک مردہ بھی زندہ کر دکھایا تھا اور مرزا صاحب سے بڑھ گیا۔ جب وہ سچا مسیح نہ مانا گیا تو مرزا صاحب صرف دعویٰ بلا دلیل کے کیسے مسیح موعود مانے جا سکتے ہیں۔

سچا مسیح موعود تو مسیح ناصری رسول اللہ ہے جسکا دوبارہ آنا مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں مانا ہے۔ انکی اصل عبارت یہ ہے۔ ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین کا وعدہ ہے وہ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸)

۱......(قول مرزا صاحب) میں خدا کے فضل سے نبی و رسول ہوں۔ (اخبار بدر مارچ ۱۹۰۱ء)

۲......(قول مرزا صاحب) خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح

قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا۔ (اربعین نمبر ۴، نمبر ۵)

۳...... (قول مرزا صاحب) جس نے اپنے وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوا۔

۴...... (قول مرزا صاحب) الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲)۔ (لاہوری جماعت بتائے کہ یہ نبوت کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟)

۵...... (قول مرزا صاحب) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص ۱۱)

۶...... (قول مرزا جی) خدا وہی ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶)

۷...... (قول مرزا جی) جبکہ مجھ کو اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن کریم پر الخ۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۹۸)

۸...... (قول مرزا جی) میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام پر جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱)۔ (لاہوری جماعت بتائے کہ جس پر قرآن شریف تورات وانجیل جیسا کلام اترتا ہے وہ نبی نہیں تو کون ہے؟)

۹...... (قول مرزا جی) جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں

گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

۱۰.....(قول مرزا صاحب) ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　　داد آنجام را مرا بتمام

یعنی نعمت نبوت کا جام ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے وہ تمام مجھکو دیا گیا ہے۔

افسوس! مرزا جی تو تمام نبیوں سے اپنے آپ کو افضل بتائیں اور لاہوری جماعت احمدیہ آپکی مرید ہونے کے باوجود آپ کی نبوت کی منکر ہو!

نمبر ۴ (جلد دوم)

مجدد قادیانی

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ناظرین! آجکل مرزا صاحب کے مریدوں کے کئی ایک گروہ الگ الگ خودرائی سے ہو رہے ہیں اور ہر ایک اپنے دعاوی کے ثبوت میں مرزا صاحب ہی کی تصانیف سے تمسک کر کے اپنے اپنے دعوے کو ثابت کررہا ہے۔ اور قرآن شریف کے ارشاد {فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ} (پارہ۵، رکوع۵)۔ ترجمہ: ''پس اگر جھگڑو تم آپس میں بیچ کسی چیز کے پس پھراؤ اسکو طرف اللہ اور رسول کے اگر ہو تم ایمان رکھتے ساتھ اللہ اور دن قیامت کے''۔ کی طرف پشت کر کے مرزا صاحب کو ہر حال اور بات میں فیصلہ کن سمجھتے ہیں اور قرآن اور حدیث سے منہ موڑ لیا ہے۔ مگر واضح ہو کہ اگر مرزا صاحب کے کلام پر فیصلہ کا مدار ہے تو پھر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزا صاحب کی تصانیف میں تضاد بہت ہے۔ اگر ایک جگہ نبوت کا دعویٰ کرتے تو دوسری جگہ

فرماتے ہیں ؎

ع من نیستم رسول نیا وردہ ام کتاب

اگر ایک جگہ ''لا نبی بعدی'' کے معنی یہ کرتے ہیں کہ وحی رسالت بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے مسدود ہے تو دوسری طرف خود مدعی وحی رسالت ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''**آنچہ من بشنوم زوحی خداست**'' اور اپنی وحی کو قرآن کے برابر بتلاتے ہیں۔ اگر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''مسیح موعود میں ہی ہوں'' تو دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''ممکن ہے کہ ہزار مسیح اور آجائیں اور حدیث کے مطابق آجائیں''۔ حالانکہ مسیح موعود ایک ہی ہے جو قیامت کی علامات سے ایک علامت ہے۔ اور اگر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''مسیح موعود کو جو نہ مانے اسکی نجات نہیں'' دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں'' **دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۱۴۰**: اصل عبارت یہ ہے: ''جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں کہ ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو، یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو''۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کو اپنے نبی ورسول ہونے کا پورا پورا زعم تھا اور وہ مدعی وحی الٰہی تھے۔ اگر انکے مرید یقین کرتے ہیں کہ انکو واقعی وحی ہوتی تھی تو پھر لاہوری جماعت پر قادیانی جماعت اور صاحب زادہ صاحب کی ڈگری ہے کیونکہ مرزا صاحب کی تصانیف سے بکثرت پایا جاتا ہے کہ وہ مدعی نبوت مستقلہ وتامہ تھے۔ اگر مرزا صاحب کو ہی حکم بنایا جائے تو قادیانی جماعت نے جس قدر حوالجات مرزا صاحب کی تصانیف سے دیئے ہیں کافی سے بھی زیادہ ہیں اور میرے خیال میں قادیانی جماعت کی ابھی تک بھی کچھ کمزوری ہے کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کو کسبی وظلی بتاتی ہے۔ مولوی ظہیر الدین وحکیم نور محمد صاحب وغیرہ یقین کرتے ہیں۔ (دیکھو احمدیت کی حقیقت در جواب پادری ٹامسن

۔۔۔۔۲۸ ستمبر ۱۹۱۳ء)۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ وحی الٰہی کا جو مدعی ہو وہ بیشک نبی ہے اور نبی کا کلام وحی الٰہی کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ اور نہ نبی کا یہ منصب ہے کہ کلام الٰہی میں کمی وہ زیادتی کرے۔ جب نبی وغیر نبی میں فرق وتمیز کرنے والی وحی الٰہی ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی وغیر نبی میں فرق بتادیا ہے کہ {قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ} یعنی ’’کہو اے محمد ﷺ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں مگر وحی کی جاتی ہے میری طرف‘‘۔ پس ثابت ہوا کہ مابہ امتیاز نبی ورسول، وحی ہے جس کو وحی ہوگی وہی نبی ہے۔ اب مرزا صاحب چونکہ مدعی وحی ہیں وہ اپنے زعم میں نبی ہیں اور پورے پورے کامل نبی ہیں۔ کیونکہ جو جو وحی انکو اپنی نبوت کے بارے میں ہوئی ہیں ان میں ظل وبروز کا ذکر تو کیا، اشارہ تک نہیں۔ **دیکھو براہین احمدیہ، صفحہ ۵۱۱**:’’قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنی کہو کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کیجاتی ہے‘‘۔ اسی وحی نے محمد ﷺ کو نبی بنایا۔ جب مرزائیوں کے اعتقاد میں مرزا صاحب پر یہ آیت دوبارہ نازل ہوئی اور اب بجائے محمد ﷺ کے مرزا صاحب مخاطب ہیں تو مرزا صاحب محمد ﷺ جیسے نبی ہوئے تشریعی وغیر تشریعی وظلی وبروزی کی بحث بالکل فضول اور مسلمانوں کے ڈر سے ہے۔ کیونکہ اس وحی الٰہی میں غیر تشریعی وظلی وبروزی کا کوئی لفظ نہیں اور مرزا صاحب وحی الٰہی میں تحریف یعنی کمی وبیشی نہیں کرسکتے۔ پس مرزا صاحب خاصے افضل الرسل ہوئے۔ **پھر دیکھو براہین احمدیہ**:’’وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی ہم نے تجھ کو واسطے رحمت دونوں جہانوں کے بھیجا ہے‘‘۔ **پھر دیکھو حقیقۃ الوحی**، خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے:’’**انک من المرسلین** یعنی تو مرسلوں سے ہے‘‘۔ مرزا صاحب کے الہامات ووحی وہی ہیں جو کہ محمد ﷺ کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا اور نبوت ورسالت عطا فرمائی۔ اب جب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے

کہ یہ آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہوئی ہیں اب میں مخاطب ہوں جس طرح خدا نے محمد ﷺ کو مخاطب کر کے نبوت ورسالت دی تھی اسی طرح مجھ کو مخاطب کر کے نبوت ورسالت دی ہے اور میرا ایمان اس بات پر کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن انجیل تورات وغیر آسمانی کتابوں پر۔ (دیکھو اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۱۵، مصنف مرزا صاحب)

اب ظاہر ہے کہ وہ سارٹیفکٹ جسکی رو سے محمد ﷺ کو رسول و نبی مانا گیا وہی سارٹیفکٹ مرزا صاحب کو دیا گیا تو مرزا صاحب کی نبوت ورسالت میں وہ شخص ہرگز ہرگز شک نہیں کرسکتا جو مرزا صاحب پر ایمان لایا ہے۔ مرزا صاحب بیشک مرزائیوں کے پیغمبرو نبی تھے جب انہوں نے مرزا صاحب کو یوحی مان لیا تو کچھ شک نہیں کہ انہوں نے مرزا صاحب کو نبی ورسول، محمد ﷺ کے برابر مان لیا کیونکہ محمد ﷺ کے پاس یہی مابہ امتیاز وحی تھا جو کہ مرزا صاحب نے لے لیا، اب محمد ﷺ کی پیروی اور قرآن پر عمل کرنا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا اور نہ ذریعہ نجات ہے جب تک مرزا صاحب کو نبی ورسول نہ مانا جائے۔ جب مرزا صاحب نبی ورسول ہیں تو قادیانی جماعت کی کمزوری ہے کہ وہ مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی کہتی ہے۔ جب مرزا صاحب نے خود اربعین نمبر ۴ پر لکھا ہے: ’’شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امرونہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا‘‘۔ آگے لکھتے ہیں: ’’میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی‘‘۔ اور انکے مذہب میں اسی کا نام شریعت ہے۔ اب لاہوری جماعت جو مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالتی ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی ورسول نہیں مانتی، اور صرف مجدد مانتی ہے، مرزا صاحب کے دعاوی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مجدد کے معنی بھی نبی ورسول کے ہی کرتے ہیں۔ دیکھو ضرورۃ الامام، صفحہ ۲۴، مصنفہ مرزا صاحب، اصل عبارت مرزا صاحب کی نقل

کی جاتی ہے: ''یاد رہے کہ امام زمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں''۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر موٹے الفاظ میں لکھتے ہیں: ''امام زمان میں ہوں''۔ اور اسی کتاب میں پہلے لکھ آئے ہیں کہ ''محمد ﷺ بھی امام زمان تھا''۔ اب ظاہر ہے کہ لاہوری جماعت نے جب مرزا صاحب کو مجدد مانا اور مجدد اور نبی اور رسول کے جب ایک ہی معنی ہیں تو پھر مرزا صاحب کی مریدی میں رہ کر مرزا صاحب کی نبوت سے انکار ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت تھا اور ساتھ ہی مکمل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ تھا اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ تھا۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ پیر کی پیروی مرید پر واجب ہے۔ اور مرید جب تک من کل الوجوہ اپنے آپ کو پیر کے حوالے نہ کردے، پکا مرید نہیں۔ اگر لاہوری جماعت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی تو اسکی بیعت میں کس طرح رہی کیونکہ مرید کا اعتقاد پیر کے اعتقاد کے موافق ہوتا ہے۔ جب پیر کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میری وحی میں اوامر ونواہی بھی ہیں تو مرید ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ میں اسکو نہیں مانتا، اسطرح تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر لاہوری جماعت کو خوفِ خدا اور نورِ ایمان اور قلب سلیم نے بتادیا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت میں سچے نہ تھے اور ایک فرد امت تھے تو صاف صاف مرزا صاحب کی بیعت سے توبہ کر کے اپنے تئیں کروڑ مسلمان بھائیوں میں ملجائیں ورنہ خدا سے خوف کر کے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔ اہل اسلام کے عام جلسوں میں محمد ﷺ کی اور قرآن کی تعریف کر کے مسلمانوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا اور دل میں محمد ﷺ و قرآن کے ماننے والوں کے جنازے نہ پڑھنا، ان سے رشتہ ناتہ توڑنا اور مرزا صاحب کے دیگر خلاف نصوص شرعی دعاوی کو ماننا اور پھر زبانی شور مچانا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور

مسلمان غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے، نفاق نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر غیر احمدی مسلمانوں کو آپ کافر نہیں سمجھتے تو ان کے ساتھ ملکر نمازیں کیوں نہیں پڑھتے، انکے جنازے کیوں نہیں پڑھتے۔ دوسری طرف مَیں اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وہ اس جو فروشی وگندم نمائی سے ہوشیار رہیں اور جہاں کہیں لیکچر میں منافقانہ کارروائی دیکھیں تو بھول نہ جائیں اور مرزائیوں کو خیر خواہِ اسلام نہ سمجھیں۔ اصل میں یہ لوگ قادیانی جماعت سے زیادہ مضر ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ایسے گئے گذرے ہیں اور جامے میں پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں کہ لاہوری جماعت اچھی ہے کہ ہم کو کافر نہیں کہتی اور یہ نہیں جانتے کہ یہ حیلہ سازی صرف چندہ لینے کیواسطے ہے۔

مجدد کی بحث

اب ہم مجدد کی بحث شروع کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا صاحب مجدد دین محمدی ﷺ ہرگز نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے بجائے تجدید دین واحیاء سنت کے بہت باطل مسائل اصول اسلام کے برخلاف، اسلام میں داخل کئے ہیں۔

حدیث شریف میں جسکو مرزا صاحب اور انکے مرید ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ نے خود مجدد کے اوصاف بیان کر دیئے ہیں۔ اگر وہ صفات مرزا صاحب میں پائے جائیں تو مجدد ہیں ورنہ دعویٰ غلط ہے۔ اور انکو مجدد دین محمدی کہنا سخت غلطی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے: **"ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مئۃ من تجدد لھا دینھا"** یعنی "ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ اس امت میں ایک ایسا شخص پیدا کیا کرے گا جو کہ مسلمانوں کے دین کو تازہ کر دیا کرے گا"۔ (دیکھو کنز العمال، مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث)۔ حدیث صحیح ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہیں۔ اور سنن ابوداؤد، مستدرک حاکم، بیہقی میں مذکور

ہے۔اس حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے مجدد کی مفصلہ ذیل صفات بیان فرمائی ہیں:

۱...... **ہرایک صدی کے سر پر مبعوث ہونا:** مرزا صاحب صدی کے سر پر مبعوث نہیں ہوئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی پیدائش کا سن بموجب تحریر عسل مصفٰی ۱۸۳۹ و ۱۸۴۰ ہے۔ ۱۸۸۸ء کے دسمبر میں مرزا صاحب نے بیعت لینے کا اشتہار دیا۔ (دیکھو عسل مصفٰی، صفحہ ۵۱۷)۔ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ میں دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا۔ (عسل مصفٰی، صفحہ ۵۱۶)

۲......تجدید دین ہے: **من تجدد لها دینها** یعنی مسلمانوں کے دین کی تجدید کریگا اور بدعات اور باطل عقائد جو کہ مرور ایام سے اسلام میں ملاوٹ پاگئے ہیں انکو دور کریگا۔ مگر مرزا صاحب نے بجائے دین کے تازہ کرنے کے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین کا جو دین تھا اسکے برخلاف باطل عقائد عیسائیوں اور یہودیوں اور اہل ہنود کے جو کہ کفر وشرک کے تھے اسلام میں داخل کئے جس کا ثبوت ہم انکی کتابوں سے دیتے ہیں۔ وھو ھذا:

اول: (مسئلہ بروز واوتار) دیکھو لیکچر مرزا صاحب مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء: ''خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ میں اسکا کرشن بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ یعنی مرزا صاحب کرشن جی کے اوتار ہیں اور چونکہ کرشن جی قیامت کے منکر اور تناسخ کے معتقد تھے اسلئے مرزا صاحب بھی تناسخ کے قائل اور قیامت کے منکر ہوئے۔ اور قیامت کا منکر کبھی مجدد دین محمدی ﷺ نہیں ہوسکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یا تو یہ غلط ہے کہ مرزا صاحب بروز واوتار کرشن تھے اور اگر بروز کرشن ہونا سچا ہے تو مجدد ہونا باطل۔ کیونکہ کوئی مجدد کرشن نہیں ہوسکتا۔ کفر واسلام کیسے جمع ہوسکتے ہیں۔ دوسرا الہام مرزا صاحب: ''برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں''۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا صاحب)۔ پس مسئلہ اوتار کا قائل مسلمان ہی

نہیں، مجدد ہونا تو بڑی بات ہے۔

دوم: عیسائیوں کا مسئلہ ابن اللہ کا ہے جسکی قرآن میں بڑی سختی سے تردید کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَتَنشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۝} یعنی ''پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا واسطے رحمن کے اولاد کا''۔ دوسری جگہ فرمایا: {لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ} ''نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں اسکا کوئی شریک''۔ یعنی اللہ کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ وہ کسی کو بیٹا پکڑتا ہے جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نسبت پدری سے پاک ہے اور کوئی شخص اسکا بیٹا و اولاد نہیں کہلا سکتا۔ مگر مرزا صاحب نے خلاف نصوص قرآنی اپنے آپکو خدا کا بیٹا بنایا اور ''حقیقۃ الوحی'' میں اپنے الہام شائع کئے کہ خدا مجھ کو کہتا ہے ''انت منی بمنزلۃ ولدی'' ترجمہ: تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔ ''انت منی بمنزلۃ اولادی'' ترجمہ: تو میری اولاد کی جا بجا ہے۔ جب مرزا صاحب خدا کی اولاد اور بیٹے کی جا بجا ہوئے تو خدا کی اولاد اور بال بچے ثابت ہوئے۔ مزید برآں غضب کیا ہے کہ خدا کے پانی سے ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ کتابچہ ''اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۴'' پر لکھتے ہیں کہ ''خدا مجھ کو کہتا ہے کہ انت من مائنا وھم من فشل'' ترجمہ: تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ خشکی سے۔ اس الہام سے تو مرزا صاحب خدا کے حقیقی و صلبی بیٹے بن گئے۔ اب جائے غور ہے کہ یہ تجدید دین ہے کہ جن باطل مسائل کو اسلام نے ۱۳۰۰ برس کی کوشش سے مٹایا تھا وہی باطل مسائل جو دین اسلام میں داخل کر کے اسلام پر ہنسی کرائے وہ دشمن دین ہے یا مجدد ہے۔ پس یا تو یہ الہاماتِ مرزا صاحب، خدا کی طرف سے تھے یا نعوذ باللہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کا {لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ} فرمانا درست نہ تھا۔ مگر چونکہ قرآن کا فرمانا بجا ہے اور مرزا صاحب قرآن کے برخلاف چلے

ہیں اس واسطے ہرگز وہ مجدد نہ تھے۔

سوم: عیسائیوں کا مسئلہ تثلیث کو بھی مرزا صاحب نے اسلام میں داخل کیا۔ مرزا صاحب ''توضیح المرام'' کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کی محبت سے پھری ہوئی انسانی روح جو ۔۔۔۔اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخشتی ہے اسواسطے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہو ۔۔۔۔ ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کیلیئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے یعنی خدا اور انسان کی محبت سے روح القدس پیدا ہوتی ہے اور یہ تینوں ملکر پاک تثلیث ہے''۔

کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ پاک تثلیث کس نصِ شرعی سے ثابت ہے؟ اور اسی تجدید دین کے ہونے پر مرزا صاحب کو مجدد ہونے کا دعویٰ۔ یہ تحریر علاوہ خلافِ نص قرآنی کے قولہ تعالیٰ: {وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ} ترجمہ: ''مت کہو تین، باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوا اسکے نہیں اللہ معبود اکیلا پاکی ہے اسکو اس سے کہ ہو واسطے اسکے بیٹا''۔ اب مرزا صاحب کی تحریر صاف نصِ قرآنی کے برخلاف ہے۔ ایک خدا کی روح دوسری انسان کی روح کے جوڑہ ہونے سے مرزا صاحب کے مذہب میں روح القدس پیدا ہوتی ہے۔ اس پر ذیل کے امور غور طلب ہیں:

اول: خدا کی روح کا انسانی روح کے ساتھ اختلاط یعنی میل جول ہونا۔

دوم: انسانی روح کا خدا کی روح میں جذب ہونا۔

سوم: دونوں روحوں کا آپس میں جوڑہ ہونا اور ان ارواح سے روح القدس کا پیدا ہونا۔ یہ تینوں امر بالکل خلاف عقل ونقل وشرع محمدی ﷺ ہیں جنکا بیان حسب ذیل ہے:

۱...... چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک احد ہے اور {لَیسَ کَمِثْلِہٖ شَیئٌ} ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی روح پاک میں کسی انسانی روح کا اتصال ایک غلط اور باطل عقیدہ ہے۔ کیونکہ یہ محال ہے کہ روح انسانی جو مخلوق اور ممکن الوجود ہے ذات باری تعالیٰ میں جو خالق اور قدیم اور غیر متغیر اور واجب الوجود ہے اس میں مل سکے۔ پس یہ باطل ہے کہ انسانی روح خدا کی روح کے ساتھ مل جاتی ہے۔ پس اس عقل اور علم کا آدمی کبھی مجدد نہیں ہوسکتا جس کو خدا کی ذات اور انسان کی ذات کی تمیز نہ ہو اور خدا اور انسان کی نوعیت میں فرق نہ کرے۔

۲...... دوسرا امر بھی محال ہے کہ مخلوق خالق میں مل سکے اور انسان کا ہرگز یہ مرتبہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا کے ساتھ مل جائے۔ صرف غلبہ محبت سے ذاتِ باری تعالیٰ میں مغلوب الحال ہوسکتا ہے اور وہ بھی صرف تھوڑے عرصہ کیلئے۔ جیسا کہ حدیث ہے: ”لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی ولا مرسل“ نہ کہ خدا تعالیٰ کی روح سے حاملہ ہوکر بچہ جن سکتا ہے۔ یہ بالکل لغو ہے کہ انسانی روح خدا کی روح سے فاعل مفعول ہوکر ایک تیسری چیز روح القدس پیدا کرے یہ تو صرف مادی اشیاء کا خاصہ ہے کہ نر مادہ کے جوڑہ ہونے سے بچہ پیدا ہوتا ہے عالم ارواح وعالم ملکوت ایسے جوڑہ کہلانے سے پاک ہے۔ پس اس عقیدہ کا موجد اسلام کا دشمن ہے نہ کہ مجدد جو کہ ایسے بعد از عقل وشرع، باطل عقائد اسلام میں داخل کرتا ہے اور اسلام کی ہنسی کا باعث ہوتا ہے۔

۳...... روح القدس کو انسانی روح اور خدائی روح سے پیدا شدہ ماننا بالکل باطل خیال ہے کیونکہ روح القدس تو امر اللہ تعالیٰ ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ ایک فرشتہ ہوتا ہے بفحوائے آیۃ کریمہ: {وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ} یعنی بشر کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغیر وحی اور

حجاب کے بلاواسطہ کلام کرے۔ وحی کا آنا صرف انبیاء علیہم السلام پر ہوتا تھا اور وہی فرشتہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا جسکی کیفیت ''صحیح بخاری'' میں (جو اصح الکتب ہے تمام فرقہائے اسلام مانتے ہیں بلکہ مرزا صاحب بھی صحیح بخاری کو اصح الکتب مانتے ہیں) حضرت جبرائیل کا آنا مذکور ہے۔ یہاں تمام حدیث کی نقل کی گنجائش نہیں۔ ناظرین وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا کہ محمد ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل پیغام لاتے ہیں۔ چنانچہ امام غزالی ''مکاشفۃ القلوب'' میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر درود پڑھنے لگے اور۔۔۔۔۔۔ لگے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے وصال سے وہ بات منقطع ہوگئی جو کسی نبی و رسول کے وصال سے منقطع نہ ہوئی تھی یعنی حضرت جبرائیل کا آنا۔ (دیکھو مکاشفۃ القلوب، باب ۱۱۱)۔

حضرت محی الدین ابن عربی مقدمہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں: ''وحی بوساطت فرشتہ کے نازل ہوتی ہے اسی واسطے'' حدیث قدسی'' کو وحی یا قرآن نہیں کہتے انتہی۔ (فصوص الحکم، ص ۵۸)۔ پس جو شخص رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا مذہب چھوڑ کر اپنے من گھڑت ڈھکوسلے لگائے اور اپنے خوابوں اور کشفوں اور خیالوں کو وحی الٰہی کا رتبہ دیکر مدعی نبوت ورسالت ہو وہ مجدد کس طرح ہوسکتا ہے۔ مجدد تو اسی دین کو جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے وقت تھا اسی کو تازہ کرتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے: ''من تجدد لھا دینھا'' مگر جو شخص اپنے ایجاد کردہ مسائل خلاف نصوص شرعی ایجاد واختراع کرے وہ مجدد کس طرح مانا جاسکتا ہے۔

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکایا جانا اور صلیب کے عذابوں سے معذب ہونا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور اجماع امت بہ نص قرآن اس پر چلا آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ مصلوب ہوئے اور نہ صلیب کا کوئی عذاب انکو دیا گیا نہ صلیب

تک خدا نے آنے دیا۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ}
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر لٹکائے گئے اور نہ قتل کئے گئے مگر انکو خدا نے اٹھالیا۔
مگر مرزا صاحب نصوص قرآنی کے برخلاف فرماتے ہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور ''ما صلبوہ'' کے لفظ سے ہرگز یہ نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا۔ (دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۳۷۸)۔ پھر صفحہ ۳۸۰ پر لکھتے ہیں: ''پھر بعد اسکے مسیح ان کے حوالہ کیا گیا یعنی یہودیوں کے اور اسکو تازیانے لگائے گئے، طمانچے مارے گئے، مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا گیا'' الخ۔ پھر صفحہ ۳۹۲ پر لکھتے ہیں: ''مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اسکے اعضاء میں ٹھونکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہوگیا''۔

افسوس! مرزا صاحب اس عقیدہ میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو کر ملعون ہوئے یہودیوں کے ساتھ متفق ہوگئے کیونکہ جب صلیب پر چڑھائے جانا ملعون ہونے کا نشان ہے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے گئے اور صلیب کے زخموں سے عذاب دیئے گئے اور تمام لوگ دیکھ رہے تھے کہ مدعی رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاٹھ پر لٹکایا گیا اور طرح طرح کے عذاب اسکو دیئے گئے جو کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ {وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ} کے برخلاف ہے اور اس عقیدہ سے قرآن کی تکذیب ہوتی ہے جس میں بڑے زور سے فیصلہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہتے ہیں اور قرآن کا یہ فرمانا کہ {وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ} بالکل باطل ہوتا کہ کفار کا داؤ کہ مسیح کو صلیب پر لٹکایا جائے اور اسکی ذلت تمام جہان میں کی جائے، اس میں وہ کامیاب ہوئے اور خدا نے جو قرآن میں فرمایا کہ {وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ} غلط ہوا کیونکہ خدا تو کفار کا منہ دیکھتا رہا کہ مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا، عذاب دیئے گئے، اسکے اعضاء میں کیلیں ٹھونکی گئیں اور صلیب کے عذابوں سے زخمی ہو

کر غشی کی ایسی حالت میں ہوگیا کہ مردہ وزندہ میں تمیز نہ ہوسکی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح کی جان صلیب پر نہیں نکلی تھی۔ کیونکہ انجیل میں صاف لکھا ہے۔ دیکھو انجیل لوقا، باب ۲۳، آیت ۴۶: ''اور یسوع نے بڑی آواز سے کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کے دم چھوڑ دیا اور صوبہ دار نے یہ حال دیکھ کر خدا کی تعریف کی''۔ پس مرزاصاحب کا ڈھکوسلہ کہ صلیب پر مسیح کی جان نہیں نکلی تھی اور زندہ اوتار لیا گیا تھا، بالکل غلط اور آسمانی کتاب کے مقابلہ میں بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور کوئی مسلمان نہیں مان سکتا۔

۵ ...... تصویر کا بنانا اور رکھنا جو کہ شرع محمدی ﷺ میں حرام تھا، جائز کیا اور اپنی عکسی تصویر بنوائی اور مریدوں کو رکھنے کی اجازت دی۔

۶ ...... دعویٰ نبوت ورسالت میں مرزاصاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی (جس میں فرمایا تھا ''لا نبی بعدی'' اور قرآن شریف میں محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا تھا) کھلی کھلی مخالفت کی ہے جو کہ مجدد کی ذات سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مرزاصاحب کذابوں کی چال چلے ہیں نہ کہ مجدد کی۔ پس کذابوں کی فہرست میں آسکتے ہیں نہ کہ مجددین کی فہرست میں، جسکی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

۱ ...... مرزاصاحب کا دعویٰ کہ میں امتی نبی ہوں، رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی اللّٰہ و أنا خاتم النبیین لا نبی بعدی و لا تزال طائفة من امتی علی الحق'' (رواہ أبو داؤد والترمذی)۔ یعنی میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے مدعی نبوت ہونگے جو کہ امتی بھی ہونگے اور اپنے آپ کو نبی بھی کہلائیں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس جس قدر مدعی

نبوت ورسالت گذرے ہیں سب امتی تھے اور مرزا صاحب کی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری سے نبوت حاصل ہونا بتاتے تھے اور مرزا صاحب کی طرح کہتے تھے کہ قرآن کی آیات ہم پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ یحییٰ بن زکرویہ قرمطی جس نے بغداد میں دعویٰ نبوت کیا تھا وہ کہتا تھا کہ قرآن کی آیات مجھ پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔ مرزا صاحب نے بھی اسکی پیروی کر کے ازالہ اوہام ص ۳۸۹ میں لکھا ہے کہ ”یا عیسی انی متوفیک ورافعک (الخ)“ یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنے قبضہ میں کرلوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔ یہ آیت مجھ پر دوبارہ نازل ہوئی ہے اور میں عیسیٰ بن مریم ہوں اور یہی انکے مسیح موعود ہونے کی دلیل ہے اور یہ سخت غلط فہمی ہے کیونکہ اگر خواب میں کوئی آیت قرآن کسی مسلمان کی زبان پر آجائے تو وہ دوبارہ نازل نہیں ہوتی۔ قریباً تمام مسلمان خواب میں قرآن کی آیات پڑھتے ہیں بلکہ حافظوں کی زبان پر تو کئی کئی ورق جاری رہتے ہیں۔ مگر سوا مرزا صاحب اور یحییٰ کاذب مدعی نبوت کے کوئی مسلمان اس بات کا معتقد نہیں کہ مجھ پر آیات قرآن دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔

۲...... یہی آیت پہلے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اس نے (محمد ﷺ) جو افصح العرب تھا اور اہل زبان تھا اس نے تو عیسیٰ کے معنی جو اس آیت میں ہیں عیسیٰ ابن مریم ہی سمجھے اور یہ نہ کہا کہ خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے حالانکہ اس وقت ابتدائے اسلام میں اس بات کی ضرورت بھی تھی کہ عیسائیوں کو ساتھ ملایا جائے۔ اور دوسری طرف انجیل میں حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا بھی موعود تھا۔

۳...... یہ بالکل غلط خیال ہے کہ قرآن مجید میں جو نام کسی قصہ کے سلسلہ میں مذکور ہو وہ آیت دوبارہ نازل شدہ سمجھ کر ملہم یا خواب میں خود وہی شخص بن جائے جس کا ذکر قصہ میں ہورہا

ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کی زبان پر خواب میں جب ’’یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ‘‘ جاری ہوا تو سمجھ لیا کہ خدا نے میرا نام آدم رکھا ہے۔ اور مریم کا نام آیا تو کہہ دیا کہ مجھ کو خدا نے مریم کہا ہے اور حاملہ بھی ہو گئے۔ ایسے ایسے تاویلات اور بے سند دعاوی صحیح دماغ کا کام نہیں۔ ایسی کچی باتیں بنانے والے کو کبھی مجدد نہیں کہہ سکتے۔

۴...... مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ میرا کلام قرآن کی مانند بے مثل ہے، یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ مسیلمہ نے قرآن بنایا۔ صالح بن ظریف نے اپنے کلام کو انسانی طاقتوں سے برتر کہا۔ محمد علی باب اور متنبی شاعر نے بھی اپنے کلام کو معجزہ کہا، غرض کذابوں کی چال ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن کے تحدی کو توڑا۔ کوئی بتائے کہ ایسا شخص مجدد کیونکر ہو سکتا ہے جس نے وہ کام کر دکھلایا جو کسی کافر سے نہ ہو سکا۔ یعنی قرآن کی مثل لانا۔

۵...... تکفیر اہل اسلام میں بھی مرزا صاحب کذابوں کی چال چلے ہیں۔ سید جونپوری۔۔۔۔ نے اپنا چمڑہ دو انگلیوں میں پکڑ کر کہا کہ جو شخص اس ذات سے مہدویت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

دوم: افرس کذاب نے بھی کہا تھا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ خدا اور محمد ﷺ کو نہیں مانتا، اسکی نجات نہیں ہوگی۔ یہ سن کر لاکھوں نے اسکی بیعت کر لی۔ (دیکھو افادۃ الافہام، ص ۲۶۸)۔ مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(دیکھو حقیقۃ الوحی، ص ۱۶۴)

۶...... تنسیخ مسائل شرع: مرزا صاحب نے اکثر مسائل شرع کی تنسیخ کی، جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ کو حرام کر دیا۔ یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ مسیلمہ نے ایک نماز معاف کر دی تھی۔ عیسیٰ بن مہرویہ نے بہت مسائل پلٹ دیئے۔ مرزا صاحب کی طرح قوائے انسانی قرار دیتا

تھا جیسا مرزا صاحب نے حضرت جبرائیل وغیرہ ملائکہ کو اور روح کو اکب کہا ہے۔ پس مجدد کس طرح ہوئے۔

۷.....وفات حضرت عیسیٰ اور اسکے بروزی ظہور کا عقیدہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ابراہیم نذیہ کذاب بھی یہی چال چلاتا تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں وہ نہیں آ سکتے اور مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم میں ہوں اور مرزا صاحب کی مانند نزول کے معنی پیدا ہونے کو بتاتا تھا۔ ایک حبشی بھی جزیرہ جمیکہ میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ مرزا صاحب سے پہلے کر چکا ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ مجدد دین کی چال ہے جو مرزا صاحب چلے ہیں یا کذابوں کی؟ کسی مجدد نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا؟

۸.....متعدد دعاوی کرنا کہ میں مسیح موعود، مثیل عیسیٰ، رجل فارسی، مجدد، مصلح، مہدی، مریم، موسیٰ، محمد ﷺ، کرشن وغیرہ بھی کذابوں کی چال ہے کرمتیہ کاذب مدعی نے بھی متعدد دعوے کئے تھے جو کہ معتمد کی خلافت میں مدعی نبوت ہوا تھا اور کہتا تھا کہ میں عیسیٰ ہوں، داعیہ ہوں، حجت ہوں، ناقہ ہوں، روح القدس ہوں، یحییٰ بن زکریا ہوں، مسیح ہوں، کلمہ ہوں، مہدی ہوں، محمد بن حنفیہ ہوں، جبرائیل ہوں۔ (دیکھو صفحہ ۵۷۱ حجج الکرامہ)

۹.....رمضان میں سورج و چاند گرہن کو اپنے مہدی ہونے کی دلیل پیش کرنا یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ ۶۲ و ۶۳ ہجری میں محمد بن حنفیہ کاذب مدعی نبوت نے اپنی صداقت کا آسمانی نشان بتایا کہ میرے وقت رمضان میں ہر دو گرہن ہوئے۔ ۱۰۷ و ۱۰۸ ہجری میں جعفر کاذب کے وقت رمضان میں ہر دو گرہن ہوئے۔ ۷۶۷ ہجری میں عباس کاذب مدعی مہدویت کے وقت رمضان میں ہر دو گرہن ہوئے۔ ۱۰۸۸ ہجری میں محمد نے دعویٰ مہدویت کیا اور ہر دو گرہن ہوئے۔ غرض یہ بھی کذابوں کی چال ہے کہ جب رمضان میں

چاند وسورج کا گرہن ہوتو کوئی نہ کوئی مہدی کھڑا ہو جاتا ہے۔

۱۰......نبوت دو قسم تشریعی وغیر تشریعی قرار دیکر نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنا یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ''لانبی بعدی'' فرمایا ہے کہ کسی قسم کا نبی میرے بعد نہ ہوگا۔ مگر مرزا صاحب کل اجماع امت کے برخلاف کذابوں کی چال چلے ہیں۔ سید محمد جونپوری مہدی غیر تشریعی نبوت کا مدعی تھا اور مرزا صاحب کی طرح کہتا تھا کہ میں تابع محمد ﷺ ہوں اور فنافی الرسول ہونے کے سبب نبی ورسول ہوں۔ چنانچہ ''رسالہ اعتقادیات'' مصنفہ عالم میاں مہدوی میں لکھا ہے: ''پس ہونا مہدی علیہ السلام کا یعنی سید محمد کا ان اوصاف پر، نہیں مخالف ہے کتاب وسنت واجماع کا۔ کیونکہ نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے نہ کہ متبع نبی ممنوع ہے''۔ یعنی نبی غیر تشریعی سید محمد جونپوری محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہے اسواسطے اسکا دعویٰ نبوت محمد ﷺ کے تابع ہے۔

مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں کہ میرے دعوے نبوت سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ میرا دعویٰ نبوت محمد ﷺ کی تابعداری سے ہے اور یہ خبر نہیں کہ سب کذابون امت محمدی ﷺ میں اور تابع قرآن وسنت کے ہوکر مدعی نبوت ورسالت ہوئے ہیں۔ کیونکہ محمد ﷺ کی پیشگوئی ہے کہ امتی بھی ہونگے اور نبی ہونے کا بھی زعم کرینگے۔ پس مجدد کی شان سے بعید ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرے اور نہ مدعی نبوت ووحی بھی مجدد ہو سکتا ہے۔

۱۱......رسولوں کا ہمیشہ آنا۔ یہ بھی کذابوں کی چال ہے۔ منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ ابومنصور جو فرقہ منصوریہ کا بانی ہے اسکی تعلیم یہ تھی کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ امتی ہمیشہ آتے رہیں گے۔ یہ دعویٰ نبوت شان محمدی ﷺ کو دوبالا کرتا ہے کہ اسکے امتی نبی ہوں اور یہ خبر نہیں کہ سب کذابون ایسا کرتے آئے ہیں۔ بھلا کبھی صحابہ کرام و

اولیاء عظام میں سے بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس مدعیان نبوت ہرگز مجدد نہیں ہو سکتے۔

۱۲..... حقائق و معارف قرآنی کا دعوے سے اپنے من گھڑت ڈھکوسلوں سے یہ بھی کذابون کی چال ہے۔ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ملل ونحل'' میں لکھا ہے کہ مغیرہ نے دعویٰ نبوت کیا اور کہتا تھا کہ حقائق معارف قرآن کے میرے مانند کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن میں جو امانت کا ذکر ہے کہ کسی نے نہ اٹھائی۔ مگر انسان نے اٹھائی اسکا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانت یہ تھی کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو امام نہ ہونے دینا ''وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا'' ان دونوں ظلوم جہول سے مراد حضرت عمر و ابوبکر رضی اللہ عنہما ہے جنہوں نے آپس میں مشورہ کر کے حضرت علی کو امام نہ ہونے دیا۔ ایسا ہی مرزا صاحب کے حقائق و معارف ہیں کہ ''والعصر'' کے اعداد حروف میں بحساب قمری دنیا کی ابتداء سے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا زمانہ ۴۷۴۰ برس ہے۔ اور بڑے فخر سے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بتاؤ ایسے حقائق و معارف میرے سوا کوئی بتا سکتا ہے اور کسی تفسیر میں نہیں۔ حالانکہ تفسیر میں لکھا ہے کہ یہودی قرآن کے حروف سے عدد نکال کر مدت سال و ماہ نکالا کرتے تھے۔ چنانچہ ۔۔۔۔۔۔ سے ۲۳۲ سال نکال کر کہا کہ اتنی مدت محمد ﷺ کی امت میں ملک رہے گا۔

دوم: ازالہ اوہام، صفحہ ۱۱۴ پر ''اخرجت الارض اثقالها یعنی زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکال دے گی۔ یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو بمنصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ انکے اندر علوم وفنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی و دماغی طاقتیں اور لیاقتیں ان میں مخفی ہیں، سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی۔ اور انسانی قوتوں کا آخری نچوڑ باہر نکل آئے

گا‘‘ (الخ)۔

یہ خوب حقائق و معارف ہیں کہ قیامت ہی سے انکار ہے اور یوم الآخرت کو صاف جواب ہے کہ قیامت وغیرہ کوئی نہیں آئے گی۔ صرف علوم وفنون کے زمانہ کو قیامت کہتے ہیں۔ اب کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسا شخص مجدد ہے یا بدعتی۔ کہ ایسے ایسے من گھڑت مسائل سے اسلام کو مکدر کرتا ہے۔ ابومنصور مدعی نبوت بھی ایسے ایسے معارف بیان کیا کرتا تھااور اسکے مرید مرزائیوں کی طرح حقائق و معارف پر فخر کیا کرتے تھے۔قرآن مجید میں جو {حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ} یعنی خدا نے تمہارے پر مردہ اور خون اور سور کا گوشت حرام کیا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں جو سمجھا گیا ہے۔ دراصل یہ چند اشخاص کے نام ہیں جنکی محبت حرام کی گئی ہے۔ بھلاایسی چیزوں کو جو انسان کی قوت کا باعث ہے خدا کیوں حرام کرنے لگا تھا۔ (دیکھو منہاج السنۃ)

ناظرین! اب معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب بھی انہیں حقائق و معارف بیان کرنے والوں میں سے تھے، نہ دین محمد رسول اللہ ﷺ کے مجدد۔

۱۳......مہدی موعود کے دعوے میں بھی مرزا صاحب کذابوں کی چال چلے ہیں۔ سید محمد جونپوری نے جب دعویٰ مہدی ہونے کا کیا اور مدعی وحی ہوا کہ مجھ کو وحی الٰہی ہوئی ہے: ’’قل انی عبداللّٰہ تابع محمد رسول اللّٰہ مہدی الزمان وارث نبی الرحمان عالم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة والرضوان انتہی۔ (دیکھو ’’عقیدہ شریفہ‘‘ جو ایک کتاب فرقہ مہدویہ کی ہے)۔ تو علماء اسلام نے اعتراض کیا کہ مہدی موعود تو آل رسول ہونگے اور آپکا نام محمد ﷺ اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ چونکہ تمہارے باپ کا نام سید خان ہے اسلئے تم مہدی موعود نہیں ہو سکتے۔ تو اسکا جواب جونپوری نے یہ دیا کہ خدا قادر نہیں کہ سید خان کی بیٹی کو

مہدی بنادے۔ ایسا ہی مرزا صاحب پر جب اعتراض ہوا کہ آپ مغل ہیں، سید بھی نہیں، مہدی موعود کس طرح ہو سکتے ہیں، یہ دعویٰ صحیح حدیثوں کے برخلاف ہے۔ تو آپ بھی جواب دیتے ہیں کہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ مہدی ضرور آل رسول ہو اور سید ہو، روحانی آل مراد ہے۔ گویا مرزا صاحب مخبر صادق محمد ﷺ کی غلطی نکالتے ہیں کہ سید ہونا اور فاطمی ہونا جو حدیثوں میں آیا ہے، غلط ہے۔ اب بتاؤ مرزا صاحب کی یہ کارروائی مجددوں کی ہے یا کاذبوں کی۔ اب کوئی انصاف کرے اور ایمان سے کہے کہ مرزا صاحب نے کونسی تجدید دین واحیاء سنت نبوی کی ہے کہ انکو مجدد مانا جائے ؎

ہرگز نہ رسی بہ کعبہ ای اعرابی   کہ این راہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

پس مسلمان ہوش کریں اور اہل ایمان مسلمانوں کی طرح رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی چال چلیں اور کذابوں کی چال نہ چلیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نمبر جلد

مرزائیوں کا مجسم خدا

مِنجَانِبْ

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ناظرین! ذیل میں مرزا صاحب کی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' سے ایک نشان انکی صداقت کا نقل کیا جاتا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ دیکھو حقیقۃ الوحی، نشان ۱۰۶ صفحہ ۲۵۵: (نقل اصل عبارت حرف بحرف)

''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تأمل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑ کا جیسا کہ جب قلم پر سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت

نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اسکے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر، اسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اسکے پاس موجود ہے''۔

ناظرین! یہ پوری پوری عبارت نقل کی ہے تا کہ مرزائیوں کا کوئی عذر باقی نہ رہے کہ ساری عبارت کا کچھ اور مطلب ہے۔ اس نشان صداقت مرزا صاحب میں چند امور خلاف عقل وخلاف قانون قدرت جسکی بناء پر مرزا صاحب آسمانی حیات وصعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتے تھے۔ وھو ھذا:

نمبر ۱: مرزا صاحب عالم کشف وخواب میں آسمان پر گئے یا خدا تعالیٰ قلم دوات لیکر مرزا صاحب کے پاس آئے جو کہ دونوں صورتوں میں باطل ہے۔ مرزا صاحب کا خدا کے پاس جانا بمعہ لباس وجسد عنصری باطل ہے کیونکہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف اسکے برخلاف ہیں۔ قلم دوات وکاغذ مادی اشیاء کا خدا تعالیٰ کے پاس ہونا باطل ہے اور خدا تعالیٰ کا دنیا میں قلم دوات لیکر آنا مضحکہ خیز بات ہے۔

نمبر ۲: قلم دوات وکاغذ جس پر مرزا صاحب کی پیشگوئیاں لکھیں، خدا تعالیٰ اپنے ساتھ لایا تھا یا مرزا صاحب کے پاس سنوری مسجد میں پہلے سے موجود تھیں۔ اگر کہو کہ اسکا کیا ثبوت ہے تو دیکھو الہام مرزا صاحب حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۹: ''**وننزل علیک اسرار من السماء**'' ترجمہ: ہم تیرے لئے آسمان سے پوشیدہ باتیں نازل کرینگے۔ جس سے ثابت ہے کہ خدائی سامان سب آسمان پر ہے۔

نمبر ۳: جب کرتہ اور ٹوپی پر سرخی کے نشان پڑے تو ثابت ہوا کہ سرخی حقیقی تھی جب سرخی حقیقی تھی تو قلم دوات وکاغذ بھی حقیقی ہونگے اور جب کرتہ موجود ہے تو قلم دوات وکاغذ جس پر خدا تعالیٰ کے دستخط ہوئے ضرور موجود ہوگا، وہ بھی نکالنا چاہیے تاکہ قادیانی خدا کے دستخطوں کی زیارت کی جائے اور سچ جھوٹ کے ظاہر کرنے کے واسطے کسی کیمیکل اگزیمز کے پاس واسطے تشخیص کے بھیجی جائیں کہ کس کارخانہ کی ساخت ہیں۔

نمبر ۴: اگر بموجب قاعدہ کلیہ خواب کی باتیں حقیقی نہ تھیں تو پھر یہ بالکل جھوٹ ثابت ہوا کہ سرخی کے قطرے کرتہ اور ٹوپی پر خدا نے ڈالے اور خدا تعالیٰ کی حقیقی زیارت بھی جھوٹ ہے۔

نمبر ۵: یہ دلیل کہ خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے اگر مرزا صاحب کی سچی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور نزول فرمانے کو یہی دلیل انکے مخالفین کی طرف سے کافی ہے۔ جب خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے ہی خاص کرشمہ قدرت سے بغیر باپ پیدا ہوئے اور ہست تھے اسکا آسمان پر لے جانا اور کچھ مدت دراز تک زندہ رکھنا کیا مشکل ہے۔ آسمانی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت آدم، نوح وغیرہم علیہم السلام کی عمریں ہزار ہزار برس کے قریب تھیں۔ پس مرزا صاحب خود مان گئے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی خاص قدرت کاملہ سے آسمان پر جا سکتے ہیں ورنہ محال عقلی کے رو سے مرزا صاحب کا کشف باطل ہے۔

نمبر۶: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود سے اس واسطے انکار کرتے ہیں کہ محال عقلی ہے کہ کرہ زمہریر سے کوئی شخص گزر نہیں سکتا، خود کس طرح خدا تعالیٰ کے پاس چلے گئے اور کرتہ بھی ساتھ تھا۔ جس سے ثابت ہے کہ جسم خاکی کے ساتھ گئے بلکہ میاں عبداللہ بھی ساتھ تھا کیونکہ اسکی ٹوپی پر سرخی کے قطرے پڑے تھے اگر کہو کہ عالم کشف کی باتیں وہمی وخیالی ہوتی ہیں اصلی نہیں ہوتیں مرزا صاحب روحانی طور پر خدا کے پاس گئے تھے تو یہ باطل ہے کیونکہ سرخی کے قطرے جو پڑے وہ بتا رہے ہیں کہ وہمی وخیالی باتیں نہ تھیں بلکہ اصلی وحقیقی تھیں جو کہ ابتک تبرک کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔

نمبر۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود کے واسطے نظیر طلب کرتے ہیں اب خود نظیر پیش کریں کہ جب سے دنیا بنی ہے کسی شخص نے خدا سے دستخط کرائے اور اسکے کپڑوں پر سرخی کے دھبے وقطرے ڈالے گئے؟ ایک کا نام بتاؤ۔

نمبر۸: خدا تعالیٰ کے دستخط کرنیکی کوئی نظیر ہے تو پیش کرو کہ فلاں شخص کی پیشگوئیاں پر پہلے بھی خدا تعالیٰ نے دستخط کئے تھے اور وہ دستخط کس زبان میں تھے انگریزی یا عربی میں اوران دستخطوں میں کیا لکھا ہوا تھا: اللہ، پرمیشر، رام، گاڈ۔ یا غلام احمد ونوردین۔

نمبر۹: دستخط پورے تھے یا مختصر کیونکہ مرزا صاحب نے تشریح نہیں کی دستخط پورے نام کے بھی ہوتے ہیں اور انیشل بھی ہوتے ہیں یعنی مختصر اور حکام دستخط کرتے وقت دونوں میں سے ایک طریق اختیار کرتے ہیں۔

ناظرین! یہ ہے اس فلسفی وسائنس دان اور موجودہ علوم جدیدہ کے عالم کی فلاسفی کے خدا

دلیل بات ہے کہ ایک ہی امر یعنی آیت قرآن کا حالت خواب میں زبان پر جاری ہونا مرزا صاحب کو رسول بنائے اور دوسرے شخص کے واسطے مکر اللہ وسوسہ ہو۔

۵.....قرآن شریف کی آیت {وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ} سے یہ سمجھنا کہ میں رسول اور نبی ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام نے میری نسبت پیشگوئی کی تھی، کیسی کچی بات ہے حالانکہ الفاظ آیت کے صاف صاف بتا رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا میں اسکی بشارت دیتا ہوں۔ ”بعدی“ میں یاء متکلم کی ہے اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ آئے یا غلام احمد آیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد ﷺ آئے تو ثابت ہے کہ محمد ﷺ کے حق میں بشارت ہے نہ کہ غلام احمد کے حق میں جو محمد ﷺ سے بھی ۱۳۰۰ سے برس بعد آیا۔

دوم: حدیث شریف میں ہے: ”عن العرباض بن سارية عن رسول اللّٰہ ﷺ انه قال: انی عند اللّٰہ مکتوب بخاتم النبیین، وان آدم لمنجدل فی طینته، سأخبركم بأول امری: دعوة ابراهيم وبشارة عيسى ورؤيا أمّي التي رأت حين وضعتنی وقد خرج لها نور أضاءت لها منه قصور الشام“

(رواه فی شرح السنة عن ابی امامة)

”روایت ہے عرباض بن ساریہ سے انھوں نے نقل کی رسول خدا ﷺ سے کہ فرمایا تحقیق میں لکھا ہوا ہوں اللہ کے نزدیک ختم کرنے والا نبیوں کا کہ بعد میرے کوئی نبی نہ ہو اس حال میں کہ تحقیق آدم پڑے تھے زمین پر اپنی مٹی گوندی ہوئی میں اور اب خبر دوں میں تم کو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت ابراہیم کی ہے اور نیز بدستور اول امر میرا خوشخبری دینا عیسیٰ کا ہے یعنی جیسا کہ اس آیت میں ہے {وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م

بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ} اور بدستور اول خواب دیکھنا میری ماں کا ہے کہ دیکھا انھوں نے اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کیلئے ایک نور کہ روشن ہوئے انکے لئے اس نور سے محل شام کے"۔

(نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ساتھ اسناد عرباض کے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے ابوامامہ سے ساخبرکم سے آخر تک، دیکھو مظاہر حق، جلد ۴ صفحہ ۵۰۷ مطبوعہ نولکشور)

پس ثابت ہوا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غلام احمد کے آنے کی بشارت دی تھی۔

دوم: مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے نہ کہ احمد اس سے ہزار درجہ بہتر سر سید اور سید احمد بریلوی کا دعویٰ ہو سکتا تھا کیونکہ انکا نام فقط احمد تھا اور سید انکی ذات تھی۔

سوم: محمد ﷺ نے جب خود فیصلہ کر دیا کہ یہ بشارت میرے واسطے عیسیٰ علیہ السلام نے کی ہے تو پھر ۱۳ سو برس کے بعد ایک امتی کا کہنا کون مان سکتا ہے جس کی اپنی مرضی نہیں ہے یعنی مدعی بھی آپ ہی ہے اور ثبوت بھی خود ہی بنا لیتا ہے اور الٹے معنی کرتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بشارت اپنے واسطے فرمائی۔ پس مرزا صاحب رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں کاٹ سکتے اور نہ اسکا بطلان کر سکتے ہیں اور نہ کوئی مسلمان مان سکتا ہے۔

۶......الہام مرزا صاحب "انت من مائنا وھم من فشل" "تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ خشکی سے۔ (اربعین نمبر ۳، صفحہ ۳۴)۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ آج تک کوئی خدا کے پانی سے ہوا؟

۷......الہام حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۶: "یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ" ترجمہ: اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں رہو۔ اس الہام سے تو مرزا صاحب عورت بن گئے خدا تعالیٰ عورت و مرد میں تمیز نہیں کر سکتا کہ مرد کو عورت کہہ رہا ہے یا مرزا صاحب غلط سمجھے کہ

ایک عربی عبارت جوخواب میں انکی زبان پر جاری ہوئی اسکو وحی الٰہی سمجھے اور خود مریم بن بیٹھے۔

۸......''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون'' ترجمہ: تحقیق اب مرتبہ تیرا یہ ہے کہ تو جس چیز کا ارادہ کرے پس اس قدر کہہ دے کہ ہوجا وہ ہوجائیگی۔ کیا یہ کن فیکون کے خدائی اختیارات نہیں۔ (اخبار الحکم، مورخہ ۲۴ رفروری ۱۹۰۵ء)

۹......''انت منی بمنزلۃ ولدی، اولادی، عرشی، تفریدی'' یہ تمام اسلامی تعلیم ونصوص شرعی کے برخلاف ہیں۔

۱۰......''یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک'' ترجمہ: خدا تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔

ناظرین! حمد حق رب العالمین کا ہے کہ مخلوق خالق کی حمد کرے مگر یہاں خالق مخلوق کی حمد کرتا ہے اور الحمد للہ رب العالمین کو بھول گیا۔

۱۱......دنیا پر کے تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۹)۔

یہاں پر تو مرزا صاحب سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گئے۔

۱۲......برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ یعنی مرزا صاحب برہمن اوتار ہیں اب ہندوؤں کے اوتار کا مسئلہ بھی مانتے ہیں۔

ناظرین! مرزا صاحب کے کشوف والہامات بہت تعداد میں ہیں جو خلاف شرع وقرآن و حدیث ہیں اور چونکہ شریعت محمدی ﷺ میں باجماع امت کشوف والہامات حجت شرعی نہیں اور جب تک کشوف والہامات شریعت کی کسوٹی پر پرکھے نہ جائیں، قابل اعتبار نہیں اور وساوس ہیں۔ مگر مرزا صاحب اپنے انہیں کشوف والہامات کو بلا دلیل وحی الٰہی کا مرتبہ دیتے

ہیں اور انہیں کشوف والہامات کی بناء پر نبوت ورسالت کے مدعی ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب ''تتمہ حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں: ''پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی (مرزا صاحب) کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی (مرزا) مبعوث ہوگیا اور اس قوم کو ہزاروں اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ انکو جرائم کی سزا دیجائے''۔ پھر صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں: ''ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ پہلے رسول نہ بھیج دیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ گذشتہ کے واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب طاعون کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے (الخ)۔

ناظرین! یہ تمام جھوٹ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آیا ہے تو بتائیں حالانکہ سینکڑوں وبائی بیماریاں اور زلزلے یعنی عذاب آتے رہے مگر کوئی نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ۱۳ سو برس تک نہ آیا ۹ ۱۴ھ میں سخت طاعون آئی مگر کوئی نبی نہ آیا۔ ہندوستان میں شاہ جہان کے وقت سخت طاعون پڑے کوئی نبی نہ آیا پس یہ غلط ہے۔ پھر ''تتمہ حقیقۃ الوحی'' صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں: ''عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے''۔ یہ غلط ہے مسیح موعود کا رسول و نبی ہونے کا ہرگز دعویٰ نہ ہوگا بلکہ وہ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھے گا جیسا کہ حدیثوں میں ہے۔ اشتہار مورخہ ۵ رنومبر ۱۹۰۱ء میں لکھتے ہیں: ''ایک صاحب (مرزائی) پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے

ایک عربی عبارت جوخواب میں انکی زبان پر جاری ہوئی اسکو وحی الٰہی سمجھے اور خود مریم بن بیٹھے۔

۸......"انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون" ترجمہ: تحقیق اب مرتبہ تیرا یہ ہے کہ تو جس چیز کا ارادہ کرے پس اس قدر کہہ دے کہ ہوجا وہ ہوجا ئیگی۔ کیا یہ کن فیکون کے خدائی اختیارات نہیں۔ (اخبار الحکم، مورخہ ۲۴رفروری ۱۹۰۵ء)

۹......"انت منی بمنزلة ولدی، اولادی، عرشی، تفریدی" یہ تمام اسلامی تعلیم ونصوص شرعی کے برخلاف ہیں۔

۱۰......"یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک" ترجمہ: خدا تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔

ناظرین! حمد حق رب العالمین کا ہے کہ مخلوق خالق کی حمد کرے مگر یہاں خالق مخلوق کی حمد کرتا ہے اور الحمد للہ رب العالمین کو بھول گیا۔

۱۱......دنیا پر کے تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۹)۔
یہاں پر تو مرزا صاحب سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گئے۔

۱۲......برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ یعنی مرزا صاحب برہمن اوتار ہیں اب ہندوؤں کے اوتار کا مسئلہ بھی مانتے ہیں۔

ناظرین! مرزا صاحب کے کشوف والہامات بہت تعداد میں ہیں جو خلاف شرع وقرآن و حدیث ہیں اور چونکہ شریعت محمدی ﷺ میں باجماع امت کشوف والہامات حجت شرعی نہیں اور جب تک کشوف والہامات شریعت کی کسوٹی پر پرکھے نہ جائیں، قابل اعتبار نہیں اور وساوس ہیں۔ مگر مرزا صاحب اپنے انہیں کشوف والہامات کو بلا دلیل وحی الٰہی کا مرتبہ دیتے

ہیں اور انہیں کشوف والہامات کی بناء پر نبوت ورسالت کے مدعی ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب ’’تتمہ حقیقۃ الوحی‘‘ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں: ’’پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی (مرزا صاحب) کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی (مرزا) مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزاروں اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ انکو جرائم کی سزا دیجائے‘‘۔ پھر صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں: ’’ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ پہلے رسول نہ بھیج دیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ گذشتہ کے واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب طاعون کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے (الخ)۔

ناظرین! یہ تمام جھوٹ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آیا ہے تو بتائیں حالانکہ سینکڑوں وبائی بیماریاں اور زلزلے یعنی عذاب آتے رہے مگر کوئی نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ۱۳ سو برس تک نہ آیا ۹ ۴ے ھ میں سخت طاعون آئی مگر کوئی نبی نہ آیا۔ ہندوستان میں شاہ جہان کے وقت سخت طاعون پڑے کوئی نبی نہ آیا پس یہ غلط ہے۔ پھر ’’تتمہ حقیقۃ الوحی‘‘ صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں: ’’عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے‘‘۔ یہ غلط ہے مسیح موعود کا رسول و نبی ہونے کا ہرگز دعویٰ نہ ہوگا بلکہ وہ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھے گا جیسا کہ حدیثوں میں ہے۔ اشتہار مورخہ ۵ رنومبر ۱۹۰۱ء میں لکھتے ہیں: ’’ایک صاحب (مرزائی) پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے

دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے اس میں ایسے لفظ رسول و مرسل و نبی کے موجود ہیں''۔

ناظرین! اس تحریر مرزا صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نبی وہ رسول ہیں اور مدعی وحی الٰہی ہیں جو مدعی وحی الٰہی ہے وہ ضرور مدعی نبوت و رسالت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ {قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ} یعنی فرق کرنے والی درمیان عوام و نبی و رسول کے وحی ہے۔ پس جو شخص مدعی وحی ہے یعنی کہتا ہے کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے وہ رسول و نبی ہونے کا مدعی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ''ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع''۔ ابن حجر مکی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں: ''من اعتقد وحیا من بعد محمد رسول اللہ ﷺ کان کافرا باجماع المسلمین''۔ پس مرزا صاحب کا دعویٰ وحی کا بھی ہے اور نبوت و رسالت کا بھی ہے فرماتے ہیں: ''من میزبم بوحی خدائیکه با من ست۔ پیغام اوست چوں نفس روح پرورم''۔ (دیکھو درثمین صفحہ ۱۰۹)۔ الہام مرزا صاحب: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' ترجمہ: ''کہہ اے لوگو تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں تمہارے تمام کی طرف''۔ (معیار الاحیاء، مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۲ و ۳)۔ ''تم سمجھو کہ قادیان اسلئے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول و فرستادہ قادیان میں تھا''۔ (دافع البلاء، صفحہ ۵)۔ ''خدا تعالیٰ قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے''۔ (الضیاء صفحہ ۱۰)۔ ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔ (الضیاء صفحہ ۱۱)

غرض مرزا صاحب پر تین الزام ہیں جنکے باعث مرزا صاحب کو علماء اسلام کافر کہتے ہیں۔

اول: انکا خدائی صفات کا حالت کشف میں دعویٰ کرنا اور پھر اس کشف کو سچا کرنے کی

کوشش کرنا اور بجائے توبہ کے تاویلات باطلہ سے خواب شرک بھرے کو جو وسوسہ تھا خدائی وحی ثابت کرنا۔

دوم: نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنا اور بعض مسائل دین کا خلاف قرآن منسوخ کرنا۔

سوم: انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا اور انکے معجزات سے انکار کرنا اور بزرگان دین واہل سنت کی ہتک کرنا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں: ’’ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسکو نبی قرار دیں‘‘ انتہی۔ (ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ ۷)۔ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں حالانکہ بموجب تعلیم قرآن کسی نبی کے حق میں ایسے ایسے کلمات کوئی مسلمان استعمال نہیں کرسکتا۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم عیسائیوں کی خاطر نہیں کرتے چونکہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو مانتے ہیں۔ پس جو شخص ایسے ایسے ہتک آمیز کلمات انبیاء علیہم السلام کی شان میں کہتا ہے وہ قرآن کا منکر ہے۔ بزرگان دین کے حق میں فرماتے ہیں مصرعہ ’’**صد حسین ست در گریبانم**، زندہ علی میں ہوں‘‘۔

ناظرین! مسلمانوں کے پاس تو مرزا صاحب کی تحریریں موجود ہیں جنکے خلاف شرع ہونے کے باعث مرزا صاحب اور انکے مریدوں کو کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور کافر کہتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کے مقابلہ پر انکو کافر کہتے ہیں مگر دلیل کوئی پیش نہیں کرسکتے کہ اس وجہ سے مسلمان کافر ہیں۔ صرف یہ وجہ تکفیر بیان کرتے ہیں کہ چونکہ مسلمان ہم کو کافر کہتے ہیں اس واسطے ہم انکو کافر کہتے ہیں اور چونکہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتے اس واسطے وہ کافر ہیں حالانکہ یہ جواب بالکل نامعقول ہے۔ مسلمان مرزا صاحب اور مرزائیوں کو نبوت ورسالت کے مدعی ہونے کے باعث کافر کہتے ہیں مگر آپ مسلمانوں کو کافر اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو نبی ورسول کیوں نہیں مانتے۔

جب وجہ تکفیر دعویٰ رسالت ہے تو پھر مسلمان کافر کس طرح ہوئے۔ ہاں اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ وجہ تکفیر غلط ہے اور مرزائی مرزا صاحب کو نبی ورسول نہیں مانتے اور مرزا صاحب پر بہتان ہے تو پھر مرزائی مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ مگر جب تک مرزا صاحب کا دعویٰ اور دیگر کشوف والہامات خلاف شرع موجود ہیں اور آپ لوگ بجائے انکے غلط ماننے کے صحیح مانتے ہیں تب تک کفر کا فتویٰ آپ پر بجا ہے کیونکہ شریعت کے برخلاف ہے اور نصوص قرآن و احادیث کے برخلاف ہے۔ مسلمان تو کسی صورت میں کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے ہی کذابوں مدعیان نبوت ورسالت کو کافر کہتے ہیں اسلئے مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں۔ یہ تو جواب نامعقول نہیں جبکہ کوئی مسلمان آپکا کوئی فعل یا قول قرآن کے برخلاف پا کر آپکو کافر کہے تو آپ اسکو کافر کہتے ہیں اور اپنا عیب دور نہیں کرتے جسکی وجہ سے کافر کا لقب ملا۔ یہ تو صرف زبانی بدلہ لینا ہے اسکا نام دینداری نہیں۔ دینداری تب ہے کہ جس طرح مسلمان آپ لوگوں کے تحریروں سے آپکا کفر ثابت کرتے ہیں آپ بھی کوئی شرعی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کر کے انکو کافر کہیں نہ کہ چونکہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں ہم انکو کہتے ہیں۔ یہ تو عورتوں کی لڑائی ہوئی کہ اس نے اسکو برا کہا اور اسنے اسکو برا کہہ کر دل سرد کر لیا۔ آپ لوگوں کی بڑی دلیل مسلمانوں کو کافر کہنے کی یہ ہے کہ یہ مسیح موعود کو نہیں مانتے اسلئے کافر ہیں۔ یہ وجہ بالکل غلط ہے مسلمان مسیح موعود کو مانتے ہیں مگر مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ مرزا صاحب علماء امت کے سامنے اپنا مسیح موعود ہونا ہرگز نہ ثابت کر سکے اور نہ ابتک کوئی مرزائی کر سکتا ہے۔ بغیر ثبوت کے منوانا تو ہرگز عقلاء کے نزدیک جائز نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں رسول ہوں، دوسرا کہتا ہے کہ آپ اپنا رسول ہونا ثابت کرو تو ہم مانتے ہیں اس پر مدعی کہتا ہے کہ تو رسول کا منکر ہے اسلئے کافر ہے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ وہ تو مانتا ہے صرف ثبوت چاہتا ہے۔ اور آپ بلا ثبوت منواتے ہیں جسکو مصادرہ علی المطلوب کہتے ہیں اور یہ

باطل ہے۔ پہلے مسیح موعود ہونا اور پھر مسیح موعود کا رسول ہونا ثابت کرو قرآن یا کسی حدیث سے پھر بعد ثبوت اگر کوئی نہ مانے تو جو چاہو کر سکتے ہو، ثبوت مانگنے پر کافر کہنا بے انصافی ہے۔

دوم: مرزا صاحب خود لکھتے ہیں مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ تو پھر آپ کس طرح مسلمانوں کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۱۴۰ (اصل عبارت مرزا صاحب):

''اول تو جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جسکو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں'' (الخ)۔

اب بتاؤ ہم تو خدا کے فضل سے مرزا صاحب کے ہی قول سے مسلمان ہیں مگر اے پیارو تم محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا دوسرے شخص کو نبی و رسول مانکر کیونکر مسلمان رہ سکتے ہو۔ حال کے علماء کو چھوڑو جب پہلے علماء کا فتویٰ آپ نے دیکھ لیا کہ مدعی وحی و نبوت و رسالت کافر ہے اور اسکے ماننے والے بھی کافر ہیں تو اب اس کا علاج سوا توبہ اور مراجعت کے کچھ نہیں۔ خدا کے واسطے غور کرو اور عاقبت کی فکر کرو اور قیامت کے مواخذہ سے ڈرو! باطل پر اڑے جانا خطرناک مقام ہے اور عذاب آخرت کا باعث ہے۔ جب مسیح موعود کا ماننا نہ جزو ایمان ہے اور نہ رکن دین ہے اور نہ حقیقت اسلام سے اس کا کچھ تعلق ہے تو پھر آپ ایک مسلمان کو جو قرآن پر عمل کرے، محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین یقین کرے، کسی جھوٹے نبی کو نہ مانے اور ارکان اسلام نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ پورے ادا کرے، کس دلیل سے کافر کہہ سکتے ہیں؟

ملتمس: پیر بخش، پنشنر پوسٹ ماسٹر لاہور بھاٹی دروازہ مکان ذیلدار

رسالہ نمبر ۵

مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۰

کا جواب

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ناظرین! مرزائی صاحبان نے ہینڈ بل نمبر ۶ میں اپنے عقائد شائع کئے تھے جن میں ان کا اور مسلمانوں کا اتفاق تھا صرف خاتم النبیین میں اختلاف تھا۔ کیونکہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان معنوں میں خاتم النبیین یقین نہیں کرتے۔ جن معنوں میں تمام اہل اسلام تیرہ سو برس سے کرتے چلے آئے ہیں، یہ لوگ بروزی طور پر جو نبوت کا دعویٰ کرے، جائز سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان کسی قسم کے مدعی نبوت کو نہیں مانتے۔ کیونکہ مسیلمہ بھی جزئی نبوت کا مدعی تھا اور رسول اللہ ﷺ کے تابع ہو کر کام کرنا چاہتا تھا۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہ مانا تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی، رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ ہوگا۔ اس جزئی اور ظلی و بروزی نبوت کا جواب ہم رسالہ نمبر ۴ میں دے چکے ہیں اور مرزا صاحب کی تحریروں سے ثابت

کر دیا ہے کہ وہ مدعی نبوت ورسالت تھے۔ اور بعض امور واحکام جو قرآن نے فرض قرار دیئے تھے وہ مرزا صاحب نے حرام کر دیئے۔ اور جو شخص ایسا کرے وہ قرآن کے احکام کا ناسخ ہے۔ جب ناسخ ہے تو امتی نہیں، خود نبی ورسول ہے۔ اور مرزا صاحب کی کتابوں کے صفحات کے نمبر بھی لکھ دیئے تھے جن جن میں انہوں نے کھلے کھلے الفاظ میں لکھا تھا کہ ’’میں نبی ہوں، رسول ہوں۔ جب خدا مجھ کو نبی ورسول کہتا ہے تو کیونکر انکار کروں‘‘۔ اور جہاں جہاں شرک وکفر کے کلمات تھے، لکھ دیئے تھے۔ اب طریق ایمان داری یہ تھا کہ مرزائی صاحبان اس مسئلہ کا فیصلہ کرتے اور عوام اہل اسلام کے شکوک کو رفع کرتے جس کے صرف دو طریق تھے:

اول: یہ کہ مرزا صاحب کی کتابوں اور اشتہاروں جن کا ہم نے حوالہ دیا تھا ان کی تحریریں پبلک میں پیش کر کے اگر ہم نے کوئی تاریک پہلو پیش کیا تھا تو درست وروشن پہلو دکھاتے۔ اور مرزا صاحب کو بے قصور ثابت کرتے اور ہم کو غلطی پر ثابت کرتے۔ اور ہماری غلط فہمی پبلک کو ظاہر کرتے۔ اور جن تحریروں سے ہم نے شرک ودعویٰ نبوت نکالا تھا ان تحریروں سے وہ مرزا صاحب کا توحید پر ہونا اور امتی ہونا ثابت کرتے اور ہمارا بہتان عوام میں شائع کر کے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی بریّت کرتے۔

دوم: طریق یہ تھا جیسا کہ مرزائی صاحبان کہتے ہیں کہ ایسی ایسی تحریروں اور کشفوں کے مرزا صاحب خود ذمہ دار ہیں ہم ان کو نہیں مانتے تو اس بات کو مشتہر کرتے اور عوام کو بتاتے کہ ہمارا مرزا صاحب کی ایسی ایسی تحریروں پر ایمان نہیں ہے اور نہ ہم ان کو نبی ورسول مانتے ہیں۔ ہم ان کے حرام کردہ کو جس کو قرآن نے حلال یا فرض قرار دیا ہو باطل سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی ان کے حلال کردہ کو جس کو قرآن نے حرام کیا ہو باطل سمجھتے ہیں۔ ایسا

اشتہار یا توبہ نامہ لکھ کر چھاپتے اور مشتہر کرتے تاکہ معلوم ہوتا کہ مرزائی صاحبان جو اپنے آپ کو مسلمان اور امت محمدی ﷺ کہتے ہیں، سچے ہیں۔ اور جسکا نتیجہ مبارک یہ ہوتا کہ ہم اور وہ یعنی مرزائی اور غیر مرزائی آپس میں مل جاتے۔ اور {وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا} کے زرین اصول کے مطابق بھائی بھائی ہوجاتے اور آپس میں کی نفرت وعداوت کا کہ جو آئے دن عدالتوں کا منہ دیکھتے ہیں دور ہوجاتی اور ایسے نازک وقت میں جبکہ تمام دنیا، اسلام کو نابود کرنے میں کوشش کررہی ہے اشد ضرورت باہمی اتفاق کی ہے، پوری ہوتی۔ مگر افسوس ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور نکلے۔ منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین جانتے ہیں اور عمل یہ کہ جو محمد ﷺ اور انکا خدا کہے اسکو ردّ کرکے مرزا صاحب کی تحریر کو چاہے شرک ہو چاہے کفر ہو بلا دلیل مانتے ہیں۔ مگر محمد ﷺ پر بیسوں عقلی و فلسفی اعتراض وارد کرکے انکار کردیتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔

ناظرین! جب محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں تو پھر مگر کے کیا معنی؟ مگر سے تو صاف ظاہر ہوتا ہیکہ اکمل طور پر خاتم النبیین نہیں مانتے، کسی اور کو بھی نبی مانتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ تو پھر گندم نمائی اور جوفروشی کیوں کرتے ہیں۔

افسوس! مرزائی صاحبان منہ سے توصلح صلح پکارتے ہیں اور عمل ہرگز نہیں کرتے۔ اگر حقیقت میں صلح پسند ہیں تو پھر کیوں ایک تھوڑا سا اختلاف دور نہیں کرتے۔ جب ایک ہی شریعت محمدی ﷺ دونوں فریق کا ذریعہ نجات ہے تو پھر الگ جماعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دونوں طرف کے مولوی صاحبان ایک جلسہ بحث مقرر کرکے اس امر کا فیصلہ کرلیں کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعی نبوت ظلی و بروزی ہوسکتا ہے؟ یہ انجمن مرزائی

صاحبان کو دعوت یا چیلنج دیتی ہے کہ وہ اپنے مولوی صاحبان کو نامزد کریں۔ اور یہ انجمن بھی اپنے مولوی صاحبان کو نامزد کردیگی تاکہ باہمی بحث کے بعد صلح ہوجائے۔

ناظرین! اس ہینڈبل میں مرزائی صاحبان نے مرزا صاحب کا ایک نیا عہدہ تراشا ہے یعنی وہ مصلح بھی تھے۔ مگر افسوس کہ مصلح ثابت کرنے کے واسطے قلم اٹھایا اور ایک سند بھی پیش نہ کی جس میں یہ لکھا ہو کہ آخری زمانہ میں کوئی مصلح آئے گا۔

اول: یہ بالکل غلط ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کو ایک مصلح کا انتظار ہے۔ مصلح کا لفظ کہیں نہیں لکھا۔ ہاں نصاریٰ اور مسلمانوں کو حسب پیشگوئی انجیل حضرت عیسیٰ ابن مریم ناصری کا انتظار ہے۔ اور ہم بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی تیرہ حدیثیں جن میں پیشگوئی ہے ان تمام حدیثوں کو اپنے رسالہ تائید اسلام نمبر ۳ میں درج کرچکے ہیں۔ اور ثابت کرچکے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی یہی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اصالتاً آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا: **”ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم“** یعنی ”عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے وہ تمہاری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں“۔ جسکو مرزائی صاحبان نے مان لیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ اس انجمن کا رسالہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں، یہاں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

دوم: تمام قرآن اور تمام حدیثیں دیکھو کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں کوئی مصلح آئے گا جو پنجاب قادیان کا رہنے والا ہوگا؟ میرے دوست نے بہت زور لگایا اور عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی، مگر ایک جگہ بھی نہ بتایا۔ بلکہ ایک مصلح آنے والا ہے وہاں مہدی کا ذکر ہے جسکا فیصلہ ہوچکا ہے کہ وہ فاطمی وحسینی ہوگا، قریشی ہوگا، عرب ہوگا۔ میرے دوست کو یہاں تک فراموش ہوگیا کہ دعویٰ مصلح کا کیا ہے اور ثبوت مہدی کا دے رہا ہے۔ جسکا جواب

پہلے اس انجمن کے رسالہ جات نمبر ۲ و ۳ میں ہو چکا ہے۔ اور مرزائیوں سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔

سوم: گدی نشینوں اور مولویوں اور صوفیوں پر حملہ کیا ہے۔ وہ حقیقت میں مرزا صاحب پر حملہ کیا ہے۔ کیونکہ جس طرح ان گدی نشینوں نے مریدوں کے مال کھینچنے کے واسطے لنگر جاری کئے، بیعت لی اور اپنی کرامات بیان کر کے مریدوں کو اپنی طرف مائل کیا، وہی کام مرزا صاحب نے کئے ہیں۔ بیعت کا سلسلہ قائم کیا، نذرانے لئے، بلکہ ہر ایک مرید کی آمدنی سے حصہ مقرر کیا۔ چنانچہ وہ تمام مال بے تحقیق قادیان میں جانا اور مال مفت دلِ بے رحم کے اصول پر خرچ ہونا، بیگانے مالوں سے دنیاوی عیش ہونا۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے پیر پرستی میں کیا کمی کی۔ بلکہ انکی دوکان تو سب سے بڑھ گئی۔ اندھا کانے کو طعنہ نہیں دے سکتا، عیب جوئی کے وقت اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ یہ عیب مجھ میں اگر نہیں ہے تو دوسرے کو کہوں۔

چہارم: چند حدیثیں جن کا مطلب تو سمجھنے کا خدا نے مادہ ہی نہیں دیا۔ نقل کر کے گھبرا گئے اور کہتے ہیں کہ چونکہ ان حدیثوں میں اختلاف ہے پس مہدی کس کو مانیں اسلئے حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں۔

لطیفہ: ایک مولوی صاحب نے ایک یک چشم یعنی کانے آدمی کو کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جب لوگوں نے وجہ تکفیر وسند شرعی دریافت کی تو جھٹ کہہ دیا کہ قرآن میں آیا ہے ''کان من الکافرین'' یعنی کانا کافروں سے ہے۔ چونکہ یہ آدمی کانا ہے، پس کافر ہے۔

یہی حال مرزائی صاحبان کا ہے۔ آیت اور حدیث سے اسی طرح تمسک کرتے ہیں۔ اگر حدیثوں میں اختلاف ہے تو اس سے مرزا صاحب کو کیا فائدہ۔ جس جگہ اختلاف

ہووہاں مرزا صاحب کا کس طرح حق ہوگیا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ ایک پنجابی غلام احمد قادیانی مہدی ہوگا۔ مگر آپ تو مصلح ثابت کررہے تھے۔ مہدی کی بحث کیوں چھیڑی۔ اب دلیل بھی سن لو کہ آپ نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ حدیث میں ہے: ”**یخرج مهدی من قریة یقال لها کدعه**“ یعنی رسول مقبول نے فرمایا کہ مہدی ایک گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ کدعہ کے معنی قادیان ہے، اسلئے مرزا صاحب مہدی ہیں۔

اول: تو قادیان اصل میں قاضیان تھا، جیسا کہ مرزا صاحب ازالہ اوہام کے حاشیہ صفحہ ۱۳۲: ”قادیان کا اصل نام اسلام پور قاضی ماجھی بتاتے ہیں جو کہ تغیر لہجہ اور انقلاب زمانہ سے قاضیان رہ گیا۔ قاضیان خود عربی ہے تو پھر غلط ہوا کہ قادیان معرب کدعہ ہے۔ کیونکہ جو پہلے ہی عربی ہے اسکو پھر عربی بنانا ہو نہیں سکتا۔

دوم: جب خدا تعالیٰ نے ”انا انزلناه قریب من القادیان“ فرمایا تو ثابت ہوا کہ صحیح اور اصل نام قادیان ہے۔ کدعہ نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات غلطی سے پاک ہے۔ یا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی معلوم نہ تھا کہ قادیان اصل میں کدعہ ہے۔ یا قادیانی خدا عربی نہ جانتا تھا۔

سوم: صحیح لفظ کرعہ ہے نہ کہ کدعہ۔ دھوکا دینا تو مرزائیوں کا فرض ہے۔ مرزا صاحب کے مریدوں کا نمبر کسی طرح زیادہ ہو، دین ایمان جاتا ہے تو جائے۔ علاوہ بر آں کرعہ یا کدعہ تو یمن میں ہے۔ پنجاب سے اس کا کیا تعلق۔ اور قادیان سے اسکی کیا نسبت۔ کیونکہ قادیان پنجاب تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آباد ہی نہ ہوا تھا، چنانچہ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں اس گاؤں اور اپنے بزرگوں کی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”سکھوں کے زمانہ سے پہلے سلطنت مغلیہ کے وقت ان کے بزرگ سمرقند سے آئے تھے۔ پس کدعہ یا کرعہ کو قادیان اسی عقل

سے مان سکتے ہیں جس عقل سے قادیان کو دمشق کہا جاتا ہے اور کبھی کدعہ۔ حالانکہ قادیان صرف ایک گاؤں ہے۔ جب مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو قادیان کو دمشق بنالیتے ہیں اور جب مہدی بنتے ہیں تو قادیان کدعہ بناتے ہیں۔ مصلح بننے کی خاطر تو اسکا نام کچھ اور ہونا چاہیے۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ کدعہ غلط ہے، صحیح نام کرعہ ہے۔ مولوی حافظ محمد لکھوکے والے اپنی پنجابی زبان میں ''احوال الآخرت'' میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

حضرت علی امام حسن اکدن دیکھ الا با
ایہہ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبر فرمایا

پشت اسدی تھیں مرو ہوسی نام محمد والا
خو اسدی جویں خونبیدی صورت فرق نرالا

عدلوں بھرسی خوب زمیں لعل مہدی ایہو جانو
آمنہ نانوں مائی دا بھی عبداللہ باپ پچھانو

کرعہ نام یمن وچہ دستی اسدا جمال پیارے
بولن لگا اڑ کر بولے پٹاں تے ہتھ مارے

(دیکھو کتاب احوال الآخرت، صفحہ ۲۳، مطبوعہ محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

ناظرین! یہ نظم پنجابی، حدیث کا ترجمہ ہے۔ یعنی امام مہدی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پشت سے پیدا ہوگا، جسکے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ اور موضع کرعہ سے خروج کریگا جو یمن کی ولایت میں ہے۔ یہ بحث بہت طویل ہے بغرض اختصار اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگر کسی نے جواب دیا تو مفصل لکھیں گے۔ کراع بھی ایک گاؤں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ پنجاب میں ایسے ناموں کا رواج کس طرح ہوسکتا ہے۔ چونکہ مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ ان کے بزرگ قاضی تھے اور اسی نام سے قاضیان گاؤں کا نام پڑ گیا کیونکہ مسلمانوں میں ض اور د قریب المخرج ہیں، قاضیان قادیان بولا جانے لگا اور وہی مشہور ہوا۔

ایک دلیل قرآن مجید میں مرزا صاحب کے مصلح ہونے کی ہے اور مرزا صاحب کے مطابق حال بھی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے امت محمدیہ ﷺ میں فساد والی جماعت الگ کی۔ مریدوں کو نماز جماعت، نماز جمعہ، نماز جنازہ سے محروم کیا۔ جب کہیں مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور نماز کا وقت آتا ہے تو جھٹ مرزائی الگ ہو جاتے ہیں اور نماز کا وقت جاتا رہتا ہے۔ جان بوجھ کر ترک واجب کرتے ہیں۔ خلاف تعلیم قرآن قریبی رشتہ داروں سے جو قادیان جا کر بیعت نہ کرے قطع تعلق کرتے ہیں اور امت محمدیہ ﷺ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسلام کو ضعف پہنچاتے ہیں اور جب کہا جائے ایسا مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسلام کے خیر خواہ ہیں اور اصلاح کرتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے جس نے تیرہ سو سال پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو قرآن مجید سورۂ بقرہ: {وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ} ’’جس وقت کہا جاتا ہے ان کو کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں‘‘۔ جو شخص فساد ڈالے مسلمانوں کے درمیان، عداوت ڈالے، جماعت الگ کرے، اسلام کو ضعف پہنچائے، اسلام کے احکام اور فرائض کو حرام کہے اور منہ سے کہے کہ میں اصلاح کرتا ہوں، وہ ایسا ہی مصلح ہے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور مرزائی صاحبان نے اس واسطے اب مرزا صاحب کا نام مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی، مجدد، مرد فارسی، مامور من اللہ، امام زمان، کرشن وغیرہ وغیرہ بدل کر مصلح رکھا ہے۔ مسلمانوں کو تو ایسے مصلح کی ضرورت نہیں جو تفرقہ ڈالے۔ اب تو اتفاق باہمی کرنے والے کی ضرورت ہے۔

ناظرین! مرزا صاحب نے ۳۰ آیات قرآنی سے تمسک کر کے وفات مسیح ثابت کرنی چاہی، مگر ایک آیت بھی نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ یا عیسیٰ علیہ السلام

کو خدا نے موت دیدی۔ صرف دلالت تضمنی کے طور پر مرزا صاحب نے موت کا لازمی ہونا ہر ایک انسان کیلئے ان آیات سے ثابت کیا ہے۔ سو اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں، ہر ایک مسلمان کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شربت مرگ چکھیں گے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے، جیسا کہ حدیثوں میں ارشاد نبوی ہے۔ صرف بحث تو اس میں ہے کہ مرزا صاحب جو اپنی خاطر عہدہ کی اسامی خالی کرنے کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرتے ہیں، غلط ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کو خیال ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں اور جب تک مسیح کو زندہ مانا جائے میں مسیح موعود نہیں مانا جاسکتا۔ اسلئے وہ حضرت مسیح کے مارنے کے درپے ہوئے اور یہ ان کا خیال صحیح نہیں کیونکہ مسیح کی موت کے بعد بھی تو بار ثبوت ان پر رہے گا کہ آپ کے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اسلئے یہ ایک خلاف فن مناظرہ مرزا صاحب نے اصول مقرر کیا ہے کہ پہلے وفاتِ مسیح پر بحث کرو، اگر مسیح فوت ہو چکا ہے تو میں مسیح موعود ہوں۔ بھلا یہ کونسی منطق ہے۔ مثلاً: ایک مدعی ہے کہ میں لاہور کا ڈپٹی کمشنر ہوں، جب اس سے ثبوت مانگا جائے تو کہتا ہے کہ بحث پہلے کرلو کہ دہلی کا ڈپٹی کمشنر مرا ہے یا نہیں۔ اگر دہلی کا ڈپٹی کمشنر مر چکا ہے تو میرا دعویٰ سچا ہے ورنہ جھوٹا۔ اب ہم ناظرین کو بتاتے ہیں کہ یہ بالکل غیر معقول ہے کہ اسامی خالی ہونے کیلئے بھی اصول ہو کہ جب تک کوئی فوت نہ ہو اسامی خالی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی عہدہ دار رخصت پر جائے، بیمار ہو، پنشن پر جائے، موقوف کیا جائے تو اسامی خالی ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی مر کر ہی اسامی خالی کرے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان پر جا کر اسامی خالی کر گیا، اب مرزا صاحب اپنا ثبوت پیش کریں۔

دوم: اسامی تو اب بھی خالی ہے کیونکہ حضرت مسیح اس دنیا میں نہیں ہیں اور مرزا صاحب

نے جس قدر دلائل عقلی ونقلی دیئے ہیں وہ سب اس دنیا سے جانے کے دیئے ہیں جن کو تمام مسلمان بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس دنیا میں نہیں، آسمان پر ہیں۔ اور آسمانی مخلوق کی طرح لطیف زندگی میں ہیں۔ آخر زمانہ میں نزول فرما کر شریعت محمد ﷺ پر عمل کرینگے۔ اس جگہ مرزا صاحب اوران کے مرید کہتے ہیں کہ یہ محال عقلی ہے کہ انسان آسمان پر جاسکے اور وہاں زندہ رہ سکے۔ اور عقلی ڈھکوسلے لگا کر مسلمانوں کو بہکاتے ہیں کیونکہ یہ لامذہبی اور بے دینی کی بات ہے۔ جھٹ لوگوں کو ایمان سے پھسلا دیتی ہے اور مسلمان وفات مسیح مان لیتے ہیں۔ جب وفات مسیح مانا تو پھر کیا پس مرزا صاحب مسیح موعود ثابت ہوگئے۔ یہ بڑا بھاری ہتھکنڈہ مرزائیوں کا ہے جسکا جواب دینا ضروری ہے۔

اول تو ہم عقلی دلائل کے جواب دینے ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ بہت مسلمان بسبب ناواقفیت کے انہیں عقلی ڈھکوسلوں کے شکار ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک اعتراض کا جواب نمبروار دینگے۔

اعتراض: مسیح فوت ہوچکے جبکہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور جو مرجائے وہ واپس نہیں آتا۔ جب مسیح ناصری نے واپس نہیں آنا تو چونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے، ان کے سوا کسی اور نے نہیں کیا۔ پس وہ مسیح موعود ہیں۔

جواب: حضرت مسیح کا فوت ہونا قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہیں اور جس کی موت مذکور نہ ہو، یعنی قرآن نے فرمایا ہو {وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا} یعنی یقینی بات ہے کہ مسیح نہیں مرا۔ تو زندہ ہے۔ اور قرآن مجید نے اس امر کو ادھورا نہیں چھوڑا، یہ بھی بتادیا کہ مرا نہیں اس کو ہم نے اپنی طرف اٹھالیا۔ جسکو مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ ہاں اٹھایا گیا مگر وہ رفع روحانی فرماتے ہیں۔ اب پہلے ہم مختصر طور پر رفع روحانی وجسمانی پر بحث کرتے ہیں تاکہ عوام کو

موازنہ کرنے کا موقع مل جائے کہ کون حق پر ہے۔

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو اپنے قبضے میں کرنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں۔ یعنی جب حضرت مسیح کو یہ خبر ہوئی کہ یہود اس کو پھانسی دینا چاہتے ہیں تو آپ نے خدا کے حضور میں زاری اور عاجزی سے دعا کی کہ مجھ کو صلیب کی ذلت سے بچایا جائے، جس پر یہ وعدہ ہوا کہ ہم تجھ کو بچالیں گے اور بچانے کی صورت یہ فرمائی کہ پہلے اپنے قبضے میں کرلیں گے اور پھر اپنی طرف اٹھالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ کافروں نے تو مکر یعنی داؤ کیا تھا کہ مسیح کو صلیب پر لٹکادیں، مگر اللہ نے بھی ان سے مکر یعنی داؤ یا تدبیر یہ کی کہ انہی میں سے ایک پر مسیح کی شبیہ ڈالی اور ان کا مکر انہی پر ڈالا کہ انہوں نے مشبہ عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا اور اللہ کا داؤ یعنی تجویز یا تدبیر غالب رہی۔ اور اب جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، جھوٹ کہتے ہیں اور ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم نہ قتل ہوا اور نہ صلیب پر لٹکایا گیا بلکہ اللہ نے اس کو اٹھالیا۔

اب بحث طلب یہ امر ہے کہ آیا رفع روحانی ہوا، جس طرح مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ یا جسمانی ہوا جس طرح قرآن اور اناجیل اور حضرت محمد ﷺ اور تمام اہل اسلام کا مذہب ہے۔

اول: رفع روحانی تو ہر ایک مسلمان نیکوکار کا ہوتا ہے۔ پس رفع روحانی ایک اولوالعزم نبی صاحب کتاب کا پہلے ہی سے یقینی تھا اسلئے ثابت ہوا کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع روح کے واسطے نہ تھی، جسم کو صلیب سے بچانے کی تھی۔

دوم: عیسیٰ علیہ السلام جسم اور روح دونوں کی مرکبی حالت کا نام ہے۔ صرف روح کو عیسیٰ

نہیں کہتے۔ اگر رفع روحانی ہوتا تو خدا تعالیٰ یوں فرماتا کہ اے عیسیٰ تیرے جسم کو ماروں گا اور تیری روح کو رفع دوں گا، مگر ایسا نہیں کہا۔ پس ثابت ہوا کہ رفع روحانی مراد نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت میں فرق آتا ہے کہ کلام تام نہ کرے اور الفاظ اپنے ارادہ کے مطابق بیان نہ کر سکے۔

سوم: صلیب وقتل کے فعل کا محل یعنی جائے دو، در جسم تھا نہ روح۔ یعنی صلیب پر جسم نے چڑھایا جانا تھا نہ کہ روح نے۔ اور قرآن مجید {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} فرماتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ رفع جسمانی ہوا نہ کہ روحانی۔ کیونکہ روح کو تو نہ کوئی صلیب پر لٹکا سکتا ہے اور نہ قتل کر سکتا ہے، وہ تو جوہر لطیف ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا بھی جسم کو صلیب سے بچانے کی تھی اور وہی قبول ہوئی۔ جب دعا جسم کے بچانے کے واسطے قبول ہوئی اور وعدہ بھی ہوا تو پھر رفع روحانی کہنا بالکل غلط ہے۔ یا خدا کا وعدہ غلط ہوتا ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام تو جسم کی بابت دعا کرے اور قبول بھی ہو اور پھر خلاف وعدہ مسیح جس ذلت سے ڈرتا تھا اسی کا سامنا اس کو کرنا پڑے کہ بیگناہ معصوم کے بدن مبارک پر کوڑے مارے جائیں، منہ مبارک پر تھوکا جائے، کانٹوں کا تاج سر پر رکھ کر شرمسار وذلیل کیا جائے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کو کچھ غیرت نہ آئے۔ معمولی آدمی کے اگر کسی دوست کو کوئی خطرہ ہو اور اس کا دوست اس سے وعدہ کرلے تو کیا وہ دوست پھر اس کو اس کے دشمنوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے کہ جو کچھ تم چاہو، کرلو، ہرگز نہیں۔ تو پھر قادر مطلق صاحب قدرت واختیار کیونکر ایسا کرتا کہ اپنے دوست اور رسول کو ایک طرف تو تسلی دیتا کہ میں تجھ کو بچالوں گا اور تجھ کو پاک کروں گا۔ اور دوسری طرف یہ بے وفائی کرے کہ دشمنوں یعنی یہودیوں کے ہاتھ دیدیا کہ لو، اس وقت تم جو چاہو بے حرمتی وبے عزتی زدوکوب ہر قسم کا عذاب جو چاہو دے لو۔ یہ تو خدا

کی شان سے بعید ہے کہ وعدہ تو کرے ذلت سے بچانے کا جو کہ صلیب پر چڑھا کر صلیبی عذابوں سے محفوظ رہنے سے پورا ہو سکتا ہے مگر کارروائی اس کے برعکس کرے۔

مرزا صاحب کا یہ مذہب کہ صلیب پر چڑھایا گیا، پہلے کوڑے مارے گئے، منہ پر تھوکا گیا اور صلیب کے عذاب اس قدر دیئے گئے کہ موت اور زندگی میں فرق نہ ہو سکتا تھا۔ اگر یہ قیاس درست مانیں تو پھر تو خدا کا وعدہ بھی جھوٹا، مسیح کی دعا بھی فضول اور نامقبول، قرآن کی فصاحت و بلاغت پر دھبہ کہ وہ فرماتا ہے {مُطَهِّرُکَ} یعنی تجھ کو پاک کرونگا۔ کیا منہ پر تھوکنے کا نام پاک کرنا ہے؟ یا لہو بہانے کا نام پاک کرنا ہے؟ لہو نکلنے سے تو جسم ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں کہ جان صلیب پر نہ نکلی تھی تو پھر جس وقت ایک سپاہی نے شک مٹانے کے واسطے پسلی بھالی سے چھیدی تھی تب تو یقیناً مر گیا تھا۔ اور اگر یہ ہماری عقل ماری جائے اور مان لیں کہ بھالے کے زخم سے پہلے مسیح سخت جان کی جان نہ نکلی تھی تو قبر میں تو بالکل ہوا کے نہ پہنچنے سے دم گھٹ کر ضرور مر گیا تھا۔ پس اس قیاس سے تو تمام مضمون قرآن کی تکذیب ہوتی ہے کہ قرآن تو کہتا ہے کہ {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ}، {وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا} اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مصلوب بھی ہوا اور مقتول بھی ہوا۔

چہارم: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہوتے، جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یہ نہ فرماتے: ”قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسٰی علیہ السلام لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ“ (از در منثور)۔ یعنی حضرت ﷺ نے یہود کو فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے، اور تحقیق وہ واپس آنے والے ہیں تمہاری طرف دن قیامت سے پہلے۔

"عن عبداللہ بن سلام یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ و صاحبیہ ویکون قبرہ رابعا" ترجمہ: عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ دفن ہونگے عیسیٰ بیٹے مریم کے رسول اللہ ﷺ کے مقبرہ میں اوران کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔

ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی قرآن کے مطابق یقین تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوااور اسی واسطے جس قدر حدیثیں نزول کی ہیں سب میں آپ نے عیسیٰ ابن مریم وابن مریم فرمایا۔صرف اس واسطے تا کہ کوئی جھوٹا مدعی نہ ہو۔ کیونکہ دعویٰ تو جھوٹا ہر ایک کرسکتا ہے مگر ابن مریم یعنی بغیر باپ کے نہیں ہوسکتا۔

پنجم: اگر عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح فوت ہوجاتے تو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام حضرت ابراہیم، حضرت سلیمان، حضرت داؤد، حضرت موسیٰ وغیرہ علیہم السلام سے کسی کے نزول کی خبر نہیں دی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بھی خبر نہ دیتے چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی نزول اور راجع ہونا فرمایا اور دوسرے کسی نبی و رسول کا نزول و رجوع نہیں فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح فوت نہیں ہوئے، زندہ ہیں۔

ششم: تمام مفسرین اہل فقہ ائمہ اربعہ وصوفیائے کرام جیسا کہ حضرت محی الدین ابن عربی، جلال الدین سیوطی، شیخ محمد اکرم صابری وغیرہ سب کے سب حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اصالتاً نزول کے قائل ہیں، ایک شخص بھی نہیں جو کہ بروزی نزول کا قائل ہو جس سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح مرے نہیں، زندہ ہیں اور آسمان سے نزول فرمائینگے۔

ناظرین! قرآن وحدیث وفقہ وشریعت محمدی ﷺ سے تو ثابت ہے کہ مسیح زندہ ہیں اور اصالتاً آنے والے ہیں۔

اب ہم عقلی دلائل سے جواب دیتے ہیں اور خدا سے معافی مانگتے ہیں کہ خشک عقلی بحث میں جو ہم بے دینی کے اعتراضوں کا جواب بے دینی دلائل سے دینگے، اللہ تعالیٰ ہم کو معاف فرمائے کیونکہ اس فلسفی امت نے ہم کو مجبور کیا ہے کہ ہم بھی **الحدید یصلح بالحدید** پر عمل کریں۔

اول: مسیح کا فوت ہونا ضروری نہیں کیونکہ وہ انسان کے نطفہ سے نہ تھا جسکی پیدائش یا ولادت نطفہ سے نہ ہو، اس کا فوت ہونا لازمی نہیں۔ پس آپکا یہ اعتراض کہ مسیح ایک نبی تھا اور دوسرے نبیوں کی طرح اسکا فوت ہونا ضروری ہے، غلط ہے کیونکہ سارے نبی و مرسل مامور من اللہ نطفہ سے پیدا ہوئے آپ یقین کرتے ہیں اور مسیح کو خلاف قانون قدرت بلا باپ مانتے ہیں۔ اسلئے جو وجود نطفہ سے پیدا نہیں ہوا اس کے واسطے موت لازمی نہیں۔ یا تو پہلے حضرت مسیح کا باپ سے اور نطفہ سے پیدا ہونا ثابت کرو پھر اس کی موت پر بحث ہوسکتی ہے۔

دوم: اگر آپ کا یہ اعتقاد ہے کہ جو مر جائے واپس نہیں آسکتا اور تمہارا خدا جب ایک انسان مردہ کو واپس نہیں لاسکتا تو بے انتہا انسانوں کو جنکے بدن گل سڑ کر خاک میں جذب ہوگئے ہیں، حشر میں بھی اٹھا نہیں سکتا جس سے قیامت کا انکار آتا ہے۔ پس یا تو زندگی اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام مانو۔ یا قیامت، حساب نامہ اعمال، پل صراط، دوزخ، بہشت، عذاب قبر، شیاطین وغیرہ کل دین سے انکار کرو۔ اور پھر بطلیموس جالینوس ونکی صاحب وغیرہ فلاسفروں کا مذہب اختیار کرو پھر قرآن وحدیث کا نام کیوں لیتے ہو۔ ابتدائی آفرینش سے اہل مذہب کا اور لامذہبوں کا بھی جھگڑا چلا آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو خبر نور نبوت سے پاکر بے دینوں کو سناتے وہ بھی عقلی فلسفی دلائل پیش کر کے انکار کرتے۔ انبیاء علیہم السلام قیامت اور

آخرت کے عذاب سے ڈراتے تو وہ بھی مرزائیوں کی طرح عقلی بحث کر کے جھگڑتے اور محال عقلی کہہ کر انکار کرتے۔ یہ فلسفہ کوئی نیا دنیا میں نہیں آیا ہمیشہ بے دین، دین داروں کے مقابلہ میں پیش کرتے آئے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ایک طرف تو مسلمان ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف فلسفی دلائل سے بحث کرنا کونسا اسلام ہے

چوں بوقلموں مباش ہر لحظہ ہر نگ   یا رومی روم باش یا رنگی رنگ

یا تو مسلمان بنو اور مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے جو جو خبر دی ہے اس پر یقین لاؤ اور اپنی عقل کے اعتراض نہ کرو۔ اصل کیفیت حوالۂ خدا کرو کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور ارادہ سے جس طرح چاہے کر سکتا ہے اور کرے گا مسلمان کا کام صرف ایمان لانا ہے۔ یا افلاطون اور جالینوس وغیرہ فلاسفروں کا کلمہ پڑھو اور احاطہ اسلام سے نکل جاؤ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دس باتیں تو بلا دلیل یقین کرو اور ایک بات جس میں تمہاری غرض ہو اس کے واسطے فلاسفی دلائل مانگو یعنی عیسیٰ علیہ السلام مرے تو مرزا صاحب اس کی گدی پر بیٹھیں۔

اعتراض دوم: اگر مسیح کو زندہ مانا جائے تو شرک لازم آتا ہے۔

جواب: سبحان اللہ! مرزا صاحب کو خالق زمین آسمان ماننا اور انکے الہام ''انت منی منزلۃ ولدی''۔ ''انت منی بمنزلۃ اولادی انت منی بمنزلۃ تفریدی'' سے شرک لازم نہیں آتا جو کہ آپکا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نے زمین آسمان بنائے، انسان کو مٹی سے بنایا، خدا تعالیٰ کا الہام ہوا کہ تو (یعنی مرزا صاحب) میرے بیٹے کی مانند ہے، تو میری اولاد کی مانند ہے، تو میری تفرید ہے۔ اور صرف ایک نبی مرسل جو کہ خاص کرشمہ قدرت سے خدا نے پیدا کیا اور امت محمدی ﷺ کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کے واسطے عجائبات قدرت سے تا نزول اسکا رفع جسمانی کیا، اس سے شرک لازم آتا ہے۔ شرم!

دوم: اصل شرک کی جڑ تو بغیر باپ کے حضرت مسیح کا پیدا ہونا ہے۔ کیونکہ آدم کی پیدائش کے بعد خدا تعالیٰ نے قانون قدرت مقرر کر دیا کہ عورت اور مرد کی مباشرت ومجامعت سے اولاد ہو۔ صرف اکیلی عورت کو حمل نہ ہو۔ دیکھو قرآن مجید: {خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ} یعنی پیدا کیا انسان کو اچھنے والے پانی سے یعنی منی سے۔ {یَخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ} وہ نطفہ جو نکلتا ہے پیٹھ اور ترائب کے درمیان سے۔ ترائب سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ {اَلَمْ یَکُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی} کیا نہیں تھا منی کا قطرہ جو ٹپکایا جاتا ہے۔ {اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ} کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو متنفر پانی سے۔ {خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ} پیدا کیا انسان کو نطفہ سے۔ {اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ} پیدا کیا ہم نے انسان کو نطفہ سے جو ہر جنس سے ملا ہوا ہے۔ جیسا کہ یہ مانو گے اور مانتے ہو گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور انسان کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے تو ضرور ہے کہ جبرئیل فرشتہ کے نطفہ سے پیدا ہوئے یا نعوذ باللہ خدا کے نطفہ سے پیدا ہوئے، دونوں صورتوں میں مسئلہ الوہیت کو مدد پہنچتی ہے اور عقیدہ الوہیت ثابت ہوتا ہے۔ جب ایک شخص کو آپ فرشتہ کے نطفہ سے یقین کر بیٹھے تو اس کی موت کے کیا معنی؟ اگر فرشتے فوت ہوتے ہیں تو مسیح بھی فوت ہوگا اور اگر فرشتے فوت نہیں ہوتے تو پھر جوان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے کیونکر فوت ہوگا۔

(باقی آئندہ)

رسالہ نمبر ٦

مرزائی صاحبان کے ہینڈبل نمبر ۱۱

کا جواب

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

(گزشتہ سے پیوستہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم جب فرشتوں سے حمل نہیں ہوسکتا کیونکہ فرشتے پاک ہیں، علوی ہیں، قدسی ہیں، شہوت وغضب سے پاک ہیں۔ اور ذاتِ باری تعالیٰ بھی پاک ہے کہ اسکا کوئی جوڑہ ہو اور اسکے نطفہ سے کوئی انسان پیدا ہوسکے۔ تو پھر اب فلسفی عقل کیا کہتی ہے کہ کیونکر ولادت عیسیٰ علیہ السلام ہوئی۔ ہر حال عقل انسانی حقیقت حال کے دریافت کرنے سے عاجز ہے کیونکہ اس طرف تو کسی انسان کا نطفہ نہیں اور اس طرف حضرت مریم عفیفہ ہے جسکی تصدیق قرآن نے {وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ} یعنی مجھ کو کسی

بشر نے چھوا تک نہیں۔تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بناوٹ کے واسطے نطفہ کہاں سے آیا۔ چنانچہ حضرت مریم نے بھی اسوقت محال عقلی کا سوال پیش کیا تھا جسکا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا تھا{کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخلُقُ مَا یَشَآئُ ط اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ} اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جو ارادہ کرے ہو جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے کاموں کی حقیقت کے دریافت کرنے میں عقل انسانی عاجز ہے اور بحکم {وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا} یعنی نہیں دیا گیا علم تم کو یعنی انسانوں کو مگر تھوڑا سا۔اس لئے انسان کا کبھی دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ میں کہنہ حقیقت عجائبات قدرت تک پہنچ سکتا ہوں۔اور ہو بھی نہیں سکتا کہ ایک محدود وجود غیر محدود قادر مطلق کی قدرت پر حاوی ہو۔پس انسان کے لئے لازم ہے اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ فرمودہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور کہنہ حقیقت حال حوالۂ خدا کرے۔جب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک خبر دی اور مسلمان کا ایمان ہے کہ وہ مخبر صادق ہے جھوٹ کا ہرگز احتمال نہیں۔تو جب اس رسول پاک نے پیشگوئی کی کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ آخری زمانہ میں دمشق کے شرقی منارہ پر آسمان سے نزول فرمائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ’’ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ‘‘ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہاری طرف لوٹ آنے والے ہیں قیامت کے دن سے پہلے۔تو پھر ہر ایک مسلمان جو امت محمدی ﷺ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کو فرمودہ رسول ﷺ بلا عذر و حجت ماننا چاہیے جیسا کہ تمام اہل اسلام ۱۳ سو برس تک مانتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ عقل انسانی کہنہ حقیقت امور دین اور عجائبات قدرت کاملہ سے عاجز ہے۔پس جس طرح ایک مسلمان ولادت مسیح علیہ السلام بلا باپ و نطفہ خاص قدرت

کاملہ سے بلا دلیل و برہان عقلی بغیر اسباب ظاہری معجزہ مانتا ہے اسی طرح بلا دلیل و حجت فلسفی اس کا رفع جسمانی مانے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کی ولادت تو معجزہ مانی جائے اور اسی کی رفع پر ہزاروں عقلی ڈھکوسلے لگائے جائیں حالانکہ کتب سماوی یعنی انجیل و قرآن سے ثابت ہو۔ اگر معجزہ ہے تو دونوں یعنی جسکی پیدائش معجزہ ہے اور اس پر کوئی عقلی اعتراض نہیں ہوسکتا تو پھر اسکی رفع پر جو معجزہ ہے کیونکر عقلی اعتراض ہوسکتا ہے۔

اگر معجزہ ہے تو دونوں یعنی ولادت و رفع کیلئے اور اگر محالات عقلی کی بناء پر رفع جسمانی سے انکار ہوسکتا ہے تو ولادت مسیح پر رفع سے زیادہ اعتراضات محال عقلی کے ہوسکتے ہیں۔ پس جب رفع سے انکار کریں تو ولادت سے بدرجہ اعلیٰ انکار ہوسکتا ہے۔ پس مرزائی صاحبان رفع جسمانی سے محالات عقلی کی رو سے انکار کرتے ہیں تو ولادت سے بھی انکار کریں۔ اس جگہ مرزائی صاحبان آیت {اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ} (ترجمہ: تحقیق عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے پیدا کیا اس کو مٹی سے) پیش کرینگے۔ اس مثال میں صرف عیسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی مماثلت مٹی سے پیدا ہونے اور معبود نہ ہونے کی ہے۔ یعنی جیسا آدم مٹی سے پیدا کیا گیا اور مخلوق ہے معبود نہیں۔ ایسا ہی عیسیٰ مٹی سے پیدا کیا گیا اور مخلوق ہے معبود نہیں۔ اگر مرزائی صاحبان مماثلت تامہ کہیں تو یہ بہ سہ ۳ وجہ غلط ہے:

اول: آدم علیہ السلام ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

دوم: آدم علیہ السلام کے وقت عورت اور مرد کی مجامعت سے انسانوں کی ولادت کا قانون مقرر نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت حضرت آدم سے حضرت مریم تک عورت اور مرد سے

اولاد ہونے کا قانون قدرت مقرر تھا۔ مرزا صاحب یا ان کے مرید کوئی نظیر بتا سکتے ہیں کہ کنواری لڑکی کے پیٹ سے لڑکا بغیر نطفہ باپ پیدا ہوا ہو؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر حضرت آدم اور عیسیٰ علیہما السلام کی ولادت ایک جیسی نہیں۔

سوم: آیت محولہ میں خلق یعنی پیدائش آدم وعیسیٰ کی مثال ہے نہ ولادت کی اور بحث ولادت مسیح میں ہے، پھر یہ مثال ہرگز درست نہیں۔

ہر ایک مسلمان جس کو مرزائیوں سے بحث کا موقع ملے اور مرزائی وفات مسیح کی بحث کریں، کیونکہ ان کے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں تو سب سے پہلے ان سے پوچھنا چاہیے کہ آپ معجزات انبیاء علیہم السلام مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہیں کہ مانتے ہیں تو پھر جھگڑا ہی نہیں کر سکتے کیونکہ معجزہ ہمیشہ فوق الفہم والعقل انسانی ہوا کرتا ہے۔ پس جس قدر اعتراض مرزائیوں کے محال عقلی وخلاف قانون قدرت رفع وحیات مسیح پر ہونگے سب باطل ہونگے کیونکہ سب کا جواب یہی ہوگا کہ یہ معجزہ ہے۔ اور اگر وہ دھوکہ دیں اور جھوٹ کہیں کہ ہم معجزات انبیاء علیہم السلام نہیں مانتے جیسا کہ ان کا قاعدہ ہے کہ صرف حاضرین میں زیادہ باتیں کر کے بازی لینا چاہتے ہیں ان کا مذہب کوئی نہیں ہوتا۔ تو اس وقت مرزا صاحب کی یہ عبارت جس میں وہ معجزات انبیاء مانتے ہیں پیش کرو اور کہو کہ اگر آپ مرزا صاحب کے مرید ہیں تو معجزہ سے انکار نہیں کر سکتے اور مرزا صاحب کی عبارت یہ ہے:

’’ان سے یعنی نبیوں اور رسولوں سے خدائے تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسرے سے وہ ہرگز نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدائے تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا۔ جب ایک بدکردار بادشاہ ان کی بیوی سے بد

ارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اس کے ہاتھوں پر بلا نازل کی جس کے ذریعہ سے وہ اپنا ارادہ پورا کرنا چاہتا تھا''۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی، ص ۵۰)

''واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید ومولی نبی ﷺ کا معجزہ تھا''۔ (دیکھو ازالہ اوہام، حاشیہ مندرجہ صفحہ ۳۰۱، ہر دو کتابیں مصنفہ مرزا صاحب)

پس بقول مرزا صاحب مسیح کی ولادت ورفع چونکہ معجزہ ہے اسلئے عقل وتدبیرِ انسانی کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا آپ کا جو اعتراض عقلی ہوگا وہ مرزا صاحب کے فرمانے کے مطابق باطل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی عظمت وتفوق عوام پر ظاہر کرنے کے واسطے کبھی کبھی محالات عقلی وخلاف قانون قدرت اپنی خاص قدرت کاملہ کا کرشمہ دکھایا کرتا ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء میں سے تھے اور آپ بھی اس کو نبی مانتے ہیں تو پھر ان کے رفع پر جو معجزہ ہے کوئی اعتراض عقلی نہیں کر سکتے۔

اگر مرزائی صاحبان یہ اعتراض کریں جیسا کہ کیا کرتے ہیں کہ اگر مسیح کو زندہ مانا جائے تو عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کو مدد ملتی ہے۔ جسکا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے اپنے الہامات اس قدر شرک سے بھرے ہیں کہ عیسائی تو ان کے مقابلہ کچھ بھی نہیں۔ سنو!

اول: ''انا اللّٰہ لا الہ الا انا'' یعنی میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں مگر میں۔ فرعون نے {اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی} کہا تو کافر ہوا مگر مرزا صاحب معبود اور اللہ بنتے ہیں تو وہ مسلمان۔ یہ کیونکر جائز ہے؟

دوم: عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بطور استعارہ ابن اللہ کہیں تو مشرک وکافر، مگر مرزا

صاحب بفحوائے الہام "انت منی بمنزلۃ اولادی، وانت منی منزلۃ ولدی" یعنی مرزا صاحب کو خدا کہے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد اور بیٹے کے ہے، تو مسلمان۔

سوم: عیسائی تثلیث مانیں تو کافر، مگر مرزا صاحب تثلیث فرمائیں تو وہی تثلیث جسکی قرآن ممانعت فرماتا ہے، پاک تثلیث ہوجائے۔ جیسا کہ جاہل پیر پرست کہا کرتے ہیں کہ شراب پیر کے ہاتھ میں پاک ہوجاتی ہے۔

چہارم: عیسائی جہاد فی سبیل اللہ کو وحشت، ڈکیتی، خون ناحق کہیں تو کافر۔ مگر مرزا صاحب تمام اہل اسلام کو وحشی اور خونی کہیں تو مسلمان۔ اللہ اللہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے ڈاکو اور خونی، یہ مرزائیوں کا اسلام ہے۔

پنجم: عیسائی انبیاء علیہم السلام کی تصویریں رکھیں اور ان کی تعظیم کریں تو کافر۔ مگر مرزا صاحب کی تصویر ہر ایک مرزائی کے گھر میں ہو اور اس کی تعظیم کی جائے تو جائز۔

ششم: عیسائی بواسطہ صحبت انسان کو خدا اور خدا کو انسان بنائیں تو کافر۔ مگر مرزا صاحب بواسطہ محبت، خدا بنیں اور خدا کی گود میں بیٹھ جائیں اور احدیت کی چادر میں مخفی ہوں تو جائز۔ (دیکھو توضیح البیان وحقیقۃ الوحی، مصنفہ مرزا صاحب)

ہفتم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردہ زندہ کرنے کا اور مٹی کے جانور بنانے کا اور ان میں پھونک مار کر اللہ کے حکم سے اڑانے کا اعتقاد جو کہ قرآن کے موافق ہے، رکھنا شرک وکفر۔ مگر مرزا صاحب خالق زمین وآسمان بنیں اور انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں تو موحد اور مسلمان۔ **افسوس**! مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا مگر دوسرے کا تنکا پہاڑ دکھائی دیتا ہے۔

ناظرین! ایک بڑا بھاری اعتراض مرزائی صاحبان یہ بھی کیا کرتے ہیں جس کا جاہل

مسلمان جلد شکار ہوجاتے ہیں اور لاجواب ہوکر مرزائی ہوجاتے ہیں اسواسطے اس ڈھکوسلہ کا جواب ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر مسیح کو زندہ آسمان پر مانا جائے تو اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ اس کو فوت شدہ اور مدینہ میں مدفون مانیں اور حضرت مسیح کو زندہ اور آسمان پر مانیں۔ جسکا جواب حسبِ ذیل ہے:

اول الزامی جواب: مرزا صاحب اور ان کے مرید خود محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو نطفہ سے جو کہ ایک ماء مہین یعنی متغیر گندے پانی سے پیدا ہوا مانتے ہیں اور معمولی آدمیوں کی طرح باپ کے نطفہ علقہ مضغہ سے ہوکر پیدا شدہ مانتے ہیں اور حضرت مسیح کو بلا نطفہ انسانی خاص کرشمہ قدرت سے بطور معجزہ پیدا شدہ مانتے ہیں اور محمد ﷺ پر عیسیٰ علیہ السلام کو ترجیح دیتے ہیں اور ولادت مسیح میں کوئی فلسفی ومحالات عقلی کا اعتراض نہیں کرتے۔ حالانکہ ولادت مسیح پر بہ نسبت رفع زیادہ محالات عقلی کے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

دوم: مسلمان تو محمد رسول اللہ ﷺ کا معراج جسمی سدرۃ المنتہیٰ تک مانتے ہیں۔ حالانکہ مسیح کا آسمان پر جانا صرف دوسرے آسمان تک قبول کرتے ہیں جس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور خصوصیت تھی۔ مگر مرزا صاحب نے مسیح کی رفع کے انکار کی خاطر محمد ﷺ کے معراج سے ہی انکار کر دیا۔ دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۴۷ کا حاشیہ، وھو ھذا: ’’اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جسم خاکی کا آسمانی پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا‘‘۔

اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ مرزا صاحب نے ہتک محمد رسول اللہ ﷺ کی ان

کے جسمِ پاک کو کثیف کہا اور اپنی نفسانی خواہش کی ضد میں آ کر حضرت کے معراج سے جو کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، انکار کر دیا۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے جو لکھ چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ جو انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے وہ دوسرے سے نہیں ہوتا اور عقل انسانی اور تدبیر انسانی ان کے معاملہ میں کام نہیں کرتی۔ خدا تعالیٰ انبیاء سے فوق الفہم معاملات کرتا ہے کہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دیا اور بادشاہ ظالم کے ہاتھوں پر بلا نازل کی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر شق القمر کر دیا۔ اب اسکو یعنی مرزا صاحب کو پہلی بات یاد نہیں رہی اور یہاں محال عقلی کے پابند ہو کر خدا کو عاجز بنا رہے ہیں کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں لے گیا۔ ناظرین یہ متضاد عبارت دو حالت سے خالی نہیں، یا اس کے مغز میں فتور ہے یا جان بوجھ کر دھوکہ دیتا ہے۔ ایک جگہ تو کہتا ہے کہ خدا کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں۔ اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ خدا محالات پر قادر نہیں۔ ایک جگہ کہتا ہے کہ آگ کو خدا نے ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دیا اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر شق القمر کیا۔ مگر تیسری جگہ جا کر پھر خدا کو عاجز بنا رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں لے جا سکتا۔ حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر معراج کشف اور خواب ہوتا تو قریش اور دیگر مسلمان محالات عقلی کے اعتراض کیوں کرتے۔ اور بہت سا حصہ مسلمانوں کا مرتد کیوں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے تو مسلمانوں کے ارتداد کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے جسمی معراج کے دعوے سے دست بردار نہ ہوئے۔ مگر تیرہ سو برس کے بعد مرزا صاحب نے معراج کو ایک خواب بنایا صرف اس واسطے کہ مسیح کا آسمان پر جانا ثابت نہ ہو۔ مگر وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ انبیاء کے بارے میں کسی قانون قدرت کا پابند نہیں جبکہ ابراہیم علیہ السلام کے وجود کو آگ سے بچایا اور کرشمہ قدرت دکھایا تو حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے وجود کے بچانے پر قادر نہ رہا؟ یہ کونسا ایمان ہے۔

اگر لمبی عمر فضیلت ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۰، اور یا مارو ولد آدم کی عمر ۹۶۲، اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ کی تھی۔ (دیکھو بائبل باب پیدائش)۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عمر صرف ۶۳ برس کی تھی، تو کیا اس میں بھی محمد ﷺ کی ہتک ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب درازیٔ عمر باعث فضیلت نہیں۔ کیونکہ رستم کی عمر سب نبیوں سے زیادہ تھی۔ دیکھو فردوسی لکھتا ہے: مصرعہ

ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد

یعنی ایک ہزار ایک سو تیرہ برس عمر رستم کی تھی۔ جب مارا گیا تھا اور تمام نبی رستم سے افضل تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر اگر زمانہ نزول تک جس قدر بھی دراز ہو باعث فضیلت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جس قدر بال تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال تیری عمر دراز کرونگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر کیا ہوگا؟ جواب دیا کہ پھر موت۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پھر ابھی موت دو''۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ جس قدر دراز عمر چاہے دے سکتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازیٔ عمر باعث فضیلت نہیں اور نہ اس میں محمد ﷺ کی ہتک ہے۔ مرزا صاحب نے ناحق قرآن شریف کی آیات جن سے لزوم موت ثابت ہوتا ہے پیش کیں ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے مسلمان بعد نزول قائل ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے انکار کرتے تو آیات پیش کردہ مرزا صاحب درست تھیں۔ مسلمان تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وصال فرمائیں گے اور مدینہ میں حضرت ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونگے اور ان کی قبر چوتھی قبر ہوگی جیسا کہ حدیثوں میں ہے اور ہم

رسالہ نمبر ۳ میں لکھ چکے ہیں۔

دوم تحقیقی جواب: معجزات وخصوصیات انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے سے نہیں تھے اور یہی سنت اللہ تعالیٰ ہے کہ حسبِ ضرورت زمانہ جس فن اور علم میں اہل دنیا کو فخر ہوتا تھا اسی علم اور فن میں کمال درجہ کا حیرت میں ڈالنے والا فوق العادت معجزہ اس نبی کو دیا جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے جادوگروں کا زور تھا اور وہ رسی کے سانپ بنا کر لوگوں کو محو حیرت کر دیا کرتے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ بھی ویسا ہی عطا ہوا یعنی عصا کہ بڑا سانپ بن کر ان پر غالب آتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت طبیبوں اور حکیموں کا زور تھا اور وہ علم مسمریزم کے زور سے مریض اچھا کیا کرتے تھے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو روح القدس کا معجزہ عطا کیا۔ جس کے ذریعے سے وہ مردے زندہ کرتے اور مریض مادرزاد اندھے اچھے کرتے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت فصاحت وبلاغت کا بہت زور اور چرچا تھا اسلئے خاتم النبیین کو وہ معجزہ دیا کہ تمام بلاغتوں کا منبع اور فصاحتوں کا سرچشمہ تھا۔ یعنی قرآن مجید زندہ جاوید معجزہ جس نے اپنے نور توحید سے تمام جہان کو منور کیا اور کر رہا ہے۔ اب تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا نام ونشان تک نہیں رہا۔ کہاں ہے عصائے موسیٰ اور کہاں ہے روح القدس کا معجزہ مردے زندہ کرنے والا اور مریضوں کو شفا دینے والا۔ کہیں بھی نہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تیرہ سو برس کیا ہزاروں اور لاکھوں برسوں تک زندہ اور موجود ہے اور رہے گا۔ بلکہ دنیا کے اخیر تک رہے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعد نزول اسی پر عمل کرینگے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت یا رفع جسمانی حضرت مسیح کی طرح نہیں ہوئی۔ تو اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی ہتک نہیں۔ کیونکہ جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا اور جو عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا وہ محمد ﷺ کو نہیں

دیا گیا تو پھر اس میں ہتک کیسی! اگر ایک نبی کا معجزہ دوسرے نبی کو نہیں دیا گیا تو کسی کی بھی کسر شان اور ہتک نہیں۔ کسی نبی کو بیداری میں معراج یعنی سیر عالم بالا نصیب نہیں ہوئی۔ تو کیا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی ہتک ہے؟ ہرگز نہیں، یہ خدا تعالیٰ کی مرضی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خدا ہم کلام ہوتا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے ساتھ نہیں ہوا اور وحی کے ذریعے اپنا کلام نازل کیا۔ تو کیا اس میں بھی عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی ہتک سمجھو گے؟ یہ آپ کی غلطی ہے۔ اگر آپ اپنے ایمان اور عقیدت کے نور سے دیکھیں تو اس میں فوراً آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں تو نہایت علو شان محمد رسول اللہ ﷺ ہے کہ ایک نبی مرسل صاحب امت و کتاب محمد ﷺ کی امت میں سے ہونا چاہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی، تو اپنے خادم (عیسیٰ) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔ (دیکھو انجیل برنباس، فصل ۲۱۲، صفحہ ۲۹۴)۔ اور یہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبول بھی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اطلاع قبول دعا کی بھی دے دی کہ تجھ کو تا نزول زندہ رکھا جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں بحالیکہ میں جانتا ہوں کہ ختم ہونے تک زندہ رکھا جائیگا۔ (دیکھو انجیل برنباس فصل ۱۴۰ صفحہ ۲۰۸)۔ اور قرآن مجید نے مطابق انجیل کے {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ} سے تصدیق بھی کر دی تو اَب کوئی بتائے کہ اس میں کس قدر شان محمد ﷺ کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک نبی کو خدمت اسلام کرنے کا موقعہ دینے کیلئے تا نزول اپنی خاص قدرت کاملہ سے آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے کہ قیامت کے قرب میں نزول فرما کر امت محمدی میں ہو کر اس کی شریعت کے مطابق کام کرے۔ اگر کسی بدنصیب کو اس میں کسر شان محمد ﷺ نظر آئے تو اس کو اپنے ایمان کی آنکھ کا علاج کرنا چاہیے۔ ’’گر نہ بیند بروز شپرہ چشم‘‘ کا معاملہ ہے۔

دوم: خدا تعالیٰ کے ایسا کرنے میں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تا نزول زندہ آسمان پر رکھنے سے شان محمدی ﷺ دنیا پر ظاہر کرنا مقصود تھا کہ دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ اس رتبہ اور شان کا پیغمبر ہے کہ نبی الوالعزم جس کو ہم نے بغیر باپ پیدا کیا اور اپنا روح اور کلمہ کہا وہ محمد ﷺ کی امت میں ہونا اپنا فخر جانتا ہے اور ہم نے محمد ﷺ کی خاطر اس کو آسمان پر تا نزول زندہ رکھا ہوا ہے۔

سوم: عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی تردید منظور خدا تھی کہ لو جس نبی کو تم خدا اور اس کا بیٹا اور معبود خیال کر بیٹھے تھے ہم اسی کو امت محمدی ﷺ میں کر کے بھیجیں گے تا کہ تمہارا زعم کہ جو بغیر باپ پیدا ہوا ہو وہ معبود ہے غلط ثابت ہو جائے۔

پس نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کہ وہ اصالتاً نزول فرمائیں گے، مطابق انجیل قرآن وحدیث واجماع امت ہے۔ اگر کسی مفسر نے یہ لکھا بھی ہے کہ ''مُتَوَفِّیکَ'' کا معنی موت کے ہیں تو وہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر جانے کا بھی قائل ہے جیسا کہ اناجیل میں ہے۔ یہ کسی کا بھی مذہب نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ کوئی اور شخص امت محمدی ﷺ میں سے بروزی اور ظلی طور پر ہوگا۔ اگر کوئی شرعی سند ہے تو پیش کریں ناحق لوگوں کو دھوکا نہ دیں۔ اور خوف خدا کریں۔ اور مرزا صاحب کی تصنیف کردہ داستان کو خدا اور رسول کے کلام پر ترجیح نہ دیں۔

چہارم: {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} سے تردید کفارہ بھی کر دی کیونکہ اگر قرآن مجید مسیح کے مصلوب ہونے کی تردید نہ کرتا تو کفارہ کے عقیدہ کو زیادہ تقویت ہوتی کیونکہ عیسائی بڑی بھاری دلیل کفارہ کی یہی دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب کے عذاب امت کے گناہوں کے بدلے میں سہے۔ اور اپنے آپ کو ذلیل اور رسوا کرایا کوڑے کھائے، منہ

پر ٹھکوایا، ہرایک قسم کی ذلت ہماری خاطر اٹھائی۔ پس قرآن مجید نے یہود اور نصاریٰ کے اختلاف کا فیصلہ بایں طور کیا کہ نہ عیسیٰ علیہ السلام قتل ہوئے جیسا کہ یہود کہتے ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوئے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ اللہ نے ان کو یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا کے مطابق اٹھالیا اور ان کا نزول آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے تاکہ امت محمدی میں ہوکر خدمت اسلام بجالائے۔ یہ مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی غلطی ہے کہ نصاریٰ کی مانند یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوئے۔ طرح طرح کے عذاب اس معصوم نبی کو دیئے گئے۔ بدن مبارک پر کوڑے لگائے گئے، ہاتھ پاؤں میں کیلوں کے زخم اور ان کی درد اس شدت سے تھی کہ بیہوش ہوگئے تھے اور ان صلیب کے عذابوں سے ایسے قریب المرگ تھے کہ مردہ سمجھ کر اتار کے دفن کئے گئے۔ اس عقیدہ کے نامعقول اور بے سند ہونے کی نسبت کے بارہ لکھا گیا ہے کہ جب صلیب کی سختیوں سے ایسا قریب المرگ تھا کہ مردہ زندہ میں تمیز نہ ہوسکتی تھی تو جس وقت اس کی پسلی میں امتحان کی غرض سے کہ زندہ نہ رہے، بھالا گیا تھا تو تب تو ضرور ہی مرگیا ہوگا۔ اگر بالفرض محال مان لیں کہ جان باقی تھی اور سپاہی اندھے ہوگئے تھے تو غسل دفن کے وقت تو ضرور مرگیا ہوگا۔ اگر وہاں بھی سب کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی تو قبر میں تو ضرور ہوا کے نہ پہنچنے سے دم گھٹ کر مرگیا ہوگا۔ خیر زندہ مردہ کی بحث ہم پھر کریںگے فی الحال ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ ایمان سے خدا کو حاظر ناظر جان کر بتائیں کہ مرزا صاحب اور مرزائی، عیسائیوں کے عقائد کو مدد دیتے ہیں یا عوام مسلمان؟ کیونکہ اگر مسیح مصلوب ہوا اور اسنے عذاب سہے اور امت پر قربان ہوا تو کفارہ ثابت ہوگیا۔ اور یہ نامعقول ہے کہ خدا وعدہ تو یہ کرے کہ {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ} متوفی کا وعدہ اور رفع یکجا ہے۔ اس میں فاصلہ عقلاً ونقلاً جائز نہیں۔ مرزا

صاحب کوئی نظیر پیش کر سکتے ہیں کہ خدا نے وعدہ کیا ہو اور ۸۷ برس کے بعد اس وعدہ کو پورا کیا ہے۔ وعدہ کو پورا نہ کرنا اور وقت کا منتظر رہنا عاجز وجود کا کام ہے جو کہ اسباب کا محتاج ہے۔ خدا تعالیٰ قادر مطلق {عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ} کی شان کے خلاف ہے کہ ۸۷ برس کے بعد وعدہ کا وفا کرے۔ کمزور سے کمزور وجود بھی اتنی مہلت اپنے ارادہ کو پورا کرنے کیواسطے نہیں مانگتا۔ خدا کی شان تو یہ ہے {اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ} دیکھو انجیل برنباس فصل ۱۳۹ صفحہ ۲۰۸: حضرت مسیح فرماتے ہیں: ’’جس شخص نے اپنے بھائی کے واسطے کنواں کھودا وہ خود اس کے اندر گریگا۔ مگر اللہ مجھ کو چھڑا لیگا انکے ہاتھوں سے اور مجھے دنیا سے اٹھالیگا‘‘۔ اور قرآن مجید نے اسکی تصدیق بھی کر دی چنانچہ فرمایا {وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ}، {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ}، {بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ} یعنی مکر کیا کافروں نے کہ مسیح کو صلیب دینا چاہا اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر یعنی تدبیر غالب رہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے بلکہ اللہ نے انھیں اپنی طرف اٹھالیا۔

ناظرین! مکر کے معنی حکیم نور الدین صاحب نے خود یہ کیے ہیں کہ کسی شخص کی بڑی تجویز کو اس پر الٹ دینے کا نام مکر ہے۔ دیکھو کتاب نور الدین صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں: ’’مفردات راغب کی مستند لغت میں لفظ مکر کے نیچے لکھا ہے۔ اس جگہ **المکر صرف الغیر عما یقصد بحیلة** یعنی مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا۔ (۲) ابن الاثیر جس نے لغت قرآن و حدیث پر کتاب لکھی ہے۔ {مَکْرُ اللّٰهِ} ’’**ایقاع بلائه باعدائه دون اولیاء**‘‘ یعنی مکر کے معنی ہیں مخالفان الٰہی پر عذاب ڈالنا اور مقربوں کو عذاب سے بچانا۔

ناظرین! اب مطلع بالکل صاف ہو گیا کہ مرزا صاحب کے خلیفہ نے خود مان لیا کہ مکر

کرنے والے کا مکر اس پر ڈالنا اور مقربان الٰہی کو عذاب سے بچانے کا نام مکر ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مقرب الٰہی تھا، صلیب کے عذابوں سے بچا لیا اور مخالفین یہود میں سے یہودا کو جس نے تیس روپے رشوت لیکر فریب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا تھا، اسکا فریب اسی پر اُلٹ دیا اور صلیب کے عذاب جو اس نے حضرت مسیح کے واسطے تجویز کئے تھے اسی کو وہ عذاب دلوائے اور حضرت عیسیٰ کو حسب وعدہ و پیشگوئی عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھالیا اور اپنی قدرت کاملہ اور خیراً ماکرین کا ثبوت دیا کہ اپنے خاص کرشمۂ قدرت سے حضرت مسیح کو عذابوں سے بچایا۔ کیونکہ حکیم صاحب مان چکے ہیں کہ خدا اپنے مقربوں کو عذاب سے بچالیتا ہے۔ اور سچ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں و رسولوں کی عزت کا خود نگہبان رہتا ہے۔ اور دشمنوں کے عذاب سے انکی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کی تھی۔ حضرت یونس و حضرت نوح علیہم السلام کی کی تھی۔ پس جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے جسم اور روح دونوں کی حفاظت کی یعنی حضرت ابراہیم و یونس و نوح علیہم السلام کے جسم کو آگ، مچھلی، پانی سے بچائے نہ رفع روحانی دیا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح مسیح کے جسم اور روح دونوں کو صلیب سے بچایا اور کافروں کا فریب انہیں پر الٹ دیا اور اپنی لامحدود طاقت کا ثبوت دیا۔ اور جس خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ سرد کردی وہی خدا کرۂ زمہریر مسیح پر گرم کر کے اسکو آسمان پر لے گیا۔ اب {وَمَكَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ} کے معنوں اور تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ اسکا ہمشکل جس نے فریب سے مسیح کو پکڑوایا تھا اسی پر خدا نے اسکی تجویز کو الٹ دیا اور مسیح کو عذابوں سے محفوظ رکھ کر آسمان پر لے گیا۔ جیسا کہ قرآن میں {شُبِّهَ لَهُمْ} سے ظاہر ہے۔ اور وہ قادر ہے ہر بات پر، اس کے آگے کوئی بات

اَن ہونی نہیں۔اب مرزا صاحب کی تصنیف کردہ تمام داستان کہ مسیح صلیب سے بچ کر زخمی پاؤں سے ستر میل چلا گیا، فلاں فلاں راستہ کشمیر پہنچ کر ۸۷ برس کے بعد فوت ہوا، ردّی گئی۔اس امر پر ہم مفصل بحث کرینگے اس وقت صرف اصل حقیقت جو مرزائیوں کے خلیفہ کے منہ سے نکل آئی جس سے ثابت ہوگیا کہ مسیح نہ مصلوب ہوا اور نہ اسکو عذاب دیئے گئے۔ کیونکہ مقرب الٰہی تھا اور مقرب معذب نہیں ہوسکتا۔ پس مرزا صاحب کی تمام بہار دانش والف لیلہ، انجیل وقرآن کے مقابلہ میں اور ان صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں جو حضرت نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ جسکے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔اور نہ وہ فوت ہوا ہے۔اس امت میں دمشق کی ولایت میں نزول فرمائے گا نہ کہ اسکا کوئی مثل پنجاب قادیان میں ہوگا، میں کچھ وقعت رکھتی ہے۔آسمانی کتابیں جس مسئلہ میں اتفاق کریں یعنی ایک انجیل اور قرآن اور حدیث واجماع امت اسکی تصدیق کرے اور تمام مفسرین کا اتفاق ہو تو ایک شخص امتی جو کہ اہل زبان بھی نہ ہو تمام سلف کے برخلاف اپنی رائے سے تھیوری قائم کرلے۔ ہرگز ہرگز تسلیم کرنے کے لائق نہیں۔یعنی من گھڑت داستان نہیں مانی جاسکتی۔

(باقی آئندہ)

رسالہ نمبر ۷

مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۲

کا جواب

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم جب یہ کہا جائے کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ جس کے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور حدیث میں ہے کہ "ان عیسی لم یمت و انہ راجع الیکم" آیا ہے۔ یعنی "عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں"۔ آئے گا تو اسکا شرعی جواب کسی آیت اور حدیث سے جس کے یہ معنی ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور انھوں نے نہیں آنا، اس کے عوض کوئی اور شخص بروزی رنگ میں آئے گا، نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ایسی کوئی آیت وحدیث نہیں۔ تو تمسخر کے طور پر یہ اعتراض

کیا کرتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ایک پرانا نبی اس امت کی اصلاح کے واسطے آئے اور اس میں امت مرحومہ کی ہتک ہے کہ اس میں کوئی لائق نہیں کہ امت کی اصلاح کرے جس کا جواب حسبِ ذیل ہے۔

اول: یہ بالکل غلط اور بے سند من گھڑت بات بنالی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی ﷺ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ حدیث میں تو لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو ماریں گے اور دجال کو قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ حدیث یہ ہے:

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ واللّٰہ لینزلنَّ ابنُ مریم حکمًا عادلاً فلَیکسرنَّ الصلیبَ ولَیَقتلنَّ الخنزیرَ ولَیضعنَّ الجزیۃَ ولَتُترکَنَّ القلاصَ فلا یُسعی علیھا ولَتذْھَبَنَّ الشحناءُ والتباغضُ والتحاسدُ ولَیَدْعُوَنَّ الی المالِ فلا یَقْبَلُہ أحدٌ۔ (رواہ مسلم) **وفی روایتہ لھما قال کیف انتم اذا نزل ابنُ مریم فیکم وامامکم منکم۔**

ترجمہ: ''روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول خدا ﷺ نے۔ قسم خدا کی البتہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے اس حال میں کہ حاکم عادل ہونگے۔ پس توڑیں گے صلیب اور قتل کریں گے سور کو اور رکھ دینگے جزیہ اہل ذمہ سے اور چھوڑ دیں گے اونٹنیاں جوان۔ پس نہیں کی جائے گی سواری اور کام طلب حاجات ان پر۔ البتہ جاتا رہے گا لوگوں میں سے کینہ بغض اور حسد اور البتہ بلائیں گے عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو طرف قبول کرنے مال کے۔ پس نہیں قبول کرے گا کوئی۔ اور ایک روایت مسلم و بخاری میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے درمیان

تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے یعنی امام مہدی''

ناظرین! ہم نے ۱۳ حدیثیں اسی مضمون پر کہ عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً اتریں گے، اس انجمن کے رسالہ نمبر ۳ میں لکھی ہیں وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں صرف عیسیٰ علیہ السلام کا کام یا فرض جو کہ وہ بعد نزول کریں گے بتانا مقصود تھا سو آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے۔ حدیث میں تو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی کسر صلیب ہے۔ یعنی عیسائیت کا مٹانا جو کہ مرزا صاحب سے نہ ہوسکا۔ یہ کہیں بھی نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی ﷺ کی اصلاح کے واسطے آئینگے۔

مرزا صاحب خود اپنی کتاب ''ایام صلح'' کے صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۸ میں قبول کرتے ہیں، وھو ھذا:

''اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی''۔

ناظرین! اب مرزائیوں کے مرشد نے ہی تردید کردی کہ عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی ﷺ کی اصلاح کے واسطے نہیں بلکہ ملل باطلہ کے مٹانے کے واسطے آئینگے اور یہی مقصود تھا الحمدللہ!

اب یہ دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب کے وقت اور انکے دعویٰ سے ملل باطلہ ہلاک ہوئے یا انکی ترقی ہوئی۔ اگر ملل باطلہ عیسائیت و یہودیت ہلاک ہوئے تو مرزا صاحب سچے ورنہ ان کے اپنے معیار سے وہ جھوٹے۔ یہ کسی جگہ نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو جو ۱۳ سو برس سے جو عقائد رکھتے چلے آئے ہیں ہٹا کر عیسائی یا نیچری یا دہریہ و فلسفی بنانے کے واسطے بیعت لیں گے اور جو ان کی بیعت نہ کرے گا اس کو نجات نہ ہوگی چاہے شریعت محمدی

ﷺ پر عمل کرے اور قرآن وحدیث پر چلے اور ارکان اسلام پورے پورے ادا کرے۔ بلکہ حدیثوں میں تو صاف صاف آیا ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کو رواج دیں گے اور عیسائیت ویہودیت کو مٹائیں گے۔

مرزا صاحب کے وقت سے جب کہ انھوں نے دعویٰ مسیحیت کیا تب سے اسلام کا زوال ترقی پذیر ہوا۔ جس پر بلاخوف تردید۔۔۔۔ دوست ودشمن کو اتفاق ہے کہ کئی ملک اسلامی سلطنت سے جن پر اسلامی جھنڈے لہراتے تھے نکل گئے اور صلیب کے جھنڈے نصب ہوئے۔ اور جن جن مقدس مقامات سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی تھی وہاں سے گرجوں کے گھڑیالوں کی آواز آتی ہے بجائے اسلامی تعلیم توحید کے صلیبی مذہب کی مشرکانہ تعلیم کی اشاعت ہوئی اور ہزارہا مسلمان جبراً عیسائی بنائے جن کی تفصیل لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور اخبار پڑھنے والوں کو معلوم ہے مگر میں اس جگہ صرف ناظرین کی واقفیت کے لئے اخبار وکیل وزمیندار کا خلاصہ درج کرتا ہوں۔

حال خود گویم اگر تاب شنیدن داری　　سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

لو جگر تھام کے سنو! یہ بتایا گیا ہے کہ پطرس، مولک، مرحصار، مرمترا عثمان جی وغیرہ کے مسلمان باشندوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس مدعا کے لئے انہیں شرمناک سزائیں دی گئیں۔ بلغاریوں نے ولایت سالونیکا کی نصف آبادی کو جس کی تعداد ۵۵ ہزار کے قریب تھی تہ تیغ کیا اور صرف ان لوگوں کو زندہ چھوڑا جنھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (ماخوذ از رسالہ انجمن حمایت اسلام، بابت ماہ فروری ۱۹۱۳ء)

صوبہ تھریس ومقدونیہ میں ڈھائی لاکھ مسلمانوں کو بلغاریوں نے طرح طرح کے جان فرسا عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (اخبار زمیندار، مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء، صفحہ ۴ زیر عنوان ''ارطغرل کا

پیغام)

پہلے شخصی سلطنت کے وقت کے صوبے اسلامی سلطنت سے نکل کر صلیبی سلطنتوں میں شامل و ملحق ہو چکے تھے۔ پھر مراکو گیا ایران کا خاتمہ ہوا، متبرک خانقاہیں اور مقابر گرائے گئے، مجتہد شہید کئے گئے۔ طرابلس میں وہ وحشیانہ مظالم عرب مسلمانوں پر اٹلی والوں یعنی صلیب پرستوں نے روا رکھے کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان اتحادیوں نے تو کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننے والوں کو فتح پر فتح ہوتی گئی۔ چنانچہ تمام یورپ اسلامی خلافت کے دارالخلافہ کے حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اب جس کے دماغ میں عقل ہے وہ فوراً نتیجہ پر پہنچ جائے گا بشرطیکہ تعصب و پیر پرستی کا جن اس پر سوار نہ ہو کہ مرزا صاحب وہ مسیح موعود نہیں تھے جن کے آنے کی خبر مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کہ مسیح موعود کے آنے سے اسلام کی بہتری کے دن آئیں گے اور چاروں طرف سے اسلام کو فتح ہوگی اور ملل باطلہ ہلاک ہونگے اور مسیح موعود کسر صلیب کرے گا یعنی عیسائیت کو مٹائے گا۔ اگر مسلمان عقل خداداد کو کام میں لائیں اور ایمان کی آنکھ سے دیکھیں تو انکو روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب وہ مسیح موعود نہیں جس کے قدوم اسلام کے حق میں برکت و ترقی کا باعث ہونے تھے۔ بلکہ اب خدا نے مرزا صاحب کے قدوم کی نحوست اسلام کے حق میں چاروں طرف سے ثابت کر کے مرزا صاحب کی تکذیب کر دی۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کے دن سے لے کر مرنے تک یا آج تک کیا عیسائیت میں کمی و تنزل ہوا اور اسلام میں ترقی و برکت ہوئی، ہر گز اسلام میں کوئی ترقی نہیں ہوئی بلکہ تنزل ہوا جیسا کہ اوپر گذرا کہ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کسر اسلام ہوا نہ

کہ کسر صلیب اور مسیح موعود نے کسر صلیب کرنا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب موعود نہ تھے۔

دوم: قرآن شریف میں خدا تعالیٰ مسیح کی ڈیوٹی یا فرض بھی کسر صلیب ہی فرماتا ہے: {وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ} یعنی ''کوئی اہل کتاب میں نہ ہوگا جو اپنی موت یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے گا''۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے وقت یہود و نصاریٰ ایمان لائیں گے یا دوسرے لفظوں میں مسیح کا فرض یہ ہوگا کہ یہود و نصاریٰ کو ایمان دار بنائیں گے نہ کہ مسلمانوں کو جو پہلے ہی سے خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک، محمد ﷺ کو رسول برحق یقین کرتے اور شریعت محمدی ﷺ کو ذریعہ نجات، ایمان رکھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام ارکان اسلام ادا کرتے ہیں، ان کو اپنا خالق زمین وآسمان تعلیم دے گا اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور تصویر پرستی مسلمانوں کو سکھائے گا۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر میاں بیوی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کرے گا۔ اور اپنی جماعت بنائے گا اور مرزائیوں کو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک کر ترک واجب کا باعث ہوگا۔ مسلمانوں کی اصلاح کوئی کیا کرسکتا ہے قرآن اور حدیث اور شریعت محمدی ﷺ میں سب کچھ آچکا ہے اور {اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ} کی مہر سے ایسی تکمیل ہوگئی کہ کسی زیادتی وکمی کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مصلح امت کے واسطے آئے اور اصلاح کا دعویٰ کرے اور قرآن وحدیث کے برخلاف تعلیم دے تو ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اور اگر وہی تعلیم دیگا جو کہ آگے موجود ہے تو پھر فضول ہے۔ ہاں جو امور بدعی مرور ایام سے شریعت محمدی ﷺ میں بطور رسم مل جائیں اور شریعت میں اسکی کوئی سند نہ ہو تو علمائے دین میں سے ایک برگزیدہ عالم ہر صدی پر بطور

مجدد مانا جاتا ہے جو خاص دین کے مسائل کو بدعی رسوم سے الگ کردے اور اسکا فضل وعلم و ناقد احادیث ہونا اور عالم علوم ہونا علمائے وقت تسلیم کریں نہ کہ علماء اس کو کفر کے فتوے دیں اور وہ یعنی مدعی مجدد و نبوت کا دعویٰ کرے اور فرائض اسلام کو منسوخ بتائے اور مسلمانوں کو بے عزتی و بے حرمتی کی تعلیم دے۔ جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''میرے مریدوں کو جب سے وہ بیعت کرتے ہیں یقین کرنا ہوتا ہے کہ جہاد اس زمانہ میں حرام ہے''۔ گویا مرزا صاحب صرف ہندوستان کو ہی تمام دنیا جانتے ہیں۔ ایسا شخص مذہب اسلام کے کسی عہدہ کے پانے کا اہل نہیں جو خودرائے ہو، قرآن کے احکام کے مقابل اپنے عقلی ڈھکوسلے لگائے اور دن رات مبالغہ اور استعارات اور تاویلات بعید از اسناد شرعی اپنے رائے سے لکھتا جائے جس میں ایک سطر بھی سچ نہ ہو اور پھر اس کا نام وحی رکھے اور امت محمدی ﷺ کو اگر اسکی بیعت نہ کرے اور اپنا مال قادیان کی نذر نہ کرے تو اس کو نجات ہرگز نہ ہوگی چاہے قرآن کی پیروی کرے اور محمد ﷺ کی راہ چلے۔

سوم: یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جس قدر جلدی پیشوا اور پیر کی بات قبول کی جاتی ہے دوسرے غیر کی نہیں کی جاتی۔ چونکہ یہود ونصاریٰ کی اصلاح ارادہ الٰہی میں تھی اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً معجزہ کے طور پر آسمان سے نزول فرمانا باعث ہدایت اہل کتاب ہوسکتا تھا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی آنا معقول ہے۔ باقی رہا یہ کہ خدا ایسا نہیں کرسکتا تو وہ مرزائیوں کا خدا ایسا عاجز ہوگا، مسلمانوں کا خدا جس کے ید قدرت میں زمین و آسمان بلکہ کل کائنات ہے اس کے آگے کچھ مشکل نہیں وہ تو ایسا طاقت اور قوت والا ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے پس حکم کردیتا ہے اس کو کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔ اسباب اور فلسفی عقل کا پابند مرزائیوں کا خدا ہے جو نہ مردہ زندہ کرسکتا ہے اور نہ آسمان پر اس کی حکومت ہے کوئی چیز

زمین کی آسمان پر نہیں لے جاسکتا اور نہ آسمان کی چیز زمین پر لاسکتا ہے۔ مگر مسلمان ایسا کمزور اور عاجز خدا کو نہیں مانتے، مسلمانوں کا خدا ''عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' ہے۔

چہارم: یہ مسلمہ اصول اہل اسلام ہے۔ اور اس پر تمام فرقوں اسلام کا اتفاق ہے کہ اشرف البشر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں ایک امتی خواہ کیسا ہی اپنے آپ کو خدا رسیدہ اور فنا فی اللہ بتائے اور مکالمہ ومخاطبہ الٰہی کا مدعی ہو انبیاء علیہم السلام کی شان کو نہیں پہنچتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باوجود مجمع جمیع کمالات ولایت جسکی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''انا دار العلم وعلی بابہا'' یعنی ''میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے''۔ بس جس طرح گھر میں بغیر دروازہ کے داخل نہیں ہو سکتے ایسا ہی کوئی شخص بغیر علی کے رسول ﷺ تک نہیں پہنچ سکتا اور بغیر رسول کے خدا تک رسائی نہیں ہوتی۔ جب ایسے عالی شان قرابتی رسول اللہ ﷺ نے جن کے دل شمع نبوت سے دن رات منور ہوتے تھے صاف فرمادیا: ''الا انی لست نبی ولا یوحی الی'' یعنی خبردار ہو جاؤ یعنی غور سے سنو کہ میں نہ نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو ۱۳ سو برس کے بعد ایک پنجابی نبوت اور وحی کا دعویٰ کرے اور متابعت رسول میں بھی کامل نہ ہو جیسا کہ صحابہ کرام۔ صرف لفاظی اور غلط بیانی مبالغہ آمیز عبارت آرائی سے شاعرانہ تحکم سے اپنی نبوت کا ثبوت ایسی بودی دلیل سے دے کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد ہوتا ہے۔ مسلمان کس طرح مان سکتے ہیں کیونکہ پہلے بھی مجدد ہوتے رہے مگر کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا امت محمدی ﷺ میں اسلام کے واسطے باعث عزت وشرف امت ہے کہ نبی اولوالعزم جس امت کا شریک ہے اور خدمت اسلام کر کے اپنی امت کو بھی امت محمدی ﷺ میں ہونے کیلئے وعظ وپند کرے گا اور اگر نہ مانیں گے تو حسب ضرورت بقول

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

اگر پند د ہندش نیا ید بکار　　درخت خبیث است بجنش بر آر

یہی کرے گا۔ جیسا کہ بعض حدیثوں میں قاتلِ دجال ہونا حضرت مسیح کا فرض قرار دیا گیا ہے اور وہ خونِ دجال اپنے نیزہ کے سر پر لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

یہاں مرزا صاحب اور ان کے مرید ایک یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کیا قصور ہے کہ اس کو نبوت سے معطل کر کے امت بنایا جائے؟ جس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی دعا تھی کہ مجھ کو اے خدا امت محمدی ﷺ میں کر۔ چنانچہ ان کے الفاظِ دعا یہ ہیں: ”اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی۔ تو اپنے خادم (عیسیٰ) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما“۔

(دیکھو انجیل برنباس، فصل ۲۱۲ ص ۲۹۴)

اس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دو تین امر ثابت ہوتے ہیں:

اول: شان محمد ﷺ کہ جس کی امت میں ہونا عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اپنا فخر جانتے ہیں۔

دوم: خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معطل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی خواہش سے خدمت اسلام کیلئے تشریف لائیں گے۔

سوم: حدیث میں ہے کہ وہ نبی اللہ ہونگے اس سے نبوت سے معطل ہونا ہرگز مفہوم نہیں ہوتا۔ اگر ایک ڈپٹی کمشنر خاص ڈیوٹی پر لگایا جاتا ہے تو وہ ہرگز معطل نہیں ہوتا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر خاص ڈیوٹی پر آئیں گے تو اپنی نبوت سے معطل نہ ہونگے۔ چنانچہ مسلمانوں کے علماء وفقہاء وصوفیاء پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی ہی آئیں گے

اور امام مہدی ان کو نبی اللہ پکار کر کہیں گے ’’جماعت کراؤ‘‘۔ پس معطل کا اعتراض فضول اور باطل ہے۔

(باقی آئندہ)

مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۲ کا جواب

ناظرین! اب مرزائیوں کے ہنڈ بل نمبر ۱۲ کا جواب دیا جاتا ہے۔ وھو ھذا:

اول: تو اس ہینڈ بل میں مرزا صاحب کے مہدی ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے جو کہ بالکل خلاف فن مناظرہ ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے اور جب تک مرزا صاحب اور ان کے مرید یہ ثابت نہ کر لیں کہ مسیح موعود، مہدی، مجدد، رجل فارسی، امام زمان، کرشن، مامور من اللہ نبی اور رسول کا مجموعہ ایک شخص ہو سکتا ہے تب تک ان کی سب سندیں اور حدیثیں اور اقوال لاحاصل اور فضول ہیں کیونکہ جب بنائے دعویٰ ہی درست نہیں تو بقول

خشت اول چوں نہد معمار کج   تا ثریا مے رود دیوار کج

جب پہلی اینٹ ہی معمار ٹیڑھی رکھ دے تو چاہے آسمان تک دیوار لیجائے وہ دیوار ٹیڑھی ہوگی۔ پس جب بنائے دعویٰ درست نہ ہوگا تو سب کا معقول جواب یہی ہوگا کہ ثبوت متعلق دعویٰ نہیں۔ بھلا کوئی خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر بتائے کہ یہ بحث درست ہے کہ جب کہا جائے کہ مہدی اور مسیح کے علامات الگ ہیں اور جائے نزول و خروج الگ الگ۔ حضرت مسیح کے واسطے نزول کا لفظ ہے اور مہدی کے واسطے خروج کا۔ مسیح کا جائے نزول دمشق ہے اور مہدی کا کرعہ علاقہ خراسان میں۔ تو جواب ملتا ہے کہ امام زمان کی بیعت ضروری ہے اور ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کرتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب چودھویں صدی

کے مجدد ہیں۔ جب مجدد کی بحث کریں تو کسوف خسوف کا ثبوت دے رہے ہیں۔ یہ وہی مثل ہے کہ پھوٹی آنکھ اور باندھو گھٹنا۔ یہ صرف گورکھ دھندا بنایا ہوا ہے اور بہت باتیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرر ہے ہیں۔ کوئی پوچھے کہاں کرشن، کہاں عیسیٰ علیہ السلام۔ کہاں مجدد، کہاں امام زمان۔ بھاگنے والے کی طرح جس جگہ پناہ ملتی نظر آئی وہیں گھس گئے۔ یہ ایمانداری نہیں۔ اب ہم خود مسیح موعود اور امام کا فرق بتاتے ہیں۔ اگر مرزائیوں کے کچھ پلے ہے تو مسیح موعود اور مہدی ایک ہی شخص ثابت کریں۔ آگے پھر بحث ہوگی کہ وہ مہدی ہوسکتا ہے یا مسیح۔ پہلے اصول درست کرنا چاہیے۔ کیونکہ دعویٰ جھوٹا بھی ہوتا ہے اور سچا بھی۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ اسی مخبر صادق نے جس نے مسیح موعود کی خبر دی ہے اسی نے تیس (۳۰) کاذبوں کی بھی خبر دی ہے۔ جسکا ثبوت مرزا صاحب نے خود دعویٰ نبوت کر کے اپنے آپ کو کاذب ثابت کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ میری امت ہو کر نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ”سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ و انا خاتم النبیین لانبی بعدی“

ترجمہ: ”تحقیق شان یہ ہے کہ ہونگے میری امت میں سے تیس جھوٹے۔ سب گمان کریں گے کہ وہ نبی اللہ کے ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ نہیں کوئی نبی پیچھے میرے“۔

یہ بالکل غلط اور دھوکہ ہے کہ اس زمانہ میں جس کے علامات بیان کئے جاتے ہیں اس میں صرف مرزا صاحب نے ہی دعویٰ کیا ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کے ساتھ اور چار بھی مدعی مہدیت ہیں۔

۱...... **مہدی سوڈانی**: جس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں مریدوں نے جانیں دیں۔ مرزا صاحب تو جان عزیز کر کے گھر سے نہ نکلے اور سیف کا نام قلم رکھ کر شہیدوں میں داخل ہوئے۔

۲......**شیخ سنوسی**: اس نے بھی اسلام کی آڑے وقت میں خدمت کی اور لاکھوں مرید اس کے کام آئے اور ابتک آرہے ہیں اور حمیت اسلامی وغیریت ملکی وقومی کی داد دے رہے ہیں اور طرابلس کا ملک دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا ہوا ہے۔

۳......**مہدی شمالی لینڈ**: وہ بھی مدعی مہدیت ہے اور کبھی کبھی ہاتھ دکھاتا ہے۔

۴......مدعی مسیحیت ومہدی جاوا ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ پانچ دعویدار تو سچے نہیں ہوسکتے۔ ان میں سے ایک ہوگا مگر فی الحال تو بحث اس میں ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے یا الگ الگ۔

اول نام الگ، باپ کا نام الگ، حسب نسب علیحدہ، جائے نزول الگ، فرائض منصبی الگ۔ جب سب باتیں الگ اور اقوال علماء وفضلاء ومتصوفین سے ثابت ہوں تو پھر جھگڑا کرنا نشان ایمان نہیں۔ مہدی کا نام محمد ولد عبداللہ۔ نسب فاطمی حسنی۔ جائے خروج کرعہ علاقہ خراسان۔ مسیح موعود کا نام عیسیٰ بن مریم یعنی بغیر باپ نبی اللہ ناصری۔ کاسرِ صلیب وقاتلِ دجال۔ جائے نزول دمشق ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر امام مہدی پیچھے ہٹنا چاہیں گے کہ آپ نبی اللہ ہیں امامت کرائیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تم سب آپس میں امام ہو۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں جماعت اس واسطے نہیں کراتا تاکہ میری امت کو یہ گمان نہ ہو کہ میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناسخ ہوں۔

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوگئے:

اول: عیسیٰ اور مہدی کا الگ الگ ہونا۔ کیونکہ اگر عیسیٰ الگ نہیں تو پھر امام مہدی کس کو امامت کے واسطے کہتے اور کس کی خاطر پیچھے ہٹنا چاہتے اور کس کو کہتے کہ آپ نبی اللہ ہیں۔

دوم: مرزا صاحب نے جو ''امامکم منکم'' کے معنی ''حضرت عیسیٰ ہے'' کئے ہیں غلط ہیں۔ کیونکہ اگر عیسیٰ ہی مہدی ہوتے تو پھر امامت سے بدیں الفاظ انکار کیوں کرتے کہ میری امت کو گمان نہ ہو کہ میں ناسخ شریعت محمدی ہوں۔ مرزا صاحب کے غلط معنی تو لفظ ''فی'' جو حرف ظرف ہے اور لفظ ''من'' جو حرف استثناء ہے جو الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے یعنی عیسیٰ اترے گا تمہارے بیچ اور تمہارا امام تم میں سے یعنی اہل عرب میں سے امام مہدی۔ پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ اور مہدی الگ الگ ہیں۔ ورنہ ''امامکم منکم'' نہ ہوتا بلکہ ''ھو امامکم'' ہوتا۔ ''من'' کا لفظ صاف صاف بتا رہا ہے کہ امام عرب میں سے ہوگا۔

سوم: حدیث شریف میں ہے کہ کیونکر گمراہ ہوگی وہ امت جن کے پہلے میں ہوں اور درمیان میں مہدی اور اخیر میں عیسیٰ۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ اور مہدی الگ الگ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب ابن صیاد کی بابت سنا کہ اس میں علامات دجال کی پائی جاتی ہیں اور خود حضرت محمد ﷺ اور عمر رضی اللہ عنہ اس کے دیکھنے کو تشریف لے گئے اور اکثر علامتیں جیسا کہ آنکھ سے کانا ہونا یعنی ابھرا ہوا آنکھ کا ڈھیلا اور رنگت وغیرہ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنا چاہا۔ مگر محمد ﷺ نے بدیں الفاظ منع فرمایا کہ دجال کا قاتل تو نہیں اس کا قاتل تو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہے جو بعد نزول دجال کو قتل کرے گا۔

اس حدیث سے چند امور کا ثبوت ملتا ہے:

اول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً آنا۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں حربہ دیکھا تھا اور قیامت کے سوال میں عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ قیامت

کی تو مجھ کو بھی خبر نہیں مگر یہ حربہ مجھ کو خدا نے دیا ہوا ہے جس سے میں بعد نزول دجال کو قتل کروں گا۔

دوم: دجال شخص واحد ہے اور یہ جو مرزا صاحب اور ان کے مرید کہتے ہیں کہ دجال انگریز قوم و پادری ہیں، سراسر غلط ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ کے وقت پادری وعیسائی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صاحب فراست صحابی نہ سمجھے تھے اگر دجال شخص واحد نہ ہوتا تو حضرت محمد ﷺ اور عمر رضی اللہ عنہ اس کے دیکھنے کو نہ جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو قتل نہ کرنا چاہتے۔ پس ثابت ہوا کہ دجال شخص واحد ہے اور مہدی اور عیسیٰ بھی الگ الگ ہیں اور یہ اعتقاد باطل اور کفر ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو حقیقت دجال و مسیح موعود معلوم نہ تھی اور پیشگوئی کے سمجھنے میں انھوں نے خطا کی۔ کیونکہ خطا کار اور غلط کار لائق نبوت نہیں۔ **افسوس!** مرزا صاحب اپنی غلط پیشگوئیوں کی خاطر محمد ﷺ کو بھی غلطی کھانے والا اور خطاء کار کہتے ہیں جو کہ سراسر کفر ہے۔

دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۱۴۱: ''اب سمجھنا چاہیے کہ جب کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق کیا چیز ہے''۔

ناظرین! اس جگہ مرزا صاحب اجماع امت تو مان گئے کہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول اصالتاً پر اجماع امت ہے مگر اس کو کورانہ فرما کر رد کر کے اپنے قیاس کو مقدم رکھتے ہیں۔ مگر خدا کے واسطے کوئی یہ تو سمجھائے کہ جب پیشگوئیاں کے سمجھنے میں خود حضرت محمد ﷺ جن پر خدا تعالیٰ نے الہام کیا وہ غلطی کھانے والے ہوئے جو عربی کے ماہر اور اہل زبان تھے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جو مرزا صاحب بخلاف تمام اجماع امت و مفسران اہل زبان ایک پنجابی غیر زبان ہو کر فرماتے ہیں درست ہے جو کہ خود بھی مطمئن نہیں اور کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری نشان صادق آسکیں۔

(دیکھو ازالہ اوہام، صفحہ ۹۸)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۵ پر لکھتے ہیں:

''میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہر جلال واقبال کے ساتھ آئے اور ممکن ہے کہ وہ دمشق میں ہی نازل ہو''۔

پس خدا کے واسطے کوئی بتائے کہ ایسے شخص کو حق ہے کہ یہ کہے کہ میں پیشگوئی درست سمجھتا ہوں اور محمد ﷺ نہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ خود نہیں سمجھا کیونکہ اگر اس کو اپنے سمجھنے پر یقین کامل ہوتا تو ایسا نہ لکھتا۔

حضرت محی الدین ابن عربی ''فتوحات'' کے باب ۳۷ میں فرماتے ہیں کہ ''عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اتریں گے اور ولایت مطلقہ کے خاتم ہونگے اور ولایت مقیدہ محمدیہ کے خاتم ایک شخص ملک مغرب سے ہونگے اور وہ خاندان اور ملک دونوں میں اشرف ہونگے یعنی امام مہدی علیہ السلام''۔ پس ثابت ہوا کہ مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دو الگ شخص ہونگے۔

ابن عربی ''فتوحات'' کے باب ۹۳ میں فرماتے ہیں: ''جاننا چاہیے کہ امت محمدیہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوا عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ہو۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام جب فرود ہونگے تو اسی شریعت محمدی سے حکم کریں گے اور قیامت میں ان کے دو حشر ہونگے۔ ایک حشر انبیاء کے زمرہ میں ہوگا۔ دوسرا حشر اولیاء کے زمرہ میں ہوگا''۔

ناظرین! شیخ اکبر کے کلام سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہوئے:

۱...... عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً نزول فرمائینگے جیسا کہ انجیل میں ہے۔ دیکھو رسولوں کے اعمال، باب اول، آیت ۹ و ۱۰ و ۱۱: ''اور یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے

اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا، پھر آئے گا''۔

۲......کوئی شخص ان کا بروز نہیں آئیگا کیونکہ بروز کا مسئلہ تناسخ کا ہے جو کہ باطل ہے۔ مفصل بحث بروز کی اس انجمن کے رسالہ نمبر ۴ میں دیکھو۔

۳......کوئی شخص مدعی نبوت مسیحیت ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رتبہ کے برابر نہ ہوگا۔ جب وہ نبی نہ ہوئے تو مرزا صاحب کس طرح ہو سکتے ہیں۔

۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول بھی نبی ہونگے صرف کام ماتحت شریعت محمدی ﷺ کرینگے۔

۵......شریعت اسلامی کے پابند ہو کر شریعت عیسوی کو منسوخ کرینگے اور عیسائیت کو مٹا کر کسر صلیب کریں گے۔

۶......حضرت عیسیٰ اور امام مہدی الگ الگ دو شخص ہیں۔ پہلے امام مہدی کا ظہور موضع کرعہ خراسان سے ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق سے۔

ناظرین! مرزائیوں نے اس ہینڈ بل میں سخت دھوکہ سے علامات قیامت، قیامت نامہ سے نقل کر کے اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ قیامت نامہ کے علامات قیامت کو علامات ظہورِ مہدی سے کیا تعلق۔ مگر مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا ہوا آدمی اور جھوٹا چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ لہٰذا ہم علامات ظہور مہدی جو حدیثوں میں ہیں اور قاضی سلیمان صاحب نے اپنی تائید الاسلام میں لکھی ہیں، نقل کرتے ہیں تاکہ آپ کو مرزائیوں کی دروغ بیانی اور دھوکہ دہی معلوم ہو جائے۔ وھو ھذا:

امام مہدی کا فرض مفصلہ ذیل فتنوں کا مٹانا ہوگا جو کہ امام کے ظہور سے پہلے برپا ہونگے۔

ا......فتنہ سفیانی ہے۔ یہ ملک شام سے خروج کریگا۔علی مرتضی سے روایت ہے کہ یہ خالد بن یزید بن ابی سفیان کی اولاد سے ہوگا۔ بزرگ، سرچیچک رو، آنکھ میں سفید نقطہ، یہ اس کا حلیہ ہے۔ ۳۶۰ سوار اس وقت اس کے ساتھ ہونگے۔ وادی یاس سے نکل کر دمشق میں داخل ہوگا۔ ایک ماہ کے بعد قبیلہ قلب کے تیس ہزار آدمی اس سے آملیں گے۔ اسی زمانہ میں ملک مصر سے ابقع خروج کرے گے اور جزیرہ عرب سے اصہب نکلے گا۔ سفیانی دونوں پر غالب آئے گا۔ ترک وروم سے بمقام قرقیا جنگ میں فتح پائے گا۔ قریش کو قتل کرے گا۔ بغداد میں ایک لاکھ، کوفہ میں ستر ہزار کو تہ تیغ کرے گا۔ ایک لشکر مدینہ منورہ کی جانب روانہ کرے گا سادات میں سے جسے پائے گا قتل کرے گا۔ بنی ہاشم مارے جائیں گے۔ بہت سے لوگوں کو پکڑ کر کوفہ لے جائے گا۔ امام مہدی بھاگ کر مکہ میں آجائیں گے۔ مکہ میں اس سال حج کے موقع پر سات عالم مختلف مقامات سے آئیں گے۔ ہر عالم کے مریدتین سے زیادہ ہوں گے۔ آپس میں کہیں گے کہ ہم اس شخص کی تلاش میں آئے ہیں جس کے ہاتھ سے یہ فتنے دور ہوں۔ قسطنطنیہ فتح ہو۔ ہم اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کی ماں کا نام جانتے ہیں۔ یہ مکہ میں امام مہدی کو تلاش کرلیں گے اور کہیں گے کہ تم فلاں بن فلاں ہو۔ فرمائیں گے میں تو انصار میں سے ایک آدمی ہوں۔ علماء پھر واقف کاروں سے تحقیقات کرنے لگیں گے اور امام مہدی مکہ سے مدینہ کو تشریف لے جائیں گے۔ علماء ان کی تلاش میں مدینہ پہنچیں گے۔ امام مہدی مکہ میں تشریف لے آئیں گے۔ تین بار اسی طرح آمدورفت ہوگی۔ حاکم مدینہ کو (جو سفیانی کا نائب ہوگا) جب یہ معلوم ہوگا کہ لوگ مہدی کی تلاش میں مکہ سے آتے جاتے ہیں تو وہ مکہ پر لشکرکشی کیلئے ایک فوج تیار کرے گا۔ تیسری بار میں یہ

عالم امام مہدی کو بیت الحرام میں درمیان رکن اور مقام کے پائیں گے اور ان کو بیعت لینے پر مجبور کریں گے۔ کہیں گے دیکھو سفیانی کا لشکر ہمارے تعاقب میں ہے وہ آتے ہی قتل عام کردینگے اس کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ حضرت امام مہدی نماز عشاء کے وقت رکن اور مقام کے درمیان بیٹھ کر بیعت لیں گے۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی تیغ وعلم اور کرتہ ہوگا۔ ان کا ظہور تین سو تیرہ آدمی کے ساتھ ہوگا۔ یعنی اصحاب بدر اور اصحاب طالوت کے برابر۔ یہ سب کے سب ابدال شام عصایب عراق بجایب مصر ہونگے۔ رات کو عابد دن میں شیر۔ اتنے میں وہ لشکر جو مدینہ سے علماء کے تعاقب میں چلا تھا آپہنچے گا۔ لشکر امام کے ساتھ جنگ کر کے شکست پائے گا اور مسلمان ان کا تعاقب کر کے مدینہ کو ان کے قبض وتصرف سے چھڑالیں گے۔ سفیانی کا دوسرا لشکر جو کوفہ سے چلا ہوگا امام مہدی کے ساتھ جنگ کرنے آیگا جو زمین بے داد میں پہنچے گا تمام لشکر زمین میں دھنس جائیگا۔ صرف ایک شخص بچے گا وہ سفیانی کو یہ خبر جا کر سنائے گا۔

۲..... ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا اس کو حارث کہیں گے۔ وہ کھیتی والا ہوگا۔ اس کے مقدمہ لشکر پر ایک شخص ہوگا جس کا لقب منصور ہوگا وہ آل محمد ﷺ کو جگہ دے گا جس طرح قریش نے رسول ﷺ کو جگہ دی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ حارث کا لشکر سفیانی کے ساتھ چند لڑائیاں کریگا۔ ایک تونس میں دوسری دورابری میں۔ تیسری تخوم رنج میں۔ (مرزا صاحب حارث تو بن گئے مگر یہ جنگ بھی کئے ہوتے)

(باقی آئندہ)

رسالہ نمبر ۸

چونکہ مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل اس مہینے کا اب تک نہیں نکلا

اس لیے ”لا مھدی الا عیسی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول باعث برکت وترقی اسلام وہلاکت ملل باطلہ تھا اور مرزا صاحب خود ”البدر“ مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۲ء میں فرماتے ہیں: ”طالبِ حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر

ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام غلام احمد''۔

اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا اور عیسیٰ پرستوں کا دن بدن زور ہے۔ اور مسلمان لاکھوں کی تعداد میں قتل وغارت ہوئے۔ بے خان و مان ہوئے۔ اسلامی ملک ان سے چھینے گئے۔ اور بجائے توحید کے تثلیث پھیلی۔ اور بجائے ترقی اسلام کے ترقی صلیب ہوئی۔ تو آپ انصاف سے اور خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر بتائیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا اسلام کے واسطے ایک نکہت داد بار کا عالم گیر بادل تھے کہ اسلامی دنیا کو برباد کر گئے۔ کچھ تو مسلمان عیسائیوں نے جبراً عیسائی کر لئے۔ اور کچھ مرزا صاحب نے اسلام سے خارج کر کے اسلام کی یہ حمایت کی کہ ۲۳ کروڑ مسلمان جو دنیا پر تھے صرف تین لاکھ بقول مرزائیان ۲۰۰۰۰ بروایت مردم شماری رہ گئے اور ۲۲ کروڑ ۹۷ لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مرزا صاحب نے اسلام سے خارج کر کے ان کو کافر کر دیا، ان سے قطع وبرید کرادیئے۔ کیونکہ مسلمانوں کا بڑا قصور یہ ہے کہ وہ تیرہ سو سال سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین کیوں یقین کرتے آئے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو نبی ورسول کیوں نہیں مانتے اور قرآن اور احادیث کے معانی ومطلب مطابق مفسران اہل زبان وصحابہ کرام کیوں مانتے ہیں مرزا صاحب کی ایجاد کردہ تاویلات بعید از علم تفسیر وحدیث کیوں نہیں مانتے۔

ناظرین! مرزا صاحب کی اپنی مقرر کردہ معیار سے وہ مسیح موعود ثابت نہ ہوئے۔ اور مر

بھی گئے۔ اور ایک کام بھی مسیح موعود کا ان سے نہ ہوا۔ بلکہ بقول ''مارے کو مارے شاہمدار'' مرزا صاحب نے بھی مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کیا۔ عیسیٰ پرستوں نے نہ مانا، آریوں و برہموں، سکھوں وغیرہ فرقوں نے تو نہ مانا۔ جب مرزا صاحب کو انکی طرف سے ناامیدی ہوئی تو وہی پیری مریدی کی دوکان کھولی اور اپنی خودستائی اور اعجاز نمائی پر کمر باندھی اور اپنی کرامات ونشانات تصنیف کر کے عوام مسلمانوں کو جو علمِ دین سے ناواقف تھے، پھنسایا۔ جو ان کی قید مریدی میں آگئے ان کو مسلمان رکھا، باقی ۲۲ کروڑ ۹۷-۹۹ لاکھ کو اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ایسے کافر قرار دیا کہ ان کا جنازہ بھی نہ پڑھو۔ سبحان اللہ! خدمتِ اسلام ہو تو ایسی اور مسیح موعود ہو تو ایسا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر ایک محمد رسول اللہ ﷺ کے دعویٰ نبوت کو مانو تو تم مسلمان نہیں کافر ہو۔ گویا اب حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھنا اور آپ کو خاتم النبیین سمجھنا کفر ہے۔ جب اس کی دلیل پوچھیں کہ بھائی مرزا صاحب بھی تو اپنے آپ کو امتی محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اور شریعت محمدی پر چلنا ذریعۂ نجات فرماتے ہیں؟ تو جواب ملتا ہے کہ چونکہ مسلمان مولوی ہم کو کافر جانتے ہیں اس لئے وہ خود کافر ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ جب یہ جواب دیا جائے کہ مسلمان مولویوں نے تو آپ کے کلمات شرک وکفر مرزا صاحب کی کتابوں میں دیکھ کر کفر کے فتوے لگائے ہیں: دیکھو ''انت منی بمنزلۃ ولدی۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ میں رسول ہوں۔ میں نبی ہوں۔ میری طرف دوڑو سچا شفیع میں ہوں'' نعوذ باللہ۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ سچے شفیع نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ''میں نے زمین وآسمان بنائے ہیں۔ اس کے خلق پر قادر تھا۔ میں نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا'' اب بتائیں کہ آپ کے پاس مسلمانوں کی تکفیر کی کیا وجہ ہے۔ پس وجہ ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کلمات خلافِ شرع جانتے ہیں اور نہیں مانتے۔ مگر آپ کا

منطق یہ ہے کہ چونکہ مسلمان مرزا صاحب کے کلمات خلافِ شرع نہیں مانتے اس لئے کافر ہیں۔ ناظرین خود غور فرمائیں کہ کون حق پر ہے؟ ایک شخص دوسرے کو کفر کا فتویٰ اس واسطے دیتا ہے کہ تو مشرک ہے اپنے آپ کو خدا کہتا ہے۔ دوسرا اس کو کہتا ہے کہ تو کافر ہے کیونکہ شرک اور کفر اور اپنے آپ کو خدا کیوں نہیں کہتا۔ کیا معقول جواب ہے۔ یہی حال مرزائی صاحبان کا ہے۔ خیر یہ قصہ طول ہے مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب سے نہ کوئی خدمت اسلام ہوئی اور نہ کوئی فرض منصبی مسیح موعود ادا ہوا۔ جیسا کہ واقعات نے اظہر من الشمس کر دیا۔ تو اب مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ انکی اپنی معیار مقرر کردہ ہے کہ اگر مجھ سے مسیح کے کام نہ ہوں اور مر جاؤں تو جھوٹا ہوں۔ چونکہ وہ مر گئے اور کسر صلیب نہ ہوا تو جھوٹے ہوئے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مان کر اور صلیب پر چڑھا کر اور کاٹھ پر لٹکا کر طرح طرح کے عذابوں سے معذب کہہ کر عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو مدد دی۔ اور بنائے کفارہ کو مضبوط کیا۔ کیونکہ عیسائی بھی تو یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ خداوند مسیح نے ہماری یعنی امت کی خاطر صلیب کے عذاب سہے اور تکالیف برداشت کیں تاکہ امت کی نجات ہو، پس اس نے ہماری خاطر قربانی اور طرح طرح کے عذابِ صلیب سہہ کر جان دے کر ہماری نجات کا باعث ہوا۔ یہی خدمت عیسائیوں کی مرزا صاحب نے کی کہ مسیح مصلوب ہوا اور مر گیا۔ حالانکہ ۱۳ سو برس سے قرآن مجید کے ماننے والے {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} پر ایمان رکھ کر کفارہ کی بیخ کنی کرتے چلے آتے تھے۔ کیونکہ جب مسیح مصلوب اور مقتول نہ ہوا، نہ اس نے جان دی تو پھر کفارہ کیسا؟ وہ تو امن وامان سے اٹھایا گیا۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ مرزا صاحب نے عیسائیت کی مدد کی یا اسلام کی؟ جب عیسائیت کی خدمت کی، ان کے وقت میں اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچا اور ملل

باطلہ بجائے ہلاک، دوگنے چوگنے پھیلے تو پھر مرزا صاحب سچے مسیح نہ ہوئے اور یہی ان کی معیار سے ثابت ہوا۔

ناظرین! ہم نے پہلے نمبر یعنی رسالہ نمبر ۲ میں احادیث صحیحہ اور اقوال متصوفین وغیرہ سے ثابت کیا تھا کہ مہدی علیہ السلام الگ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جس کا نزول حدیثوں میں ہے وہ وہی نبی ناصری جس کے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں، الگ ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا فرض قتل دجال بتایا تھا اور مہدی کا فرض فتنہ سفیانی و بدعت کا قلع وقمع ایسا کہ پھر رسول خدا ﷺ کا زمانہ نظر آئے گا۔ اور اطراف وممالک پر آپ قابض ہوں گے وغیرہم کا دور کرنا ثابت کیا تھا۔ اب ہم ناظرین کو وہ حدیث جو ضعیف ہے (اور مرزائی ضد سے اس کو صحیح کہتے جاتے ہیں اور) ضعیف سے بھی کم درجہ کا ہونا بتاتے ہیں تاکہ حق و باطل میں فرق ہو جائے، وہ حدیث یہ ہے: **"لا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم"** یعنی نہیں مہدی مگر عیسیٰ بیٹا مریم کا"

ناظرین! میں ایک کلیہ قاعدہ یہاں حق و باطل میں تمیز کرنے کا بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب دو مدعیان میں تنازعہ ہو تو تیسرا شخص جو فیصلہ کرے وہ معتبر اور مستند ہوتا ہے۔ اب مرزائی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ اور ہم اس کو ضعیف بلکہ اضعف کہتے ہیں۔ اب طریق انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء کو چھوڑ کر جو فیصلہ متقدمین، محدثین، مجتہدین ومتصوفین نے کیا ہو اس کو مانا جائے۔ کیونکہ اگر اس زمانہ کے علماء کو مرزا صاحب سے دشمنی ہے تو جو کئی سو برس پہلے ہو گذرے ہیں اور اس وقت کوئی مرزا صاحب کی طرف سے مدعی بھی نہ تھا، تو ضرور ہے کہ ان کا فیصلہ بمقابلہ فیصلہ مرزا صاحب معتبر ہو۔ کیونکہ ان کی سوائے تحقیق حق کے کوئی غرض نہ تھی۔ اور مرزا صاحب اپنی غرض کی خاطر تنازعہ کرتے ہیں اور ضعیف سند پکڑ کر

تمام حدیثوں سے انکار کرتے ہیں۔ جب خود مدعی ہو اور خود قانون اپنے مفید مطلب وضع کرے تو یہ ہرگز جائز نہیں اور اپنے دعویٰ کے مطابق اپنا ہی الہام پیش کرے، سند نہیں۔ کیا شیخ سعدی سند شرعی کے مقابلہ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو گلستان میں اس امر متنازعہ کی حقیقت میری خواہش نفس کے مطابق کھول دی ہے اور مجھ کو اس پر یقین ہے، تو کیا کوئی عقلمند مان سکتا ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب اپنی مصنفہ کتاب ''براہین احمدیہ'' نص شرعی کے مقابلہ میں پیش نہیں کر سکتے۔ ہر حال غیر متعلق شخص کا فیصلہ منظور کرنا پڑے گا۔ اب سنداً اس حدیث پر متقدمین کا کیا فیصلہ ہے۔ وھو ھذا:

''قال ابن القیم فی المنار: حدیث ''لامھدی الا عیسی ابن مریم'' رواہ ابن ماجۃ من طریق محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس بن مالک عن النبی ﷺ وھو مما تفرد بہ محمد بن خالد۔ قال محمد بن الحسین فی کتاب مناقب الشافعی: محمد بن خالد ھذا غیر معروف عند اھل الصناعۃ من اھل العلم والنقل وقد تواترت الأخبار عن رسول اللہ ﷺ بذکر المھدی وانہ من اھل بیتہ۔ وقال البیھقی: تفرد بہ محمد بن خالد ھذا وقد قال الحاکم ابو عبداللہ: ھو مجھول وقد اختلف علیہ فی اسنادہ فروی عنہ عن ابان ابن ابی عیاش عن الحسن مرسلا عن النبی ﷺ قال فرجع الحدیث الی روایۃ محمد بن خالد وھو مجھول عن ابان بن ابی عیاش وھو متروک عن الحسن وھو منقطع۔ والاحادیث الدالۃ علی خروج المھدی أصح اسناداً کحدیث ابن مسعود: ''لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلا منی أو من اھل بیتی'' (الحدیث) رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح قال

وفی الباب عن علی وأبی سعید وأم سلمة وأبی هریرة ثم روی حدیث أبی هریرة وقال حسن صحیح انتهی۔ وفی الباب عن حذیفة بن الیمان وأبی أمامة الباهلی وعبدالرحمن بن عوف وعبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص وثوبان بن مالک وجابر وبن عباس وغیرهم"۔ (انتہی)

ناظرین! مذکورہ بالا عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار محمد بن خالد پر ہے جو نقادان حدیث کے نزدیک "مجہول" ہے اور چونکہ اسناد حدیث میں اختلاف ہے۔ اور ابن ابی عیاش دوسرے اسناد میں داخل ہے اور وہ محدثین کے نزدیک متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث نہ صرف ضعیف ہے بلکہ اضعف ہے۔ اور دوسرے اسناد میں حسن تابعی تک پہنچ کر حدیث منقطع ہوگئی ہے۔ پھر مرزائی صاحب کس برتے پر اس حدیث سے تمسک کر سکتے ہیں جس حالت میں کہ صحیح سے صحیح حدیث اور قوی سے قوی حدیث اس کے مخالف ہوں اور وہ صحیح احادیث متعدد ہوں اور یہ اضعف حدیث صرف ایک ہو۔ مگر مرزائیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی دیکھئے کہ باوجود ملنے ثبوت اصح احادیث کے، ضعیف حدیث بلکہ اضعف کو ہانکے جاتے ہیں۔ اس کا نام حدیث اور قرآن مجید کو ماننا ہے یا تمسخر کرنا ہے؟ مسلمان دیندار کا کام یہ ہے کہ جب صحیح حدیث پیش ہو تو پھر کوئی عذر پیش نہ کرے اور اپنی غلطی کا اقرار کرے اور حدیث اور اپنے مرشد یا پیر کی بات کو جو مخالف نص صحیح ہو، ترجیح نہ دے۔

دوم: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب "العرف الوردی فی اخبار المہدی" میں جہاں "لا مهدی الا عیسیٰ" کا ذکر ہے لکھتے ہیں کہ "قرطبی کا قول بھی یہی ہے کہ اسناده ضعیف"

یعنی محمد بن خالد راوی حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** کے تمام طرق مرویات قابل عمل نہیں اور نہ انہیں تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ بناء علیہا کہ بہت سی حدیثیں جو مہدی کو نسل فاطمی رضی اللہ عنہا میں سے ہونا قرار دیتی ہیں انہیں کے مطابق عمل ہوگا، ان کے مقابل ''لا مھدی الا عیسیٰ'' کی ہرگز کوئی وقعت نہیں۔ جن میں ایک کو بھی اختلاف نہیں کہ مہدی آخرزمان مسیح علیہ السلام سے الگ وجود ہے۔

سوم: علامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی اپنی کتاب ''البیان فی مناقب اخبار صاحب الزمان'' میں لکھتے ہیں: ''شافعی مطلبی کا قول ہے کہ محمد بن خالد راوی حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** کا حدیث کے باب میں تساہل کیا کرتا تھا یعنی سستی کیا کرتا تھا۔

چہارم: علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** ظاہر غور کرنے سے مخالف معلوم ہوتی ہے ان احادیث کے جو مہدی کے جدا وجود وغیر عیسیٰ ہونے میں آئی ہیں۔ اور غور و تدبر سے سوچنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس بات کی نفی نہیں کرتی کہ مہدی کا وجود الگ ہے ہی نہیں۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ مہدی حق الہدی وہی عیسیٰ ہیں اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہاں مہدی کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی کامل ومعصوم وحق الہدی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مہدی کے الگ وجود کا مانع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جسکا فاطمی نسل ہونا اور الگ اور حضرت مسیح سے پہلے ہونا صحیح حدیثوں سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اس حدیث میں صرف لغوی معنی کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہدی حق الہدی ہونا بھی اس کی صفات میں شامل ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ہدایت یافتہ اور معصوم نبی اور کوئی نزول نہ فرمائے گا۔ یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ وہ امام مہدی جو حسب ونسب میں فاطمی ہوگا اور اس کا نام محمد اور باپ کا نام عبداللہ اور اس کی ماں کا نام آمنہ اور جسکی زبان میں

قدرے لکنت ہوگی اور بات کرتے ہوئے پٹھوں پر ہاتھ مارے گا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ رکن میں بیعت لیں گے اور انکا ظہور مکہ میں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ الگ کوئی نہ ہوگا۔

ناظرین! اگر بفرض محال ہم یہ مان بھی لیں کہ بموجب حدیث **لا مھدی الا عیسٰی** امام مہدی کوئی الگ نہیں تو پھر تمام احادیث متعلق مہدی جو صحیح ہیں اور مرزا صاحب اپنے نشان ظہور مہدی کے اپنے مہدی ہونے کے بتاتے ہیں وہ حدیثیں منسوخ اور رڈی ہوتی جاتی ہیں اور یہ بالکل معقول نہیں اور نہ طریق دینداری اور پیروی ہے کہ ایک ضعیف حدیث کے مقابلہ میں صحیح احادیث کو رڈی قرار دیا جائے۔ جب مسلمہ اصول اہل سنت والجماعت ہے کہ قرآن کے مقابلہ اگر کوئی حدیث صحیح بھی مضمون میں مختلف ہو تو قرآن کو ترجیح ہوگی۔ اور صحیح حدیث کو ترک کرنا ہوگا۔ ایسا ہی صحیح احادیث کے مقابلہ میں اگر ضعیف کوئی حدیث آ جائے اور مضمون میں متضاد و مخالف ہو تو ضعیف حدیث کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل ہوتا ہے۔ اور مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے کہ اگر حدیث قرآن کے متعارض ہو اور ضعیف حدیث صحیح حدیث کے متعارض ہو تو قرآن اور صحیح حدیث کو ترجیح ہوگی اور اسی پر عمل ہوگا۔ مگر تعجب ہے کہ حدیث **لا مھدی الا عیسٰی** جس کو سب محدثین نے صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ اضعف اور مجروح قرار دیا ہے، مرزا صاحب اس کے مقابل صحیح احادیث کو رڈ کر رہے ہیں اور تمام علماء سلف کے برخلاف جا رہے ہیں صرف اپنی غرض سے۔

پنجم: عرف الہدی میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ ''قرطبی کا قول ہے کہ شبہ پڑتا ہے مجھ کو کہ **لا مھدی الا عیسٰی** سے حضرت ﷺ کی مراد یہ ہو کہ مہدی کامل معصوم کوئی نہیں مگر عیسیٰ علیہ السلام۔ ان معنوں سے دونوں اقسام مرویات میں تطبیق ہو سکتی ہے یعنی یہ حدیث حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف ہے''۔

ششم: شعبہ بن حجاز فرماتے ہیں کہ''گدھے کا بول پینا میرے لئے اچھا ہے بہ نسبت اسکے کہ میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث کو اخذ کروں یعنی وہ بالکل قابل اعتبار نہیں۔ (ماخوذ از میزان الاعتدال للذہبی)۔اور یہی ابان بن عیاش لا مھدی الا عیسی کا راوی ہے)۔

حیاتِ مسیح بآیات القرآن

سب تنازع آیۃ متنازعہ فیہ {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ} پر ہے۔اب ہم اس آیت کے متعلق نہایت توضیح کے ساتھ اپنے رفقاء ھداھم اللہ سے پیش آتے ہیں۔

اولاً: ''متوفی'' اسم فاعل واقع ہے۔اور''کاف'' خطاباً لہٗ ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں جداگانہ کو مرکب کیا گیا ہے۔اب''متوفی'' باب تفعل توفی سے شروع ہے جس کا مادہ کسی شئے کو پورا پورا پکڑ لینا مراد ہے۔ان معنی کے سوائے آئندہ یہ بات ہے کہ توفی کو لغت عرب نے بھی''ای اخذ الشیء کاملاً'' سے تعبیر فرمایا کمافی جمیع کتب اللغات۔ تو اب اظہر ہے کہ کسی شئے کو کامل اطلاق تب دیا جاسکتا ہے جب کہ وہ کامل بالاتفاق رہے۔ مثلاً انسان کا اطلاق یا اس کو کامل کا اس لئے بولا گیا ہے کہ مرکب یہ عناصر اربعہ سے ہے اور اسی بناء پر اسکا نام عبد فرمایا۔ نیز اکمال الشیء اس کے کلی وجودیت کو شامل ہے۔اب جس شخص کا روح الگ رہے اور جزا لگ رہے وہ کب کامل یا عبد کہلا سکتا ہے۔برخلاف اس کے کہ جب وہ روح مع الجسد سے مرکب تھا تو اس پر کامل اور عبد کا اطلاق بالاتفاق درست تھا۔ اگر یوں بھی ایک شے مرکب شدہ کو بحالت جداگانہ ہونے کے بطور مرکب ہے کامل کہا

جا سکتا ہے تو اسکی نظیر نہیں مل سکتی ہے۔ اب جو شخص مرجاتا ہے اس کو مردہ سے یوں ہی تو تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب زندہ و مردہ میں حالت کے بدل جانے میں فرق نمایاں ہے تو اکمال وعدم اکمال اس کے میں کیا شک ہے۔ اور عبد کا اطلاق بھی زندہ انسان پر بولا کرتے ہیں۔ مردہ کو میت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کامل شے نہیں رہتا۔ تو اب ''متوفی'' کے جو معنی ''ای اخذ الشیء کاملاً'' کے لغت عرب نے کئے ہیں ان کے اعتبار سے مسیح علیہ السلام کا کامل پکڑنا فرمایا۔ یعنی اے ابن مریم میں تجھے کامل طور سے پکڑنے والا ''ورافعک'' اور اٹھانے والا ''الی'' ای الی سمائی ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ ''متوفی'' کے معنی کسی چیز کا کامل پکڑنا مراد نہیں تو ہم مان لیں گے۔ اب مسیح علیہ السلام کو ''متوفی'' سے فرمانا اس کی حالت کامل مع الجسد والروح پر مصداق ہے۔ مثلاً عرب کا مشہور قول ہے ''وفانی فلان دراھمی'' کہ مجھے فلانے شخص نے پورے درہم دیئے۔ ''توفی'' اپنے افراد واجزاء کی حالت مرکب میں اطلاق ہوا کرتا ہے تو پھر کیوں کر تسلیم کرلیا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی روح کو رفع کرنا مراد تھا۔ ہاں اگر مخالفین ''توفی'' کا معنی ''ای اخذ الشیء ناقصا'' ثابت کردیں تب ''ای اخذ الشیء کاملا'' کا جواب ہوسکتا ہے۔ اگر وہ نہیں دکھلا سکتے تو مسیح علیہ السلام کو بھی خدا نے کامل طور پر پکڑا ہے۔ اور اسلئے ''توفی'' کا استعمال فرمایا اور پورا پورا پکڑنا تب ہی انسان پر بولا جا سکتا ہے جبکہ وہ زندہ اور مرکب روح مع الجسد ہو۔

ثانیاً: اگر ''توفی'' کی دوسری حالت پر غور کریں تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ توفی کا لفظ وہ ہے جو بالاتفاق اشتراک المعانی رکھتا ہے اور اس میں بعض جگہ اجمال واشتراک بھی ہوا کرتا ہے۔ اور ذوی العقول وغیر ذوی العقول ہر دو پر اسکا ورود ہے۔ اور ہر محل وموقع کا بھی

اس میں لحاظ ہے۔اب اس خیال سے بھی ہم اس کے متعلق عرض کئے دیتے ہیں کہ بشرط دلیل اول مخالف کے توڑ کر دکھلانے کے اس امر ثانی پر بھی غور کرے کہ متوفی کو اگر اجمالاً ومشترکاً فی المراد فی ھھنا کہیں تو بھی ورافعک الی نے اس جملہ اولیٰ متوفیک کو حل کر دیا ہے کہ متوفیک ای رافعک الی ای علی السماء فرمایا۔یعنی اے عیسیٰ تجھے پورا پورا بطور کامل دو مرکب کے پکڑنے والا یعنی اپنی طرف آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔ ومطھرک ای منجیک من تکالیف الیھود یعنی یہود کی تکالیف سے چھڑانے والا ہوں۔

اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ ورافعک الی سے یہ کیونکر حل ہوسکتا ہے؟ تو عرض ہے کہ رفع کے معنی مادہ والی شئے مع الروح پر دال ہے۔اس کی نظیریں قرآن کریم نے بھی دیدیں۔پڑھو {وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ}۔اب بالاتفاق اس آیت میں مادہ اورروح ہر دو ثابت ہے۔اس لئے جن کے حق میں {وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ} ہے وہ زندہ انسان بزمانہ حضرت کلیم اللہ ہیں اور''طور'' میں مادہ وروح ہر دو اتفاقاً ہے۔لیجئے اب ''ورافعک الی'' کے معنی بھی حل ہوگئے۔وھو مرادنا۔

ثالثاً: متوفی اسم فاعل ہے اوراس کے معنی مفعول کے کیونکر ہوسکیں گے۔یہود مسیح علیہ السلام کے منکر تھے اور نصاریٰ ابن اللہ کے قائل تھے۔اسم فاعل سے ان کے اس زعم باطل کو توڑنے کیلئے متوفی سے وعدہ موت دے دیا کہ اس کو ابن اللہ مت کہیں اس کو بھی موت شامل ہے۔اگر ابن اللہ ہوتا تو موت کا وعدہ ہرگز نہ دیا جاتا۔اب اس سے وفات کا استدلال ہرگز درست نہ رہا۔دیگر فاعل آئندہ زمانہ کو شامل ہے اور وہ زمانہ قبل القیامت ہے۔ فافھم۔

رابعاً: {مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} آیت متنازعہ میں تقدیم وتاخیر بھی ہے۔اس لئے معنی یوں بھی ہیں:اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف زندہ اٹھانے والا ہوں اور کفار سے نجات دینے والا ہوں۔اگرکوئی شبہ کرے کہ مطھرک بھی فاعل زمانہ آیندہ کورکھوتو اسکا جواب ہے کہ رفع ہوگیا تو نجات مل گئی۔بس پھر وہ تکالیف کب رہ سکتی ہیں۔باقی رہا مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ کے مقدم ومؤخر کا فیصلہ کہ وہ کیونکر درست ہے۔سنئے قرآن کریم نے خوداس امر کو بوضاحت حل کردیا ہے۔اس لئے قرآن کریم میں ایسے معنی بالاتفاق کئی ایک آیات کے متحقق امر ہے۔ پڑھو: {یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ} اب اگر ہرجگہ ترتیب لفظی کالحاظ کر کے معنی کئے جانا درست ہوتا تو حضرت مریم کا قنوت اور سجدہ قبل رکوع کیونکر درست تھا۔تو مشن قادیانی بھی اس معنی ترتیب لفظی کے لحاظ سے نہیں کریں گے۔ دوسرا {فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ} تو نذر کے قبل عذاب کیونکر درست تھا۔ورنہ {وَمَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ} کے خلاف ہوسکتا تھا۔تو اب ان آیات میں بھی اتفاقاً یہی معنی ہونگے کہ نُذُرِ کوقبل اور عَذَابِیْ کو مابعد معناً مرادلیا جائیگا۔اوراس پرمخالف ومؤلف کا بھی اتفاق ہے۔اور پھر فرمایا {اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ وَنُمِیْتُ} تو موت کے قبل نُحْیِ کیسا ہے۔حالانکہ یہ واقعہ بھی متعلقہ قیامت ہے۔اب ان آیات میں لفظاً آیات کالحاظ نہیں رکھا جاتا اور معنی لفظی ترتیب کے لحاظ کے خلاف درست ہیں تو {مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} متنازعہ فیہا میں کیونکر لفظی ترتیب کو چھوڑ کر معنی کرنیکا درست نہ ہو۔یہی فصاحت وبلاغت ہے۔ذرا کتب فصاحت دیکھیں۔

خامساً: اسی بناء پر مفسرین ومجتہدین نے متوفیک ای متوفی اجلک والی بعد انزالک من السماء معنی کئے ہیں۔

سادساً: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو بخاری شریف میں متوفیک کے معنی ای ممیتک کئے ہیں۔ ان سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ قبل نزول سے مراد ہے۔ وہ تو صرف مطلقاً معنی متوفیک کے بتلاتے ہیں۔ انھوں نے یہ تشریح ہرگز نہیں کی کہ بعد نزول مراد ہے یا قبل رفع ونزول ہے۔ اب اس کو اس بناء پر کہیں متوفیک ای ممیتک کے کسی لفظ کے نہیں ثابت ہوتا، ممکن ہے کہ مابعد نزول مراد ہو اور قبل رفع ونزول میں تو اختلاف واحتمال ہے اور مابعد نزول کے رفع کی موت ہے، معنی ہوں تو بھی سب کا اتفاق ہے اور یہی درست ہے۔ پھر انہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا درمنثور وغیرہ میں یہ قول بھی ہے کہ متوفیک ای بعد انزالک من السماء۔ لیجئے اب ابن عباس کے ہر دو قول کے سوائے ان معنوں کے کہ ما بعد مراد ہے کیونکر یقین ہوسکتا ہے۔

سابعاً: متوفیک کے معنی موت کیونکر ہوسکتا ہے حالانکہ لفظ توفی بہت مقام قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور جسکے کئی معنی ہیں۔ دیکھئے {وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ} ای ینیمکم بمعنی نیند ہے۔ اسکی تفسیر خاص ایک حصہ قرآن کی آیات کرتی ہے سنئے {اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا} سے توفی سے مراد نوم ہے تو متوفیک سے کیونکر موت مراد ہوسکتی ہے۔ **ثانیاً:** خود مرزا صاحب نے اپنی تصانیف ازالہ وغیرہ میں جہاں حضرت عزیر علیہ السلام وغیرہ کے قصہ یا قبطیوں کا مرنا آیا ہے وہاں موت کے معنی غشی ہو جانے کے کئے ہیں۔ ممکن ہے کہ متوفیک سے بھی غشی مراد ہو۔ اس لئے کہ موت کا اطلاق غشی پر بھی آسکتا ہے۔ اب تخصیص معنی موت متوفیک سے بعید ہے۔ ومن لم یؤمن علی ما بیناہ ھھنا فعلیہ ان یثبت دعواہ بدلائل {فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ}۔ متوفی بمعنی ای متمم عمرک واجلک ہے۔ اس لئے کہ متوفی مضاف ہے اور مضاف الیہ اس کے مابعد سے محذوف ہے جو اجلک تھا یا انزالک یا

عمرک الآخرۃ۔ اور متوفی کے معنی آثار بشریت شہوت وغیرہ کا فناء کرنا بھی مراد ممکن ہے۔اور مرزا صاحب کا قول کہ ’’عیسیٰ نطفہ انسان کی پیدائش سے نہیں‘‘ سے بھی یہ عقدہ حل ہوسکتا ہے۔

ثامناً: آیت {وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ} میں موت عیسیٰ علیہ السلام کی مشروط بشرط ایمان آوردن اہل کتاب بیان کیا گیا ہے۔ جب تک اہل کتاب سب کے سب مومن نہیں ہونگے، وفات مسیح بھی نہیں ہوگی کما فی الآیۃ۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ سب کے سب اہل کتاب کا ایمان ممکن ہی نہیں تو جواباً عرض ہے کہ نزول مسیح علیہ السلام سے تا وفات مسیح علیہ السلام مراد فی الآیۃ ہے۔ اسکی دلیل لَيُؤۡمِنَنَّ جو صیغہ مضارع ہے خود شاہد ہے اور لام تاکیدی خاص ایک زمانہ کو شامل ہے۔ من شاء فلیرجع الی کتب النحو۔ اب اہل کتاب ایمان نہیں لائے تو وفات مسیح علیہ السلام بھی نہیں رہی۔ جب وفات نہیں تو نزول بھی نہیں۔ جب نزول نہیں تو حیات بطریق اولیٰ ثابت۔ اور اہل کتاب کے نہ ایمان لانے سے مرزا صاحب کا بھی دعویٰ جاتا رہا اسلئے وہ آئے بھی دعویٰ بھی کیا زندہ بھی رہے وفات بھی پاگئے مگر وہ شرط جو مسیح علیہ السلام کی تھی پوری نہ ہوئی تو مرزا صاحب کا دعویٰ بھی جاتا رہا کہ وہ مسیح نہ تھے۔ فافهم۔

حیاتِ مسیح باحادیث صحیح

سنئے! بخاری کا کتب احادیث میں وہ درجہ ہے جس پر یوں اتفاق ہے کہ اتفاق علماء المشرق والمغرب من المحققین علی ان صحیح البخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری کہ علماء محققین کا اتفاق ہے کہ بخاری کا تمام کتب پر سوائے قرآن کریم کے فوق درجہ ہے۔ لہٰذا اسکی احادیث کا بھی سب کتب پر درجہ ہوگا کما لا یخفی لمن له بصیرۃ۔ اب لیجئے! فرمایا: ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن

مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبل احد'' (متفق علیہ)

ترجمہ: ''فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقا جان میری کا اس کے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق تم میں اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو یعنی باطل کردیں گے دین نصرانیہ کو اور قتل کریں گے سؤر کو یعنی حرام کریں گے اس کے پالنے اور کھانے کو اور بہت ہوگا مال۔ یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی''۔

اب کسر صلیب اور قتل خنزیر اور وضع جزیہ اور افاضۃ المال اور حاکم وعادل یہ پانچ صفات مسیح علیہ السلام کی اس حدیث میں مذکور ہیں۔ اب کسر صلیب سے مراد حجج وبراہین کیونکر درست ہے۔ حجج وبراہین سے تو ہر زمانہ کے علماء کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اگر یہی مسیح علیہ السلام بھی مراد ہو تو تخصیص ان کی کیا رہی اس لئے کسر صلیب کی تفسیر قتل خنزیر سے ہوگئی کہ وہ ان سے جہاد کریں اور مال ومویشی ہتھیار وغیرہ اس قدر جائیدادیں لوٹ کر لایا کریں گے کہ وہ اپنے لشکر اور لوگوں میں تقسیم حسب حصص غنیمت کے کیا کریں گے تو اس قدر مال ہوجائیگا کہ لوگ بوجہ کثرت مال ان کے ہاں جمع ہوجانے کے کہیں گے ہمیں ضرورت نہیں۔ اب بتاؤ اب کوئی شخص ہے جو مال کو نہیں قبول کرتا؟ ہرگز نہیں۔ باقی رہا مال سے معارف قرآنی مراد لینا وہ باطل ہے اس لئے خاص اس جگہ معارف مراد نہیں ہے کیونکہ تقسیم اموالِ غنیمت کا جائز ہے اور درست ہے۔ خود حضور ﷺ اور باری تعالیٰ نے جائز فرمایا ہے اسلئے کوئی شبہ یا اعتراض اس زمانہ کثرت مال پر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی ہر طرح سے مہدی علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کی تقویت کی دلیل ہے۔ ورنہ مال وزر لوٹ کا مراد نہ ہو تو میں پوچھتا ہوں کوئی شخص بھی بتائے کے معارف قرآن وحدیث کے تیرہ سو سال سے شروع ہے اس لئے تو ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' فرمایا تھا۔ وگرنہ یہ فرمانا کیسے درست

آتا تھا۔ اب مسیح موعود بھی معارف ہے صرف دینگے تو تخصیص صفت مسیح تقسیم المال سے کیا ہوئی اور قرآن کریم نے عام طریق وخاص سے اکثر مقامات میں مال سے مراد، مال زروسیم فرمایا ہے جو لکھنے کی حاجت نہیں ہر ایک شخص جانتا ہے اس لئے کہ بدیہات میں دلیل کی کیا حاجت ہے۔ اور ''ویضع الجزیۃ'' کا وہ زمانہ نہیں ہوگا جو مرزائی مراد لیتے ہیں۔ بلکہ اس زمانہ جنگ بھی کرنا درست ہوگا۔ اور {لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ} وغیرہ اس کے متعلق آیات کا خاص مورد ہے۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا شان نزول خاص ہے اور ''ویضع الجزیۃ'' سے یہ بھی مراد ہے کہ خود بخود جنگ نہیں کریں گے عندالضرورت جو جنگ بادلی درست ہے۔ **ناظرین!** یہ امر ظاہر ہے کہ جو شخص قند سیاہ سے ہلاک ہوسکتا ہے اس کو سم قاتل دلانے کی ضرورت ہی کیا ہوا کرتی ہے اور جو مریض مختصر مسہل سے اسہال میں دب جائے اس کو کیڑمل گودہ انبل تاس وغیرہ جمال کوٹہ کا دلانا کیا ہوگا۔ خیر اس کے متعلق ہم مفصل لکھیں گے۔ دوسری حدیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ یہ ہے، سنئے! فرمایا: ''کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم'' اب ظاہر ہے کہ جملہ اولیٰ ''کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم'' الگ جملہ ہے اور ''وامامکم منکم'' الگ جملہ ہے اور واؤ یہاں تفریق بینہما کیلئے مورد ہے کہ جس سے مہدی ومسیح کے ایک ہونے کا بھی جواب مدلل ہے۔ اگر مخالفین شبہ کریں تو کہیں گے کہ واؤ تفسیری ہے تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ {مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ} میں جو واؤ ہے بتائیں یہ بھی تو تفسیری ہے یا نہیں؟ اگر تفسیری ہے تو متوفی کے معنی موت کرنا کیوں درست ہے پھر تو اٹھانے والا کریں۔ اگر تفسیری نہیں تو ''کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم'' میں بھی واؤ تفسیری نہیں۔ فما جوابکم فھو جوابنا۔ پھر سنئے آیت {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ} کی تفسیر بخاری میں موجود ہے کہ اس سے زمانہ عیسوی مراد ہے۔ ہاں سنئے! صحیح مسلم (حاشیہ: مسلم میں یہ حدیث نہیں ہے بلکہ جامع

الاحادیث للسیوطی میں حاکم، ابن عساکر اور دیلمی کی روایت سے ہے) جو کہ وہ بھی متفق علیہ کتاب ہے میں ارشاد ہے۔ فرمایا: ”کیف تھلک أمة أنا فی أولھا وعیسی ابن مریم فی آخرھا والمھدی من أھل بیتی فی وسطھا“۔ اس حدیث نے بھی فیصلہ کردیا کہ مہدی علیہ السلام و مسیح علیہ السلام الگ ہیں۔ اس حدیث میں دلیل موجود ہے کہ تین زمانے اول وآخر ووسط فرمائے اور یہ بھی تین مراد ظاہر و باطن ہوسکتی ہیں تو تمثیل درست رہ سکتی ہے اور یہی مراد ہے۔ اور مہدی و مسیح کے الگ زمانہ سے مراد پہلے و پیچھے ایک دوسرے کا تشریف لانا ایک ہی زمانہ میں مراد ہے نہ کہ الگ الگ زمانوں کا فرق ہے۔ اسلئے کہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ نزول مسیح کے وقت حضرت مہدی صاحب ظہور فرما ہونگے۔ مشکوٰۃ میں مفصل ذکر موجود ہے۔ من شاء فلیطالعھا۔ پھر ابوداؤد و معالم التنزیل میں مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے فرمایا: ”ویھلک اللہ فی زمانه (ای فی المسیح علیہ السلام) الملل کلھا الا الاسلام ویھلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض أربعین سنة“ یعنی ”حضرت مسیح موعود کے زمانے میں تمام ادیان باطلہ ہلاک ہونگے سوائے اسلام کے۔ اور دجال مارا جائے گا“۔ یہاں مرزائی اہلاک سے مراد تکذیب بالادلہ مراد بتلاتے ہیں مگر یہ بلادلیل ہے۔ لو ہم ثابت کرتے ہیں ہلاک ہونا مرجانے کے، جان سے فنا کردینے کے، مراد ہے۔ پڑھو آیت {كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ}، {وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ} ہے جو یہاں ہلاک سے مراد وہی مراد فی الحدیث ہے۔ اور ”وامامکم منکم“ سے استدلال کی وہی مراد ہے جو مراد جملہ اولیٰ میں ہے، غلط ہے کیونکہ واؤ ترتیب کے لئے ہے۔ فافھم۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فرمایا: ”لاتقوم السّاعة یملک رجل من العرب“ یہ بھی آخری زمانہ کے متعلق ہے جو مسیح موعود کی بادشاہی پر دال ہے۔

(باقی آیندہ)

رسالہ نمبر ۹

مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۳ کا جواب

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین! ہینڈ بل نمبر ۱۳ میں انگریزوں کی قوم اور پادریوں کو دجال ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جیسا کہ مرزا صاحب خود اور انکے مرید مرزا خدا بخش اور دیگر مرزائی صاحبان اکثر بلا دلیل کہے جاتے ہیں۔ اس ہینڈ بل میں بھی انہیں کی تقلید میں وہی باتیں لکھی ہیں جنکا ہم جواب نمبر وار دیتے ہیں۔

ناظرین! الہام و پیش گوئی کو جیسا کہ ملہم سمجھتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا اور ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ امر یعنی دجال کا فتنہ امت محمدی میں ہونا خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ اب جائے غور ہے کہ خدا تعالیٰ بتانے والا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ سمجھنے والا ہے۔ جب متکلم خدا تعالیٰ جیسا کامل الصفات ہو اور مخاطب اکمل البشر و افضل الانسان محمد ﷺ ہو اور پھر سمجھ میں نہ

آئے تو کیا اس میں دونوں کی ہتک وکسر شان نہیں ہے کہ خدا میں نقص تکلم ہے کہ محمد ﷺ کو سمجھا نہ سکا اور محمد ﷺ میں یہ نقص کہ وہ خدا کی کلام کو سمجھ نہ سکا۔ مگر ۱۳ سو برس کے بعد وہی خدا جو محمد ﷺ کو نہ سمجھا سکا تھا اس نے مرزا صاحب کو سمجھا دیا اور امت محمد ﷺ میں ایسے اعتقاد والے پیدا ہو گئے کہ محمد ﷺ کو حقیقت دجال معلوم نہ ہوئی تھی اور ہم کو معلوم ہوئی ہے۔ کیا یہ کم فتنہ ہے۔ کیونکہ مسلمان اور امتی ہونے کا دعویٰ بھی کرے اور اپنا شرف بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر ظاہر کرے اور حضرت کی ہتک کرے کہ اگر میری پیشگوئیاں غلط نکلی ہیں تو (معاذ اللہ) تمام انبیاء علیہم السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی پیشگوئیاں غلط نکلیں اور انہوں نے پیشگوئیاں کے سمجھنے میں غلطی کھائی تھی۔

دیکھو ازالہ اوہام ص ۴۰۷: ’’ایسا ہی آپ نے یعنی حضرت محمد ﷺ نے امت کے سمجھانے کے لئے خود غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا‘‘۔

اخبار الحکم نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

’’اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں‘‘۔

’’ازالہ اوہام‘‘ ص ۴۰۰ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں: ’’بعض اوقات نبیوں نے بھی غلطی کھائی ہے، پھر اگر کسی صحابی نے غلطی کھائی تو کونسی بڑے تعجب کی بات ہے۔ ہمارے رسول ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست وفہم سے زیادہ ہے‘‘۔

ناظرین! یہ کس قدر نا معقول بات ہے کہ ایک طرف تو یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فہم وفراست سے زیادہ ہے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ میں ایک امتی ہوں اور وہ امر یعنی حقیقت دجال جو محمد ﷺ کی فہم وفراست میں نہ آیا وہ مرزا صاحب کی فہم وفراست میں آیا، تو ضرور ہوا کہ مرزا صاحب کا فہم وفراست

محمد ﷺ کے فہم وفراست سے زیادہ ہے اور یہ شرف پیغمبر پر ہے جو کہ ایک امتی کے حق میں کفر ہے۔

دوم: جب ایک امتی کا یہ اعتقاد باطل ہو کہ نبی ورسول بھی غلطی کرنے والے ہیں معصوم نہیں تو اول تو یہ تمام اجماع امت کے برخلاف ہے اور کفر ہے کہ نبی معصوم ومبرا از غلطی وخطا تسلیم نہ کئے جائیں۔

سوم: اگر نبی ورسول غلطی کرنے والا مانا جائے تو تمام دین درہم برہم ہو جاتا ہے۔ جب ایک امر میں رسول غلطی کھانے والا ہے تو اس بات کا کیا اعتبار ہے کہ دوسرے امور دنیاوی و عاقبت کے سمجھنے میں اس نے غلطی نہیں کھائی اور دوزخ وبہشت وصراط ومیزان وعذاب قبر وغیرہ وغیرہ کے مسائل کے سمجھنے اور سمجھانے میں غلطی نہیں کھائی۔ علاوہ برآں یہ کس قدر غلط خیال اور اعتقاد باطل ہوگا کہ محمد ﷺ کو غلطی کھانے والا یقین کریں اور مرزا صاحب اس کے ایک امتی کو غلطی سے پاک سمجھیں۔ یہ کونسا سرٹیفکٹ مرزا صاحب کو خدا نے دیدیا ہے کہ جو تم سمجھے ہو وہ درست ہے اور محمد ﷺ جو سمجھے تھے وہ غلط تھا۔ اور اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مرزا صاحب جو کہتے ہیں درست ہے۔ جب وہ خود قبول کر چکے کہ محمد ﷺ کی فہم وفراست کل امت کی مجموعی فراست سے زیادہ ہے۔ کل امت کی مجموعی فراست کا حصہ اگر ۲۳ کروڑ حصوں پر تقسیم کریں تو مرزا صاحب کے حصہ ۲۳ کروڑواں حصہ آیا۔ تو یہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ مرزا صاحب محمد ﷺ سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ کیونکہ جس کے پاس ۲۳ کروڑ درجہ زیادہ فراست ہے وہ حق پر ہوگا اور جسکے پاس ۲۳ کروڑواں حصہ فراست کا ہے وہ ناحق پر اور غلطی پر۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حقیقت دجال کے سمجھنے میں حق پر نہیں ہیں۔

دوم: مرزا صاحب ''تمتہ حقیقۃ الوحی'' سطر ۵ ص ۷ پر قبول کر چکے ہیں کہ اصل مطلب ملہم سمجھتا ہے۔اصل عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے: ''ہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق کہ اسکے مخالف کہے''۔ پس مرزا صاحب کا حق نہیں کہ دجال کے معنی محمد ﷺ کے برخلاف کہیں۔ خاص کر جب ہم کو تجربہ ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنی پیشگوئیاں کے سمجھنے میں ہمیشہ غلطی کرتے رہے۔عبداللہ آتھم کی پیش گوئی اور نکاح آسمانی کی پیشگوئی اور عبدالحکیم ڈاکٹر کی پیشگوئی تمام غلط نکلیں۔ حالانکہ معیار صداقت قرار پائی تھیں۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ میں نے اجتہادی غلطی کی۔تو پھر ایسے شخص کا کیا اعتبار ہے کہ اب دجال کی حقیقت ۱۳ سو برس کے بعد درست سمجھا۔حالانکہ مفصلہ ذیل دلائل سے غلط ہے کہ انگریزوں کی قوم دجال ہے۔

۱......عیسائی قوم آنحضرت ﷺ کے وقت موجود تھی بلکہ پادریوں اور عیسائیوں کا اس وقت زور تھا اور عیسیٰ پرستی پورے زور پر تھی کیونکہ اسلام کا آغاز تھا۔اگر عیسیٰ پرست دجال ہوتے تو ضرور حضور ﷺ خود فرما دیتے کہ دجال' پادری وعیسائی قوم ہے۔

۲......محمد رسول اللہ ﷺ نے جب ابن صیاد کا حال سنا کہ اس میں وہ علامات ہیں جو میں نے دجال میں ہونی فرمائی ہیں تو آنحضرت ﷺ بمعہ حضرت عمرؓ کے ابن صیاد کو دیکھنے گئے اور یہودی کے گھر میں گئے۔جس سے ثابت ہوا کہ دجال یہود میں سے ہوگا۔اگر عیسائی قوم سے دجال ہونا ہوتا تو حضرت اسکے دیکھنے کو یہود کے گھر میں نہ جاتے۔

۳......حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کچھ کچھ علامات ابن صیاد میں دیکھیں اور یقین بھی کر لیا کہ یہ دجال ہے۔مگر آنحضرت ﷺ نے اسکی تردید کر دی' یعنی جب حضرت عمر نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ حکم دیتے ہیں کہ میں اسکو قتل کر دوں تو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا قاتل تو عیسیٰ بن مریم ہے جو بعد نزول اسکو قتل کریگا' یہ ابن صیاد دجال نہیں۔ حدیث بہت طویل ہے اس واسطے درج نہیں کی۔ جس نے مفصل دیکھنا ہو "مظاہر الحق" جلد چہارم صفحہ ۳۶۲ پر دیکھ لے۔ پھر مرزائیوں کی دھوکہ دہی اور جھوٹ معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے اسکی تردید نہ کی تھی۔

۴...... دجال شخص واحد ہے جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا یعنی اسکی داہنی آنکھ پر انگور کے دانہ موافق پھوڑ ہوگا۔ چنانچہ بخاری کی حدیث ہے: "عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا یخفی علیکم ان اللہ لیس بأعور وان المسیح الدجال أعور العین الیمنی کان عینہ عنبة طافیة" ترجمہ: روایت ہے عبداللہ سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں کانا اور تحقیق مسیح الدجال کانا ہوگا داہنی آنکھ سے۔ گویا کہ آنکھ اس کی دانہ انگور کا ہے پھولا ہوا۔ (نقل کی بخاری نے صفحہ ۳۱۲' مظاہر الحق)

پس ثابت ہوا کہ انگریز قوم دجال نہیں۔

۵...... دجال اسلام کے فرائض کی ادائیگی میں روک تھام کرنے والا ہوگا۔ اس کے وقت حج بھی بند ہوگا۔ مسلمانوں کا سخت دشمن اور قاتل و برباد کن ہوگا اور مسلمانوں کو چاروں طرف قتل و غارت کرے گا' تب ہی تو مسیح موعود حرب وضع کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے' قد یضع الحرب اسی واسطے آیا ہے۔

ناظرین! ہم اس جگہ دجال کے مختصر علامات جو سید المحدثین وعمدۃ المفسرین شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے "علامات قیامت" کے صفحہ ۷ اور ۸ پر تحریر فرمائے ہیں' لکھتے ہیں۔ اور انھوں نے صرف حدیثوں سے لکھا ہے اور چونکہ مرزا صاحب سے پہلے گزرے ہیں' مرزائیوں کو یہ عذر بھی نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے دشمنی سے لکھا ہے اور مرزائیوں سے عداوت

رکھتے تھے۔

۱......دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ (صحیح بخاری، صفحہ ۲۵۲)

۲......دجال کی داہنی آنکھ میں پھلی ہوگی یعنی کانا ہوگا۔ (صحیح بخاری، صفحہ ۲۵۵)

۳......دجال کی سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا۔ (بیہقی)

۴......اسکا ظہور ملک عراق وشام کے درمیان ہوگا اور پھر اصفہان چلا جائے گا اور ستر ہزار یہودی اسکے ہمراہ ہوں گے۔ نبوت ورسالت کا مدعی ہوگا۔

۵......خدا کہلوائے گا۔ (صحیح مسلم)

۶......لوگوں کی آزمائش کے واسطے خدا تعالیٰ اس سے بڑے خرق عادات ظاہر کرائے گا۔ (صحیح مسلم)

۷......اسکی پیشانی پر (ک۔ف۔ر) لکھا ہوگا، جس کی شناخت اہل ایمان ہی کرسکیں گے۔ اور اسکے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کریگا اور ایک باغ جو جنت سے موسوم ہوگا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو باغ میں ڈالے گا۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہوگا، یعنی جسکو وہ باغ کہے گا وہ آگ ہوگی اور جس کو آگ کہے گا وہ باغ جنت ہوگا۔ (صحیح بخاری، ص ۱۰۵۶)

۸......اسکے پاس اشیاء خوردنی کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

۹......جو فرقہ اسکی الوہیت کو تسلیم کرے گا تو اسکے لئے بارش وغیرہ پھل پھول اناج ہوگا اور مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیگا۔ مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو تسبیح وتہلیل کھانے پینے کا کام دے گی۔ (صحیح مسلم، ص ۴۰۱)

۱۰......اسکے ظہور کے پیشتر دو سال سخت قحط ہوگا اور تیسرے سال دوران قحط میں ہی اس کا ظہور ہوگا۔ (امام احمد، ابوداؤد)

۱۱......زمین کے مدفون خزانے اسکے ہمراہ ہو جائیں گے۔ (صحیح مسلم، ص ۴۰۱)

۱۲......مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا، مگر بسبب حفاظت فرشتوں کے داخل نہ ہوگا۔
(صحیح بخاری، ص ۲۵۳، صحیح مسلم)

۱۳......مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا جسکی وجہ سے بدعقیدے ومنافق لوگ خائف ہو کر شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں گے۔

ناظرین! یہ علامات محمد رسول اللہ ﷺ نے دجال کی فرمائی ہیں، ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ اب مرزا صاحب کی تاویلات اور خودغرضی ومطلب پرستی کے معنی بھی سنو اور دل میں خود سوچو اور انصاف کرو کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں حقیقت دجال سمجھا ہوں اور محمد ﷺ نہیں سمجھے، کہاں تک لغو وکفر ہے۔

مرزا صاحب انگریزوں کو دجال قرار دیتے ہیں، ایک بات بھی اس قوم میں نہیں۔ دجال مسلمانوں کا دشمن اور قتل وغارت کرنے والا ہوگا۔ انگریزی قوم عادل، رحم دل، منصف مزاج، بے تعصب اور فیاض ہے کہ جس قدر اسکی تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔

یہ کس قدر بے انصافی ہے کہ وہ قوم جسکے زیر حکومت ہم آزادی کے ساتھ فرائض مذہبی ادا کریں اور جس کے حسن انتظام سے ہم اشتہارات چھاپ کر اشاعت دین کے وسائل بہم پہنچائیں اور دین حق کے پھیلانے میں اور تبلیغ دین میں کوشش کر سکیں اور اسکی طرف سے کوئی روک تھام نہ ہو اسکو دجال کہیں، کس درجہ کی کورنمکی ہے۔ وہ تو ہمارے دین کے فرائض کی ادائیگی میں حارج نہ ہو۔ بلکہ جب کبھی موقع بنے تو اسلام کی مدد کرے۔ ہم اس کو یہ صلہ دیں کہ دجال ہے۔ وہ تو ہماری یہاں تک مدد کرے کہ اپنے رحمی بھائیوں غیر ملکی کو چندہ کے بھیجنے کا انتظام کریں اور ہم کو آزادی سے چندہ جمع کرنے کی ہی اجازت نہ دے

بلکہ خود چندہ بھی دے اور بیوگان و یتیموں کی پرورش کے واسطے ہمدردی ظاہر کرے۔ حالانکہ لڑائی اسکے ہم مذہبوں سے ہو یعنی اٹلی و بلقانی اتحادیوں سے' جو سب کے سب عیسائی ہیں اور بجائے عیسائیوں کی مدد کے مسلمانوں کی مدد کرے۔ مگر ہم ایسے احسان فراموش اور محسن کش کہ اسی قوم کو دجال' دشمن اہل اسلام وتخریب کنندہ بنیاد اسلام کہیں۔ اسکے ہم پر یہ احسان اور ہماری اس پر یہ بدظنی۔ اس کا ہم پر یہ رحم اور ہمارا اس پر یہ لقب۔ اگر یہی اسلام کا نمونہ ہے جو قادیانی مشن پیش کرتا ہے تو اس اسلام کو بہت جلد بدنام کر کے دنیا سے رخصت کرائیں گے۔ دور نہ جاؤ جب مرزا صاحب ایک مجرم کی حیثیت میں پیش ہوں تو وہ انکی حالت پر رحم کر کے عدالت ماتحت کا حکم سزا منسوخ کر دے اور اپنی فیاضی اور رحم دلی کا ثبوت دے کہ تو تمہارے دیسی آریہ بھائی نے تو تم کو سزا دی تھی ہم تمہاری حالت پر رحم کرتے ہیں اور معاف کرتے اور سزا منسوخ کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کا یہ انصاف کہ اسی قوم کو دجال و دشمن اہل اسلام قرار دیں۔

دوم: ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ میں مرزا صاحب انگریزوں کے قابو میں بھی آگئے اور انگریز جانتے بھی تھے کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتا تھا' تو ضرور تھا کہ مرزا صاحب کو سزا دیتا۔ مگر انگریزوں نے پادریوں کا کہا نہ مانا اور مرزا صاحب پر رحم کیا اور چھوڑ دیا۔ کیا کوئی ایسا بے تعصب اور سینہ صاف گروہ ہے کہ ایسے دشمن کو چھوڑ دے جو انکے رسول و پیشوا کو گالیاں دے اور وہ کچھ نوٹس نہ لے۔ مگر وہ ... بے انصافی مرزا صاحب کی کہ اسکو دجال کہیں۔ اگر انگریز دجال ہوتے تو اسلام کو برباد کرتے' جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔ مگر چونکہ حامی اہل اسلام ہیں' اس لئے ثابت ہوا کہ انگریز قوم دجال نہیں۔

ہم اب نیچے نمبروار مقابلہ کر کے ثابت کرتے ہیں کہ انگریز دجال نہیں ہیں۔

۱......دجال قوم یہود سے ہوگا اور انگریز قوم یہود سے نہیں۔

۲......دجال کی داہنی آنکھ میں پھلی ہوگی یعنی کانا ہوگا۔ انگریز کانا نہیں اور یہ تاویل غلط ہے کہ اس کی دین کی آنکھ بند ہے۔ جس قدر عیسائی اور پادری دین کی اشاعت میں کوشش اور زرخرچ کرتے ہیں' دنیا کی کوئی قوم نہیں کرتی۔ چنانچہ امریکن مشن کی مسوں کا آنا اور صرف اشاعت دین کے واسطے ڈاکٹری کے بہانہ سے صنعت وحرفت کے بہانہ سے اشاعت دین کرنا اور پادریوں کی کوشش سے لاکھوں مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ ان کی تو دین کی آنکھ بند ہو اور خود بتائیں کہ چالیس کروڑ عیسائیوں سے مسلمان کتنے ہوئے؟ کوئی بھی نہیں۔ تو اب بتاؤ کہ کس کی دین کی آنکھ بند ہے۔ تمہاری کہ جنکا کوئی واعظ نہیں کہ تنخواہ پاکر مختلف ملکوں میں اشاعت اسلام کرے اور انکے ہزاروں اور لاکھوں ہیں اور ہر ایک عیسائی غریب سے غریب چندہ دیتا ہے کہ اشاعت عیسویت ہو اور تمہارے امیر بھی کوڑی اشاعت دین کے واسطے خرچ نہیں کرتے اور نہ کوئی تمہارا محکمہ اشاعت دین ہے' مگر وہ رہے متعصب۔ انگریز جنکے لاکھوں روپے سالانہ دین کے واسطے خرچ ہوں' دین سے غافل اور اندھے۔ اور تمہارا جن کا کچھ خرچ نہ ہو تمہاری آنکھیں روشن' جن کا نہ دین نہ دنیا۔ یہ خوب انصاف ہے۔

۳......دجال کی سواری میں گدھا ہوگا۔ دجال کی سواری خاص ہوگی اور ریل عام ہے۔ گدھا ذی روح مرکب وجود کا نام ہے۔ ریل ذی روح نہیں ہے۔ گدھا بغیر آہنی سڑک کے متحرک بالارادہ ہے اور ریل جب تک پہلے سڑک تیار نہ کی جائے' چل نہیں سکتی۔ گدھا سفید رنگ کا فرمایا گیا ہے اور ریل سیاہ ہے۔ پس انگریز دجال نہیں اور نہ ریل انکا گدھا۔ اگر ریل دجال کا گدھا ہے تو جو شخص اس پر سوار ہوں تو وہ دجال ہوں گے اور مرزا صاحب بھی ریل پر سوار ہوتے رہے ہیں' تو کیا وہ بھی دجال تھے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ باطل تاویل ہے

کہ ریل دجال کا گدھا ہے۔

۴......دجال کا ظہور عراق اور شام میں ہوگا۔ انگریزوں پر یہ بات ہرگز صادق نہیں آتی۔

۵......دجال نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا۔ انگریزوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ مرزا صاحب نے خود کیا ہے۔ دیکھو ''دافع البلاء'' سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔

۶......دجال خرق عادات دکھائے گا۔ انگریز قوم معجزات وخرق عادات کی منکر ہے۔

ہاں مرزا صاحب نے اپنی خرق عادات ونشانات کی جھوٹ سچ ملا کر ایک کتاب ''حقیقۃ الوحی'' تصنیف کی ہے۔

۷......اسکی پیشانی پر (ک۔ف۔ر) لکھا ہوگا اور مسلمانوں ایمان والوں کو صرف نظر آئے گا۔ مرزائی تاویل یہ ہے کہ ٹوپی کا کور مراد ہے' جو غلط ہے کیونکہ کور تو سب کو نظر آتا ہے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''ک۔ف۔ر'' صرف ایمان والوں کو نظر آئے گا۔ جس کا مطلب صاف ہے کہ صرف ایمان والے لوگ اسکو حس کریں گے اور دیکھیں گے۔ عام کو نظر نہیں آئے گا۔ اور ٹوپی کا کور تو عام کو نظر آتا ہے۔

دوم: کور ٹوپی پر لگا ہوا ہوتا ہے' جو ٹوپی اتارنے سے اتر جاتا ہے اس کو پیشانی کا لکھا ہوا کہنا جہالت ہے۔ جب کوئی انگریز ٹوپی اتار دے تو پھر دجال نہ ہوگا۔

سوم: ٹوپی کور والی نہ ہر ایک انگریز پہنتا ہے اور نہ پادری۔ خاص خاص وقت پر کور والی ٹوپی کوئی کوئی انگریز پہنتا ہے۔ پس یہ پیشانی کا نوشتہ نہیں' اگر پیشانی کا نوشتہ ہوتا تو پیشانی کے ساتھ ہر وقت رہتا۔ ہم بتاتے ہیں کہ پیشانی پر ''ک۔ف۔ر'' کفر کے لکھنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی تقدیر میں اس پر کفر کا فتوی دیا جانا اسکی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا۔ اور صرف ایمان والے اسکا کفر معلوم کریں گے' تمام لوگوں کو اس کا کفر معلوم نہ ہوگا۔ کیونکہ عام محاورہ ہے کہ

''بات پیشانی کی پیش آئی ہے''یعنی جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ پس یہ کفر جس کی تعریف حضرت محمد ﷺ نے کی ہے کہ سوا مسلمانوں کے کسی کو نظر نہ آئے گا' اسکے تو صاف معنی یہ ہیں کہ ایک امتی ہو کر دعویٰ نبوت کرے گا اور اسکی پیشانی کا لکھا ہوا کفر علماء کے فتوے سے ظاہر ہوگا اور وہ بھی ایمان والے مسلمان اسکو کافر سمجھیں گے۔ دوسرے لوگ جن میں ایمان نہیں اسکو پیشوا بنالیں گے۔

۸......اسکے پاس اشیاء خوردنی کا ذخیرہ ہوگا۔ انگریز قوم کسی جگہ اشیاء خوردنی کا ذخیرہ نہیں رہنے دیتی' بذریعہ ریل وتجارت اناج کو پراگندہ کرتی ہے۔ ہندوستان کی کنک ولایت تک جاتی ہے۔

۹......الوہیت کا دعویٰ انگریزوں نے نہیں کیا۔ اگر صنعت وحرفت اور علوم وفنون کے لحاظ سے انگریزوں کو دجال کہتے ہو تو جب مسلمانوں کے ہاتھ میں صنعت وحرفت تھی اور بذریعہ علوم وفنون کے موجد ہو گذرے ہیں۔ جہاز بنانے کے موجد عرب ہیں۔ ستارہ شناسی کے علم کے موجد مسلمان ہیں۔ علم عروض جفر وغیرہ کے موجد عرب ہیں۔ تو کیا وہ دجال تھے؟ یہ بالکل فاسد خیال ہے کہ علوم وفنون جدیدہ جس قوم میں ہوں وہ دجال ہے۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ علم ہمیشہ ترقی کرتا جاتا ہے اور کرتا رہے گا۔ کئی تو ایجاد چیزیں اب اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہیں جو پہلے نہ تھیں اور آئندہ زمانہ میں ہوں گی جواب نہیں۔ جہالت ہے کہ کسی موجد کو دجال سمجھیں اور کفران نعمت ہے کہ وہ محنت کر کے ایجاد کرے اور ہم اسکو دجال کہیں۔

۱۰......دجال کے عہد میں سخت قحط ہوگا۔ انگریزوں کے وقت میں ایسا قحط کبھی نہیں پڑا جیسا کہ پہلے تاریخ پتا دیتی ہے۔ ۱۰۳۰ء کے قحط میں انسان کا گوشت پکایا اور کھایا گیا۔

۱۲۵۸ء کے قحط میں لندن کے ۱۵ ہزار باشندے بھوک سے مر گئے۔ (دیکھو معرکہ مذہب و سائنس صفحہ ۳۲۴)

دوم: دجال تو مسلمانوں کو بھوکا مارے گا اور انگریز مسلمانوں سے ہمدردی کرتے ہیں اور بلاتفریق ہر ایک کو اشیاء خوردنی وحوائج انسانی دیتے ہیں' یہ دجال کیونکر ہوئے۔

۱۱......زمین کے مدفون خزانے اسکے ہمراہ ہونگے۔ زمین کے مدفون خزانوں سے معدنیات مراد لینا غلط ہے۔ کیونکہ معدنیات لوہا' تانبا' سونا' چاندی' ہیرا' جواہرات' نیلم' لعل' گندھک' ہرتال وغیرہ وغیرہ۔ ہر ایک زمانہ میں نکلتی رہتی ہیں اور اب بھی جیسا علوم کی ترقی ہوئی ہے' نکلی ہیں اور آئندہ بھی نکلیں گی۔ یہ پہاڑوں کی قدرتی پیدائشی چیزیں ہیں نہ کہ کسی کے پہاڑوں میں مدفون کی ہیں۔ معدنیات کسی کی مدفونہ خزانہ نہیں۔ مدفون خزانہ وہ ہے جو زمین کے اندر کسی نے زرومال دفن کیا ہو۔ کیونکہ زرومال دیکر دجال لوگوں کو بے ایمان کرے گا۔ معدنی چیزیں پتھر کا کوئلہ وگندھک وغیرہ دیکر لوگوں کو بے ایمان نہیں کرے گا۔ جیسا اور علوم میں ترقی ہوئی ہے ویسی ہی مائنگ یعنی معدنیات میں ہوئی ہے۔

۱۲......دجال مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہوگا۔ انگریز قوم مکہ معظمہ تک نہیں پہنچی۔

۱۳......مدینہ منورہ میں زلزلہ۔ دجال کے جانے سے مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا۔ جب انگریز قوم مدینہ منورہ میں نہیں گئی تو زلزلہ کیسا۔

ناظرین! اس حدیث کے رو سے جو امتی دعویٰ نبوت کرے اور امتی ہونے کا بھی دعویٰ کرے' اس کو حضرت ﷺ نے دجال کہا ہے۔

اول: اگر دجال صرف پادریوں اور انگریزوں کی قوم کو سمجھیں تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے کہ میری امت میں سے دجالون کذابون ہوں گے۔ انگریز تو حضرت محمد رسول اللہ

ﷺ کی امت نہیں ہیں۔

دوم: انگریز تو آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے سے چلے آتے تھے اور دجال مسیح موعود کے وقت ہوگا جسکو مسیح موعود قتل کرے گا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ انگریز دجال نہیں۔

سوم: پادریوں کے فتنے اور مظالم جو پہلے زمانوں میں گزرے ہیں اس زمانہ میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں۔ ہم اس جگہ ایک موقعہ لکھتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ مرزائی جہل کے باعث پادریوں کا فتنہ عظیم سمجھتے ہیں۔

۱۴۷۸ء میں پاپا کا فرمان صادر ہوا کہ ایک محکمہ انکویزیشن کی مقدس عدالت قائم کی جائے اور اس عدالت سے جو عیسائیت کے برخلاف عقیدہ رکھتا ہو اسکو سزا دیجائے۔ اس عدالت کی کارروائی کا نتیجہ پہلے سال یہ ہوا کہ دو ہزار اشخاص اندلس میں زندہ جلائے گئے۔ سترہ ہزار کو سزائے جرمانہ وحبس دوام دی گئی۔ مظلوم یہودیوں میں سے جو بھاگ گئے وہ بچے، باقی سب تختہ مشق ستم بنائے گئے۔ (دیکھو معرکہ مذہب وسائنس، صفحہ ۲۰۵)۔ دس ہزار دو سو بیس اشخاص زندہ جلائے گئے۔ ستانوے ہزار تین سو کیس اشخاص کو دوسرے طریقے مختلف سزائیں دیں۔ (دیکھو معرکہ مذہب وسائنس، صفحہ ۲۰۶)

۱۵۰۲ء یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر غیر اصطباغ یافتہ عرب جس کی عمر سن شیر خورگی سے متجاوز ہو، مملکت کیسٹل اباں سے اواخر ماہ اپریل تک نکال دیا جائے۔ فروخت شدہ جائداد کی قیمت سونے چاندی کی شکل میں ہمراہ لے جانے کی ممانعت تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی ممانعت تھی کہ کوئی مسلمان کسی اسلامی ممالک میں ہجرت نہ کرے، ورنہ سزائے موت دیجائے گی۔

(معرکہ مذہب وسائنس، صفحہ ۲۰۸)

اس لحاظ سے مسلمانوں کی حالت یہودیوں سے بدتر تھی۔

۱۴۸۱ء سے لے کر ۱۸۰۸ء تک تقریباً تیس لاکھ چالیس ہزار اشخاص کو مختلف سزائیں دیں اور تیس ہزار زندہ جلائے گئے۔ (معرکہ مذہب وسائنس، صفحہ ۲۸۶)

ایک پادری ریمنز نے غرناطہ کی جوک میں عربی زبان کے اسی ہزار نسخے جلادیئے۔ طرابلس میں تیس لاکھ دینی کتابیں جلائی گئیں۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب عیسائی کتب خانہ طرابلس کے پہلے کمرہ میں داخل ہوئے اور بجز قرآن کے کچھ نظر نہ آیا، اس سے انہوں نے قیاس کر کے کہ باقی کتابیں بھی آنحضرت ﷺ کی ہوں گی، آگ لگادی۔

(معرکہ مذہب وسائنس، صفحہ ۱۵۰)

اب ناظرین پر انصاف ہے کہ اس زمانہ میں کسی ملک میں بھی پادریوں کا ایسا زور نہیں اور مسیح موعود کے مدمقابل میں چونکہ دجال ہے اسلئے ہندوستان و پنجاب میں پادریوں کا زور ہونا چاہیے، مگر بالکل نہیں۔ باقی رہا مذاہب کی تردید میں رسالے لکھنے اور مشتہر کرنے اور تقسیم کرنے، یہ ہر ایک کر رہا ہے۔ مرزائی خود کیا کر رہے ہیں، اگر یہی وجہ دجال کی ہے تو پھر مرزائی خود کیا ہوئے۔

چہارم: حدیثوں میں صاف آچکا ہے کہ مسیح موعود دجال کا قاتل ہے۔ مگر مرزا صاحب اول تو دجال کے نوکر ہوئے۔ پھر قادیان میں تمام عمر دجال کی مدح سرائی کرتے رہے۔ چنانچہ ''تحفہ قیصریہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''میرا باپ بھی آپ کا (یعنی انگریزی قوم کا) خیر خواہ تھا اور میں بھی آپکا خیر خواہ ہوں۔ مسلمانوں میں جو عقیدہ جہاد فی سبیل اللہ کا چلا آتا تھا اور خونی مہدی وخونی مسیح کے منتظر تھے، میں نے اس کو حرام کر دیا ہے''۔

''امام صلح'' کے صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں: ''ہمیں تمام احسان کو یاد کر کے سچے دل

سے اس سلطنت سے اخلاص رکھنا چاہیے‘‘۔کیا اخلاص یہی ہے کہ اوپر سے اخلاص اخلاص پکاریں اور دل میں انگریزوں کو دجال و دشمن اسلام سمجھیں۔ کیونکہ دجال تو مسلمانوں کے برباد کرنے والا ہوگا۔اور یہ کس حدیث میں ہے کہ مسیح موعود دجال کی اس قدر مدح سرائی کریگا کہ حد سے بڑھ جائے۔اور اسکی اس قدر تعریف کریگا کہ اسکے خوش کرنے کو اپنے تمام بزرگان وصحابہ کرام و رسول اللہ ﷺ کو بلاتمیز خونی ٗ وحشی کہے گا اور عیسائیوں کی مانند اسلام پر اعتراض کریگا اور جس طرح عیسائی محمد رسول اللہ ﷺ پر حملے کرتے ہیں ٗ مسیح موعود بھی کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے غلطیاں ہوا کرتی تھیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود دجال کی کچہری میں دو تین دفعہ بشکل مجرم حاضر ہوگا اور دجال اس پر رحم کر کے چھوڑ دے گا۔ ذرا خدا کا خوف کرو اور دین کو دین سمجھ کر اسکی پیروی کرو اور اپنی اپنی رائے کو چھوڑو۔ انگریز دجال ہرگز نہیں ٗ یہ تمہاری غلطی ہے۔ مسیح موعود تو خود حاکم عادل ہو کر آنا ہے نہ کہ محکوم و رعیت۔ مرزا صاحب تو انگریزوں کی رعیت اور محکوم ہیں۔اور یہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ مسیح موعود دجال کا محکوم و رعیت ہوگا۔ دیکھو بخاری ٗ صفحہ ۴۹۰: ’’والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة‘‘ ترجمہ: قسم ہے اس خدا کی جسکے ہاتھ قدرت میں میری جان ہے قریب ہے کہ نازل ہونگے تم میں بیٹے مریم کے ٗ حاکم عادل توڑیں گے صلیب اور قتل کریں گے خنزیر اور معاف کریں گے جزیہ۔ اس حدیث کے رو سے مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے کیونکہ حاکم نہ تھے ٗ رعیت تھے اور انگریز دجال نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے حاکم ہیں مسیح کا فرض عیسائیت کو مٹانا تھا نہ زیادہ کرنا۔اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عیسائیت کا فتنہ زیادہ کیا ہے۔

ا......کفار ابنیت کے مسئلہ کی تصدیق کی اس طرح کہ خدا نے مجھ کو اپنا بیٹا کہا۔ جب مرزا صاحب کو خدا نے اپنا بیٹا کہا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو بغیر باپ پیدا ہوئے تھے' ضرور بیٹا کہا ہوگا۔ دیکھو الہام مرزا صاحب: انت منی بمنزلة ولدی۔ تو میری بیٹے کی جا بجا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: {وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ٥ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا} ترجمہ: پھٹ جائیں زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے دعویٰ کیا انہوں نے واسطے رحمن کے اولاد کا۔ اتخاذ ولد خدا کی ذات کے واسطے کفر ہے۔ اور مرزا صاحب نے اپنی ذات کے واسطے جائز قرار دیا اور عیسائیوں کے ابنیت کے مسئلہ کو تقویت دی۔

۲......فتنہ کفارہ کا مسئلہ ہے عیسائی کہتے کہ ''خدا نے ہم پر رحم کیا اور اپنا بیٹا ہمارے گناہوں کی قربانی دیا وہ مبرہ عیسیٰ مسیح ہے جس نے ہماری خاطر صلیب کے عذاب سہے اور جان دی''۔

قرآن مجید اس عقیدہ کی ہمیشہ تردید کرتا رہا اور علماء امت بھی ۱۳ سو سال تک کفارہ کی بیخ کنی کرتے رہے کہ جب بقول قرآن {وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ} مسیح مصلوب و مقتول نہیں ہوا تو اب کفارہ کیسا؟ مرزا صاحب نے وفات مسیح میں اپنے دعویٰ کی خاطر اجماع امت کے برخلاف قبول کیا اور مسیح کا مصلوب ہونا اور کوڑے کھانا اور منہ پر تھکوانا طرح طرح کے عذابوں سے مصلوب ہونا مان لیا اور کفارہ کو ثابت کر دیا۔ جب مسیح طرح طرح کے عذاب برداشت کرے گا' بے گناہ کو اس قدر عذاب دیئے گئے کہ موت و زندگی میں فرق نہ رہا تو کفارہ کا مقصود تو حاصل ہوگیا۔ باقی یہ نامعقول بات کہ جان نہیں نکلی تھی' کون مان سکتا ہے۔ کیونکہ جو کفارہ کی ثبات کی دلیل تھی کہ بیچارے کو صلیب پر طرح طرح کے عذاب دیئے گئے' تو مسیح کا عذاب سہنا ہے کفارہ گناہ امت تھا۔ جسکو مرزا صاحب نے

مان لیا۔ پس کفارہ خود مان لیا۔

۳.....فتنہ تجسم خدا کا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں: ’’باپ‘ بیٹا‘ روح القدس تینوں ایک ہیں‘‘۔ دیکھو خط یوحنا‘ باب ۵‘ آیت ۷: ’’تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں‘ باپ کلام روح القدس یہ تینوں ایک ہیں‘‘۔ مرزا صاحب بھی ’’توضیح المرام‘‘ صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی انسانی روح کہ بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخشتی ہے اس وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے‘ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے‘‘۔

ناظرین! ایسے فتنے کے وقت رسول اللہ ﷺ نے سورۂ کہف کی پہلی آیات پڑھنے کا حکم دیا ہے‘ تاکہ مسلمان توحید پر قائم رہیں اور حقیقت میں یہ بھی ایک دجالی فتنہ ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے کاذب مدعی نبوت کو بھی دجال کہا ہے اسلئے یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ مرزا صاحب کی بیعت کی جائے‘ جن کی تعلیم فتنہ دجال کو تقویت دینے والی ہے۔ بلکہ وہی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے ابنیت والوہیت وتثلیث ثابت کر دی ہے اور انجیل وتورات کی تلاوت بھی مرزائی کرتے ہیں اور سندیں پکڑتے ہیں۔

اب ناظرین خود سوچ لیں کہ مرزائی تاویلات کسقدر بعید از عقل ہیں۔ اگر مرادی معنی اور قیاسی تاویلات مرزائی کر سکتے ہیں تو ہم کو بھی حق ہے کہ ہم بھی تاویلات زمانہ کی رفتار اور حالات کے مطابق کریں۔ پھر پبلک خود فیصلہ کر لے گی کہ کس کی تاویلات درست ہیں۔ بفرض محال اگر مان بھی لیں کہ ظہور مہدی ونزول مسیح کا یہی زمانہ ہے تو اس

سے مرزا صاحب کا ہی ہونا کیونکر ثابت ہوا۔ مرزا صاحب کی تعلیم بالکل شرک اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ اس لئے پہلے مرزا صاحب کو مسلمان تو ثابت کرو پھر مسیح و مہدی پر بحث کرنا۔ مدت سے انکے کشوف والہامات جو خلاف قرآن واحادیث وشریعت محمدی ﷺ ہیں۔ اور مرزائی مشن کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا اور نہ دیا جانا ممکن ہے۔ ''اخبار بدر قادیان'' نے لکھا ہے کہ یہ حضرت صاحب کا کشف ہے۔ ''تشحیذ الاذہان قادیان'' نے لکھا ہے کہ ''حضرت اقدس کا کشف ہے اور پہلے بھی اولیاء اللہ ایسے ایسے کلمات خلاف شرح کہتے ہیں''۔ جس کا جواب کئی بار دیا گیا ہے کہ ان بزرگوں نے خلافت و نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ انکا کہنا ایسا بڑا اثر کرتا تھا کہ مرزا صاحب کا کہنا امامت کے مدعی ہونے کی حالت میں مضر ہے۔

دوم: ان لوگوں نے شریعت کی تعظیم کی اور اپنے آپ کو شریعت کے حوالے کیا اور حد شرعی قبول کی۔ کسی نے پھانسی قبول کی، کسی نے اپنی کھال اتروائی، کسی نے اپنے مریدوں کو کہا کہ جب میرے منہ سے ایسے کلمات نکلیں مجھ کو قتل کردو، کسی نے سر کٹوایا۔ مگر مرزا صاحب نے بجائے تعظیم شریعت کے علماء امت کو ہی گالیاں اور لعنتیں دینی شروع کیں اور الٹا اپنے کلمات کفر سے جنکے باعث انکو کفر کے فتوے دیئے گئے اسکے عوض بجائے توبہ کے مرزا صاحب نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کفر کا فتویٰ دیدیا اور رشتے ناطے توڑے، نمازیں پڑھنی ترک کرادیں، جنازے پڑھنے چھوڑ دیئے اور اپنی اڑھائی اینٹ کی مسجد الگ بنا کر امت محمدی میں تفرقہ ڈالا اور {وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا} کے برخلاف جماعت الگ کر کے قرآن کے خلاف کیا۔ تمام تفاسیر کو ردّی کر کے اپنی رائے کو الہام زبانی قرار دیکر قرآن واحادیث کے الٹے معنی کر کے تمام دین میں تحریف کی، لفظ کچھ ہیں اور معنی کچھ

کئے۔اور پھراس تحریف کا نام حقائق ومعارف رکھا۔اب اس صورت میں کون دیندار جس کو روز قیامت پر ایمان ہے اور جزا سزا کا قائل ہے اور اللہ ورسول کے فرمودہ پر چلنا چاہتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کرنا چاہتا بلکہ شریعت کے تابع ہوکر چلنا چاہتا ہے‘ وہ کیونکر مرزا صاحب کو مسیح موعود و پیرو پیشوا مان سکتا ہے۔ انکو وہی مانتے ہیں جو عقل کے مطابق تمام دین کے مسائل کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور جو دل میں آئے کرنا چاہتے ہیں۔ نہ اللہ کا خوف نہ رسول کا ڈر۔ نہ راستی سے محبت اور نہ دروغ سے پرہیز۔ اتقا کا نام نہیں۔ یاد اللہ تسبیح وتہلیل سے کچھ کام نہیں۔ رات دن جھوٹ بول کر مرزا صاحب کے مرید بنانے میں نجات سمجھتے ہیں۔

اگر وہ زمانہ آگیا ہے کہ کسی کو مسیح موعود مانا جائے تو جو اسکے اہل ہو اور حامی دین اسلام کہیں ہیں‘ اسکو کیوں نہ مانا جائے اور جنکی کارروائیاں اور عمل بتارہے ہیں کہ اگر کوئی اس زمانہ میں مسیح موعود کا فرض ادا کر رہا ہے تو وہ ہے اور اگر کوئی مہدی موعود کا کام سرانجام دے رہا ہے تو وہ ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ وہ کون ہیں۔ وہ اسلامی دنیا میں جنکا نام نامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور جن کے کارنامے تاریخ اسلام میں بڑی عزت سے لکھے جارہے ہیں۔ وہ دونوں شخص اس زمانہ کے مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں اور جن کے جانبازیوں اور خلوص دلی اور ہمدردی اسلامی اظہر من الشمس ہوگئی ہیں۔ وہ ایک تو ’’غازی انور بیگ‘‘ مسیح موعود ہیں کہ جنکی مسیحائی نے وہ کام کیا کہ دم عیسوی نے بھی نہ کیا تھا جسکی تاثیر سے تمام مردہ قوم اہل اسلام دنیا بھر کی یکدم زندہ ہوگئی ہے اور جس مبارک زمانہ اتفاق عرب وترک کا مدت سے انتظار تھا وہ اس شخص کے نزول سے پورا ہوا اور تمام حدیثیں ان پر لفظاً لفظاً صادق آتی ہیں۔ پہلی حدیث یہ ہے ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم

و امامکم منکم'' یعنی کیسی عمدہ حالت ہوگی تمہاری یعنی عرب مخاطب ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ ''غازی انور بے'' ایسے راستہ سے طرابلس پہنچا کہ کہ کسی کو معلوم نہیں ہوا اور یہ عام محاورہ ہے جب کوئی اچانک کسی جگہ پہنچ جائے تو اسکو کہتے ہیں کہ گویا آسمان سے نازل ہوا۔ کیونکہ ظاہری طور پر تمام راستے بند تھے بلکہ مصر میں پہرے بیٹھے تھے مگر یہ مسیح موعود کا معجزہ تھا کہ کسی نے اس کو نہ پکڑا اور نہ پہچانا۔ اور طرابلس میں مسیح موعود کے وہ جنگی کارنامے اور مسیحانفسی ظہور پذیر ہوئے کہ اخبار پڑھنے والے خوب جانتے ہیں۔ اگر مضمون کا طول ہوجانے کا خوف نہ ہوتو بہ تفصیل لکھوں مگر عیاں را چہ بیاں کہ تمام عرب یک کلیجہ یک دل یک زبان حفاظت دین کے واسطے جمع ہوگئے۔ اب ''امامکم منکم'' یعنی امام مہدی علیہ السلام بھی بموجب الفاظ حدیث کے عربوں میں سے ظہور پذیر ہوئے' کسی کو نام تک معلوم نہ تھا کہ جناب خاتم الاولیاء ''شیخ سنوسی صاحب'' بھی کوئی دنیا پر ہے۔ مگر جنگ طرابلس نے اسلامی دنیا کو انکے نام سے روشناس کرایا ان دونوں جانبازان وفدایان اسلام نے ڈوبتی ناؤ کو سنبھالا اور اٹلی دجال کو وہ ہاتھ دکھائے کہ دنیا جانتی ہے اور اٹلی کو دجال قرار دیتے ہیں۔ دوسری حدیث کے الفاظ بھی صادق آتے ہیں کہ اس نے حج کو بھی بند کیا اور مکہ معظمہ پر بھی حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ہے کہ راستہ سے دجال واپس ہوگا' مکہ میں داخل نہ ہوگا' پوری ہوئی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے کہ آپ امام بنیں اور جماعت کرائیں اور آپ پیچھے ہٹنا چاہیں گے' مگر مسیح موعود فرمائیگا کہ نہیں امام آپ ہی رہیں گے۔ ایسا واقع شیخ سنوسی اور غازی انور بیگ میں ہوا۔ یعنی شیخ سنوسی نے غازی انور بیگ کو کہا کہ حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیں۔

(باقی گمشدہ)
رسالہ نمبر۱

انجمن تائید الاسلام

اور

یورپ میں اشاعت اسلام

منجانب

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصف گل وریحان بہوا بازنگردد ہرچند ہوا عطر دید قدرت شم را

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب مریدانِ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت، مہدویت، مسیحیت وکرشنیت وغیرہ وغیرہ کے رکن رکین ہیں۔ اوراہل اسلام ہندوستان وپنجاب پر پھر ایسی ہی عظیم غلطی کا وقت آگیا ہے جوکہ مرزا صاحب کے اشتہار براہین احمدیہ کا تھا۔ جبکہ انھوں نے اسلام کی حمایت کے بہانے سے مسلمانوں

سے روپیہ بٹورا اور بجائے اشاعت اسلام کے مرزائیت (یعنی اپنے دعاوی نبوت وغیرہ) کی اشاعت کیواسطے اشتہارات اور تالیفات کتب پر اس بے رحمی سے دل کھول کر خرچ کیا کہ لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات مسیح موعود ہونے کے واسطے تمام ممالک غیر تک پہنچائے۔ اور یہ وہ روپیہ تھا جو اس واسطے مسلمانوں سے لیا تھا کہ قرآن اور محمد ﷺ کی صداقت پر تین سو دلائل کل ذویاں کی تردید میں بیان کی جائیں گی اور اسلامی تعلیم اور مذہب کو سچا ثابت کیا جائے گا۔ مگر وہ وعدہ بالکل وفا نہ کیا گیا اور روپیہ بے محل خودستائی اور اپنی نبوت ورسالت کے اثبات میں خرچ کیا اور وفات مسیح علیہ السلام کی خاطر تمام اسلاف اہل اسلام کو غلطی پر بتایا گیا۔ تمام تفاسیر کوردی قرار دیا گا۔ ائمہ اربعہ کو اور اجماع امت کو کورانہ تقلید کا خطاب دیا گیا اور اسلام کے تمام مسائل کے الٹ پلٹ میں کتابیں اور اشتہارات اس کثرت سے لکھے کہ ممالک متمدنہ یورپ کے شاید کسی ہوشیار سے ہوشیار دکاندار نے بھی اس قدر شائع نہ کئے ہونگے اور وہ روپیہ جو خدمت وحمایت اسلام کے واسطے جمع کیا گیا، وہی تخریب دین میں اسلام اور مسلمانوں کی دل آزاری پر خرچ کیا گیا اور مرزائیت کی اس قدر اشاعت ہوئی کہ کوئی شہر وقصبہ پنجاب وہندوستان میں نہیں کہ مرزائیوں کی اڑھائی اینٹ کی مسجد الگ نہ ہو اور تفرقہ امت محمدی ﷺ میں اس قدر ڈالا کہ بھائی بھائی سے، میاں جورو سے، جورو میاں سے، خویش وقارب تمام اجزاء جو اسلام کے تھے الگ الگ کر دیئے۔ حتی کہ نمازیں اور جنازے پڑھنے بھی بند ہو گئے۔ اور یہی مرزا جی کی پیدا کردہ چھوٹی سی جماعت تمام موجودہ واسلاف اہل اسلام کو یہودی، کافر کا لقب دینے لگی۔ حتی کہ ابتک کتابوں میں ایسا ہی لکھتے ہیں اور امت محمدی ﷺ میں وہ فساد ڈالا ہوا ہے کہ کوئی جگہ نہیں جس جگہ چرچا نہ ہو۔ اور اب تک ہندو پنجاب کے علاوہ بلاد غیر میں جا پہنچے ہیں۔ منہ سے قرآن ومحمد ﷺ کہے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کا خیر خواہ بتاتے ہیں۔

مگر جب انہوں نے تمام مسلمانوں کو جو مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتے، کافر قرار دے دیا تو اب مسلمانوں سے کیا واسطہ ہے۔ لیکن یہ عیاری دیکھئے کہ چندہ لینے کیواسطے اور مال و زر وصول کرنے کیواسطے ان یہودیوں کو مسلمان کہہ دیتے ہیں۔ اور جس طرح بھی بن پڑے مسلمانوں سے روپیہ بٹور لیتے ہیں۔ مگر خود ایسے گرہ کے پکے اور تعصب کے پتلے ہیں کہ سوا قادیان کے ٹیکس کے ایک پیسہ کسی قومی کام میں نہیں دیتے۔ انجمن تائید حمایت اسلام کو دینا گناہ سمجھتے ہیں، مگر جب اپنا مطلب ہو تو یہی یہودی بھائی مسلمان ہیں اور گندم نمائی کرکے اپنا مطلب نکال لیا تو پھر وہی علیحدگی اور قطع تعلق، تو کون اور میں کون؟

وہی وقت اب مسلمانوں پر آ گیا ہے اور ویسی غلطی میں مسلمان مبتلا ہونے لگے ہیں کہ چندہ جمع کرکے خواجہ کمال الدین کو روانہ کر رہے ہیں یا ارادہ کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ اخیر وہی پشیمانی ہوگی جو مسلمانوں نے مرزا صاحب کو چندے اور براہین کی قیمت پیشگی ادا کرنے سے ہوئی تھی۔ روپیہ مسلمانوں کا ہوگا اور مرزائیت کی اشاعت میں خرچ ہوگا۔ اور برائے نام مسلمانوں کا منہ بند کرنے کیلئے کسی انگریزی تبلیغ کے نام سے بھی خرچ کیا جائیگا۔ ہم نہایت ادب سے مرزائی صاحبان اور ان کے معاونین سیدھے سادھے مسلمانوں سے جو خیر خواہ اسلام بنتے ہیں، پوچھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کیا ولایت میں یہی نمونہ تعلیم اسلام پیش کر رہے ہیں جو مرزا صاحب کے کشوف و الہام و تعلیم ہے کہ

۱...... میں نے دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ خدا ہوں پھر میں نے زمین و آسمان بنائے، انسان بنائے اور ان کی خلق پر قادر تھا۔ (کتاب البریہ، صفحہ ۷۹)

۲...... خدا نے مجھ کو کہا "انت منی بمنزلۃ ولدی" تو میرے بیٹے کی مانند ہے۔

(حقیقۃ الوحی، صفحہ ۸۶)

۳...... کن فیکون کے اختیاراتِ خداوندی مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

(اخبار الحکم، ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء)

۴..... ’’قادیان‘‘ قرآن مجید میں کشفی حالت میں مرزا صاحب نے دیکھا۔

(ازالہ اوہام، صفحہ ۷۶)

۵..... قادیان خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۰)

۶..... مرزا صاحب نے خدا کو مجسم دیکھا اور اس کے دستخط پیشگوئیاں پر کرائے اور سرخی کے چھینٹے مرزا صاحب کے کرتہ پر پڑے۔ (حقیقۃ الوحی، نشان ۱۰۶)

مرزا صاحب کی تصانیف ایسے ایسے کشوف والہامات وغیرہ سے بھری پڑی ہے۔ اگر یہی تعلیم خواجہ صاحب ولایت میں پیش کر کے کسی عیسائی کو مرزائی بنا کر برائے نام مسلمان بنائیں تو مسلمانوں کو ایسی مشرکانہ تعلیم کے واسطے روپیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اور اس عیسائی بیچارے کو ایسے اسلام سے کیا فائدہ ہوا کہ عیسائی ہونے کی حالت میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتا تھا اور اب مرزائی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا کا بیٹا مانتا ہے۔

۲..... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ خدا کا تجسم مانتا تھا اور اب مرزائی ہو کر بھی خدا کا تجسم مانتا ہے۔

۳..... عیسائی ہو کر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ومقتول مانتا تھا اور مرزائی ہو کر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ومقتول اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب مانتا ہے۔

۴..... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ ناچیز انسان کو تاویلات کر کے خداوند جانتا اور کہتا تھا۔ مرزائی ہو کر بھی مرزا صاحب کو خالق زمین وآسمان اور انسان کو مٹی کا خلاصہ سے بنانے والا یقین کرتا ہے۔

۵..... عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا یقین تھا کہ خدا سے جب ہم محبت کریں اور وہ ہم

سے محبت کرے تو انسان خدا ہو جاتا ہے۔ مرزائی ہو کر بھی اس کو ایسا ہی ماننا پڑا۔

۶......عیسائی ہونے کی حالت میں وہ محرف کتاب پر عمل کرتا تھا۔ مرزائی ہو کر بھی اس کو ماننا پڑیگا کہ قرآن محرف ہے۔ اس میں سے ''انا انزلناہ قریبا من القادیان'' جو سوا تیرہ سو برس تک قرآن میں نہ تھا اب داخل کیا گیا ہے یا ابتدائی حالت قرآن میں تھا پیچھے مسلمانوں نے نکال دیا ہے۔

۷......عیسائی ہو کر وہ تثلیث کا قائل تھا جو کفر ہے۔ مرزائی ہو کر بھی اس کو تثلیث ماننی پڑیگی۔ خدا کی محبت روح القدس جسے مرزا صاحب پاک تثلیث کہتے ہیں۔ اگر یہی اسلام کا نمونہ خواجہ صاحب لندن میں پیش کرتے ہیں تو بقول سعدی مصرعہ **''بیری رونق مسلمانی''** اور بہت جلد اسلام سے نفرت شروع ہو جائیگی۔ کیونکہ جن جن نامعقول باتوں سے ان ملکوں کے باشندوں کو عیسائیت سے نفرت ہوئی ہے وہی باتیں بلکہ اس سے زیادہ انکو اسلام میں نظر آئیں گی تو وہ کیونکر یہ گوارا کریں گے کہ عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں۔

اگر خواجہ صاحب قرآن اور محمد ﷺ کو پیش کرینگے اور براہین اور غلام احمد کو پیش نہ کرینگے تو امید کامیابی کی ہے۔ اور امید بھی یہی ہے کہ جیسا کہ خواجہ صاحب کی روش ہے کہ وہ مرزائیت مختلف رنگوں میں لاکر ظاہر کرتے تھے، ظاہراً صلح کل رہتے تھے اور عام جلسوں میں قرآن اور محمد ﷺ پیش کرتے تھے وہاں بھی یہی کرتے ہونگے۔ تو اس صورت میں صرف اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ ''کھانے کو گنگو شاہ کی دوکان اور عیش کرنے کو رحمان شاہ کا تکیہ'' وہی مثل ہوئی۔ ہندوستان میں تو اس اسلام کے پیروں کو بلکہ ۲۳ کروڑ کل مسلمانوں کو کافر بناؤ اور باہر جا کر انہیں کا مذہب پیش کر کے لوگوں کو مسلمان بناؤ، یہ کونسا اسلام و انصاف ہے۔ ہم تمام مسلمان یورپ میں تبلیغ اسلام کیلئے مدد دینے کو مفصلہ ذیل شرائط کیساتھ تیار ہیں کیونکہ ہم کو دھوکہ ہو چکا ہے کہ بجائے اسلام کی ترقی اور حمایت کے

اسلام کے ہی ٹکڑے کئے گئے اور اسی کو کمزور کیا گیا۔ شرائط یہ ہیں:

ا..... خواجہ صاحب کے ساتھ دیگر مسلمان بھی لندن میں تبلیغ اسلام کیلئے شامل ہوں اور وہاں ایک انجمن کی صورت میں سب مل کر کام کریں اور اپنے کام کی رپورٹ اور حساب کتاب وغیرہ سے باقاعدہ انجمن کو اطلاع دیتے رہیں۔

۲..... زر چندہ جس غرض کیواسطے وصول کیا جائے اسی غرض میں خرچ ہو۔

۳..... اس انجمن کے ممبر احمدی وغیر احمدی، نیچری، شیعہ وغیرہ سب مذاہب کے ہوں۔

۴..... جو کارروائی ہو باتفاق رائے ہو اندرونی چھیڑ چھاڑ کسی فرقہ کی نہ ہو۔

۵..... مخالفین مذاہب کے سامنے صرف قرآنی ومحمدی تعلیم پیش کی جائے۔

۶..... یہ خدمت اسلام کی کارروائی اس انجمن کی متفقہ کوشش کا نتیجہ سمجھا جائے کسی واحد شخص کیطرف منسوب نہ ہو، خواہ وہ خواجہ کمال الدین ہو یا کوئی اور۔ نہ ہندوستان و پنجاب میں مرزائیت کی تصدیق کی دلیل بنائی جائے جیسا کہ اب مرزائی ہر ایک شہر اور گاؤں میں شور مچا رہے ہیں کہ دیکھو خواجہ صاحب نے ایک لاٹ کو مسلمان بنا دیا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے جیسا کہ وہ انگریز لاٹ خود لکھتا ہے کہ ''میں بیس برس سے زیادہ عرصہ سے تحقیق کر رہا تھا اور اب میں نے مسلم سوسائٹی کے سامنے اظہار اسلام کا عمدہ موقع پایا ہے''۔ اب ہر ایک عقلمند مسلم سوسائٹی کے معنی جانتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کا نام مسلم سوسائٹی نہیں ہے۔

دوم: اگر خواجہ صاحب بھی سوسائٹی میں شامل ہیں تو پھر انکی واحد کارروائی کیسی ہو سکتی ہے۔

سوم: اگر خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں جو اسلام میں واقعی ہیں جنکے باعث وہ ہر ایک ملک میں برقی رو کی طرح پھیل رہا ہے تو اسمیں خواجہ صاحب کی کیا خصوصیت ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک تو وہ اسی صورت میں قابل ستائش ہو سکتے ہیں کہ مرزا جی کو بھی

منوائیں۔ الگزنڈر رسل وب صاحب امریکہ میں جو مسلمان ہوا تھا اور اسکے اخبار کے ذریعہ سے بہت انگریز مسلمان ہو گئے تھے تب بھی وہاں خواجہ گئے تھے؟ لندن میں ہی نیور پول میں عبداللہ کوئیلم جو مسلمان ہوا اور شیخ الاسلام کا کام کر رہا ہے، معلوم نہیں وہ اپنے فرائض کس مستعدی سے ادا کرتا ہوگا اور کتنے انگریز مسلمان کئے، کیا تب بھی خواجہ صاحب ہی تھے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ شور مچانا اور بغلیں بجانا کہ دیکھو خواجہ صاحب نے یہ کر دکھایا اس لئے مرزائی سچے ہیں، کیسی پھیکی بات ہے۔ ہوا کا بگولا جنگل سے کسی شہر میں جائے اور وہاں کیوڑہ یا گلاب کی خوشبو پھیل جائے اور اس سے لوگوں کے دل ودماغ معطر ہو جائیں تو اسمیں ہوا کی خوبی نہیں اصل چیز یعنی کیوڑہ یا گلاب کی خوبی ہے۔ کیونکہ ہوا کے گولے کا فعل صرف گھلنا تھا جو خوشبو و بدبو پر سے گزرنے کے علاوہ کئی کھیتیاں اور خرمن بھی برباد کرتا چلا گیا ہے یہ فعل قدرت کا ہے کہ اس نے کیوڑہ وغیرہ میں خوشبو رکھی ہے اور بگولا جیسے تباہ کن چیز سے خوشبو لوگوں تک پہنچانے کا کام لے لیا اور اسی کی تائید کرتی ہے یہ حدیث ''ان اللّٰہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر'' یعنی خدا تعالیٰ کبھی فاسقوں فاجروں سے بھی اپنے دین کی تائید کرالیتا ہے۔ چہ جائیکہ خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو واقعی اسلام کی فضیلت ہے اور اسلام کی خوبی ہے۔ خواجہ صاحب جس قدر تعریف کے مستحق ہیں اسی قدر انکی تعریف ہوسکتی ہے وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے ایک مستعد صحابی ہیں، یہ نہیں کہ چونکہ خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں سنائی تھیں اسواسطے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن گئے۔ اور انکے مرشد مرزا صاحب محمد رسول اللہ ﷺ ثابت ہو گئے یہ دھوکہ بازیاں ہیں جو جاہل مسلمانوں کو مرزائی کر رہی ہیں۔ دراصل اسلام خود اپنی خوبیوں کے باعث دلوں پر گھر کر رہا ہے بلکہ تمام یورپ میں اہل تحقیق کے دلوں میں ایک تحریک پیدا ہو چکی ہوئی ہے کہ وہ اسلام کیطرف مائل ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ہمیشہ اسلام کسی نہ

کسی ملک میں نمودار ہوتا رہتا ہے۔ چین میں اسلام کس قدر پھیلا صرف چند سوداگر کے طلب کرنے پر کچھ مسلمان سپاہی ابتداء چین گئے تھے جنکے ذریعہ سے اسلام تمام چین میں پھیل گیا ایک ایک مسلمان نے جا کر عیسائیوں کی سلطنتیں مسلمان کردیں اور اسلام کی خوبیاں بیان ہونے پر تمام باشندے معہ بادشاہ ورعیت مسلمان ہوتے رہے، کیا وہاں بھی خواجہ صاحب یا مرزا صاحب گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ کیوں خواہ مخواہ شور مچا کر دھوکہ دیا جاتا ہے۔

ہم آیندہ کسی وقت بتائیں گے کہ کس طرح ایک ایک مسلمان نے شاہوں کے درباروں میں پہنچ کر شہنشاہوں کو معہ رعایا کے مسلمان کیا تا کہ ان دھوکہ دینے والوں اور غلط بیان کرنے والوں کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب اگر کچھ کر رہے ہیں تو اچھا ہے کریں مگر سوال یہ ہے کہ واعظوں کی طرح خدمت اسلام کی آڑ بنا کر روپیہ بھی بٹوریں، خود مزے اڑائیں، مال مفت دل بے رحم کا مصداق بھی ہوں اور پھر مسلمانوں پر احسان رکھیں کہ میں خدمت اسلام کرتا ہوں، کہاں تک درست ہے۔

لندن عروس البلاد شہر رہنے کو زہرہ جبیں مہوشاں کا نظارہ ہر دم موجود ہر کوچہ وبازار ہیں ؎

ہوائے ناز پر کافر اڑائے بال پھرتے ہیں
بچے کیونکر یہ مرغ دل کہ اڑتے جال پھرتے ہیں

بہشت کا نمونہ عین الیقین کے مرتبہ تک پہنچ رہا ہو کہ خرچ کی کشایش جس قدر چاہو خرچ کرو، پبلک کا روپیہ نہ کسی بنک کے دینے کا فکر، نہ موکل کی آمد کا انتظار ہے۔ نہ منشی کے گاہک لانے کا تقاضا ہے نہ مقدمہ کی پیروی کا فکر نہ اس کی تیاری کی محنت چپ چاپ سب کام ہو رہے ہیں۔ اگر دو شخص تبلیغ دین کریں تو کیا کرے۔ اگر کیا تو کونسی شمشیر زنی کی

تنخواہ لی، اور تنخواہ بھی بلا مقرر جس قدر چاہے خرچ کرے مسلمان سادہ لوح چندے دینے کو تیار ہیں مگر لطف یہ ہے کہ خواجہ صاحب الٹا احسان جتاتے ہیں ؎

منت منہ کہ خدمت اسلامیاں کنم　　　منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت

گھر سے خرچ کر کے سرسید احمد کی طرح کوئی خدمت اسلام کرتا تو قابل تعریف تھا۔ جس نے عوضانہ لے کر خدمت کی اس نے کچھ نہیں کیا۔ مرزا صاحب مدعی خدمت اسلام تھے مگر انھوں نے عوضانہ پر خدمت اسلام کی۔ قادیان کے فنڈ نے اور چندوں نے ان کو مالا مال کر دیا۔ اگر نوکری و وکالت کرتے اور تمام ایڑی چوٹی کا زور لگاتے، کسی اور قسم کی تجارت وحرفت کرتے تو کبھی یہ دولت نصیب نہ ہوتی جیسے ان کو خدمت اسلام کے بہانے سے ہوئی۔ ایسا ہی خواجہ صاحب اب اٹھے ہیں کہ خدمت اسلام کریں گے اور لندن کے چین اڑائیں گے۔ کیونکہ یہ انگریزی خواں ہیں ان کو پنجابی تمدن معاشرت پسند نہیں اور ویسی خدمت اسلام بھی پسند نہیں۔ اس لئے یہ ولایت کے آب وہوا کے دلدادہ ہیں وہاں رہ کر ایام زندگی بھی آرام سے گزاریں گے اور خدمت اسلام کے بہانہ سے مسلمانوں کا روپیہ بٹوریں گے۔

مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہیے اور مار آستین کو اپنے ہاتھوں سے دودھ دے کر اپنے ہی اوپر نیش زنی کے واسطے تیار نہیں کرنا چاہیے۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کا روپیہ ہمارے ہی عقائد خراب کرنے پر خرچ ہوگا، کچھ لندن بھی جائے گا اور اس روپیہ سے مرزائی اخبار پیغام صلح یا کوئی اور اخبار جاری ہوگا جس میں مرزائی عقائد کی تبلیغ ہوا کرے گی اور ماہوار کثرت سے ہینڈ بل نکالا کریں گے اور ''جسکا منہ اسی کا مکا'' والی مثال ہوگی۔

عقل کی مار اگر مسلمانوں کو اشاعت اسلام کا عشق ہے تو ایک ڈیپوٹیشن تیار کریں

اور ہرایک فرقہ اسلام کے ممبراس میں ہوں۔اس ڈیپوٹیشن کو ہرایک مسلمان امداد دے۔ جب مرزائی الگ ہیں اور کمال الدین کی کارروائی مرزائیت کی کارروائی ہے اور بلکہ مسلمانوں کو زیادہ خراب کرنے کا آلہ ہے تو پھر مسلمان کس واسطے چندہ دیتے ہیں اس واسطے کہ مرزائیوں نے ان کو اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ مرزائی ایک انگریزوں کے خود بخود مسلمان ہونے سے اس قدر خوش ہیں کہ

زصدمہ گوش ملایک برآسماں کرشد ز بسکہ نعرہ شاباش و واہ واہ رسید

کہ آسمان پر آواز جاتی ہے مگر یہ نہیں سوچتے کہ جب ۲۳ کروڑ مسلمانوں کو ہم نے کافر کر کے اسلام سے خارج کر دیا ہے اور اس کے عوض میں ایک دو انگریز شامل ہو گئے ہیں تو یہ اسلام کے واسطے سخت ماتم کا دن ہے یا خوشی کا۔جس شخص نے ۲۳ کروڑ روپیہ کھو کر ایک دو روپیہ حاصل کئے ہوں اس بیوقوف کے لئے ماتم کا دن ہے یا خوشی کا۔

دوسری طرف اگر مسلمان دیکھیں تو بھی ہم کو مرزائیوں کی تعداد نکال کر ایک دو انگریز آملے تو بھی ماتم کا دن ہے کہ ہزاروں مرزائی اسلام سے نکل گئے اور ہم سے الگ ہو گئے، قطع تعلق کئے، نمازیں چھوڑ دیں اور ترک جنازہ کر دیا۔ بلکہ ہندیوں سے میل جول اچھا رکھتے اور مسلمانوں کو یہودی کا لقب دے کر تکلیف پہنچانا ثواب سمجھیں تو اس صورت میں ہمارے ہاتھ کیا آیا۔کئی ہزار مرزائیوں کو دے کر اگر ایک دو انگریز لئے تو خاک لی۔ کیسا مبارک ہو وہ زمانہ اور کیسا ہی سعید ہو وہ وقت کہ پہلے ہم اپنا تفرقہ احمدی وغیر احمدی کا دور کریں، آپس میں گلے ملیں اور اختلاف کو دور کریں۔آپ میں کے اختلاف کو ہٹا دیں تو پھر بہ ہیئت مجموعی غیر کی اصلاح کی طرف رغبت کریں تو کامیابی کی امید ہے۔اور جب ہم میں اتفاق نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ جب تک مسلمانوں کو احمدیوں سے نفرت ہے اور احمدیوں کو مسلمانوں سے پرہیز ہے تب تک باہر جا کر کامیابی کی امید خیال باطل ہے۔ پہلے گھر کا

اختلاف دور کرو پھر اسلام کی اشاعت کرو۔ مجھ کو کئی مثالیں یاد ہیں کہ غیر مذہب کے لوگ مسلمان ہونے کو تیار ہوئے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان تو آپس میں ایک دوسرے کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہم کس طرف جائیں۔ پس پہلا زینہ ترقی کا اتفاق ہے۔ کیسا ہی خوب ہو کہ سب مل کر کام کریں اور ملنے کی دو ہی صورتیں ہیں:

۱......ایک یہ کہ ہر ایک شخص تعصب چھوڑ کر تحقیق حق کی خاطر جو اصولی اختلاف ہے اور صرف لفظی تنازعہ ہے اس کو دور کر کے اور چڑانے والے لفظ نہ کہے۔ مثلاً: نبی و رسول کے بارے میں دونوں کا اتفاق کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت چلا آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اولیاء اللہ ہوں گے، مجدد ہوں گے مگر وہ نبی رسول نہیں کہلائیں گے۔ پس مرزا صاحب نے جو سب کے برخلاف یہ فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ، مجدد، رسول و نبی ایک ہی ہے، چھوڑا جائے۔ جب ۱۳ سو برس تک کسی شخص نے اپنے آپ کو رسول و نبی کا لقب نہیں دیا تو مرزا صاحب کو بھی نہ دیا جائے۔ چنانچہ وہ خود بھی فرما چکے ہیں: "**من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب**" تشریعی و غیر تشریعی الفاظ پر بحث کر کے فروعی بحث کو اصولی بنا کر تفرقہ ڈالنا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے جنازہ پر بھی نماز نہ پڑھیں، کس قدر مکروہ ہے و غیر مناسب ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے اور بعض کہتے ہیں کہ مرزا صاحب رسول اللہ تھے و ناسخ دین تھے۔ ان باتوں کا فریقین کے مولوی جمع کر کے فیصلہ کیا جائے اور پھر اتفاق کیا جائے۔

۲......دوسرا طریق یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان خواہ کسی فرقہ کا ہو اپنی دو حالتیں رکھے، ایک حالت تمدنی ہو اور دوسری مذہبی ہو۔ تمدنی میں تمام اہل اسلام خواہ شیعہ ہوں، خواہ سنی ہوں، خواہ معتزلہ ہوں یا قدریہ جبریہ ہوں، سب کے سب ایک آواز جمع ہوں اور اپنے اپنے فرقہ

اور جماعت کی طرفداری نہ کی جائے۔ جب گھروں میں جائیں تو مذہبی حالت کی پیروی سے عبادات وغیرہ اور فرائض اپنے بجالائیں۔ مگر یہ بڑے حوصلے اور اخلاق کا کام ہے۔ اختلاف عقائد ایک ایسی لاعلاج بیماری ہے کہ کچھ دور نہیں ہوسکتی۔ جب ایک شخص کے عقائد دوسرے کے مطابق نہیں تو بہت مشکل سے وہ تمدنی خیالات میں متفق ہوں گے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ اتفاق ہو اور تحقیق حق کے واسطے بیشک اندرونی مباحثات ہوا کریں مگر تہذیب کے ساتھ اور باہمی اتفاق کے ساتھ۔

میں ڈنکے کی چوٹ تمام اہل اسلام کو دعوت دیتا ہوں اور ان کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ پہلے اس سے کہ کچھ کرنا چاہیں، آپس میں اتفاق کریں اور ایک تمدنی مجلس قائم کریں جس میں ہر ایک فرقہ اسلام کے ممبر ہوں اور تمدنی اصول پر ترقی کریں۔ عبادات جس طرح چاہیں ادا کریں اور اوامر ونواہی بجالائیں۔ جو طریق کسی کو پسند ہو اختیار کرے۔ ہاں مجلس میں کوئی فریق کسی فریق کا ذکر نہ کرے، وہاں صرف ''عیسیٰ بدین خود وموسیٰ بدین خود'' پر عمل ہو۔

جب اتفاق ہو جائے اور مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ ان کا روپیہ اسی غرض پر خرچ ہوگا جس کے واسطے وہ دیں گے تب مسلمانوں کیلئے چندہ دینا درست ہے ورنہ ریش خود دست خود کا معاملہ ہوگا۔ مسلمانوں کا ہی روپیہ کھا کر احمدی بن کر گھوریں گے اور یہودی بنا کر جب کبھی بس چلا صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کریں گے

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

وما علینا الا البلاغ

ملتمس: پیر بخش، پنشنر پوسٹماسٹر سکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور بھاٹی دروازہ۔

رسالہ نمبر ۱۱

چونکہ مرزائی صاحبان کا ہینڈ بل اس مہینے کا
اب تک نہیں نکلا
اس لئے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر متواتر رسالے
جاری ہوں گے۔

حیات مسیح نمبر ا

مِنْجَانِبْ

انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

ناظرین! مرزائی صاحبان کی طرف سے اس مہینے کا بھی ہینڈ بل نہیں نکلا اس واسطے ہم حیات مسیح پر بحث کرینگے کیونکہ یہ مسئلہ انکا بہت مایہ ناز ہے بلکہ یہی انکا ہتھکنڈہ ہے کیونکہ اس پر دوسرے اعتقادی مسائل کی طرح بہت سے اعتراضات محال عقلی کے وارد ہوتے ہیں مگر تعجب ہے کہ دوسرے تمام عقائد جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائے مثلاً: قیامت کا آنا،

حشر بالاجساد ہونا، اعمال ناموں کا وزن کیا جانا، قبروں میں عذاب کی کھڑکیاں کا ہونا، پل صراط کا جہنم کی پشت پر ہونا جو تلوار سے تیز و بال سے باریک ہوگی، میزان کا ہونا، تخت رب العالمین کا ہونا، دوزخ کا وجود بہشت کا وجود، فرشتوں کا وجود، شیطان کا وجود وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی کتب سماوی پر ایمان لانا کہ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور کل انبیاء علیہم السلام جو محمد ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے حق ہیں اور خاتم النبیین کے بعد کسی رسول و نبی کا نہ ہونا، یہ سب اعتقادی مسائل ہیں ان میں عقل انسانی سے بحث نہیں کر سکتے اور نہ کوئی مسلمان ہو کر محالات عقلی و فلسفی اعتراض کر سکتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ ﷺ نے دجال کا آنا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ آنا فرمایا جیسا کہ حدیثوں میں ہے۔ اب صرف غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ہم اس کلام پاک میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہو اور مخبر صادق نے خبر دی ہو صرف اس بناء پر کہ ہماری عقل سے بعید ہے انکار کر سکتے ہیں یا تاویلات بعید از عقل و نقل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

خدا تعالیٰ نے جب قرآن مجید میں محمد رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور قانون قدرت جو آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تک انسانوں کی ولادت کے واسطے جاری تھا اسکو توڑا اور حضرت مریم کو بغیر صحبت انسان کے حاملہ کیا اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود بغیر آمیزش نطفہ مرد کے بنایا جو کہ کسی طرح ممکن نہیں تھا اور نہ کوئی نظیر ہے کہ آدم سے حضرت مریم تک کسی کنواری لڑکی نے بیٹا جنا ہو۔ حالانکہ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ بھی تصدیق فرمادی کہ وہ لڑکی عفیفہ تھی۔ جب کوئی نظیر بھی نہیں اور قانون قدرت بھی نہیں جائز رکھتا اور نہ از روئے علمِ طب کے ممکن ہے کہ کوئی لڑکا بغیر مرد کی منی کے پیدا ہو سکے۔ کیونکہ ہڈیاں نطفہ سے بنتی ہیں اور گوشت

عورت کے خون سے تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی عورت بغیر مرد کے بیٹا جنے کیونکہ ہڈیاں کے بننے کے واسطے کوئی مادہ نہیں اور قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے حضرت مریم کا سوال بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرت مریم نے محالات عقلی کا اور خلاف قانون فطرت کے ہونے کا سوال کیا تھا کہ {وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ} یعنی مجھ کو کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور نہ میں کسی مرد سے ہم صحبت ہوئی ہوں تو بغیر مرد کے نطفہ کی آمیزش کے مجھ کو کس طرح بیٹا ہوسکتا ہے۔ جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا تھا کہ ہم ایسے قدرت والے ہیں کہ ہم ظاہری اسباب کے محتاج نہیں ہیں صرف جس چیز کا ارادہ کرتے ہیں پس حکم کردیتے ہیں ہوجا وہ ہوجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم کو فلسفی جواب نہیں دیا صرف اپنی خاص قدرت کا کرشمہ بتایا کہ ہم جو چاہیں کرسکتے ہیں اور کر دکھایا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر نطفہ کے پیدا ہوئے حالانکہ ستر جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نطفہ ہی سے انسان کی پیدائش کا قانون فرماتا ہے۔

(دیکھو اسرار التنزیل، ص ۱۳، مصنفہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

اب مسلمانوں کو غور و تدبر اس امر میں کرنا چاہیے کہ حیات مسیح کا عقیدہ ان میں کیوں چلا آتا ہے۔ کیا یہ عیسائیوں کے ہم اعتقاد میں ان کے عقیدہ الوہیت کو تقویت دینے کے واسطے حیات مسیح کے قائل ہیں۔ جیسا کہ مرزائی دھوکہ دیتے ہیں کہ حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور عقیدہ الوہیت کو مدد دیتا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ اگر عیسائیوں کے ہم اعتقاد ہوتے تو جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب مانتے ہیں اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب کہہ کر کفارہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اگر مسلمان بھی ایسا عقیدہ رکھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب ہوئے تو پھر کفارہ ثابت ہوتا تھا۔ اس لئے قرآن شریف نے {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ}

سے کفارہ کی تردید کردی۔ پس مسلمان عیسائیوں کی مانند حیات مسیح نہیں مانتے۔ مسلمان تو عیسیٰ علیہ السلام کو صلب وقتل کا مورد ہی یقین نہیں کرتے اور یہ کفارہ کی تردید ہے۔

تمام اہل اسلام سلف وخلف بے عقل نہیں ہیں کہ وہ عیسائیوں کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمان صرف قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام ایمان رکھتے ہیں اور اس کی ہر بات کو بلا حجت مانتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے ہونا مانتے ہیں ایسا ہی اس کا رفع جسمانی مانتے ہیں۔ کس قدر نامعقول بات ہے کہ ایک حصہ ولادت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کسی اعتراض محال عقلی اور خلاف قانون قدرت تو مانا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک بغیر مرد کے نطفہ کے خلاف قانون قدرت پیدا ہوگئے تھے اور ہم اس واسطے مانتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے۔ مگر دوسرا حصہ رفع جسمانی کا جو کہ قرآن میں ہے اور دیگر کتابوں میں ہے، ہم نہیں مانتے کیونکہ محال عقلی ہے اور انسان آسمان پر نہیں جاسکتا اور نہ زندہ رہ سکتا ہے۔ جب پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر تو بہت اعتراضات محال عقلی کے وارد ہوتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ وہاں تو نظیر حضرت آدم علیہ السلام کی ہے۔ جو کہ بالکل خلاف محل جواب ہے۔ نظیر مریم کی ہونی چاہیے کہ کوئی باکرہ کنواری لڑکی بغیر مباشرت مرد کے بچہ جنی ہو۔ جب آدم علیہ السلام سے حضرت مریم تک کوئی نظیر نہیں ہے تو ماننا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کسی قانون فطرت کی پابند نہیں جس طرح چاہے کرسکتا ہے۔ جب کرسکتا ہے تو جو امر قرآن میں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر و معانی خود کردیئے ہیں تو پھر کسی مسلمان باایمان کا کام نہیں ہے کہ محالات عقلی کے اعتراض پر پھسل جائے۔ اگر ایسے کچے ایمان کے ہیں تو کل کو قیامت حشر بالاجساد و دوزخ بہشت عذاب ثواب پل صراط اعمال ناموں کا ہونا وغیرہ وغیرہ سب سے انکار کرنا ہوگا کیونکہ عقل انسانی

میں نہیں آتے اور یہی کفر ہے کیونکہ جب سے دنیا بنی ہے کفار، انبیاء علیہم السلام کے مقابل میں محالات عقلی کے اعتراض کر کے انکار آخرت کے آنے اور عذاب وثواب سے انکار کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ پھر مسلمان اور کافر میں فرق کیا رہا۔ پس مسلمان یہاں ہوش کریں اور جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس کو صرف زیادہ باتیں کرنے والے اور غلط بیان کرنے والے کے اعتراضات پر نہ جائیں اور کلام خدا اور رسول خدا کو حاکم بنائیں اور دین پر قائم رہیں۔

اب ہم نیچے نمبروار قرآن مجید کی آیات لکھتے ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ فوت ہونا اور رفع آسمانی ہونا حق ہے۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیثات لکھیں گے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا برحق ہے اور پھر مرزا صاحب کے پیش کردہ آیات قرآن کی جو وفات مسیح پر دلیل لائے ہیں ہر ایک کا جواب نمبروار دینگے اور بعد ازاں انکے تمام عقلی اعتراضوں کا جواب بھی دینگے چاہے کئی ایک رسالوں میں یہ مضمون ختم ہو کیونکہ یہ مضمون نہایت ضروری ہے اور یہ مرزائیوں کا حربہ ہے اور سب سے پہلے اسی پر بحث کرتے ہیں۔

دلیل اول: حیاتِ مسیح علیہ السلام کے باب میں سورۂ نساء کی یہ آیت ہے {وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا} اس آیت کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس طرح پر کیا ہے: ”**ونباشد هیچ کس از اهل کتاب را البته آورد به عیسیٰ** علیہ السلام **پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ** علیہ السلام **گواه برایشاں**“۔ فائدہ میں یہ لکھا ہے مترجم گوید یعنی ”**یهودی که حاضر شوند نزول عیسیٰ** علیہ السلام **راالبته ایمان آرند**“۔

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ اس طرح پر کیا ہے: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اسکے پہلے موت اسکی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر انکے گواہ''۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے اس طرح ترجمہ کیا ہے: ''اور جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سے سو اس پر یقین لائیں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا انکا بتانے والا''۔ فائدہ میں یہ لکھا ہے: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں آکر اسکو ماریں گے اور یہود ونصاریٰ سے ان پر ایمان لائیں گے کہ یہ مرے نہ تھے۔ انتہی''۔

یہ آیت قطعیۃ الدلالۃ حیات مسیح علیہ السلام پر ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ''موتہ'' کی ضمیر میں مفسرین کے دو ہی قول ہیں: ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے۔ پہلی صورت میں تو قطعاً مطلب حاصل ہے کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں۔ ''لَيُؤْمِنَنَّ'' کو خواہ خالص مستقبل کیلئے لیجئے اور یہی صحیح ہے۔ اور اسی پر اتفاق ہے سب نحویوں کا اور خواہ حال یا استمرار کیلئے لیجئے جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں اگرچہ اس تقدیر پر معنی فاسد ہوتے ہیں مگر ہمارا مطلب فوت نہیں ہوتا ہے۔ اور ماضی کے معنی میں لینا بالبداہت باطل ہے کیونکہ ایسا مضارع کہ جس کے اول میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ہو بمعنی ماضی نہیں آتا ہے ومن یدعی خلافه فعلیه البیان۔ اور ایسا ہی ''به'' کی ضمیر کو خواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد کیجئے یا اللہ تعالیٰ کی طرف یا آنحضرت ﷺ کی طرف اگرچہ اول ہی صحیح ہے مگر ہمارا مطلب ہر صورت میں حاصل ہے۔ مفسرین کا اختلاف اس ضمیر میں

ہمارے مطلوب میں کچھ خلل نہیں ڈالتا ہے۔ دوسرے قول پر یعنی اگر ضمیر ''موتہ'' کی اہل کتاب کی طرف پھیری جائے تب بھی ہمارا مطلب حاصل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس وقت ہم پوچھتے ہیں کہ ''بہ'' کی ضمیر کس کی طرف پھیرو گے؟ اگر آنحضرت ﷺ یا اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرتے ہو تو یہ باطل ہے تین وجوہ سے:

اول: یہ کہ سب ضمیریں واحد کی جو اس کے قبل وبعد میں آئی ہیں بالاجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں۔ پس ظاہر نص یہی ہے کہ ضمیر ''بہ'' کی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہو فان النصوص تحمل علی ظواھرھا وصرف النصوص عن ظواھرھا بغیر صارف قطعی الحاد۔ اور یہاں کوئی صارف قطعی پایا نہیں جاتا ہے۔ ومن یدعی فعلیہ البیان۔

دوم: ظاہر ضمیر غائب میں یہ ہے کہ غائب کی طرف پھرے اور آنحضرت ﷺ مخاطب ہیں اسی لئے اس رکوع میں اس آیت کے قبل وبعد جتنی ضمیریں آنحضرت ﷺ کی طرف پھرتی ہیں وہ سب ضمیریں مخاطب کی ہیں وہ یہ ہیں: {یَسْئَلُکَ}، {اَنْ تُنَزِّلَ}، {اِلَیْکَ}، {مِنْ قَبْلِکَ} اگر یہ ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف راجع ہوتی تو یوں کہنا مناسب تھا ''لیؤمنن بک''۔ علاوہ اس کے اس مقام پر آنحضرت ﷺ کیلئے کوئی اسم ظاہر نہیں آیا ہے کہ وہ مرجع اس ضمیر کا قرار دیا جائے اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے اس لئے اس رکوع میں اس آیت کے قبل وبعد جتنی ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں وہ سب ضمیریں متکلم کی ہیں وہ یہ ہیں: {فَعَفَوْنَا}، {وَاٰتَیْنَا}، {وَرَفَعْنَا}، {وَقُلْنَا}، {وَقُلْنَا} دوم، {وَاَخَذْنَا}، {حَرَّمْنَا}، {وَاَعْتَدْنَا}، {سَنُؤْتِیْهِمْ} اگر یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو یوں کہنا مناسب تھا ''لیؤمنن بی لیؤمنن بنا'' اور صرف عن الظاہر بغیر صارف قطعی غیر جائز ہے۔ اور یہاں کوئی

صارف قطعی نہیں ہے۔ ومن یدعی فعلیه البیان۔

سوم: اس تقدیر پر اس آیت میں کچھ ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ ہوگا اور حالانکہ قبل و بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اور اجنبی محض کا بلا فائدہ درمیان میں لانا خلاف بلاغت ہے اور اس اجنبی کا یہاں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ومن یدعی فعلیه البیان۔ پس ثابت ہوا کہ "به" کی ضمیر قطعاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد ہے۔ بعد اس تمہید کے میں کہتا ہوں کہ اس تقدیر پر سب ضمیریں واحد غائب کی "موته" کے پہلے کی اور بعد کی راجع ہوئیں طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پس ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ ضمیر "موته" بھی راجع ہو طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور صرف نص کا ظاہر سے بغیر صارف قطعی جائز نہیں اور یہاں کوئی صارف قطعی موجود نہیں ومن یدعی فعلیه البیان۔ پس جس تقدیر پر ضمیر کا عائد ہونا کتابی کی طرف فرض کیا گیا تھا اس تقدیر پر بھی ضمیر کا عائد ہونا طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لازم آیا صرف یہ محذور اس سے ناشی ہوا کہ ضمیر "موته" کی کتابی کی طرف پھیری گئی۔ پس ثابت ہوا کہ ارجاع ضمیر "موته" کا طرف کتابی کے باطل ہے۔ پس متعین ہوا کہ ضمیر "موته" کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے، وھو المطلوب۔ دوسری وجہ اس بات کی کہ "موته" کی ضمیر کتابی کی طرف عائد کرنا باطل ہے یہ ہے کہ اس تقدیر پر ایمان سے جو "لیؤمنن" میں ہے کیا مراد ہے آیا وہ ایمان جو زہوق روح کے وقت ہوتا ہے جو شرعاً غیر معتد بہ وغیر نافع ہے جیسا کہ مفسرین نے اس تقدیر پر اسکے ارادہ کی تصریح کی ہے تو یہ باطل ہے اس لئے کہ استقراء آیات قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں سب جگہ لفظ ایمان سے وہ ایمان مراد ہے جو قبل زہوق روح کے ہوتا ہے اور جو شرعاً معتد بہ اور نافع ہے مگر جہاں قرینہ صارفہ قطعیہ ہے چند مقامات بطور نظیر لکھے جاتے ہیں۔

بقرہ: {یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ} ایضاً، {یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ} ایضاً، {لَا یُؤْمِنُوْنَ} ایضاً،

{اٰمَنَّا بِاللّٰہِ} ایضاً، {وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ} ایضاً، {یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا} ایضاً، {وَاِذَاقِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآئُ} ایضاً، {وَاِذَالَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا} ایضاً، {فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْافَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ} ایضاً، {وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ} ایضاً، {اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ} ایضاً، {وَاِذَالَقُواالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا} ایضاً، {وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ} ایضاً، {وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ} ایضاً، {اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ} ایضاً، {وَلَوْاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا} ایضاً، {وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ} ایضاً، {لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنم بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ} ایضاً، {اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ} ایضاً، {وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ} ایضاً، {قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ} ایضاً، {فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ} ایضاً، {وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ} ایضاً، {وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ} ایضاً، {وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ} ایضاً، {وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ} ایضاً، {وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا} ایضاً، {وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ} ایضاً، {اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا} ایضاً، {وَ لَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ} ایضاً، {وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ} ایضاً، {مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ} ایضاً، {اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ} ایضاً، {فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ} ایضاً، {وَیُؤْمِنْم بِاللّٰہِ} ایضاً، {اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا} ایضاً، {قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا} ایضاً، {وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا} ایضاً، {اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ} ایضاً، {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ

مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ} ایضاً، {اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ} ۔پس ظاہرایمان سے وہ ایمان ہے جوقبل زہوق روح کے ہوتا ہےاورصرف نص کاظاہر سے بغیر صارف قطعی جائزنہیں ہےاور یہاں کوئی صارف قطعی موجودنہیں ہے، ومن یدعی فعلیه البیان۔علاوہ اس کےاس وقت لفظ ''قبل ''کوظاہرمعنی سےصرف کر کے بمعنی عند یاوقت کے لیناپڑے گااورکوئی صارف قطعی یہاں موجودنہیں ہے،ومن یدعی فعلیه البیان۔ اس وقت بجائے ''قبل موته'' کے عند موته یاحین موته یا وقت موته کہنا مقتضائے حال تھااس سے عدول کرنے کی کیاوجہ ہے۔یامراد ''لیؤمنن'' میں ایمان سے وہ ہے جوقبل زہوق روح کےہوتا ہے۔پس اس صورت میں یایہ حکم عام ہے ہرکتابی کیلئے،توکذب صریح حق تعالیٰ کےکلام میں لازم آتا ہے کیونکہ ہم بالبداہت دیکھتے ہیں کہ صدہا ہزارہا اہل کتاب مرتے ہیں اوراپنے مرنے سے پہلے معنی قبل زہوق روح کے وہ ایمان شرعی جومعتد بہ اورنافع ہےنہیں لاتے۔تعالی اللّٰہ عن ذالک علوا کبیرا۔اوراگر کسی خاص زمانے کے اہل کتاب کیلئے یہ حکم ہےتوقید ''قبل موته''کی لاطائل ہوتی ہے یہ کلام توبعینہٖ ایساہوا کہ کوئی کہے کہ آج میں نے اپنی موت سےپہلےنماز پڑھ لی۔آج میں نے اپنی موت سے پہلے کھاناکھالیا۔آج میں نے اپنی موت سے پہلےسبق پڑھ لیا۔آج میں اپنی موت سے پہلے کچہری گیا۔ظاہر ہے کہ یہ کلام مجنونانہ ہےایساہی اللہ تعالیٰ کےکلام کا مجنونانہ ہونالازم آتا ہے۔تعالی اللّٰہ عما یقوله الظالمون۔مرزاصاحب خودبھی اپنی کتاب ''توضیح المرام''اور''ازالۃ الاوہام'' کے چندمواضع میں ضمیر ''موته'' کاحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیرناتسلیم کرچکےہیں اب اگرتسلیم کرتے ہیں تومدعا ہماراحاصل ہے۔ اوراگرنہیں تسلیم کرتےتواسکی وجہ بیان کریں کہ ''توضیح المرام''اورازالۃ الاوہام'میں کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھیری۔اب بدلیل تحقیقی والزامی ثابت ہوگیاکہ مرجع ضمیر

''موتہ'' کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اس تقدیر پر ہمارا مدعا یعنی حیاتِ مسیح علیہ السلام قطعاً ثابت ہوا۔ فتح البیان میں ہے کہ سلف میں ایک جماعت کا یہی قول ہے اور یہی ظاہر ہے اور بہت سے تابعین وغیرہم اسی طرف گئے ہیں۔ فتح الباری میں ہے ابن جریر نے اس قول کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اور ابن جریر وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ حدیث بخاری و مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بسند صحیح منقول ہے اور اس کے خلاف جو روایت ان سے ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مرقوم ہے۔ ابن کثیر میں ہے کہ ابومالک و حسن بصری و قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیر واحد کا یہی قول ہے اور یہی قول حق ہے۔ مرزا صاحب کی طرف سے اس دلیل پر دو اعتراض ہوئے: ایک یہ کہ یہ آیت ذوالوجوہ ہے چند احتمالات مفسرین نے اس کے معنی میں لکھے ہیں۔ پس یہ آیت کیسے قطعی الدلالۃ ہوسکتی ہے۔ اس کا جواب خاکسار کی طرف سے دیا گیا کہ آیت کا ذوالوجوہ ہونا اور اسکے معنی چند احتمالات کا ہونا منافی قطعیہ نہیں ہے کیونکہ ہم نے سب وجوہ و احتمالات مخالفہ کو دلیل الزامی و قطعی سے باطل کر دکھایا۔ دوسرا اعتراض یہ ہوا کہ اثر ابن عباس و قراءت ابی بن کعب اس پر دال ہے کہ مرجع ''موتہ'' کا کتابی ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اسکا جواب خاکسار کی طرف سے یہ ہوا کہ یہ اثر و قراءت مجروح ہیں احتجاج کے لائق نہیں ہیں چہ جائیکہ صارف قطعی ہوں ایک طریق اثر مذکور میں ایک راوی ابو حذیفہ ہے یہ ابوحذیفہ یا موسیٰ بن مسعود ہے اور اس طریق میں عبداللہ بن نجیح یسار المکی ہے وہ مدلس ہے اور عنعنہ مدلس کا مقبول نہیں ہے۔ دوسرے طریق میں محمد بن حمید رازی ہے وہ ضعیف ہے۔ تیسرے طریق میں عتاب بن بشیر و خصیف واقع ہیں روایات عتاب کے خصیف سے مناکیر ہیں اور خصیف میں بہت جرح ہے۔ چوتھے طریق میں سلیمان بن داؤد طیالسی ہے وہ کثیر الغلط ہے ہزار احادیث کی روایت میں اس نے خطاء کی ہے۔ قراءت ابی

بن کعب کی روایت میں بھی عتاب وخصیف واقع ہیں عبارات ان راویوں کے متعلق تحریر چہارم میں منقول ہیں، من شاء فلیرجع الیہ۔

دلیل دوم: سورۂ نساء کی یہ آیت ہے: {وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا} شاہ ولی اللہ صاحب اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''وبیقین نہ کشتہ اند اورا بلکہ برداشت اورا خدائے تعالیٰ بسوئے خود ہست خدا غالب استوار کار''۔ شاہ رفیع الدین صاحب لکھتے ہیں: ''اور نہ مارا اسکو بیقین بلکہ اٹھالیا اسکو اللہ نے طرف اپنے اور ہے اللہ غالب حکمت والا''۔ شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں: ''اور اسکو مارا نہیں بیشک بلکہ اسکو اٹھالیا اللہ نے طرف اپنے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا''۔ فائدہ میں لکھتے ہیں: ''فرمایا کہ اسکو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے اسکی ایک صورت انکو بنادی اس صورت کو سولی پر چڑھایا'' انتہی (ملخصا)۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ مرجع رفع کی ضمیر کا مسیح بن مریم رسول اللہ ہے اور مراد مرجع سے قطعاً روح مع الجسد ہے کیونکہ مورد قتل روح مع الجسد ہے نہ صرف روح۔ اور ایسا ہی ضمائر {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ}، {وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا} سے بھی مراد قطعاً روح مع الجسد ہے۔ اور جس کے قتل کا یہود دعویٰ کرتے تھے اسی کے قتل وصلب کی نفی اور رفع کا اثبات حق تعالیٰ کو منظور ہے۔ پس ظاہر نص قرآنی یہی ہے کہ رفع سے مراد رفع روح مع الجسد ہے۔ رفع کی ضمیر صرف روح کی طرف عائد کرنا یا مضاف مقدر ماننا یعنی تقدیر عبارت یوں کرنا بل رفع روحہ صرف نص کا ظاہر سے ہے اور صرف النص عن الظاهر بغیر صارف قطعی کے جائز نہیں۔ اور صارف قطعی یہاں غیر متحقق ہے۔ ومن یدعی فعلیہ البیان۔ اور مؤید اس کی یہ بات ہے کہ ''بل رفعہ'' میں ''بل'' اضراب کا ہے۔ پس وہ رفع مراد ہونا چاہیے جو مقابل ہو قتل کا یعنی قتل کے ساتھ جمع نہ ہوسکے اور رفع روحانی قتل کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ عموماً اہل اسلام جانتے ہیں کہ شہداء جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں انکے لئے

بھی رفع روحانی ہوتا ہے۔ پس متعین ہوا کہ مراد رفع سے رفع روح مع الجسد ہے، وھو المطلوب۔ اور یہ بات بھی اس کی مؤید ہے کہ رفع کا لفظ صرف دونبیوں کیلئے آیا ہے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت ادریس علیہ السلام اس تخصیص کی کیا وجہ ہے رفع روحانی کوتو کچھ ان دونبیوں کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے یہ رفع توسب نبیوں بلکہ عامہ صالحین کیلئے بھی ہوتا ہے۔ اثر صحیح ابن عباس جس کی رجال صحیح ہیں اور حکماً وہ مرفوع ہے رفع الروح مع الجسد پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے اس کی عبارت آئندہ نقل کی جائے گی، فانتظر۔

مرزا صاحب نے اس دلیل کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ اس آیت میں اس وعدہ کے ایفاء کی طرف اشارہ ہے جو دوسری آیت میں ہو چکا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے ”یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ گویا مرزا صاحب نے آیت {یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} کو صارف ٹھہرایا ظاہر معنی {وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًام ○ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ} سے لیکن اس آیت کا صارف ہونا اس وقت ہوسکتا ہے کہ توفی سے مراد قطعاً موت ہو اور یہ متوقف اس پر ہے کہ حقیقی معنی توفی کے موت کے ہوں بلاقرینہ یہ معنی متبادر ہوتے ہوں حالانکہ ہم نے تحریر چہارم میں ثابت کردیا کہ توفی کا استعمال جس جگہ بمعنی موت قرآن مجید میں آیا ہے وہاں قرینہ قائم ہے اور یہ بھی ثابت کردیا کہ حقیقی معنی توفی کے اخذالشیٔ وافیا کے ہیں یعنی کسی چیز کا پورا لینا اسکو اگرچہ خاکسار نے تحریر اول میں غیر قطعیۃ الدلالۃ لکھا ہے مگر اب میری رائے یہ ہے کہ یہ آیت قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح علیہ السلام پر۔

دلیل سوم: سورۂ آل عمران کی یہ آیت ہے: {وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ} ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”وبدسگالیدند کافراں وبدسگالید خداوندقوی ترست ازہمہ بدسگالال

آنگاہ کہ گفت خدا اے عیسیٰ ہر آئینہ من بر گیرندۂ توام و بر دارندۂ توام بسوئے خود و پاک کنندۂ اقوام از صحبت کسانے کہ کافر شدند و گردانندۂ تابعان توام بالائے کافراں تا روز قیامت‘‘۔شاہ رفیع الدین صاحب ’’اور مکر کیا انھوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنے اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کرینگے تیری اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن تک‘‘۔شاہ عبد القادر صاحب ’’اور فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے جسوقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کردونگا کافروں سے اور رکھوں گا تیرے تابعوں کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک‘‘۔ **فائدہ**: یہود کے عالموں نے اس وقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اسنے لوگ بھیجے کہ انکو پکڑ لائیں جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یار سَرَک گئے اس شتابی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ایک صورت انکی رہ گئی اس کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا‘‘ انتہی۔

وجہ استدلال کی یہ ہے کہ توفی کے اصلی و حقیقی معنی اخذ الشئ وافیا کے ہیں جیسا کہ بیضاوی و قسطلانی و فخر الرازی وغیرہم نے لکھا ہے عبارات انکی تحریر چہارم میں منقول ہیں من شاء فلیرجع الیہ۔ اور موت توفی کے معنی مجازی ہیں نہ حقیقی اس واسطے بغیر قیام قرینہ کے موت میں استعمال نہیں ہوتا ہے۔ تحقیق اس کی تحریر چہارم میں کی گئی اور یہاں کوئی قرینہ موت کا قائم نہیں ہے و من یدعی فعلیہ البیان۔ اس لئے اصل و حقیقی معنی یعنی اخذ الشئ وافیا مراد لئے جائینگے اور انسان کا وافیا لینا یہی ہے کہ مع روح وجسم کے لیا

جائے وھو المطلوب۔ یہ آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح علیہ السلام پر۔ مرزا صاحب اوران کے اتباع اس آیت کوقطعیۃ الدلالۃ وفات مسیح علیہ السلام پر سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کا قطعیۃ الدلالۃ ہونا حیات مسیح پر اس عاجز سے ثابت کرا دیاو للہ الحمد علی ذالک۔ اگر کہا جائے کہ توفی اسوقت عین رفع ہوئی توقول اللہ تعالیٰ کا ورافعک تکرار ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ توفی کا لفظ چونکہ بمعنی موت ونوم بھی آتا ہے اسلئے لفظ رافعک سے تعیین مراد مقصود ہے اب تکرار نہ ہوئی۔ جیسا کہ آیت {ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ م بَعْدِ مَوْتِكُمْ} میں بعث کوموت کے ساتھ مقید کیا ہے اس لئے کہ بعث اغماء ونوم سے بھی ہوتا ہے اور جیسا کہ {حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ} میں موت کا لفظ تعیین مراد کے لئے ہے۔

چوتھی دلیل: سورۂ مائدہ کی یہ آیت ہے: {وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ} شاہ ولی اللہ صاحب ''وبودم برایشاں نگہبان ما دامیکہ درمیان ایشاں بودم پس وقتیکہ برگرفتی مراتو بودی نگہبان برایشاں'' فائدہ میں لکھتے ہیں: یعنی ''برآسمان بردی''۔ شاہ رفیع الدین صاحب ''اور تھا میں اوپر ان کے شاہد جب تک رہا میں بیچ ان کے پس جب قبض کیا تو نے مجھ کو تھا تو ہی نگہبان اوپر ان کے''۔ شاہ عبدالقادر صاحب ''اور میں انسے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی'' انتہی۔

وجہ استدلال وہی ہے جو اوپر کی آیت میں گزری یعنی معنی حقیقی توفی کے اخذ الشئ وافیا ہیں اور صرف حقیقت سے مجاز کی طرف بغیر صارف کے جائز نہیں اور صارف یہاں موجود نہیں ہے بلکہ ایک لفظ تعیین مراد کرنے والا یعنی رافعک آیت سابقہ میں موجود ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ نے آیت {مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} میں توفی ورفع کو جمع کیا ہے اور {بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ} میں رفع پر قصر کیا ہے اور {فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ} میں توفی پر قصر کیا ہے اسمیں اشارہ ہے اس طرف کہ توفی ورفع ایک چیز ہے مقصود زیادت لفظ رفع سے صرف تعیین مراد ہے یہ آیت بھی قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح علیہ السلام پر۔ مرزا صاحب اور انکے اتباع اس آیت کو بھی قطعیۃ الدلالۃ وفات پر سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے اس آیت کا قطعیۃ الدلالۃ حیات پر ہونا اس ہیچمدان پر ظاہر فرمایا الحمد للّٰہ علی ذالک۔

پانچویں دلیل: سورۂ آل عمران کی یہ آیت ہے: {وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَکَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ} شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''وسخن گوئد بامردماں در گہوارہ ووقت معمری وباشد از شائستگان''۔ شاہ رفیع الدین صاحب ''اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ اور صالحون سے ہے''۔ شاہ عبدالقادر صاحب ''اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں سے'' انتہی۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اصل سن کہولت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک تیس (۳۰) ہے اور بعض کے نزدیک بتیس (۳۲) اور بعض کے نزدیک تینتیس (۳۳) اور بعض کے نزدیک چالیس (۴۰)۔ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے: ''وقال اوثلث وثلثون او اربعون وآخرها خمسون او ستون ثم یدخل فی سن الشیخوخة'' انتہی۔

شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی میں لکھتا ہے ''واول سن الکهولة ثلثون وقیل اثنان وثلثون وقیل ثلث وثلثون وقیل اربعون وآخر سنها خمسون وقیل ستون ثم یدخل الانسان فی سن الشیخوخة'' انتہی۔ اور ہم مامور ہیں اس بات کے ساتھ کہ جب

اختلاف ہوتو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ردّ کریں {فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ} موافق اس کے اب ہم رجوع حدیث کی طرف کرتے ہیں تو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں اہل جنت کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’لا یفنی شبابه‘‘ (رواہ مسلم)۔ اور حدیث ابوسعید وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا ان لکم ان تشبوا افلا تھرموا أبدا (رواہ مسلم)۔ اور اس باب میں احادیث بکثرت ہیں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ اہل جنت کا شباب کبھی زائل نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تینتیس ۳۳ برس کی عمر کے ہونگے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں اٹھائے گئے اسکے ثبوت کیلئے تفسیر ابن کثیر کی یہ عبارت کافی ہے ’’فانه رفع وله ثلث وثلثون سنة فی الصحیح وقد ورد فی حدیث فی صفة اهل الجنة انهم علی صورة آدم ومیلاد عیسیٰ ثلث وثلثون سنة‘‘۔

(باقی آئندہ)